50 سے زائد علماو مفتیان کرام کے
فتاوٰی و تصدیقات کے ساتھ

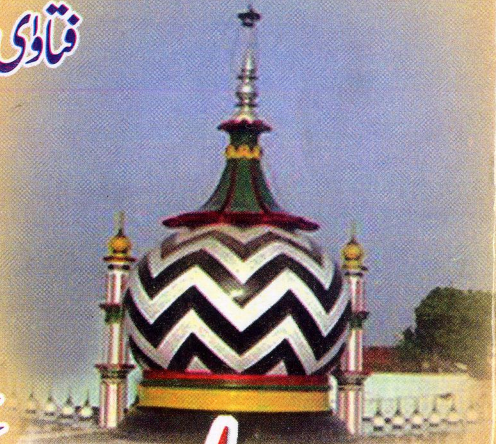

جسٹس کرم شاہ الازہری
کے اہلسنت و جماعت سے اعتزالی نظریات کا تحقیقی و

علمی محاسبہ

از
مولانا محمد فاروق قادری رضوی (یو۔کے)

انجمن فکرِ رضا (یو۔کے)

پچاس سے زائد علماء ومفتیان کرام کے فتاویٰ وتصدیقات وتاثرات کے ساتھ

جسٹس کرم شاہ بھیروی کے

اہلسنّت وجماعت سے اعتزالی نظریات کا تحقیقی وتنقیدی و

علمی محاسبہ

مولانا محمد فاروق قادری رضوی

ناشر: انجمن فکر رضا U.K

﴿جملہ حقوق محفوظ ہیں﴾

نام کتاب......علمی محاسبہ

مئولف......مولانا محمد فاروق رضا قادری رضوی

باہتمام......انجمن فکر رضا U.K

تعداد......1100

سن اشاعت......جولائی 2013ء

صفحات......512

قیمت......600روپے (GBP 15)

ملنے کا پتہ

Gloucester College,
Derby Road,
Gloucester GL1 4AE
Email : shahkot@hotmail.co.uk

﴿فہرست﴾

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	انتساب	1
2	مقدمہ	2
3	اہلسنّت کے تابندہ اصول	5
4	دیوبندیوں کی کفریہ عبارات	7
5	علمائے اہلسنّت کا تعاقب	15
6	علمائے اہلسنّت کے چند فتاویٰ و فیصلہ جات	16
7	علامہ غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمۃ	16
8	امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ	17
9	علمائے حرمین کا فتویٰ	18
10	علمائے ہندوپاک کا فتویٰ	18
11	علمائے اہلسنّت کا اجماعی مؤقف	21
12	خلاصۃ الکلام	26
13	جسٹس کرم شاہ بھیروی کا شذوذ و اعتزال	27
14	اللہ تعالیٰ کیلئے ''ستم ظریفی'' کا لفظ	29
15	ستم ظریفی کا معنی	30

16	اللہ تعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت کرنے کا حکم؟	31
17	علمائے بھیرہ کا اعتراف	33
18	ترجمہ قرآن کی ایک جھلک	35
19	تحقیقات انیقہ کی ایک انوکھی مثال	35
20	پتھر کی مورتیوں کیلئے اختیارات کا نظریہ	36
21	گستاخ رسول کا تحفظ	37
22	بھیروی حضرات کی ایک فاسد تاویل	38
23	تاویل یا تحریف اور عذر لنگ؟	40
24	تبدیل شدہ جملے کا حال	42
25	بھیروی صاحب کا اعتراف توہین رسالت	44
26	کفر کی تردید، عمر برباد کرنا ہے	44
27	تحذیر الناس کی حمایت	45
28	عذر گناہ بدتر از گناہ	47
29	اکابرین اہلسنّت کی مخالفت	52
30	قضیہ فرضیہ کا ڈھکوسلا	53
31	حافظ احمد بخش کی دروغ گوئیاں	56
32	دیوبندیوں کو اہلسنّت بنادیا	59
33	عبارت کا ماحاصل	59
34	اس عبارت کے خطرناک نتائج	60
35	دیوبندیوں سے اہلسنّت کا اصولی اختلاف	61
36	دیوبندی نظریات کی ایک جھلک	62
37	حضرت ابوالبرکات شاہ علیہ الرحمۃ کا ردّ عمل	65
38	غلام نصیر الدین سیالوی کا تبصرہ	66
39	مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کا تبصرہ	67
40	دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کی ثقاہت کا اعتراف	67
41	صلح کلیت کا بھرپور مظاہرہ	71
42	عیسائیوں کی عظمت کو سلام	74
43	اعتراف حقیقت	74
44	سعودی نجدی امام کی اقتداء	77
45	طلاق ثلاثہ کا انکار	78
46	بھیرویوں کی غلط تاویلیں	79
47	بھیروی صاحب پر اتمام حجت	80
48	پروفیسر حبیب اللہ چشتی کی فیصلہ کن تحریر	85
49	ترجمہ ''جمال القرآن'' میں گرامر کی اغلاط	88

50	جسٹس کرم شاہ بھیروی اپنے شیخ کی نظر میں	95
51	پہلا فتویٰ	96
52	دوسرا فتویٰ	99
53	تیسرا فتویٰ	100
54	چوتھا فتویٰ	100
55	پانچواں فتویٰ	101
56	چھٹا فتویٰ	101
57	ساتواں فتویٰ	102
58	آٹھواں فتویٰ	102
59	نانواں فتویٰ	103
60	خواجہ صاحب کا فرمان، کرم شاہ وہابی ہے	106
61	**کرم شاہ بھیروی کی صلح کلیت کا انجام** (از: سید علامہ تبسم بادشاہ بخاری)	107
62	ختم نبوت نمبر پر ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ'' کا تبصرہ	174
63	مولانا مفتی محمد عبدالمجید سعیدی کی تائید	174
64	کرم شاہ بھیروی، شیر اہلسنّت حضور مفتی محمد عنایت اللہ قادری کی عدالت میں	176
65	مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب بنام جسٹس کرم شاہ بھیروی	180
66	تفسیر ضیائے القرآن، اونچی دُکان پھیکا پکوان	181
67	تفسیر ''ضیائے القرآن'' کی صدائے بازگشت	187
68	''ضیائے حرم'' کی کھلم کھلا دیوبندیت و وہابیت نوازی	189
69	پیر صاحب سے استفسار	190
70	''ضیائے القرآن'' میں اتحاد کا رد اور عملاً اتحاد کا معمہ؟ (قسط اول)	192
71	''ضیائے القرآن'' میں مخالفین کا ردّ اور عملاً اتحاد چہ معنی دارد؟ (قسط دوم)	196
72	''ضیائے حرم'' فتاویٰ رضویہ کی عدالت میں	201
73	مسئلہ طلاق ثلاثہ	204
74	ابن تیمیہ کی پیروی اور وہابیت کا فروغ آپ کے شایانِ شان نہیں	206
75	ماہنامہ ''ضیائے حرم'' اور مودودی وہابی بدبخت کی تعزیت	207
76	ماہنامہ ''ضیائے حرم'' اور بلغۃ الحیران کے گستاخانہ عقائد	209
77	ماہنامہ ''ضیائے حرم'' اور نام نہاد تفسیر جواہر القرآن کے گستاخانہ عقائد	213
78	پیر محمد کرم شاہ صاحب کرم فرمائیں	216
79	آراء و تاثرات	218

80	اُستاذ المناطقہ علامہ عطاء محمد بندیالوی علیہ الرحمۃ	219
81	مسلک الحقائق (از: مولانا محمود احمد نعیمی گجراتی)	224
82	علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب کا خط	234
83	مولانا حسن علی رضوی کے تاثرات	236
84	مولانا مفتی محمد سردار علی نقشبندی (آف گوجرہ) کا تبصرہ	237
85	سید وجاہت رسول قادری صاحب کا اظہار برأت	238
86	پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کی لاتعلقی	239
87	مولانا پیر محمد چشتی چترالی (آف پشاور) کے تاثرات	240
88	کرم شاہ الازہری کی ضیاء پاشی یا ضیاع کاری (از: مولانا مفتی ظہور احمد جلالی)	241
89	فتاویٰ علمائے اہلسنّت بر جسٹس کرم شاہ بھیروی	248
90	استفتاء	249
91	فیصلہ شرعیہ مرکزی دارالافتاء بریلی شریف مع تصدیقات	252
92	از: تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری بریلوی مع تصدیقات	253
93	فیصلہ شرعیہ جامعہ منظر اسلام بریلی شریف مع تصدیقات	254
94	فتویٰ از: شارح بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ	258
95	فتویٰ از: حضرت علامہ محمد اجمل سنبھلی قادری علیہ الرحمۃ	259
96	مفصل فتویٰ از: نبیرہ صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی مدظلہ العالی امجدی دارالافتاء کراچی	262
97	فتویٰ از: علامہ مفتی احمد میاں برکاتی	280
98	فتویٰ: دارالافتاء جامعہ ارشد العلوم (بھارت) از: علامہ مفتی ابرار احمد امجدی برکاتی	281
99	فتویٰ: جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف	285
100	تصدیق: پروفیسر محمد انوار حنفی	286
101	فتویٰ: جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد	287
102	تصدیق: علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی علیہ الرحمۃ	287
103	فتویٰ: جامعہ نعمانیہ (لاہور)	288
104	تصدیق: صاحبزادہ مولانا محمد غوث رضوی آف سمندری	291
105	فتویٰ از: علامہ فضل احمد چشتی	292
106	فتویٰ از: ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری	294
107	فتویٰ از: مفتی محمد جمیل رضوی	296
108	فتویٰ از: علامہ مفتی محمد نعیم اختر نقشبندی	298
109	علمائے نیپال کا شرعی فیصلہ	299
110	فتویٰ از: مفتی محمد اشرف قادری (شیخوپورہ)	302

111	مفصل فتویٰ از: علامہ مفتی غلام محمد شرقپوری	304
112	کرم شاہ کے نظریات کا شرعی جائزہ	311
113	کرم شاہ کی عبارات پر کفر عاشق ہے	315
114	مسئلہ طلاق ثلاثہ	317
115	مذاہب اربعہ سے خروج گمراہی ہے	318
116	دعوت نظر وفکر	321
117	تحذیر الناس کی عبارت کا علمی محاسبہ	324
118	قضیہ شرطیہ کی صورت میں عبارت کا شرعی تصور	325
119	کذب باری تعالیٰ کی تحقیقی نوعیت	326
120	لزوم کفر اور التزام کفر کی شرعی تصویر	334
121	مسئلہ لزوم کفر اور التزام کفر کی تفصیلی حیثیت	335
122	اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں!	338
123	پروفیسر کے موازنہ کا شرعی اور علمی جائزہ	339
124	فتویٰ از : مفتی مختار علی رضوی آف گوجر خان	341
125	چند شبہات کا ازالہ	348
126	مدیر افکار رضا بمبئی محمد زبیر قادری صاحب کے تاثرات	356
127	مولوی شوکت سیالوی صاحب کے چند مغالطات اور ان کے جوابات	360

128	آئینہ حقائق	390
129	حاجی ابوداؤد صادق صاحب اور ان کے متوسلین کرم فرمائیں	403
130	مولانا **محمد حسن علی رضوی** آف میلسی کی نظر میں کرم شاہ حسام الحرمین کے مخالف ہیں	406
131	بھیرویوں کی صلح کلیت کا ایک اور ثبوت	412
132	اہم فتاویٰ جات وتصدیقات اور کتب کے صفحات کا عکس	418
133	جسٹس کرم شاہ ازہری کے اہلسنت کی تعریف پر دستخط کا سہارا	498

انتساب

حضور پرنور، لامع النور، موفور السرور، قامع الشرور والفسق والفجور، غوث الانام

مجمع العلم والحلم والاحترام، امام العلماء ومقدام الفضلاء

لازال بالافادۃ والعز والاکرام، عالم اہل سنت، مجدد مائۃ حاضرہ، الحافظ، القاری

حضرت **امام الشاہ محمد احمد رضا خان** قادری

برکاتی بریلوی رضی اللہ عنہ

و جسٹس کرم شاہ کے استاد، خلیفہ اعلیحضرت، سید السادات، صدر الافاضل،

فخر الاماثل، عالم شریعت، رہبرِ طریقت،

حضرت علامہ مولانا سید **نعیم الدین** مراد آبادی علیہ رحمۃ الھادی

کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب!

جنہوں نے اطیب البیان اور التحقیات لدفع التلبیسات جیسی تحقیقی کتب لکھ کر دیابنہ وہابیہ کا رد بلیغ فرمایا۔

نیاز مند

/

محمد فاروق قادری رضوی

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

وعلی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

اسلام دین حق ہے، باقی ادیان باطل ومردود ہیں، اسلامی تعلیمات کے حاملین کو مسلمان کہا جاتا ہے۔ بعض لوگ مسلمان کہلا کر بھی اسلام کی متعین کردہ حدود وقیود پر کماحقہ، عمل پیرا نہیں ہوتے۔ ان کے عقائد واعمال میں کجی اور اعتزال ہوتا ہے اور خود ساختہ نظریات پر کاربند ہونے کی وجہ سے شریعت وسنت کی شاہراہ سے ہٹ جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو بدمذہب، بے دین اور اہل بدعت کہتے ہیں اور ان کے مقابلے میں جو لوگ جادۂ حق پر گامزن اور صراط مستقیم پر قائم رہتے ہیں انہیں اہلسنّت وجماعت کا نام دیا گیا ہے۔

احادیث مبارکہ میں جگہ جگہ اس حقیقت کو بے نقاب کیا گیا ہے کہ ناجی جماعت فقط اہلسنّت ہی ہے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین و سبعین ملة وتفترق امتی علی ثلث و سبعین ملة کلھم فی النار الا ملة واحدة قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیه و اصحابی (ترمذی ۲/۸۹، مشکوٰۃ ص ۳۰)

یعنی بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے اور میری اُمت تہتر گروہوں میں بٹے گی۔ ایک جماعت کے سوا سارے دوزخی ہوں گے۔ انہوں (صحابہ کرام رضی اللہ

عنہم) نے پوچھا: یارسول اللہ! وہ کون سی جماعت ہے۔ فرمایا: جو میرے اور میرے صحابہ کے راستے پر ہوگی۔

یہی مضمون سیدنا امیر معاویہ، سیدنا عوف بن مالک، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہ سے مروی ہے۔ تفصیل کیلئے ابوالحقائق مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجددی کی کتاب ''اہل جنت، اہل سنت'' دیکھئے۔

o...... امام غزالی علیہ الرحمۃ کی نقل کردہ روایت میں صراحت ہے

قال اهل السنة والجماعة (احیاء العلوم ۳/۲۴۴)

نجات پانے والے لوگ اہلسنّت وجماعت ہیں۔

o...... حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

فلا شک ولا ريب انهم هم اهل السنة والجماعة.

(مرقاۃ ۱/۲۴۸)

اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ نجات یافتہ لوگ صرف اہلسنّت وجماعت ہیں۔

o...... امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

نجات کا طریقہ یہی ہے کہ اقوال وافعال اور اصول وفروع میں اہلسنّت وجماعت کثرھم اللہ سبحانہٗ کی اتباع کی جائے کیونکہ وہی نجات پانے والی جماعت ہے اور ان کے علاوہ سب فرقے زوال کے گھیرے اور ہلاکت کے دھانے پر کھڑے ہیں۔ آج کوئی اس بات کو جانے یا نہ جانے کل ہر کوئی جان لے گا لیکن پھر فائدہ نہ ہوگا۔ (مکتوبات دفتر اوّل مکتوب ۶۹)

o...... شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

فرقہ ناجیہ اہلسنّت وجماعت اند۔ نجات پانے والا گروہ اہلسنّت وجماعت ہے۔ (اشعۃ اللمعات ۱/۱۴۰)

o...... امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

اسماعیل فقیہ فرماتے ہیں، میں نے خواب میں حافظ ابوحامد حاکم سے پوچھا کہ تمہارے نزدیک کون سی جماعت نجات حاصل کرتی ہے تو انہوں نے فرمایا: اہلسنّت۔

(شرح الصدور، ص ۳۷۰)

o...... علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ہمارے شیخ حضرت روح اللہ علیہ الرحمۃ نے قبل از وصال فرمایا، آگاہ ہو جاؤ! میرے پاس دنیا کا مال نہیں کہ میں اس کے متعلق وصیت کروں، لیکن میں شریعت، طریقت، معرفت اور حقیقت ہر اعتبار سے مسلک اہلسنّت پر گامزن ہوں۔ مجھے اسی اعتبار سے پہچانو اور دنیا و آخرت میں میرے گواہ ہو جاؤ۔ بس میری یہی وصیت ہے۔ (تفسیر روح البیان ۵/۱۰۱)

o...... شیخ العرفاء حضرت الشیخ محمد بن سلیمان جزولی علیہ الرحمۃ بارگاہ خداوندی میں دست بدعا ہیں: وامتنا على السنة والجماعة. (دلائل الخیرات ص ۸۲)

اے اللہ! ہمیں مسلک اہلسنّت وجماعت پر وفات عطا فرما!

o...... مفسر قرآن علامہ احمد (ملا جیون) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

تحقیق اور سچائی یہی ہے کہ مسلک اہلسنّت وجماعت پر کاربند رہنے والا ہی کامیاب ہوگا۔ (تفسیرات احمدیہ ص ۴۰۷)

o...... شارح شرح عقائد علامہ عبدالعزیز پرہاری لکھتے ہیں: حق والے (صرف) اہلسنّت وجماعت ہے...... ہمارا مذہب اہلسنّت وجماعت ہے۔ (النبراس ۲۵-۱۹)

o...... شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

متواتر معلومات اوراحادیث وآثار کے گہرے مطالعہ کے بعد ثابت ہوا ہے کہ پہلے تمام نیک لوگ مثلاً صحابہ کرام' تابعین عظام اوران کے بعد آنے والے تمام بزرگ اور متقی لوگ اسی (مسلک) اہلسنّت پر ہی قائم تھے اور صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث' جوکہ مشہور معتمد علیہ جن پر احکام اسلام کا دارومدار ہے۔ان کے مصنفین اور مذاہب اربعہ کے مجتہدین اور دیگر ارباب فقہ تمام کے تمام اسی مسلک ومذہب (اہلسنّت وجماعت) پر ہی کاربند تھے۔(اشعۃ اللمعات ۱/۱۴۰)

ان تمام عبارات وحوالہ جات سے معلوم ہوا کہ آج تک جتنے بھی نیک' متقی پرہیزگار' اولیاء' صلحاء اوراکابرین گزرے ہیں' ان کا مسلک صرف اورصرف اہلسنّت و جماعت تھا اوراگر کوئی شخص اس مسلک کو چھوڑ دے تو تباہ وبرباد ہوجائے گا کیونکہ نجات فقط طریقۂ اہلسنّت میں ہے۔

اہلسنّت کے تابندہ اصول:

یہاں اہلسنّت کے چند بنیادی اصول (عقائد ونظریات) لکھے جاتے ہیں تاکہ اصل اورنقل کی پرکھ ہوسکے۔

o...... صانع عالم جل مجدہٗ واجب الوجود ازلی ابدی ہے، اس کا کوئی مثل نہیں نہ ذات میں ہے، نہ صفات میں۔

o...... وجوب وجود' استحقاق عبادت' خالقیت' باختیار خود' تدبیر کائنات' کلی وجزوی اسی ذات مقدس سے مختص ہیں۔

o...... حیاۃ' قدرت' علم' کلام' سمع' بصر ارادہ، صفاتِ ذاتیہ حق سبحانہ کی ہیں' ان سب

سے ازلاً متصف ہے۔باقی صفات فعلیہ' سلبیہ' اضافیہ ہیں۔

o...... شفائے مریض' عطائے رزق' ازالہ تکالیف ومصائب بطور استقلال وخلق اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

o...... استواء علی العرش' ضحک' وجہ ید وغیرہ صفات منصوصہ' مثل صفات ثمانیہ سمع' بصر علم' ارادہ' کلام' قدرت' حیاۃ' تکوین' بے چون وبے چگون ہیں۔

o...... جوہر' عرض' جسم' مکان' زمان' جہت' انتقال' تبدیل' ذاتی وصفاتی' جہل، کذب ممکنات سے مختص ہیں، ذات حق پرسب محال بالذات ہیں۔

o...... اہلسنّت کا اجماع ہے کہ جس اسم کے معنی میں تنقیص شان الوہیت ہواس کا ذات حق پر بولنا کلمہ کفر ہے۔(ماخوذ)

(عقائد اہلسنّت ص ۱ تا ۴ تالیف علامہ حشمت علی خاں سکندری)

o...... جس نے کلمہ کفر بولا' اسے کافر قرار دیا جائے گا۔ایسے ہی جس نے اس کلمہ کفر پر تبسم کیا' اسے اچھا کہا اوراس پر رضامندی ظاہر کی (غرضیکہ جس طریقے سے بھی اس کفر کی حمایت کی) اسے بھی کافر کہا جائے گا۔(فتاویٰ رضویہ ۱۱/۳۸۱)

o...... علمائے اُمت کا اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا، آپ کی بے ادبی کرنے والا کافر ہے۔اس کیلئے عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے اوراُمت مسلمہ کے نزدیک اس کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کردیا جائے اورجس نے اس کے کافر ہونے اوراس کے عذاب میں شک کیا وہ بھی کافر ہوگیا''۔

(الشفاء ۲/۲۱۵، الردالمختار ۳/۳۱۷)

o...... کفر کا حکم لاگو کرنے کا دارومدار ظاہری الفاظ پر ہوگا' ارادے اورنیت کو نہیں

دیکھا جائے گا۔ایسے ہی توہین کرنے والے کے قرائن حال کو بھی نہیں دیکھا جائے گا۔

(نسیم الریاض ۴/۲۲۶)

o...... جب صریح لفظ سے توہین کی گئی ہو تو تاویل کا دعویٰ ہرگز قبول نہیں ہوگا۔

(الشفاء ۲/۲۱۷)

o...... جو آدمی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ مانے وہ مسلمان نہیں کیونکہ یہ مسئلہ ضروریات دین سے ہے۔(الاشباہ والنظائر ص ۱۹۲)

o...... جو یہ کہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہے وہ کافر ہے۔اگر کسی کو دریں مسئلہ شک بھی واقع ہو جائے تو وہ بھی کافر ہے۔کیونکہ کسی شخص سے ان کے نبی ہونے کی دلیل مانگنا اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کا ختم نبوت پر ایمان نہیں۔(روح البیان)

o...... انبیاء ورسل' ارکان اسلام و دیگر ضروریات دین کو ماننا ایمان اور ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار یا توہین سراسر کفر ہے۔(عامہ کتب)

دیوبندیوں کی کفریہ عبارات:

اپنے مقصد کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے ہم یہاں صرف دیوبندی اکابر کی چند توہین آمیز عبارات پیش کر کے دعوت فکر دے رہے ہیں۔

۱۔اشرفعلی تھانوی کی عبارت:

اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے:

''دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔(حفظ الایمان ص ۸،

مطبوعہ دیوبند)

یہاں اشرفعلی تھانوی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے کل علم غیب کا انکار کرتے ہوئے بعض علم غیب کو آپ کیلئے تسلیم کیا ہے اور ساتھ یہ بھی لکھ دیا کہ

''اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کیلئے بھی حاصل ہے''۔

واضح رہے کہ شریعت اسلامیہ میں علم غیب ان باتوں کو جاننے کا نام ہے' جن کو بندہ عادی طور پر اپنی عقل اور اپنے حواس سے معلوم نہ کر سکے۔زید وعمرو فرضی نام ہیں جیسے پنجابی زبان میں گاما' ماجا اور جیرا کہتے ہیں اور ہندوستانی زبان میں کلو' بدھوا اور نتھو بولتے ہیں۔صبی کا معنی بچہ' مجنون کا معنی پاگل' جمیع کا معنی سب، حیوان کا معنی جانور' اس کی جمع حیوانات ہے۔بہیمہ کا معنی چوپایہ اس کی جماع بہائم ہے۔

یہ جملہ کہ ''کیا تخصیص ہے''۔سوال ہے لیکن انکار کے معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی کچھ خصوصیت نہیں۔ایسے سوال کو ''استفہام انکاری'' کہتے ہیں۔

تھانوی عبارت کا واضح مطلب یہی بنتا ہے کہ

''بعض علم غیب جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے' اس میں حضور کی کوئی خصوصیت نہیں ہے کیونکہ ایسا علم غیب تو گامے' ماجے' جیرے بلکہ ہر بچے' ہر پاگل' ہر جانور اور ہر چوپائے کو بھی حاصل ہے''۔

اس عبارت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کو ہرایرے' غیرے نتھو خیرے' بچے' پاگل، جانور اور چوپائے کے علم سے ملا کر سخت ترین توہین کی گئی ہے۔ کوئی ایمان والا' غیرت مند امتی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا اور جو ایسی توہین کرے وہ ہر

گز ہرگز ایماندار نہیں ہوسکتا۔

۲۔ خلیل احمد انبیٹھوی کی عبارت:

خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی نے لکھا ہے:

''شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک کو ثابت کرتا ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۵۵)

نوٹ: اس کتاب کے امر و مصدق رشید احمد گنگوہی دیوبندی ہیں۔

شیطان: تمام مخلوقات میں سب سے ناپاک اور سب سے بری ذات۔ ملک الموت کا معنی موت کا فرشتہ، وسعت کا معنی وسیع اور زائد۔ وسعت علم کا معنی، علم کا زیادہ ہونا، نص کا معنی آیت قرآنی یا حدیث نبوی جس کے معنی واضح اور روشن ہوں اور وہ آیت یا حدیث اس معنی کیلئے ارشاد فرمائی گئی ہو۔ قطعی کا معنی جس کے معنی میں شک وشبہ نہ ہو، فخر عالم کے معنی وہ ہستی جس کی وجہ سے سارے جہان کو فخر حاصل ہوا ہو۔ مسلمانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فخر عالم یا فخر دو عالم کہا جاتا ہے۔ نص کی جمع نصوص۔ شرک کے معنی اللہ تعالیٰ کی ذات یا کسی صفت یا عبادت میں کسی دوسرے کو شریک کرنا، شرک کرنے والا مسلمان نہیں بلکہ کافر ہوتا ہے۔

اس وضاحت کے بعد خلیل انبیٹھوی کی عبارت کا سیدھا اور صاف مفہوم ہی بنتا ہے کہ ''شیطان اور موت کے فرشتے کیلئے علم کا زیادہ ہونا قرآن وحدیث کے کھلے ہوئے ارشادات سے ثابت ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا زیادہ نہ ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ شیطان اور موت کے فرشتے کیلئے جو شخص وسیع اور زائد

علم مانے وہ تو مومن، مسلمان ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو وسیع اور زائد ماننے والا مشرک، کافر اور بے ایمان ہے۔

گویا تھانوی جی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کو جانوروں اور چوپایوں کے علم سے ملا کر توہین کی اور یہ رشید گنگوہی اور خلیل انبیٹھوی ان سے دو قدم آگے نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو موت کے فرشتے اور شیطان لعین کے علم سے بھی کم بتا کر شدید گستاخی کا ارتکاب کیا ہے، کیا کوئی صاحب ایمان ایسی سوچ کا مالک ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

۳۔ محمد قاسم نانوتوی کی عبارت:

محمد قاسم نانوتوی دیوبندی نے لکھا ہے:

''عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ (تحذیر الناس ص ۳)

عوام کے معنی عام لوگ، اہل فہم کے معنی سمجھدار لوگ، جس وقت اہل فہم کے مقابلے میں عوام کا لفظ بولا جائے تو عوام کے معنی ناسمجھ، جاہل اور ناآشنا لوگ مراد ہوں گے۔ تقدم کے معنی پہلے اور آگے ہونا، تأخر کے معنی بعد اور پیچھے ہونا، زمانی کے معنی زمانے کے لحاظ سے، بالذات کے معنی اپنی ذات سے یا اپنی ذات کے اندر، فضیلت کے معنی خوبی اور بزرگی، مدح کے معنی تعریف۔

بات یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ (الاحزاب،۴۰)

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے پچھلے نبی ہیں۔

چودہ صدیاں بیت جانے کے باوجود تمام اگلے پچھلے' اولیاء علماء وعوام اہل اسلام کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ اس آیت میں خاتم النبیین کا صرف یہی معنی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں اور جو شخص اس ضروری دینی معنی کے خلاف کوئی اور معنی بتائے وہ ہرگز مسلمان نہیں بلکہ شرعی حکم سے کافر' مرتد اور بے دین ہے لیکن قاسم نانوتوی دیوبندی کی اس عبارت کا صاف صریح اور واضح مطلب یہی ہوا کہ

''آیت بالا میں خاتم النبیین کے یہ معنی سمجھنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں' یہ ناسمجھ' ناواقف اور جاہل لوگوں کا خیال ہے۔ سمجھدار لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہے کیونکہ زمانے کے لحاظ سے سب سے پہلے یا سب سے بعد ہونا' اپنے اندر کوئی خوبی اور بزرگی نہیں رکھتا۔ بلکہ اگر آیت مذکورہ میں خاتم النبیین کے معنی سب سے آخری نبی لئے جائیں تو چونکہ یہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ہے۔ لہٰذا اس تعریف کے مقام میں خاتم النبیین فرمانا ہی سرے سے غلط ہو جائے گا''۔

یعنی خاتم النبیین کا معنی آخری نبی مراد لے کر آپ کو اس لقب سے یاد کرنے سے آپ کی کوئی تعریف نہیں ہوتی بلکہ تعریف کرتے ہوئے آپ کو خاتم النبیین کہنا ہی غلط ہے۔

o...... نانوتوی جی نے اس کتاب میں خاتم النبیین کے یہ معنی گھڑے ہیں کہ

''سواسی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمایئے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے۔ آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔ (ص۴)

وصف کے معنی صفت' نبوت کے معنی پیغمبری' خاتمیت کے معنی خاتم ہونا' موصوف بالذات وہ ہستی جس کو بغیر کسی کے واسطے کے خود اپنی ذات سے کوئی صفت حاصل ہوئی ہو۔

اب اس عبارت کا معنی یہ بنا کہ

''جس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے اس کے معنی صرف یہ تصور کرنا چاہیے کہ حضور کو بغیر کسی دوسرے کے واسطے کے خود کو اپنی ذات سے نبوت حاصل ہے اور دوسروں کو آپ کے فیض سے۔

نانوتوی صاحب کا یہ خودساختہ معنی کہ

''آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں''۔

قرآن وحدیث صحابہ وتابعین' فقہاء ومحدثین' تفسیر' فقہ' کلام' اصول اور لغت میں کسی جگہ بھی موجود نہیں۔ یہ سراسر قرآن کی تحریف' ختم نبوت کے اسلامی معنی کا انکار' نئے نبی کیلئے راستہ ہموار کرنے کا خفیہ پروگرام اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم' صحابہ کرام سے لے کر آج تک کے تمام مسلمانوں کو ناسمجھ' ناواقف اور جاہل قرار دینے کی صریح اور سنگین گستاخی وشدید توہین وبے ادبی ہے۔

o...... بلکہ انہوں نے ایک مقام پر کھلے لفظوں سے کہہ دیا ہے:

''اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے

عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی۔ افراد مقررہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

(تحذیر الناس، ص ۴۸)

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر خاتم النبیین کے وہ معنی مراد ہوں جو نانوتوی جی نے کہے ہیں یعنی حضور بغیر کسی دوسرے کے واسطے سے خود بخود نبی ہیں اور باقی نبی آپ کے فیض سے ہیں اول تو اس میں یہ خوبی اور بہتری ہے کہ جو نبی دنیا میں پیدا نہیں ہوئے ان سے بھی حضور کا افضل ہونا ثابت ہو جائے گا اور جو نبی پیدا ہوئے اور جو ابھی پیدا ہونے والے ہیں ان میں سے کسی کا بھی آپ کے مثل نہ ہونا ثابت ہوگا۔ بلکہ اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ آپ کے زمانہ کے بعد بھی اور نبی پیدا ہوں گے تو بھی آپ کے خاتم النبیین ہونے میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ کیونکہ بعد میں پیدا ہونے والے نبی بھی اپنی ذات سے نہیں بلکہ حضور کے واسطے سے ہی نبی ہوں گے اور آپ اسی طرح اصل نبی ہی رہیں گے۔

اب دیکھئے! نانوتوی جی نے جو معنی گھڑ لئے ہیں ان سے قیامت تک ہزاروں' لاکھوں نئے نبیوں کیلئے نبوت کا کھول دیا ہے۔ اب ہر کوئی کہہ سکتا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن از خود نہیں بلکہ حضور کے واسطہ وفیض سے نبی ہوں۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنے رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" اور دوسری کتب میں بالکل اسی طرح اپنے نبی اور پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ قادیانی نے بھی خاتم النبیین کے یہی معنی لکھے ہیں کہ کسی شخص کیلئے مرتبہ نبوت حاصل کرنے کیلئے بغیر حضور کے واسطے کے کوئی راستہ نہیں۔

۴۔ رشید احمد گنگوہی کی عبارت:

رشید گنگوہی دیوبندی کے دستخط اور مہر کے ساتھ ایک فتویٰ' جس میں کسی آدمی کے ایک سوال کا جواب دیا گیا ہے۔ سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ

"دو شخص کذب باری میں گفتگو کر رہے تھے ایک کی طرفداری کیلئے' تیسرے شخص نے کہا: میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کذب کا قائل نہیں ہوں بتایا جائے کہ یہ قائل مسلمان ہے یا کافر؟

گنگوہی دیوبندی نے اس کا جواب دیا ہے کہ جس کا خلاصہ یہ ہے:

"کذب بولتے ہیں قول خلاف واقع کو سو وہ گاہ وعید ہوتا ہے گاہ وعدہ گاہ خبر اور سب کذب کے انواع ہیں اور وجود نوع، وجود جنس کو مستلزم ہے۔ لہٰذا وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے۔ اگرچہ بضمن کسی فرد کے ہو۔ پس بناءً علیہ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیئے"۔

نوٹ: اس فتویٰ کا عکس دیوبندی مذہب ص ۵۹۱ پر دیکھئے۔ اس کا عکس جامعہ حزب الاحناف لاہور کی لائبریری میں بھی ہے۔ گنگوہی دیوبندی کا یہ فتویٰ ۱۳۰۸ھ میں چھپا اور وہ ۱۳۲۳ھ میں شہر خموشاں کی طرف چلے گئے۔

اس عبارت کا صاف اور سیدھا سا مطلب یہی ہے کہ جس شخص نے یہ کہا ہے کہ "میں نے کب کہا کہ میں وقوع کذب باری کا قائل نہیں ہوں' یعنی وہ اس بات کا قائل ہے کہ معاذ اللہ خدا تعالیٰ جھوٹ بول چکا اور خدا جھوٹا ہے' ایسا کہنے والا نہ کافر' نہ گمراہ' نہ گناہگار بلکہ نیک مسلمان ہے۔ اسے کوئی سخت کلمہ بھی نہیں کہنا چاہیئے اور خود گنگوہی جی کے نزدیک بھی وقوع کذب باری تعالیٰ کے معنی درست ہو گئے۔ یعنی یہ

بات ٹھیک ہے کہ خدا جھوٹ بول چکا' جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ بولے گا۔ (معاذ اللہ)

o...... اسی طرح خلیل احمد انبیٹھوی نے رشید گنگوہی کے حکم سے کذب کو اصل اور خلف وعید کو اس کی فرع بتا کر کہہ دیا کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۲-۳)

o...... گنگوہی جی نے انبیٹھوی جی کی تائید کرتے ہوئے مزید لکھا ہے کہ:

"امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے"۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۷، کامل مبوب بطرز جدید)

o...... مزید لکھا ہے:

"کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل وعلیٰ ہے کیوں نہ ہو۔

وھو علی کل شیء قدیر۔ (ایضاً: ص ۲۳۸)

یعنی جب اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہے تو وہ جھوٹ بھی بول سکتا ہے۔ لہٰذا دیوبندیوں کے نزدیک درست ہے کہ اللہ تعالیٰ جب چاہے جھوٹ بولتا ہے۔ (معاذ اللہ)

ان عبارات کو ملا کر یہ نتیجہ واضح طور پر نکل آتا ہے کہ دیوبندیوں نے منہ بھر کر اللہ تعالیٰ کی بھی سخت توہین کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی شدید بے ادبی کے مرتکب ہوئے ہیں۔

علمائے اہلسنّت کا تعاقب:

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر توہین' تنقیص اور تحقیر و بے ادبی کو کوئی بھی مسلمان برداشت نہیں کرسکتا۔ ایسی توہین آمیز عبارات پڑھ کر ہر مسلمان کے جذبات کا مشتعل ہونا ایک ایمانی و دینی تقاضہ ہے۔ غیرت ایمانی کسی بھی گستاخی کو گوارا نہیں کرسکتی' وفادار اُمتی اپنے آقا و مولیٰ کی بے ادبی کو دیکھ کر کیسے خاموش بیٹھ سکتا

ہے۔ چنانچہ اللہ بھلا کرے علمائے اہلسنّت کا کہ انہوں نے جب یہ دلخراش' ایمان سوز' کفر افروز اور توہین آمیز عبارتیں دیکھیں تو ان کے تن بدن میں آگ لگ گئی' ان کا سکون چھن گیا' امن تباہ ہوگیا' قرار لٹ گیا۔ انہوں نے اپنی شرعی ذمہ داری کو خوب نبھایا۔ ایسے کے سامنے ڈٹ گئے' ان کے محاسبے کئے' ان کا بھرپور تعاقب فرما کر جھوٹوں کو گھر تک پہنایا۔ انہیں مناظروں' مباہلوں اور مباحثوں کے چیلنج دے کر کہا کہ اگر تمہارے اندر رَتی بھر بھی غیرت و جرأت ہے تو ان عبارتوں کو اسلامی ثابت کرو' ہمت ہے تو آؤ میدان میں' لیکن جب وہ ہر طرح سامنے آنے یا کوئی وضاحت کرنے سے گریزاں رہے تو اپنی آخری ذمہ داری ادا کرتے ہوئے ان پر شرعی فتاویٰ جاری کئے۔ ان کے پول کھولے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھولے بھالے غلاموں کو ان کے خطرناک نظریات سے دور رہنے کی تلقین فرمائی۔

شکر اللہ سعیھم وجزاھم اللہ احسن الجزاء

علمائے اہلسنّت کے چند فتاویٰ و فیصلہ جات:

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں چند اکابر کے فتوے اور ان کے فیصلے درج کر دیئے جائیں تاکہ اطمینان قلب اور تسکین باطن کا سامان ہو۔

علامہ غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمۃ:

آپ نے ۱۳۰۶ھ میں خلیل انبیٹھوی اور رشید گنگوہی کی کتاب براہین قاطعہ کا محاسبہ کرتے ہوئے اس کی توہین آمیز عبارت شرعی تعاقب یا خلیل دیوبندی کو مناظرہ کا چیلنج دیا' چنانچہ بہاولپور (جہاں اسلامی مدرسہ میں خلیل انبیٹھوی عربی مدرس تھا) میں ایک تاریخی مناظرہ طے پایا۔ حضرت خواجہ غلام فرید (چاچڑاں شریف والوں)

کو ثالث مقرر کیا گیا۔ حضرت علامہ قصوری علیہ الرحمۃ نے نہایت زور دار دلائل سے دیوبندیوں کا ناطقہ بند کر کے رکھ دیا۔ حضرت خواجہ صاحب نے لکھ دیا کہ دیوبندیوں کے عقائد وہابی گروہ سے ملتے ہیں جس کے نتیجے میں خلیل دیوبندی کو ریاست بدر کر دیا گیا۔

علامہ قصوری علیہ الرحمۃ نے اس مناظرہ کی تفصیل ''تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل'' کے نام سے تحریر فرمائی۔ برصغیر کے علماء نے اس کی تصدیق کی اور آپ نے اس کا عربی ترجمہ حجاز مقدس کے اکابر علماء کو پیش کیا تو انہوں نے بھی دیوبندی عبارات کو غلط قرار دیتے ہوئے اپنے فتاویٰ و آراء رقم فرمائیں' ان میں دیوبندیوں کے مرکزی پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ اور دیوبندی اکابر کے پیر بھائی مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی بھی تھے

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ:

آپ نے آج سے تقریباً ایک سو بارہ سال قبل ۱۳۲۰ھ میں دیوبندیوں کے مذکورہ چاروں اکابر (اشرفعلی تھانوی' قاسم نانوتوی' رشید گنگوہی اور خلیل انبیٹھوی) پر فتوائے شرعیہ صادر فرمایا کہ چاروں اشخاص اپنی ان عبارتوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی تکذیب' حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص اور عقیدہ ضروریہ دینیہ ختم نبوت کا انکار کرنے کے سبب شریعت مطہرہ کے حکم سے قطعاً یقیناً کافر و مرتد ہیں۔ آپ نے اسی وقت ''المعتمد المستند'' نامی کتاب میں اس فتویٰ کو ''مطبع اہلسنّت و جماعت پٹنہ'' سے شائع فرما دیا۔

علمائے حرمین کا فتویٰ:

بعد ازیں ۱۳۲۳ھ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کا یہ فتویٰ مبارکہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے جید علمائے کرام و مفتیان عظام کے سامنے پیش

کر کے سوال کیا گیا کہ یہ فتویٰ حق و صحیح ہے یا نہیں؟ تو ان سب حضرات نے متفق علیہ اجماعی فتوے صادر فرمائے کہ ایسی گندی کفری عبارتیں لکھنے کے سبب تھانوی' انبیٹھوی' نانوتوی اور گنگوہی حضرات بحکم شریعت مطہرہ بے شک و بلاشبہ کافر' مرتد' بے دین اور بے ایمان ہیں۔ علمائے حرمین کے یہ اجماعی' اتفاقی فتوے ۱۳۲۴ھ میں ''حسام الحرمین'' کے نام سے مطبع اہلسنّت و جماعت بریلی شریف سے چھپ کر ہندوستان بھر میں شائع ہوگئے۔

علمائے ہندو پاک کا فتویٰ:

اس کے بعد ہندوستان بھر کے مشہور و معروف حضرات علماء اسلام و مشائخ دین کے سامنے مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے ان فتاویٰ مبارکہ کا خلاصہ پیش کر کے سوال کیا گیا کہ کیا علماء و مفتیان حرمین شریفین کے یہ فتاویٰ حق و صحیح ہیں یا نہیں؟ اور ان فتوؤں کے مطابق مذکورہ چاروں افراد کافر و مرتد ہیں یا نہیں؟ تو ہندو پاک، سندھ' پنجاب' بنگال' مدارس' برما' دکن' کوکن' بلوچستان' سرحد' گجرات و کاٹھیاوار کے تین سو اڑسٹھ (368) علمائے و مفتیان دین و ملت و مشائخ طریقت نے بالاجماع و بالاتفاق فتاویٰ صادر فرمائے کہ بیشک مکہ مکرمہ و مدینہ مطہرہ کے علماء و مفتیان کرام کے یہ تمام فتاویٰ حق' صحیح اور درست ہیں اور بے شک ان کے لکھنے والے شریعت اسلامیہ کے احکام کے مطابق کافر' مرتد اور بے دین ہیں۔ علمائے ہندو پاک کے یہ فتاویٰ ۱۳۴۵ھ میں ''مطبع حسنی' بریلی شریف سے ''الصوارم الہندیہ'' کے نام سے چھپ کر شائع ہوگئے۔

پاکستانی علماء کا فتویٰ:

ہندو پاک کے علمائے اسلام نے دیوبندیوں کی عبارات کو کفریہ قرار دیتے

ہوئے ان کے کافر و مرتد اور بے دین و بے ایمان ہونے پر جن اکابرین نے دستخط کئے ان میں ملک پاکستان سے تعلق رکھنے والے درج ذیل حضرات کے اسمائے گرامی بھی شامل ہیں:

دربار علی پور شریف:

امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری

حضرت صاحبزادہ سید محمد حسین شاہ علی پوری، مہتمم مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں

جناب محمد اکرم الٰہی بی اے، سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیداں

محترم خان محمد، مدرس اوّل مدرسہ اسلامی ٹولہ ضلع اٹک

جناب محمد کامران۔ (الصوارم الہندیہ ص ۹۴، کراچی)

مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور:

شیخ المحدثین ابو محمد سید دیدار علی شاہ نقشبندی مجددی قادری، سابق مفتی مسجد جامع شاہی اکبر آباد الحال خطیب و مدرس مسجد وزیر خان واقع دار الخلافہ لاہور

حضرت ابو البرکات سید احمد سنی حنفی قادری رضوی الوری، مدرس دار العلوم حنفیہ مرکزی، انجمن حزب الاحناف ہند لاہور

سید فضل حسین نقشبندی مجددی قادری گجراتی

سید عبد الرزاق نقشبندی مجددی حیدر آبادی

حضرت نور محمد قادری شیخوپوری

مفتی محمد شاہ پوٹھری

جناب عبد الغنی ہزاروی کارکری

حاجی احمد نقشبندی

محمد عبد الغنی لاہور (ایضاً ص ۹۸-۹۷)

گڑھی اختیار خان بہاولپور:

محدث عظیم علامہ ابو یوسف محمد شریف حنفی کوٹلوی

ابو الیاس علامہ امام الدین حنفی قادری رضوی از کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ

سید میر حسین امام مسجد کوٹلی لوہاراں (ایضاً ص ۱۰۵)

لودھیانہ:

حضرت مولانا قاضی فضل احمد نقشبندی مجددی لودھیانہ پنجاب (ایضاً ص ۱۰۷)

دیگر لاہور:

حضرت علامہ محمد نبی بخش حلوائی لاہوری (ایضاً ص ۱۱۵)

وزیر آباد:

ابو المنظور مولانا محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری۔ (ایضاً ص ۱۱۶)

علمائے سندھ:

علامہ صاحبزادہ خان سندھی سیالکوٹی

علامہ محمد حسن کتباری

علامہ خادم حسین بلہیڑنہ آبادی

علامہ محمد ابراہیم یاسینی، ناظم جمعیت الاحناف صوبہ سندھ

علامہ قمر الدین عطائی مدیر رسالہ "مہر"

علامہ عبدالستار صدر مدرس مدرسہ اللہ آباد، بلوچستان

علامہ عبدالباقی ہمایونی

حضرت خواجہ محمد حسن الفاروقی مجددی (ایضاً ص ۱۷۰)

ڈیرہ غازی خاں:

علامہ احمد بخش ڈیرہ غازی خاں بلاک نمبر ۳

علامہ فضل الحق مدرس اوّل مدرسہ نعمانیہ ڈیرہ غازی خاں

علامہ محمد امانت رسول قادری برکاتی نوری لکھنوی (ایضاً ص ۱۷۲۔۱۷۱)

کھنڈرہ ضلع ہوشیار پور:

علامہ امجد علی کھنڈرہ ضلع ہوشیار پور پنجاب (ایضاً ص ۱۱۴)

علمائے اہلسنّت کا اجماعی مؤقف:

تمام علمائے اہلسنّت و مفتیان ملت کا اجماعی مؤقف ہے کہ دیوبندیوں کی مذکورہ عبارتیں کفریہ ہیں اور ان پر مطلع ہو کر، وجہ کفر واضح ہو جانے کے بعد بھی ان کی تائید کرے اس پر وہی حکم صادر ہوگا۔

o...... حضرت محدث اعظم سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں:

''(اعلیٰ حضرت نے) جرائم پیشہ (دیوبندی) مجرموں کے ایک ایک جرم کو آشکار اس طرح کر دیا کہ کفر وارتداد کے ملزموں کو عرب وعجم کے علماء ومشائخ کے سامنے ننگا کر کے کھڑا کر دیا اور ان عادی مجرموں کو حل وحرم میں اتنے اکابر مشائخ نے مجرم کفر وارتداد کا فتویٰ دیا کہ چودہ صدیوں میں کسی فرقے کے کسی مجرم فرد پر اتنی بڑی تعداد کا

اتفاق تاریخ میں موجود نہیں۔(انوار رضا ص ۲۶۸)

o...... شارح مکتوبات امام ربانی حضرت علامہ ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

''علمائے اہلسنّت (بریلوی) کا متفقہ مسلک یہی ہے کہ دیوبندیوں کی گستاخانہ عبارات یقیناً کفریہ ہیں اور ان پر مطلع ہونے کے باوجود جو شخص بھی (خواہ کسے باشد) ان علماء اور ان کی کفریہ عبارات کی تائید وتصدیق کرے گا وہ بھی اسی حکم میں شامل ہوگا۔(مقالات ابوالبیان ص ۴۴۷)

o...... خطیب الاسلام حضرت صاحبزادہ پیر سید فیض الحسن شاہ مجددی آلومہاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''حسام الحرمین میں بیان کردہ (گستاخانہ) عبارات کی بناء پر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے (ان) دیوبندی علماء کی جو تکفیر کی ہے، میں اس کی پوری پوری تائید کرتا ہوں جو لوگ ایسے اعتقادات کے حامل ہیں، جن سے شانِ رسالت کی ادنیٰ سی تنقیص بھی ہوئی ہے۔ وہ قطعی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ الحمد للہ اس مسئلہ میں علماء اہلسنّت وجماعت میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا''۔

(ماہنامہ دعوت تنظیم الاسلام گوجرانوالہ ستمبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۱)

o...... اجمل العلماء حضرت قبلہ مفتی سید محمد اجمل شاہ سنبھلی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

''ان تھانوی، دیوبندی، مودودی کی تصنیفات میں اقوال کفری موجود ہیں، جن پر علماء اسلام نے ان کے قائلین پر (بالاتفاق) کافر ہونے کے فتوے صادر فرمائے تو جو شخص ان فتوؤں کو نہ مانے اور ان اقوال کفریہ پر اپنی رضا ظاہر کرے ان کی تائید کرے تو

وہ بھی کافر ہو گیا''۔ (فتاویٰ اجملیہ ۱/۲۲۱، لاہور)

o...... اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''بے شک وہ تمام دیوبندی مولوی جنہوں نے توہین آمیز عبارتیں لکھی کفار ہیں اور جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر انہیں کافر نہ جانیں وہ بھی کافر ہیں۔ علمائے کرام حرمین طیبین نے بالاتفاق ان کی نسبت فرمایا:

من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر (جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے)۔ (فتاویٰ رضویہ ۲۱/۲۸۳، جدید لاہور)

علاوہ ازیں:

غزالیٔ زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ نے ''الحق المبین'' میں یہی مؤقف لکھا ہے اور درج ذیل کتب بھی دیوبندیوں کے ردّ میں لکھیں۔ التبشیر برد التحذیر الاھداء، تسبیح الرحمٰن وغیرہ۔

o...... علامہ غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''التنویر لدفع ظلام التحذیر'' میں تحذیر الناس کا ردّ بلیغ فرمایا۔

o...... شیخ الاسلام علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمۃ نے ''تحذیر الناس'' کے مؤقف کی خوب تردید کرتے ہوئے ایک استفتاء علمائے رامپور کو ارسال کیا' جس کے جواب میں درج ذیل علماء نے دیوبندی مؤقف کی پرزور تردید کی۔ اسے خلاف اہلسنّت بلکہ خارج از اسلام ٹھہرایا۔

۱۔ مولانا مفتی نور النبی رامپوری

۲۔ مولانا سدید الدین خان خلف الرشید مولانا رشید الدین خان

۳۔ مولانا مفتی ولی النبی رامپوری

۴۔ مولانا سید حسین شاہ محدث رامپور

۵۔ مولانا محمد وحید علی رامپوری

۶۔ مولانا شیخ محمد علی مطوف رامپوری

۷۔ مولانا عبدالحق خیرآبادی بن علامہ فضل حق خیرآبادی

۸۔ مولانا عبدالعلی رامپوری

۹۔ مولانا محمد یعقوب علی خاں رامپوری

۱۰۔ مولانا اظہر الدین رامپوری

۱۱۔ دنیائے اسلام کی عظیم ہستی مفتی ارشاد حسین مجددی فاروقی
آپ کے فتویٰ پر مزید کئی علماء کے تصدیقی دستخط تھے۔

۱۲۔ مولانا عبدالحئی فرنگی محلی

۱۳۔ مولانا فضل مجید بدایونی

۱۴۔ مفتی حافظ بخش آنولوی

۱۵۔ مولانا شیخ محمد تھانوی

ان فتاویٰ کی وجہ سے دیوبندیوں کی تکفیر شہرت پذیر ہوئی۔
(علامہ مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمۃ' حیات اور علمی و ادبی کارنامے ص ۱۰۶ تا ۱۰۹' از: ڈاکٹر محمد حسن صاحب)

o...... شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کے تکفیر پر تین فتوے موجود ہیں۔ ملاحظہ ہو! دعوت فکر' ص ۱۳۴، از علامہ محمد منشاء تابش قصوری۔ عبارات اکابر

کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ، از غلام نصیر الدین سیالوی حصہ دوم، ص ۳۔۴۔

o...... مولانا محمد اشرف سیالوی نے مشہور مناظرہ جھنگ میں دیوبندی عقائد کو کفریہ ثابت کیا، جس پر منصفین نے ان کے حق میں فیصلہ دیا۔ ملاحظہ ہو: "مناظرہ جھنگ" اور کوثر الخیرات ص ۹۶،۲۱۵ میں بھی دیوبندیت کارڈ کیا ہے۔

o...... علامہ غلام رسول سعیدی صاحب نے تفسیر القرآن میں دیوبندیوں کی کفریہ عبارات کو لکھ کر کہا ہے کہ یہ عبارتیں دل آزار، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے والیں اور کھلی ہوئی توہین کی حامل ہیں۔ ملاحظہ ہو! تبیان القرآن ۹/۵۵۳۔۵۵۲۔

مزید لکھا ہے:

اس سورت اللہب سے ہمیں یہ تعلیم ملتی ہے کہ اگر ہمیں برا کہا جائے تو ہم اس پر صبر کریں لیکن اگر کوئی بدبخت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہے تو ہم اس پر بالکل صبر نہ کریں اور برا کہنے والے کو ایک کی دس سنائیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ نے اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے جن لوگوں کی کتابوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین آمیز عبارات تھیں، ان پر صبر نہیں کیا اور ایک کے بجائے دس سنائیں۔ ان کی زبردست تکفیر کی اور ان کے خلاف الکوکبۃ الشہابیہ، تمہید ایمان اور حسام الحرمین وغیرہ لکھیں، اللہ تعالیٰ ان کو اجر جزیل عطا فرمائے اور ہمیں ان کے موقف پر قائم رکھے۔ آمین۔ (تبیان القرآن جلد ۱۲، ص ۱۰۳۳)

ان کے علاوہ دیگر علمائے اہلسنّت بھی اسی موقف کے حامل ہیں، جن پر ان کی سیکڑوں کتب، مضامین، تقاریظ، تصدیقات اور تقاریر گواہ ہیں۔ (والحمدللہ علی ذالک)

خلاصۃ الکلام:

مذکورہ حوالہ جات سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ:

o...... توہین کرنے والا، اس سے خوش ہونے والا، اس کی تائید کرنے والا کافر و مرتد ہے۔

o...... دیوبندیوں نے اپنی کتب میں اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں نہایت قبیح، سخت ترین اور شدید قسم کی توہین، تحقیر و تنقیص اور اہانت و بے ادبی پر مشتمل عبارات لکھی ہیں۔

o...... ان عبارات کو لکھنے والے اور ان کی حمایت کرنے والے، ان سے راضی ہونے والے سب کافر مرتد اور بے دین و بے ایمان ہیں۔

o...... ان کی کفریہ عبارات پر مطلع ہونے کے بعد جو کوئی بھی ان کے کفر میں شک کرے، انہیں کفریہ نہ مانے، ان کی تاویل اور حمایت کرے وہ بھی اسی حکم میں شامل و داخل ہے۔

o...... علمائے حرمین شریفین کا بالاتفاق یہی فتویٰ ہے۔

o...... پاک و ہند کے تمام سنی علماء کا اس پر اجماع و اتفاق ہے۔

o...... یہ مسئلہ کسی کی ذات کا نہیں بلکہ دین اسلام، ذات خداوندی اور ذات نبوی کی عظمت و غیرت کا مسئلہ ہے۔

o...... اگر کوئی شخص (خواہ وہ پیر ہو، مفتی ہو، قاضی ہو، عالم ہو، محقق ہو، مفکر ہو، کوئی بھی ہو جو) اس موقف کے برخلاف ہو تو اس کا اہلسنت و جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

فقیر محمد فاروق قادری رضوی

جسٹس محمد کرم شاہ بھیروی کا شذوذ و اعتزال:

بڑے دکھ اور نہایت ہی افسوس کے ساتھ اس حقیقت سے پردہ اٹھایا جا رہا ہے کہ "بھیرہ شریف" سے تعلق رکھنے والے، خانقاہ بھیرہ کے جانشین، مدرسہ محمدیہ غوثیہ

بھیرہ کے مہتمم، پاکستان شرعی عدالت کے سابق جسٹس ''محمد کرم شاہ صاحب'' نے اس نہایت ہی باریک، بنیادی، نازک اور اہم مسئلہ کو ذرا بھی اہمیت نہ دی، کفر و اسلام کے فرق کو کچھ بھی ملحوظ خاطر نہیں رکھا، ادب اور توہین میں کوئی حد فاصل قائم نہیں کی، عشق اور فسق میں ذرا بھی امتیاز کرنے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی، اسلام کے ان روشن اصولوں کی قطعاً پرواہ نہیں کی، علمائے اسلام، مفتیان حرمین اور فضلائے اہلسنّت کے ان فتاویٰ و آراء کو حقیقت بین نگاہ سے دیکھنے کی کوشش نہیں کی، عظمت خداوندی اور رفعت نبوی، ناموسِ رسالت اور ختم نبوت جیسے بنیادی مسائل کو خاطر میں لاتے ہوئے ''دل دردمند'' کے ساتھ ایک بار بھی سوچنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

سنیت کا لیبل لگا کر، بریلویت کا لباس پہن کر، ختم درود، عرس و گیارھویں وغیرہ جیسے فروعی امور کا جھانسہ دے کر سادہ لوح سنی عوام الناس اور کچھ سطحی سوچ رکھنے والے سادہ ذہن کے حامل علماء کو اپنا گرویدہ بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ اوّلاً تو ان کی باطنی کیفیت مخفی ہی رہی کیونکہ مدرسہ غوثیہ، ختم درود و عرس و گیارھویں و دیگر معمولات اہلسنّت پر ظاہری عمل لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتا رہا، لیکن جب ''ضیاء القرآن'' کے نام سے آپ کو تفسیر لکھ کر مفسرین میں نام لکھوانے کی سوجھی تو اس کے معرض وجود میں آتے ہی متعدد اہل علم تو ان کی حقیقت جان گئے، جبکہ سطحی ذہن رکھنے والے اور کچھ عوامی مزاج کے افراد خصوصاً عوام الناس پر ان کا بھرم صرف قائم ہی نہ رہا بلکہ ان کی عقیدتوں میں اور اضافہ ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ درمیانے طبقے کے وہ افراد بھی تھے جو ''کرم شاہ صاحب'' کو ''سیال شریف'' کے مرید حضرت صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ کے ''شاگرد''، جامع ازہر سے فارغ التحصیل، قدیم و جدید علوم میں ماہر

اور سنیت کا لیبل لگانے کی وجہ سے ''سنی مفسر قرآن'' اور ''جامعہ غوثیہ'' کے نام سے سنی مدرسہ کے مہتمم ہونے کی وجہ سے حضور غوث پاک علیہ الرحمۃ کے ''عقیدت مند'' خیال کرتے رہے اور اپنی عقیدتوں میں اضافہ کرتے رہے لیکن انہوں نے ''کرم شاہ صاحب'' کو پہچاننے اور ان کی تحریروں کو پرکھنے کی کوشش نہ کی جبکہ اکابر علمائے اہلسنّت نے ان کی زندگی ہی میں ان کی بھرپور فہمائش کی اور جب وہ نہ مانے تو پھر خوب تردید بھی فرمائی۔

جن میں محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی فیصل آبادی، حضرت مولانا سید ابوالبرکات شاہ قادری (جامعہ حزب الاحناف لاہور)، مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا ابو داؤد محمد صادق وغیرہ کے نام سرفہرست ہیں لیکن ''کرم شاہ صاحب'' اپنی ضد کے پکے اور انانیت میں اٹکے رہے۔ لوگوں کو خوف خدا، شرم نبی اور فکر آخرت کے درس دیتے رہے اور خود ان امور کی روشنی میں ایک بار بھی اپنے ایمان، قبر، حشر اور آخرت کی فکر نہیں فرمائی۔ (لا حول ولا قوۃ الا باللہ)

انہیں اتنا بھی احساس نہ ہوا کہ جس خدا اور رسول (جلا جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم) کے ذکر و نام کی برکت سے میرا رعب و دبدبہ قائم ہے، ان کی توہین کرنے والوں کے سامنے کچھ تو غیرت ایمانی کا مظاہرہ کروں، جس مسلک اہلسنّت کا لیبل لگانے کی وجہ سے میری دھاگ بیٹھی ہوئی ہے اس کے اصولوں کا خون کرتے ہوئے کچھ تو فکر آخرت دامن گیر ہونی چاہیئے بلکہ اس سوچ کے بجائے وہ اپنی ادب دانی اور قادر الکلامی کے گھمنڈ اور ترنگ میں آکر اس قدر دور نکل گئے کہ جہاں سے واپس آنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ انہوں نے بارگاہ الوہیت میں سخت نازیبا کلمہ (ستم ظریفی)

بولتے ہوئے خدا تعالیٰ کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ، نقل کفر کفر نباشد) ستم ظریف (مذاق مذاق میں ظلم کرنے والا) کہہ دیا۔ ختم نبوت کے منکرین اور نئے نبی کی آمد کے دروازے کو چوپٹ کھولنے والوں کی سرتوڑ حمایت کر ڈالی۔ پتھر کی بنی ہوئی مورتیوں کے اختیار کا قول کر دیا۔ اہلسنّت و جماعت اور دیوبندیوں کے بنیادی، ایمانی اور دینی اختلاف کو فروعی اور معمولی اختلاف گردانتے ہوئے کفر و اسلام کے درمیان قائم کی گئی دیوار کو گرانے کی بھرپور سعیٔ نامسعود کی۔ بلکہ کفریہ عبارات پر شرعی فتوے جاری کرنے والوں کی عمروں کو برباد قرار دیا اور خود یہاں تک کہہ دیا کہ گستاخ رسول کو کافر کہنے کا دور گزر گیا ہے۔ **استغفر اللہ العظیم**

آئندہ سطور میں ہم یہ تمام حقائق مستند حوالہ جات کے ساتھ پیش کر رہے ہیں، دل پہ ہاتھ رکھ کر انہیں پڑھ لیجئے، دل دردمند اور عقل سلیم کی روشنی میں اپنے ضمیر کا فیصلہ سننے کیلئے گوش برآواز رہیے۔ **وباللہ التوفیق**

اللہ تعالیٰ کیلئے ''ستم ظریفی'' کا لفظ:

جسٹس محمد کرم شاہ بھیروی نے اللہ تعالیٰ کو ستم ظریف قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

''قدرت کی کرشمہ سازی ملاحظہ ہو۔ ایک طرف مظاہر فطرت کو اتنا حسین بنا دیا کہ دل بے ساختہ ان کی طرف کھچے چلے جاتے ہیں۔ دوسری طرف ان میں اتنا غموض رکھ دیا کہ لاکھ ٹٹولئے ان کی دل کشی اور حسن کا راز معلوم نہیں ہوتا اور اس پر ''ستم ظریفی'' یہ فرمائی کہ کھوج لگانے کی تڑپ اور سراغرسانی کی بے تابیاں مضمر کردیں''۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد اوّل، ص ۱۳۰، زیر آیت یسئلونک عن الاھلة طبع ۱۹۹۵ء)

ستم ظریفی کا معنی:

آیئے اپنی طرف سے متعین کرنے کے بجائے ''ستم ظریفی'' کا معنی اُردو لغت سے ہی معلوم کرلیں تاکہ ہم پر بے جا مخالفت اور تعصب و تنقید کا الزام نہ آئے۔

۱...... فیروز اللغات میں ہے:

ستم ظریف: ہنسی ہنسی میں ستانے والا، ہنس ہنس کر ظلم توڑنے والا، ایسا ظریف جس کی باتوں یا حرکتوں میں شرارت بھی ہو، ظلم میں ہنسی کا پہلو رکھنے والا۔

ستم ظریفی: مذاق مذاق میں ظلم کرنا، ظلم میں مذاق کا پہلو رکھنا۔

(فیروز اللغات ص ۷۷۹، جامع اُردو)

۲...... کفایت اُردو لغت میں ہے:

ستم ظریفی: ظرافت کے پردے میں ظلم، مذاق مذاق میں ظلم کرنا۔

ستم ظریف: مذاق مذاق میں ظلم کرنے والا، ہنستے ہنستے قیامت ڈھانے والا، وہ جس کی ظرافت میں شوخی اور شرارت ہو۔ (کفایت اُردو لغت ص ۴۵۹، کفایت اکیڈمی کراچی)

علاوہ ازیں دیگر اُردو لغات میں ان جملوں کے یہی معانی بیان کئے گئے ہیں ان معانی کو دوبارہ ملاحظہ کر لیجئے اور پھر عظمت الٰہی کے پیش یہ بار بار سوچئے کہ کیا ان میں سے کوئی بھی معنی قدرت باری تعالیٰ کے لائق و مناسب ہے؟ یقیناً نہیں۔ تو پھر ایسا لفظ بولنا کہ جس میں نہ صرف ظلم بلکہ دھوکہ و فریب کا پہلو بھی موجود ہو، کیا وہ بارگاہ خداوندی میں دوہری بے ادبی کا موجب نہیں؟ اور یہ بات شان باری تعالیٰ کے ہرگز ہرگز لائق نہیں۔ کیونکہ مذاق مذاق میں ظلم کرنا، ظلم اور دھوکہ دونوں کو مستلزم ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت کرنے کا حکم؟

اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے، اس لیے وہ ظلم کرنے سے بھی پاک ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وان اللہ لیس بظلا م للعبید۔ (آل عمران ۱۸۲)

اور بے شک اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم وستم نہیں کرتا۔

مزید فرمایا:

وما اللّٰہ یرید ظلما للعالمین۔ (آل عمران، ۱۰۸)

اور اللہ بندوں پر ظلم کرنے کا ارادہ نہیں کرتا۔

علمائے اسلام نے لکھا ہے:

یکفر اذ وصف اللہ تعالی بمالا یلیق

(فتاویٰ عالمگیری ۲/ ۲۵۸، کوئٹہ)

اگر اللہ تعالیٰ کی طرف ایسے اوصاف کی نسبت کرے جو اس کی شان کے لائق نہیں تو اسے کافر قرار دیا جائے گا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ ارقام پذیر ہیں:

''اتنا سمجھ لیجئے کہ ظلم کہتے ہیں ملک غیر میں تصرف بیجا کو جب باری تعالیٰ کو اس پر قادر مانیں گے تو پہلے بعض اشیاء کو اس کی ملک سے خارج اور غیر کی ملک مستقل مان لیجئے، مسلمانوں کو تو بزور زبان و بزور بہتان مشرک کہیے ہو خود سچے پکے کافر مشرک بن جایئے۔ **قال تعالی للّٰہ ما فی السموات ومافی الارض** ۔ اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمیں میں۔ **وقال اللّٰہ قل لمن ما فی السموات و**

الارض قل للہ ۔ تو فرما کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے تو فرما اللہ کا ہے۔ **وقال تعالی ام لھم شرک فی السمٰوات والارض** ۔ کیا ان کا ساجھا ہے آسمانوں اور زمین میں۔ ولہٰذا اہلسنّت وجماعت کا اجماع قطعی قائم کہ باری جل مجدہٗ سے ظلم ممکن ہی نہیں۔ شرح فقہ اکبر میں ہے:

لا یوصف اللّٰہ تعالی بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ و عند المعتزلۃ انہ یقدر ولا یفعل۔

باری تعالیٰ کو ظلم پر قادر نہ کہا جائے گا کہ محال زیر قدرت نہیں آتا۔ معتزلہ کے نزدیک قادر ہے اور کرتا نہیں۔ بیضاوی وعمادی وغیرہما تفاسیر میں ہے:

الظلم یستحیل صدورہٗ عنہ تعالیٰ اھ ملخصاً۔ اللہ تعالیٰ سے ظلم محال ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے: **الذی یدل علی ان الظلم محال من اللہ تعالی ان الظلم عبارۃ عن التصرف فی ملک الغیر والحق سبحانہ لا یتصرف الا فی ملک نفسہ فیمتنع کونہ ظالما وایضا الظالم لایکون الھا و الشیء لا یصح الا اذا کانت لوازمہ صحیحۃ فلوصح منہ الظلم لکان زوال الالٰھیۃ صحیحا وذلک محال اھ۔** ملخصاً

ظلم الٰہی محال ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ظلم ملک غیر میں تصرف سے ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ جو تصرف کرے اپنی ہی ملک میں کرتا ہے تو اس کا ظالم ہونا محال اور نیز ظالم خدا نہیں ہوتا اور شئے جبھی ممکن ہوتی ہے کہ اس کے سب لوازم ذاتیہ ممکن ہوں تو اگر ظلم الٰہی ممکن ہو تو لازم ظلم یعنی زوال الوہیت بھی ممکن ہو یہ محال ہے۔ اسی میں زیر **قولہ**

تعالی ونضع الموازین القسط لیوم القیامة الآیه لکھتے ہیں:

الظالم سفیه خارج عن الالهیة فلو صح منه الظلم لصح خروجه عن الالهیة ۔ظالم بیوقوف ہے۔خدائی سے خارج تو اگر خدا سے ظلم ممکن ہو تو اس کا خدائی سے نکل جانا ممکن ہو۔ (سبحان السبوح ص ۷۲۔۷۴، لاہور)

معلوم ہوا کہ ذات الٰہی کے لیے ستم ظریفی اور ظلم جیسے الفاظ استعمال کرنا سرا سر کفر اور موجب شرک ہے۔

علمائے بھیرہ کا اعتراف:

مقام مسرت ہے ہماری اس تحقیق کو خود علمائے بھیرہ نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ ’’ستم ظریف‘‘ ظالم اور ستم گر کو کہتے ہیں۔ قارئین ورطۂ حیرت سے عالم ہوش میں آ کر ملاحظہ فرمائیں۔

جسٹس کرم شاہ بھیروی کی زیر ادارت ماہنامہ ضیائے حرم شائع ہوتا رہا ہے۔ آج کل اس کے مدیران کے بیٹے محمد امین الحسنات بھیروی ہیں۔ انہوں نے اہل ملت کے درد و کرب کا ساتھ دیتے ہوئے محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کی خدمات کو سراہتے ہوئے اور ان پر جبر و استبداد اور ظلم و ستم کے توڑے گئے پہاڑوں کی مذمت کرتے ہوئے ’’محسن ملت ڈاکٹر عبدالقدیر خاں نمبر‘‘ شمارہ جون‘ جولائی ۲۰۰۷ء شائع کرنے کی ہمت کی ہے جس کے بیرونی ٹائٹل پر یہ شعر لکھا ہے:

گذر تو گئی ہے حیات تیری اے قدیر
مگر ستم ظریف بے درد کوفیوں میں گذری

ظاہر ہے کہ انہوں نے ڈاکٹر صاحب پر ظلم و ستم اور جور و جفا روا رکھنے والوں ہی کو ’’ستم

ظریف‘‘ کہہ کر دنیا والوں کو ان کا ظالم‘ ستم گر اور جابر و سفاک ہونا بتلایا ہے۔

o...... ایسے ہی قاضی رب نواز خاں اجمیری نے لکھا ہے:

دوسرا ایجنڈا پاکستان اور اسلام کے دشمنوں کا ہے جس کی کامیابی کا دار و مدار خدانخواستہ قومی سلامتی کو داؤ پر لگا کر عدلیہ اور پارلیمنٹ کو حسب سابق ربڑ سٹمپ بنانے کے مکروہ عزائم کی کامیابی کے ساتھ مشروط ہے......اور ستم ظریفی یہ ہے کہ اس مکروہ ایجنڈے کے نقیب اس وطن کے ارباب بست و کشاد ہیں۔

(ماہنامہ دعوت تنظیم الاسلام گوجرانوالہ جون ۲۰۰۸ء ص ۶)

اس عبارت کو ایک بار پھر پڑھ کر بتائیے کہ کیا ’’ستم ظریفی‘‘ کا جملہ ظلم اور زیادتی بلکہ ناانصافی کیلئے استعمال نہیں کیا جاتا۔

ہماری علمائے بھیرہ اور ان کے متعلقین سے مخلصانہ گذارش ہے کہ خدارا وہ غور فرمائیں کہ جب انہوں نے خود ہی ’’ستم ظریف‘‘ کا معنی ظالم تسلیم کر لیا ہے تو کیا ان کا دین‘ اسلام‘ ایمان اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ محض اپنے پیر و مرشد‘ استاذ و مربی اور بزرگ و پیشرو کے لکھنے کی بناء پر وہ خدا کو ظالم کہتے پھریں؟ کیا وہ اپنے پیر‘ استاد اور مربی کی ’’عبارت و ذات‘‘ کی وجہ سے عظمت خداوندی اور حرمت الٰہی سے ہی دامن کش ہو جائیں گے۔

میں خود غرض نہیں میرے آنسو پرکھ کے دیکھ
فکر چمن ہے مجھے غم آشیاں نہیں

ترجمہ قرآن کی ایک جھلک:

بھیروی حضرات کو کرم شاہ صاحب کے ترجمہ قرآن و تفسیر پر بڑا ناز ہے‘ جبکہ

اس میں دیوبندیوں سے استفادہ کرتے ہوئے نامناسب بلکہ شان الوہیت کے برخلاف ترجمہ کیا گیا ہے مثلاً:

۱۔ آیت کریمہ: **ولما یعلم الله الذین جاھدوا منکم**۔(البقرہ:۱۴۲)
کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے ''حالانکہ ابھی دیکھا ہی نہیں اللہ نے ان لوگوں کو جنہوں نے جہاد کیا تم میں سے''۔

اسی سے ملتا جلتا ترجمہ دیگر دیوبندیوں' مودودیوں اور نجدیوں نے کیا ہے' جس سے واضح طور پر علم خداوندی کا انکار لازم آتا ہے کہ خدا نے ابھی تک نہ دیکھا اور نہ جانا ہے۔(معاذ اللہ)

۲۔ آیت کریمہ: **ان ربک لبالمرصاد**۔(الفجر،۱۴) کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:
''بے شک آپ کا رب (سرکشوں اور مفسدوں کی) تاک میں ہے''۔

یہ ترجمہ خصوصاً عبدالماجد دیوبندی نے اور تاک میں ہے' گھات میں ہے وغیرہ کے جملوں سے عموماً دیگر دیوبندیوں نے کیا ہے۔ جس کا معنی ہوتا ہے کسی سے چھپ کر بیٹھنا' نظر بچا کر بیٹھنا اور اچانک چھپ کر دوسرے پر حملہ کرنا۔ ایسا ترجمہ شان الوہیت کے خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مترجمین اہلسنّت کے تراجم اس قسم کی خرابی سے پاک ہیں۔

تحقیقات انیقہ کی ایک انوکھی مثال:

کرم شاہ بھیروی صاحب کی تحقیقات چونکہ زیادہ تر دیوبندیوں سے ہی مستفاد و ماخوذ ہیں۔ اس لئے انہوں نے جگہ جگہ ٹھوکریں کھائی ہیں۔ ہم ان کی ''تحقیقات انیقہ'' میں سے فقط ایک مثال بطور ''مشتے نمونہ از خروارے'' پیش کرنا چاہتے

ہیں تا کہ بھیروی گلستان کو اس بہار پر قیاس کر لیا جائے۔

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کی ''تحقیق'' پیش کرتے ہوئے بھیروی صاحب نے ''آپ کب ایمان لائے'' کے عنوان کے تحت لکھا۔ ''علماء محققین کی تحقیق یہ ہے کہ آپ اعلان نبوت کے دوسرے سال مشرف با اسلام ہوئے...... یہ امر مسلم ہے کہ حضرت حمزہ غزوۂ احد میں شہید ہوئے اور غزوۂ احد سن ۳ھ میں وقوع پذیر ہوا۔ یہ امر بھی اسی قول کی تائید کرتا ہے کہ آپ دوسرے سال مشرف با سلام ہوئے''۔
(ضیاء النبی، جلد دوم ص ۲۵۸، ۲۵۷)

یہاں بھیروی صاحب نے اعلان نبوت کے دوسرے سال کو ہجرت کا دوسرا سال بنا ڈالا اور کہا کہ چونکہ تین ہجری میں آپ کا وصال ہوا' لہٰذا آپ نے اعلان نبوت کے دوسرے سال اسلام قبول کیا۔

اندازہ فرمایئے! کہاں ہجرت کا دوسرا سال اور کہاں اعلان نبوت کا دوسرا سال لیکن بھیروی صاحب نے دونوں کو ایک ہی بنا دیا ہے۔ ایسی انوکھی تحقیق پر ہم داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے، کیا ایسے لوگ ہی ''ضیاء الامت'' ہوتے ہیں؟

پتھر کی مورتیوں کیلئے اختیارات کا نظریہ:

بھیرہ کی مایۂ ناز شخصیت محمد کرم شاہ اس قدر بے راہ ہو گئی کہ دیوی دیوتاؤں کے اختیارات کا باطل نظریہ بھی قائم کر لیا۔ ملاحظہ ہو! **ان اللّٰہ علی کل شیء قدیر**۔ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے' ہندی' مصری اور یونانی دیوتاؤں کی طرح اس کے اختیارات محدود نہیں ہیں''۔(ضیاء القرآن جلد اوّل ص ۳۹)

دیوتا' ہندوؤں کے نزدیک بھگوان کا اوتار' ان کے عقیدے کے مطابق خدا کسی جنم میں داخل ہو کر مخلوق کی اصلاح کیلئے دنیا میں آتا ہے' جس بت' پتھر وغیرہ کی وہ پوجا کرتے ہیں' اس کے متعلق ان کا یہی عقیدہ ہوتا ہے کہ یہ بھگوان (خدا) کا اوتار یعنی اس میں خدا داخل ہے اور وہ بت ان کی مشکلیں ٹالتے ہیں۔ ان کے پاس اختیارات ہیں' تو ''جسٹس کرم شاہ بھیروی صاحب'' ہندوؤں کی طرف سے شکریے کے مستحق ہیں کہ اسلام نے بتوں کے اختیارات کی کلیۃً نفی کی ہے اور جناب نے اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈالا' مسلمانوں کو شرماتے ہوئے ان کے بتوں کے اختیارات تسلیم کر لئے ہیں اور فرق صرف یہ رکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کے اختیارات لامحدود ہیں جبکہ ان دیوتاؤں کے اختیارات محدود ہیں۔ یہ عقیدہ سراسر باطل' غیر اسلامی اور شرک کے مترادف ہے۔

گستاخ رسول کا تحفظ:

مسلمانوں کے اجماع و اتفاق سے گستاخ رسول واجب القتل' مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے' اسے کافر نہ کہنا بذات خود کفر ہے لیکن جناب جسٹس بھیروی نے اجماع اُمت کا انکار کرتے ہوئے گستاخ رسول کو یوں تحفظ فراہم کیا ہے' فرماتے ہیں ''کسی کو گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کا وقت گزر گیا''۔

(ملفوظات ضیاء الامت ص ۳۶، مکتبہ جمال کرم)

مزید کہتے ہیں ''کسی گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کافر کہنے کا دور گزر گیا ہے''۔ (جمال کرم جلد سوم، ص ۶۹۴، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

نوٹ: یہی عبارت ضیاء الامت نمبر ص ۳۶۱ پر بھی موجود ہے۔

ملاحظہ فرمائیں!

کرم شاہ بھیروی صاحب نے کھلی چھٹی دے دی ہے' اب جو بھی بد بخت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ بھر کے گالیاں دے' آپ کی توہین کرے' آپ کی ایذاء کا ارتکاب کرے' جس طرح بھی شانِ رسالت میں تنقیص' تحقیر اور بے ادبی' گستاخی کا مرتکب ہو' اسے قطعاً گستاخ رسول نہیں کہنا چاہیئے بلکہ گستاخ بھی نہیں قرار دینا چاہیئے کیونکہ اب اس کام کا وقت ان کے نزدیک گزر چکا ہے' اب نیا دور ہے' اس دور کو شاید بھیروی صاحب اسلام کا دور نہیں سمجھتے' انہوں نے شاید اسلام کو اپنے زمانہ و علاقہ جات سے دیس نکالا دے دیا ہو اور وہاں پر اپنے نظریات و اجتہاداتِ غیر اسلامیہ کا نفاذ کر چکے ہیں کہ جس میں گستاخ رسول جیسے موذی' خبیث' بد بخت اور بد سرشت شخص کے متعلق بھی پورے پورے تحفظات ہیں' ورنہ اسلام کے نزدیک ایسے بے ایمانوں کو کافر' مرتد' بے ایمان اور بے دین کہنا چاہیئے' جو انہیں کافر نہ کہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔

دردمندان اہلسنّت سے مخلصانہ گذارش ہے کہ وہ کرم شاہ صاحب کی عبارت کے تیور دیکھیں اور سوچیں کہ کیا وہ دراصل یہ نہیں کہنا چاہتے کہ گستاخ رسول کو کافر کہنے کا دور گزر چکا ہے' اب گستاخوں کو مسلمان کہنے کا دور آ گیا ہے' یہی وجہ ہے' بھیروی صاحب نے قاسم نانوتوی کی عبارت کو کفریہ نہیں کہا۔

بھیروی حضرات کی ایک فاسد تاویل:

چاہیئے تو یہ تھا کہ دیگر مسلمانوں کی طرح اگر بھیروی گروپ سے تعلق رکھنے والے افراد بھی خود کو مومن' مسلمان' عاشق رسول اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار خیال کرتے ہیں اور غیرت ایمانی کے جذبہ کی کوئی رمق ان کے اندر موجود ہے تو وہ اس

عبارت سراسر شرارت کو دیوار سے مار دیتے لیکن جن لوگوں کے ہاں ''پیر'' کی ذات سب سے آگے ہو اور وہ سب کچھ اسے ہی سمجھتے ہوں' انہیں ایسی باتوں پر غور کرنے کی آخر ضرورت ہی کیا ہے؟ کچھ یہی انداز بھیروی حضرات نے اختیار کیا ہے۔ بجائے خدا و رسول کی عزت و حرمت پر سب کچھ قربان کر دینے کے انہوں نے اپنے ''پیر'' کی عزت کا مصنوعی ڈھونگ رچا کر حرمت الٰہی اور عزت نبوی کو داؤ پر لگا دیا (معاذ اللہ)

جب انسان اپنی اصلیت بھول جاتا ہے یا اصول کا خون کر بیٹھتا ہے تو اسے کچھ سوجھائی نہیں دیتا۔ بھیروی حضرات بھی اسی کیفیت کا شکار ہو چکے ہیں اور اپنے ''پیر'' کی اس کفریہ عبارات کی یوں تاویل کرتے ہیں

''علامہ الطاف ازہری نے آپ کے ملفوظات تحریر فرمائے جنہیں ماہنامہ ضیائے حرم کے ضیاء الامت نمبر میں شامل کیا گیا۔ ملفوظات درج کرتے وقت کتابت کے دوران ایک جملہ ادھورا رہ گیا جس کے سبب بعض حلقوں نے اس عاشق رسول کے بارے بدگمانیاں پیدا کرنے کا دھندہ شروع کر رکھا ہے...... جن احباب کے پاس جمال کرم ہے وہ وضاحت کے مطابق اس مقام پر تصحیح کر لیں' آپ نے فرمایا ''کسی کو گستاخ رسول یا کافر کہہ کر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کا دور گزر گیا ہے''۔ جمال کرم مین جملے کے درمیان ''یا'' کا لفظ بھی رہ گیا ہے اور ''اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآہ ہونے'' کے الفاظ بھی درج نہیں''۔ (ضیائے حرم نومبر ۲۰۰۰ء، از حافظ احمد بخش ناظم تعلیمات مدرسہ غوثیہ بھیرہ ایڈیٹر ماہنامہ ضیائے حرم)

اس قسم کا مضمون شمارہ جولائی ۲۰۰۵ء کو دوبارہ چھاپ کر سمجھانے والوں کو دھمکی بھی دی گئی ہے۔

تاویل یا تحریف اور عذر لنگ؟

بھیروی مدرسہ کے ناظم تعلیمات صاحب نے یہاں دروغ گوئی' تحریف و خیانت اور بے جا جانب داری سے کام لیا ہے۔ ان کا کہنا کہ ''جمال کرم'' میں کچھ لفظ رہ گئے ہیں' سراسر کذب بیانی ہے کیونکہ قبل ازیں ''ضیاء الامت نمبر'' ص ۳۶۱ پر بھی یہی جملے تھے اور جمال کرم میں بھی وہی جملے موجود ہیں۔ ملاحظہ ہو:

بھیروی گروپ کے محمد الطاف حسین ازہری نے ''حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ بحر علم و حکمت کے عظیم شناور'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا' جس میں ''راہ نوردان علم و حکمت کیلئے مہر سپہر علم و عرفان کی چند ایمان افروز نصیحتیں'' کے تحت تحریر کیا ہے۔

''اب ہم علم و حکمت کے اس رشک صد آفتاب کی زبان فیض ترجمان سے صادر ہونے والے چند ارشادات عالیہ نقل کرتے ہیں۔ اس بات کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے کہ بعینہ وہی الفاظ ذکر کئے جائیں جو آپ کی زبان مبارکہ سے صادر ہوئے کیونکہ اس مرد درویش کی زبان کیمیا اثر سے نکلنے والے ہر لفظ میں وہ تاثیر ہے جو اس کے مقابلے میں صفحات کے صفحات کالے کر دینے سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

(ضیاء الامت نمبر ۳۵۷، ۳۵۸)

اس پیرے کو دوبارہ پڑھ لیجئے تا کہ اگر آپ کے گوشہ خیال میں کوئی ادنیٰ سا شبہ بھی باقی رہ گیا ہو تو آپ اسے جھٹک کر اس حقیقت کو جان سکیں کہ ''ملفوظات'' لکھنے والے نے اپنی طرف سے ایک لفظ اور کوئی حرف بھی آگے پیچھے نہیں کیا بلکہ بعینہ کرم شاہ صاحب کے الفاظ نقل کئے ہیں' جس کے مقابلے میں کچھ لکھنے کو وہ ''اوراق کالے کرنا'' تصور کرتے ہیں۔ اب واضح ہے کہ اس ملفوظ کے مقابلے میں جو حضرات اپنی تحریف و تاویل اور

تبدیل کی حرکت کے مرتکب ہیں وہ الطاف بھیروی کے نزدیک سیاہی اوراق کے ساتھ ساتھ اپنا نامہ اعمال بھی سیاہ کرنے والے ہیں۔

الطاف ازہری بھیروی نے اپنے پیر صاحب کا یہ ملفوظ نقل کیا ہے کہ

''فرمایا کسی کو گستاخ رسول' کافر کہنے کا دور گذر گیا ہے''۔

(ضیاء الامت نمبر ص ۳۶۱)

اور یہی مؤقف دوسری جگہ یوں نقل کیا ہے کہ ''کسی گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کافر کہنے کا دور گزر گیا ہے۔ (جمال کرم جلد سوم، ص ۹۹۴)

یہاں بھی اقرار کیا ہے کہ یہ بعینہٖ کرم شاہ صاحب کے الفاظ ہیں۔

تیسرے مقام پر بھی لکھا گیا ہے:

''کسی کو گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کا وقت گزر گیا ہے''۔

(ملفوظات ضیاء الامت' ص ۳۶، مکتبہ جمال کرم)

اب نئے ایڈیشن میں ملفوظات ضیاء الامت سے یہ عبارت نکال دی گئی ہے۔

غیرت ایمانی کی روشنی میں فیصلہ کیجئے کہ صرف ''جمال کرم'' نہیں تین مقامات پر ایک ہی مؤقف ہے کہ گستاخ رسول کو نہ گستاخ کہنا چاہیئے اور نہ ہی کافر۔ گویا کہ 295.C ایکٹ یعنی تحفظ ناموسِ رسالت کے قانون کے بخیے ادھیڑ دیئے ہیں لیکن بھیروی حضرات کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ انہیں ابھی بھی اپنے پیر کی مصنوعی عزت کو بچانے کی فکر ہے' ناموس رسالت کا کوئی احساس نہیں۔

تبدیل شدہ جملے کا حال:

بڑی محنت کے بعد اپنے پیر کی عزت کو تحفظ دینے کی خاطر' ان کے ملفوظ کے

مقابلے میں (بقول الطاف بھیروی) جو اوراق کالے کر کے ایک نیا تبدیل شدہ جملہ بنایا گیا اگر لمحہ بھر کیلئے اسے تسلیم بھی کر لیا جائے تو کیا بھیرویوں کے زعم میں اس کی وجہ سے چھٹکارا ہو سکتا ہے؟ کیا ناموس رسالت کا تحفظ ہو گیا؟ کیا گستاخ رسول کی سرکوبی ہو گئی؟ نہیں' نہیں ہرگز نہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو! حافظ احمد بخش بھیروی نے لکھا ہے۔

آپ نے فرمایا ''کسی کو گستاخ رسول یا کافر کہہ کر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآہ ہونے کا دور گزر گیا''۔ (ضیائے حرم شمارہ نومبر ۲۰۰۰ء)

یعنی کسی فرد کو گستاخ یا کافر قرار دے کر اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کا دور گزر گیا ہے۔ لہٰذا نہ کسی کو گستاخ اور کافر کہو اور نہ ہی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی زحمت اُٹھانا پڑے۔ مزید کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے ذرا اُردو لغت میں ''عہدہ برآء ہونے'' کا مطلب دیکھ لیجئے تاکہ ہم پر الزام دھرنے کا شبہ نہ ہو۔ ملاحظہ ہو لکھا ہے:

o...... عہدہ برآء: ادا کرنے والا' سبکدوش ہونے والا۔

o...... عہدہ برآء ہونا: ذمہ داری سے سبکدوش ہونا' بری الذمہ ہونا' فرض ادا کرنا وعدہ پورا کرنا (کفایت اُردو لغت ص ۵۵۶)

بات یہ ہے کہ خدا اور رسول کی طرف سے مسلمانوں پر یہ ذمہ داری عائد ہے کہ اگر کوئی بدبخت توہین اور گستاخی کا مرتکب ہو تو وہ اسے کافر قرار دے کر اپنی ذمہ داری پوری کریں۔ یہ ان کا فرض ہے' خدا اور رسول کے ساتھ ان کا وعدہ ہے' جبکہ بھیروی کرم شاہ کا کہنا ہے کہ ''اب وہ وقت نہیں رہا کہ کوئی گستاخی اور بے ادبی کر دے تو تم اسے گستاخ اور کافر قرار دے کر مسلمان ہونے کے ناطے جو تم پر فرض اور ذمہ داری عائد ہوتی ہے' اسے پورا کرتے رہو بلکہ یہ کام چھوڑ کر خود کو کسی اور کام کیلئے وقف کر دو کیونکہ اب یہ دینی فرض ادا کرنے کا دور گزر چکا ہے۔

یعنی نہ کسی کو گستاخ اور کافر کہو اور نہ اس کے خلاف کوئی کاروائی کرو' کیونکہ اب اس کا دور گزر گیا ہے کہ آدمی یہ فریضہ ادا کرے۔

نوٹ: یاد رہے کہ بھیروی حضرات کی طرح ہماری طرف سے یہ کرم شاہ صاحب کی عبارت میں تحریف نہیں بلکہ ان کی عبارت کی صحیح توجیہ ہے جیسا کہ الطاف حسین بھیروی نے لکھا ہے ''فرمایا کسی کو گستاخ رسول' کافر کہنے کا دور گزر گیا' کسی کام کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔الخ۔(ضیاء الامت نمبر ۳۶۱)

یعنی کوئی کام کرنا چاہیئے۔ یہ بھی کوئی کام ہے کہ کسی گستاخ رسول کو کافر کہا جائے اور پھر اس کے خلاف کاروائی کی جائے۔(معاذ اللہ)

گویا قرآن و حدیث' صحابہ و تابعین اور دیگر اکابرین و علمائے دین کا گستاخوں کو کافر کہنا اور اُمت مسلمہ کا صحابہ کرام سمیت گستاخوں کے خلاف اپنی توانائیاں صرف کرنا' تحفظ ناموس رسالت کی خاطر کٹ مرنا اور گستاخوں کو تہہ تیغ کرنا' سب فضول چیزیں ہیں' یہ کوئی کام نہیں ہے' کام تو وہ ہے جو بھیروی حضرات کر رہے' شاید اسی لئے کرم شاہ صاحب نے دیوبندیوں پر کفر کے فتوے صادر کرنے والوں کی عمروں کو برباد قرار دیا ہے۔(العیاذ باللہ تعالیٰ)

فیصلہ کیجئے کیا عاشق رسول ﷺ ایسے ہی ہوتے ہیں جو عشاق رسول ﷺ کی محبت رسول ﷺ کا مذاق اُڑائیں اور پھر جو ایسے بدنصیبوں کی سرکوبی کرے مکروہ دھندا انہوں نے شروع کر رکھا ہے یا جو گستاخ رسول کو تحفظ دے وہ لوگ مکروہ دھندے سے کام لے رہے ہیں۔

بھیروی صاحب کا اعتراف توہین رسالت:

کرم شاہ بھیروی صاحب لکھتے ہیں:

کاش ہم نے ذات پاک حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والثناء کو تو ہدف تنقید نہ بنایا ہوتا کاش یار لوگوں کی زبانیں بارگاہ رسالت میں گستاخی سے تو باز رہتیں۔

(ضیاء القرآن ج۱ ص۲۶۲، ارشادات ضیاء الامت ص۸۶)

اس عبارت میں بھیروی صاحب نے اس بات کا اعتراف کر لیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کو ہدف تنقید بنایا ہے۔ جو کہ سراسر توہین، بے ادبی اور گستاخی ہے۔ یہ بات طے شدہ ہے جو شخص از راہِ مذاق یا کسی بھی صورت میں خود کو کفر و ارتداد اور توہین و تنقیص کی طرف منسوب کرے وہ کافر ہو جاتا ہے۔

کتب فقہ و فتاویٰ مثلاً: فتاویٰ عالمگیری و فتویٰ رضویہ وغیرہ میں اس کی تصریحات موجود ہیں۔ لہٰذا اب کہا جا سکتا ہے:

ع.....مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

کفر کی تردید، عمر برباد کرنا ہے:

چونکہ کرم شاہ صاحب کے نزدیک گستاخ رسول کافر نہیں ہوتا' اس لئے انہوں نے دیوبندیوں کی مخالفت کرنے والوں کے خلاف بڑے ہی زور سے سینوں اور دیوبندیوں کو ایک قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ

''بسا اوقات طرز تحریر میں بے احتیاطی اور انداز تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور باہمی سوء ظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے اگر تقریر و تحریر میں احتیاط و اعتدال کا مسلک اختیار کیا جائے اور اس بدظنی کا قلع قمع کر دیا جائے تو اکثر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے اور اگر چند امور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصر حاضر کے سارے تقاضوں

سے چشم پوشی کئے آستین چڑھائے لٹھ لئے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد اوّل ص ۱۱، طبع ۱۹۹۵ء)

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اہلسنّت و جماعت اور دیوبندی فرقہ میں جو علماء و عوام کا اس قدر شدید اختلاف و تردید ہے اور انہیں گستاخ رسول قرار دیتے ہیں۔ یہ محض غلط فہمیوں کی بناء پر بدظنی کی پیداوار ہے۔ ورنہ دیوبندیوں میں ایسی کوئی بنیادی چیز نہیں ہے کہ دورِ حاضر کے سارے بھیروی تقاضوں سے چشم پوشی کر کے ان کو برا کہا جائے' ایسا کرنے والے اپنی عمریں برباد کر رہے ہیں۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

تقدیس الوکیل سے لے کر حسام الحرمین کی تائید و تصدیق کرنے والوں کی گذشتہ صفحات میں گذری ہوئی ایک طویل فہرست پر آپ دوبارہ طائرانہ نظر ڈال لیجئے اور پھر نام لے کر بتائیں کہ ہمارے کون سے اکابر باقی رہ گئے ہیں کہ بھیروی فتوے کے مطابق ان کی عمریں ضائع ہونے سے بچ گئی ہیں' کوئی ایک بھی نہیں بچتا۔

نہ صرف ماضی قریب کے اکابر کی عمریں برباد گئیں بلکہ دیوبندیوں کے کفر کا فتویٰ جو ان کی کفریہ عبارات کی وجہ سے ہے وہ دراصل کہ قرآن و سنت اور اجماع اُمت کا فتویٰ ہے' اب بھیرویوں کے نزدیک یہ سب کچھ برباد اور ضائع ہو جاتے ہیں۔

استغفر اللہ العظیم

تحذیر الناس کی حمایت:

کرم شاہ صاحب کے نزدیک چونکہ ضروریات دین کا منکر کافر نہیں ہوتا' اس لئے انہوں نے قاسم نانوتوی دیوبندی کی عبارت کے کفریہ ہونے کا بھی قول نہیں کیا بلکہ نانوتوی صاحب کی حمایت کر رکھی ہے۔ حالانکہ یہ وہ کام ہے جو دیوبندیوں سے بھی نہ ہو

سکا۔ جیسا کہ اشرفعلی تھانوی نے دوٹوک لکھا ہے کہ

"جس وقت مولانا قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے تحذیر الناس لکھی کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی' بجز مولانا عبدالحئی کے۔

(الافاضات الیومیہ ۴/ ۵۸۰)

دیوبندیوں کے ہی صرف ایک فرد نے نانوتوی کی حمایت کی' ورنہ ان کے دیگر ہم مسلک و ہم مکتب بھی ان کی حمایت کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ لیکن کرم شاہ دیوبندیوں کی طرف سے شکریہ کے حق دار ہیں کہ جناب نے یہ چوٹی بھی سر کر لی ہے اور تحذیر الناس کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہیں۔

"حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمّٰی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا...... حضرت مولانا قدس سرہٗ کی یہ نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کیلئے سرمہ بصیرت کا کام دے سکتی ہے۔ رہے فریفتگان حسن مصطفوی تو ان کے بے قرار دلوں اور بے تاب نگاہوں کی وارفتگیوں میں اضافہ کا ہزار سامان اس میں موجود ہے۔ (عکس خط کرم شاہ مندرج مقدمہ تحذیر الناس ص ۳۰، گوجرانوالہ)

نوٹ: کرم شاہ بھیروی نے یہ خط ۲۲ جون ۱۹۶۴ء کو بھیرہ کے ایک قریبی موضع "رتو کالا" کے دیوبندی مولوی "کامل دین" کو لکھا۔ اس نے اس خط کی عبارت اپنی کتاب "ڈھول کی آواز" میں شائع کی۔ اس سے بیس برس بعد ۱۹۸۴ء میں مکتبہ حفیظیہ گوجرانوالہ نے ڈاکٹر خالد محمود سیالکوٹی دیوبندی کے مقدمے کے ساتھ تحذیر الناس کا نیا ایڈیشن شائع کیا۔ ڈاکٹر خالد نے اپنے مقدمے میں بھیروی صاحب کا خط چھاپ دیا اور دنیائے اہلسنّت کو "دعوت فکر" دے دی کہ دیکھو! تمہارے ہم مسلک اور فاضل

بریلوی کے عقیدت مند نے بھی تحذیر الناس کی تعریف کر کے اعلیٰ حضرت کی تردید و تغلیط اور دیوبندیوں کی حمایت و تائید ڈنکے کی چوٹ پر کر دی ہے۔

واضح رہے کہ وہ خط تاہنوز چھپ رہا ہے۔ کرم شاہ آف بھیرہ نے اپنی زیست میں کسی موقع پر بھی اس کا انکار یا اظہار برأت نہیں کیا جبکہ وہ ان کی زندگی میں تقریباً پندرہ سال (۱۹۸۴ء تا ۱۹۹۸ء) تک چھپتا رہا ہے۔

بلکہ انہوں نے اپنے ''تحذیر الناس میری نظر میں'' نامی کتابچہ میں اس خط کا اعتراف کیا ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ ''ضیائے حرم'' کے ایڈیٹر حافظ پروفیسر احمد بخش نے دوٹوک اقرار کیا ہے کہ وہ خط بھیروی صاحب ہی کا تھا۔

(ملاحظہ ہو! جمال کرم جلد اوّل، ص ۶۹۴)

عذر گناہ بدتر از گناہ:

اب ظاہر بات تھی کہ علمائے حق اہلسنت و جماعت کی کرم شاہ صاحب آف بھیرہ سے وضاحت طلبی ضروری تھی جب ایک طرف سے علمائے اہلسنّت استفسار فرما رہے تھے تو دوسری جانب ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے ''تحذیر الناس'' کے مقدمے میں بھیروی کے خط کو آڑ بنا کر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف خوب بازاری زبان استعمال کی اور نہایت سنگین جملے لکھے۔ معاذ اللہ۔ وہ فاضل بریلوی کو جاہل اور خائن جیسے القاب دینے سے بھی نہ شرمائے۔ یہ سب کچھ بھیروی صاحب کے خط کی بدولت ہوا۔ ممکن ہے بھیروی میاں سب کچھ برداشت کر لیتے اور چپ سادھ لیتے، لیکن انہیں خالد محمود دیوبندی کے ''دو جملے'' سخت ناگوار گزرے۔ چنانچہ ان کا قلم حرکت میں آیا اور ایک دم اکسٹھ صفحات پر مشتمل ''تحذیر الناس میری نظر میں'' تحریر کر ڈالا۔ بھیروی

صاحب لکھتے ہیں ''یہ فقیر اپنی گوناگوں مصروفیات اور ناتوانیوں کے باعث یہ مقالہ تحریر کرنے کیلئے وقت نہ نکال سکتا۔ اگر تحذیر الناس کے اس جدید ایڈیشن کے مقدمہ کے دو جملے نہ پڑھتا' یہ مقدمہ علامہ ڈاکٹر اور ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی جناب خالد محمود صاحب نے تحریر کیا ہے۔ یہ دو جملے انہوں نے اس فقیر کے اس خط کے تناظر میں لکھے ہیں جس کا ذکر میں نے ابتداء میں کیا ہے۔ دل تو گوارا نہیں کرتا کہ وہ دلخراش اور جذبات کو لہولہان کرنے والے جملے لکھ کر قارئین کرام کو ایک روحانی کرب میں مبتلا کروں لیکن کیونکہ ان جملوں کی ذمہ داری انہوں نے میرے خط پر ڈالی ہے۔ اس لئے بامر مجبوری دل پر پتھر رکھ کر ان کو نقل کر رہا ہوں۔ علامہ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں ''اسے بار بار مطالعہ کریں اور مولانا احمد رضا خاں کے علم و دیانت کی داد دیں۔ خان صاحب نے کسی جہل و خیانت کا لباس پہن کر...... انکار ختم نبوّت کا الزام لگایا ہے۔

(تحذیر الناس میری نظر میں، ص ۵۶)

لیکن بتایا جائے کہ بھیروی صاحب کو نانوتوی اور تحذیر الناس کی حمایت میں خط لکھنے کی آخر ضرورت ہی کیا تھی؟ انہوں نے ایسی حرکت ہی کیوں کی کہ جس کی وجہ سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے خلاف اس قدر بکواسات و مغلظات لکھی گئیں جب تمام اکابر اہلسنّت نانوتوی کے کفر پر متفق ہیں تو ان کے دامن مبارک کو چھوڑنے کا کیا مقصد تھا؟ کیا وہ اتنا بھی نہیں جانتے تھے کہ البرکۃ مع اکابرکم برکت تمہارے اکابر (کے مؤقف) کے ساتھ ہے۔ بھیروی صاحب نے اس مقطوع البرکت راہ پر قدم ہی کیوں رکھا؟ بہرحال کرم شاہ نے اپنی صفائی دیتے ہوئے کبوتر کی طرح یوں آنکھیں بند کی ہیں کہ:

''مولانا نانوتوی نے سنگین قسم کی غلط فہمیوں کو جنم دینے والے اس مضمون کو فقط ایک بار تحذیر الناس میں ذکر کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اسے بار بار دہرایا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ جب پہلی بار میں نے تحذیر الناس کا مطالعہ کیا تو میری توجہ ان خطرناک نتائج کی طرف مبذول نہ ہوئی جو مولانا کی بعض عبارات پر مرتب ہوتے ہیں (ص ۴۴)

اس قدر جملے لکھ کر بھیروی صاحب اہلسنّت بریلوی حضرات کو خوش کرنا چاہتے تھے لیکن ساتھ ہی دیو بندیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے درج ذیل عبارت لکھ کر اپنی صلح کلیت اور اپنے ''ہرجائی'' ہونے کا ثبوت دے دیا۔ لکھتے ہیں:

''یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا نانوتوی عقیدہ ختم نبوت زمانی کے منکر تھے کیونکہ یہ اقتباسات بطور عبارۃ النص اور اشارۃ النص اس امر پر بلاشبہ دلالت کرتے ہیں کہ مولانا نانوتوی ختم نبوت زمانی کو ضروریات دین سے یقین کرتے تھے۔ (ص ۵۸)

اس عبارت میں جہاں کرم شاہ بھیروی نے عبارۃ النص، اشارۃ النص اور دلالت النص کو ایک ہی جملے میں جمع فرما کر اپنی علمیت کا ایک عظیم ثبوت فراہم کیا ہے۔ وہاں علمائے حرمین و پاک و ہند کے اجماعی فتوے کے مطابق ایک کفر کی بھرپور حمایت کر کے خود کو **من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر** کا مصداق بنالیا ہے۔

کرم شاہ کے بے جا حامی اور ناعاقبت اندیش عقیدت مند جو اس کتاب کو ''رجوع'' کا نام دیتے ہیں، وہ اس کتاب کے اکسٹھ صفحات سے ہمیں وہ الفاظ ڈھونڈ کر بتلائیں کہ جو شرعی طور پر ''رجوع'' کہلانے کی اہلیت رکھتے ہوں، جن میں قاسم نانوتوی کے اجماعی کفر کا اقرار ہو (جس طرح بھیروی صاحب کے مرشد برحق شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کے واضح فتاویٰ و عبارات موجود ہیں جو مولانا

محمد منشاء تابش قصوری کی کتاب ''دعوت فکر'' میں دیکھے جا سکتے ہیں اور اس کتاب میں بھی درج کردیئے گئے ہیں) تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اپنی اس تحریر کو دریا برد کر کے ان کے ''رجوع'' کی خوب اشاعت کریں گے۔ رجوع کے الفاظ تلاش کرنے تک وہ ڈاکٹر خالد کی درج ذیل عبارت پڑھنے کی زحمت گوارا کریں جس نے کرم شاہ کو ساکت و مبہوت کردیا اور تاہنوز اس کے حاشیہ نشینوں نے بھی اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ خالد دیوبندی نے لکھا ہے:

''اس پہلو سے پیر صاحب لائق تحسین ہیں کہ انہوں نے اپنے ایک سابقہ خط میں یہ بات کھل کر کہی کہ مولانا قاسم نانوتوی ختم نبوت زمانی کے منکر نہیں اور ان پر تحذیر الناس کے حوالے سے انکار ختم نبوت کا الزام درست نہیں۔ اب انہوں نے اپنے نئے رسالے (تحذیر الناس میری نظر میں) میں بھی نہایت کھل کر مولانا احمد رضا خاں کی تردید کی ہے...... پیر کرم شاہ نے اب بھی اپنا فیصلہ مولانا احمد رضا خاں کے خلاف دیا ہے اور اس ہمت پر ہم انہیں داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

(مقدمہ تحذیر الناس ص ۱۰، طبع گوجرانوالہ)

○...... کرم شاہ صاحب کی بے ڈھنگی عبارت نقل کر کے خالد دیوبندی نے اعلیٰ حضرت پر یوں زبان درازی کی ہے۔

''معلوم رہے کہ پیر کرم شاہ صاحب یہاں مولانا محمد قاسم نانوتوی کے عقیدہ ختم نبوت کو ''بلاشبہ'' کہہ رہے ہیں۔ یہ بلاشبہ کے الفاظ لائق توجہ ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت مولانا نانوتوی کی عبارات ان کے اس عقیدہ پر بلاشبہ دلالت کر رہی ہیں تو مولانا احمد رضا خاں انہیں کیوں نہ سمجھ پائے؟ کیا یہ جہل نہیں اور اگر وہ سمجھتے تھے مگر

جان بوجھ کر حضرت پر ختم نبوت کے انکار کی تہمت لگانا چاہتے تھے اور اپنی یہ خدمت انگریز کے کھاتے میں ڈالنا چاہتے تھے تو کیا یہ خیانت نہیں؟ (ایضاً: ص ۱۱)

کرم شاہ کی بے جا حمایت کرنے والے بتائیں کہ انہوں نے ''تحذیر الناس میری نظر میں'' لکھ کر ایک بار پھر دیوبندیوں کی حمایت کرتے ہوئے فاضل بریلوی کو جاہل، خائن اور انگریز کا وفادار ثابت کرنے کی سعی کی ہے یا اپنے سابقہ مؤقف سے رجوع کیا ہے۔

o...... اگر طبیعت پر بوجھ محسوس نہ کریں تو ڈاکٹر خالد کی مزید ایک عبارت پڑھ کر فیصلہ کیجئے کہ کرم شاہ بھیروی نے وہ کتاب لکھ کر رجوع کیا ہے یا ''نہ ادھر کے رہے اور نہ ادھر کے'' کے مصداق بنے ہیں؟ لکھا ہے:

''پیر صاحب نے بریلویوں کو خوش کرنے کیلئے ایک بات پیدا کی ہے کہ تحذیر الناس کی بعض عبارات سے کچھ غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں لیکن پیر صاحب نے ان عبارات کو غلط نہیں کہا۔ اس فہم کو غلط کہا ہے کہ جو ان سے ختم نبوت زمانی کے خلاف کوئی دوسرا نتیجہ نکالے۔ دوسرے لفظوں میں اسے یوں سمجھئے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نے تو بات غلط نہیں کی۔ مولانا احمد رضا خاں نے اسے غلط سمجھ لیا ہے۔ سو پیر صاحب یہاں کسی غلط بیانی کی نشاندہی نہیں کر رہے۔ مولانا احمد رضا خاں اور ان کے پیروؤں کی غلط فہمیوں کو نمایاں کر رہے ہیں...... مخدوم محترم! جب آپ نے ان خطرناک نتائج کو خود بھی غلط فہمی پر مبنی قرار دیا ہے تو اب آپ کو افسوس کس بات کا ہے۔ کیا اس بات کا کہ آپ نے اچھی تعلیم کیوں حاصل کی کہ آپ ان غلط فہمیوں کا شکار نہ ہوئے اور مولانا احمد رضا خان اپنی کم علمی کے باعث تحذیر الناس کے ان مطالب کو نہ پا سکے جو حضرت حجۃ الاسلام کی مرادات

تھے۔ کیا آپ کو اسی بات کا افسوس ہے؟ (ایضاً: ۱۲)

خدا کو سمیع و بصیر جان کر بتایئے! کہ کرم شاہ بھیروی صاحب نے اسے کتاب میں بجائے قاسم نانوتوی کے خود اعلیٰ حضرت کو ہی مجرم نہیں بنا ڈالا؟ نانوتوی کے کفر کی حمایت نے انہیں کہاں سے کہاں پہنچا دیا؟ کیا اب بھی ان کی اس کتاب کو رجوع ہی کہا جائے گا؟ یا ''عذر گناہ بدتر از گناہ'' کا نام دیا جائے گا۔

اکابرین اہلسنّت کی مخالفت:

اکابرین اہلسنت نے بالاجماع نانوتوی نظریہ کو کفر بتایا جبکہ دیوبندی اسے قضیہ فرضیہ قرار دے کر تاویلیں کرتے ہیں اور چونکہ کرم شاہ بھیروی کو تحذیر الناس ہر بار پڑھ کر نیا لطف و سرور حاصل ہوتا تھا۔ اس لئے انہوں نے بھی دیوبندیوں کی سُر میں سُر ملا کر کہہ دیا۔

''اگر بالفرض جیسے الفاظ سے صرف وہ لوگ جن کے پیش نظر تلاش حق اور بیان حق ہے وہ تو مولانا (نانوتوی) کے مقصد کلام کو سمجھنے کیلئے ان قواعد کو پیش نظر رکھیں گے کہ یہاں قضیہ فرضیہ ہے اور قضیہ فرضیہ اور ہوتا ہے اور قضیہ واقعیہ حقیقیہ اور ہوتا ہے۔ ان دونوں کے درمیان بعد المشرقین ہے۔ (تحذیر الناس میری نظر میں، ص ۵۱)

کہہ رہے ہیں کہ جن لوگوں نے قضیہ فرضیہ کا اعتبار کرتے ہوئے تحذیر الناس کی عبارت کو درست مانا ہے وہ حق کے متلاشی اور حق بیان کرنے والے ہیں اور جنہوں نے اس کا اعتبار نہیں کیا وہ مخالفین حق ہیں۔ یعنی دیوبندی حق پر ہیں اور سنی بریلوی باطل پر ہیں۔ (معاذ اللہ)

اگر کسی شخص میں دیانت نام کی کوئی چیز ہے تو وہ بتائے کہ کیا اس سے بڑھ کر

بھی دیوبندیوں کی حمایت ہو سکتی ہے؟

○...... کرم شاہ نے اس مسئلہ میں اکابرین اہلسنّت کی مخالفت کی ہے۔ اس کے متعلق ان کے سوانح نگار حافظ پروفیسر احمد بخش کی گواہی بھی ملاحظہ فرمالیں تاکہ فیصلہ کرتے وقت آسانی رہے۔ لکھا ہے:

"تحذیر الناس کی الجھی ہوئی متنازعہ بحث کے متعلق حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ فرمایا کہ ایسی عبارات انسان کو ایمان سے محروم کر دیتی ہیں جبکہ حضور ضیاء الامت نے نانوتوی موصوف کی عبارت کو قضیہ فرضیہ پر محمول کرتے ہوئے اسے کفریہ کہنے میں احتیاط برتی ہے۔ (جمال کرم ۱/ ۶۹۵)

روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ بھیروی صاحب نے اکابرین اہلسنّت کی نہیں دیوبندیوں کے مؤقف کی تائید کی ہے۔

قضیہ فرضیہ کا ڈھکوسلا:

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دیوبندیوں اور بھیرویوں کے "قضیہ فرضیہ" کے ڈھکوسلے کی بھی حقیقت بتا دی جائے۔

۱۔ حضرت مولانا محمد منشاء تابش قصوری لکھتے ہیں:

فرض اگرچہ محال کو بھی کہا جاسکتا ہے مگر محال کے فرض کرنے پر فساد اور بطلان لازم آیا کرتا ہے۔ محال کے فرض کو امکان یا صحت لازم نہیں آتی جبکہ یہاں بعد میں پیدا ہونے والے نبی کو فرض کرنے پر کہا گیا ہے کہ کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ کیونکہ خاتمیت میں فرق نہیں آتا۔ نیز یہاں فرض تقدیری نہیں ہے بلکہ تجویزی ہے اس لئے انہوں نے فرض کے ساتھ لفظ تجویز بھی استعمال کیا ہے (دعوت فکر ص ۳۸، رضا دار الاشاعت لاہور)

۲۔ غزالیٔ زماں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

اگر بالفرض محال بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آئے گا جیسا کہ بفرض محال دوسرا الٰہ پایا جائے تو اللہ تعالیٰ کی توحید میں ضرور فرق آئے گا جو شخص اس فرق کا منکر ہے وہ نہ توحید باری کو سمجھا، نہ ختم نبوت پر ایمان لایا۔ (الحق المبین ص ۶۶، جدید ایڈیشن)

بتائیے! حضرت غزالیٔ زماں کی اس عبارت سے کرم شاہ بھیروی کی شرعی پوزیشن کیا ہے؟

۳۔ شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی لکھتے ہیں:

ہم کو لفظ بالفرض پر اعتراض نہیں ہے بلکہ اعتراض مولوی قاسم کے ان لفظوں پر ہے "تو پھر بھی خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہیں آئے گا"۔ غور سے پڑھئے مولوی قاسم کی عبارت یہ ہے "بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔ غور کیجئے بالفرض اگر نبی پیدا ہو تو حضور کی خاتمیت میں فرق آئے گا یا نہیں آئے گا اگر آپ کہیں گے نہیں آئے گا تو یہ غلط ہے کیوں اس لئے کہ

۱۔ اگر بالفرض مصنف چراغ سنت (دیوبندی) کی دونوں آنکھیں نکال دی جائیں تو پھر بھی ان کی بینائی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

۲۔ بالفرض اگر مصنف چراغ سنت (دیوبندی) کے سر کو جسم سے جدا کر دیا جائے تو پھر بھی ان کے زندہ رہنے میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

۳۔ بالفرض اگر مصنف چراغ سنت (دیوبندی) اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے

دیں تو پھر بھی ان کے نکاح میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

۴۔ بالفرض اگر مصنف چراغ سنت (دیوبندی) زنا کر لیں تو پھر بھی ان کی پاکدامنی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

تو جناب فرمایئے! فرق آئے گا یا نہیں آئے گا تو اعتراض ان لفظوں پر ہے کہ ''فرق نہیں آئے گا'' اور یہ ہی مولوی قاسم کہتے ہیں ''بالفرض حضور کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہیں آئے گا'' تو فرض کا لفظ ان تمام مثالوں میں موجود ہے جو قابل اعتراض نہیں ہے۔ قابل اعتراض لفظ یہ ہیں ''کچھ فرق نہیں آئے گا'' کیونکہ اس صورت میں حضور آخری نبی نہیں رہیں گے......اب بھی اگر کوئی ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس عبارت کو اسلام کہے تو یہ اس کی مرضی ہے۔ (چراغ ہدایت ص ۸۰۔۷۹)

۴۔ جناب سید تبسم بادشاہ بخاری لکھتے ہیں:

''اگر امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی' استاذ الاساتذہ صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اور ولی برحق شہزادہ سیال شریف خواجہ پیر قمر الدین سیالوی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین زندہ ہوتے تو میں انہیں منطق کی کتب پڑھنے' قضیہ فرضیہ اور قضیہ حقیقیہ میں تمیز کرنے اور تلاش حق اور بیان حق کو پیش نظر رکھنے کیلئے پیر محمد کرم شاہ صاحب کے پاس ان کے دار العلوم میں داخلہ لینے کا مشورہ ضرور دیتا۔ البتہ اب پیر صاحب سے گذارش ہے کہ وہ اپنے ہم خیال اساتذہ کتب منطق کی میٹنگ بلا کر تحذیر الناس کی عبارت کو منطق کی کتابوں سے جانچ پرکھ کر کے اپنے دعوے کو سچ ثابت کر دکھائیں۔ (پیر محمد کرم شاہ بھیروی کی صلح کلیت کا انجام' ماہنامہ کنز الایمان لاہور' ختم نبوت نمبر ستمبر ۱۹۹۷ء)

۵۔ مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب کے بیٹے غلام نصیر الدین سیالوی نے کرم شاہ آف بھیرہ کی قضیہ فرضیہ پر مشتمل تشویشناک عبارت کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے:

''اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی' حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی' حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمر الملت والدین سیالوی اور حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب اور دیگر سینکڑوں علماء ایسی لغویات بولنے والوں سے لاکھوں درجے زیادہ منطق کا علم رکھتے تھے۔ ان حضرات کو کسی مدرسے میں داخلہ لے کر ان اصطلاحوں کے سمجھنے کی ضرورت نہیں۔ (عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ۲/۲۴۵)

ان عبارات سے واضح ہے کہ کرم شاہ صاحب نے محض دیوبندیوں کی حمایت کی خاطر منطقی اصطلاحات کو بھی دیدہ دانستہ غلط استعمال کر کے اہلسنّت کے مؤقف کی تغلیط کی ہے۔

حافظ احمد بخش کی دروغ گوئیاں:

یہ سچ ہے کہ کسی کی اندھی عقیدت اور جھوٹی وکالت آدمی کو بے بہرہ کر دیتی ہے اور وہ اول فول اور بے تکی ہانکنے حتیٰ کہ دروغ گوئی سے بھی نہیں ہچکچاتا۔ کچھ یہی حال حافظ احمد بخش کا ہے۔ انہوں نے بے جا وکیل صفائی بنتے ہوئے ان باتوں کا ارتکاب کیا ہے جو کہ دیکھنے کے قابل ہے۔ ملاحظہ ہو!

ا۔ لکھا ہے کہ ''حضور ضیاء الامت نے نانوتوی موصوف کی عبارت کو قضیہ فرضیہ پر محمول کرتے ہوئے اسے کفریہ کہنے میں احتیاط برتی ہے''۔ (جمال کرم ۱/۶۹۵)

صریح کفر کو کفر نہ ماننا کفر ہے اور پھر قضیہ فرضیہ کا سہارا لینا جہالت ہے' کیونکہ قضیہ فرضیہ تجویزیہ سے یقیناً فساد اور بطلان لازم آتا ہے جسے کرم شاہ صاحب اور ان کے

حاشیہ نشین سمجھنے سے عاری ہیں کیونکہ ان پر صلح کلیت اور کفر کی حمایت کی نحوست پڑ چکی ہے۔

۲۔ لکھا ہے ''مجاہد جنگ آزادی مولانا فضل حق خیر آبادی'' نے ''صراط مستقیم'' کی عبارت کی بنیاد پر اسماعیل دہلوی پر کفر کا فتویٰ لگایا جبکہ امام اہلسنّت نے ایسا کرنے میں احتیاط برتی''۔ (ایضاً)

حافظ صاحب! آپ فقہاء و متکلمین کی اصطلاحات سے ناواقف ہیں؛ اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت نے دہلوی کے کفریات پر کتب لکھی ہیں؛ اس کی عبارتوں کے الگ الگ کفریات گنوائے ہیں جبکہ آپ کے کرم شاہ صاحب تو عبارت کو بھی کفریہ ماننے سے سر پھیر رہے ہیں۔

ع...... چه نسبت خاك رابعالم پاك

۳۔ لکھا ہے ''تحذیر الناس کے بارے میں حضرت ضیاء الامت نے ایک طرف پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے مؤقف پر عمل کیا ہے''۔ ایضاً)

اس کے جواب میں ہم یہ بھی دریافت کر سکتے ہیں جب کرم شاہ کے مرشد کریم خواجہ پیر قمر الدین سیالوی نے تحذیر الناس کی عبارت کو کفریہ قرار دیا ہے تو انہوں نے اپنے پیر کے مؤقف کو کیوں چھوڑا؟ لیکن ہم اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ یہ سراسر جھوٹ اور دونوں بزرگوں پر بہتان ہے کیونکہ بھیروی کیا آج تک دیوبندی بھی ہمارے کسی بھی مسلم بزرگ کا حوالہ ثابت نہیں کر سکے کہ ان کے سامنے دیوبندیوں کی کفریہ عبارتیں پیش کی گئیں تو انہوں نے ان کی حمایت کی یا انہیں درست قرار دیا۔ اگر ہمت ہے تو حافظ احمد بخش ان دونوں بزرگوں کی اصل عبارتیں پیش کریں۔ حالانکہ الصوارم الہندیہ میں

گولڑہ شریف اور علی پور شریف دونوں آستانوں کی تائید موجود ہے کہ وہ عبارتیں کفریہ ہیں۔ حضرت غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب لکھا ہے

''ہمارے مخالفین میں سے آج تک کوئی شخص اس امر کا ثبوت پیش نہیں کر سکا کہ فلاں مسلم بین الفریقین بزرگ کے سامنے علمائے دیوبند کی عبارات متنازعہ فیھا پیش کی گئیں اور انہوں نے ان کو صحیح قرار دیا، یا تکفیر سے سکوت فرمایا۔ علاوہ ازیں یہ کہ جن اکابر اُمت مسلم بین الفریقین کی عدم تکفیر کو اپنی برأت کی دلیل قرار دیا جا سکتا ہے ممکن ہے کہ انہوں نے تکفیر فرمائی ہو اور منقول نہ ہوئی ہو کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ کسی کی کہی ہوئی ہر بات منقول ہو جائے۔ لہٰذا تکفیر کے باوجود عدم نقل کے احتمال نے اس آخری سہارے کو بھی ختم کر دیا۔ (وللہ الحمد)

(الحق المبین ص ۴۹، قدیم ایڈیشن ص ۵۰؛ جدید ایڈیشن نعمان اکادمی جہانیاں منڈی)

حافظ احمد بخش اور دیگر بھیروی حضرات اس عبارت کو بار بار پڑھیں اور ہماری تحریر کے جواب میں محض ''عدم تکفیر'' یا ''عدم نقل'' کے حوالے جمع کرنے کی زحمت نہ اُٹھائیں۔ کیونکہ حضور غزالیٔ زماں نے ان کا یہ سہارا ختم کر دیا ہے کہ یہاں بھیروی صاحب کے ''شیخ طریقت'' حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی اور حضور اجمل العلماء علیہما الرحمۃ کے فتاویٰ بھی دیکھ لیئے جائیں تا کہ حقیقت مزید بے نقاب ہو جائے۔ یہ فتاویٰ آئندہ صفحات میں آرہے ہیں۔

دیوبندیوں کو اہلسنّت بنا دیا:

آخر کرم شاہ بھیروی، قاسم نانوتوی وغیرہ کی حمایت کیوں نہ کرتے جبکہ ان کے نزدیک دیوبندی بھی اہلسنّت میں شامل ہیں اور ان کے خلاف کیا گیا پروپیگنڈہ غلط

فہمی پرمبنی ہے۔انہوں نے لکھا ہے:

''اس باہمی وداخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہلسنّت وجماعت کا آپس میں اختلاف ہے، جس نے انہیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے۔ دین کے اصولی، مسائل میں دونوں متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی وصفاتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و ختم نبوت، قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریات دین میں کلی موافقت ہے لیکن بسا اوقات طرز تحریر میں بے احتیاطی اور انداز تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور باہمی سوء ظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے۔ اگر تقریر وتحریر میں احتیاط و اعتدال کا مسلک اختیار کیا جائے اور اس بدظنی کا قلع قمع کر دیا جائے تو اکثر و بیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے اور اگر چند امور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصر حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کیئے آستین چڑھائے لٹھ لئے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں۔ (ضیاء القرآن جلد اوّل، ص ۱۱)

عبارت کا ماحاصل:

قارئین کی سہولت کیلئے ہم نے نزاعی عبارت کو مکمل ذکر کر دیا ہے تا کہ کوئی یہ نہ کہہ دے کہ عبارت ادھوری نقل کی گئی ہے۔ اس عبارت کو ایک بار پھر پڑھ لیجئے اور انصاف کا دامن تھام کر بتائیے کیا اس پیراگراف مین دوٹوک یہ فیصلہ نہیں کر دیا گیا کہ

o...... اہلسنّت و جماعت کا دیوبندیوں کے ساتھ کسی قسم کا کوئی اصولی اور بنیادی یا کوئی قابل ذکر اختلاف نہیں ہے۔

o...... بلکہ دیوبندی بھی اہلسنّت وجماعت ہی کا ایک گروہ ہے۔

o...... کیونکہ دین کے اصولی مسائل میں وہ اہلسنّت کے ساتھ متفق ہیں اور اہلسنّت و جماعت کی طرح وہ بھی اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی وصفاتی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت وختم نبوت، قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریات دین پر مکمل ایمان رکھتے ہیں

o...... ان امور میں وہ اہلسنّت وجماعت کے ساتھ کلی موافقت رکھتے ہیں، ذرہ بھر بھی مختلف نہیں۔

o...... اہلسنّت اور دیوبندیوں میں اختلاف کی وجہ دونوں طرف سے بسا اوقات طرز تحریر میں بے احتیاطی اور انداز تقریر میں بے اعتدالی کی وجہ سے غلط فہمیوں کا پیدا ہو جاتا ہے۔

o...... اور دوسری وجہ ایک دوسرے سے بدگمانی ہے، جن کی بدولت یہ غلط فہمیاں ایک بھیانک شکل اختیار کر لیتی ہیں، جبکہ در حقیقت کچھ بھی نہیں ہوتا۔

o...... اگر تقریر وتحریر میں احتیاط و اعتدال قائم ہو جائے تو یہ بدگمانی بھی دور ہو سکتی ہے اور اکثر و بیشتر اختلاف ختم ہو جائے گا چونکہ وہ صرف غلط فہمیوں کی وجہ سے پیدا ہوا تھا

o...... اور اگر چند امور میں جو اختلاف باقی رہ بھی جائے تو وہ اس حد تک نہیں ہوگا کہ دونوں فریق ایک دوسرے کو کافر قرار دے کر اپنی عمریں ضائع کرتے پھریں۔

اس عبارت کے خطرناک نتائج:

کرم شاہ کی اس عبارت سے یہ نتیجہ نکلا کہ انہوں نے

ا۔ دیوبندی جیسے گستاخ لوگوں کو اہلسنّت وجماعت کا ایک گروہ قرار دے کر مسلک اہلسنّت کا مذاق اُڑایا ہے کہ اس میں گستاخ حضرات بھی شامل ہیں۔ (معاذ اللہ)

۲۔ اہلسنّت اور دیوبندیوں کو دین کے اصولی مسائل میں متفق اور ضروریات دین میں ان کی کلی موافقت بتا کر دیوبندی فرقہ کی تمام گستاخانہ عبارات اور باطل نظریات پر

پردہ پوشی کی گئی ہے اور ساتھ ہی ان کے گستاخانہ اور مبتدعانہ خیالات کو ''اصولی مسائل'' اور ''ضروریات دین'' قرار دے کر اسلامی تعلیمات کے ساتھ تمسخر کیا ہے۔ (نعوذ باللہ)

۳۔ ''بسا اوقات طرز تحریر میں بے احتیاطی اور انداز تقریر میں بے اعتدالی'' اور ''باہمی سوءِ ظنی'' کے الفاظ سے اہلسنّت کو بھی برابر کا مجرم قرار دیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ دیوبندیوں میں بنیادی طور پر کوئی خرابی نہیں۔ ان پر فتوے لگانا صرف اور صرف بدگمانی اور سوءِ ظنی کا نتیجہ ہے۔ یوں اکابرین اہلسنّت جنہوں نے اہل دیوبند سے اصولی اختلاف بتا کر ان کی کفریہ عبارات پر شرعی احکام وفتاویٰ جاری فرمائے انہیں 'بدگمان' قرار دے کر ان پر زبان طعن دراز کی ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

۴۔ گستاخ فرقہ کی تکفیر کو عمر ضائع و برباد کرنا قرار دے کر تمام اکابرین اہلسنّت کی عمروں کو ضائع و برباد گردانا ہے۔ (استغفر اللہ)

درحقیقت بھیروی صاحب کو ایسا کہنا بھی چاہیئے تھا کیونکہ ان کے نزدیک کسی کو گستاخ کہنے اور گستاخ کو کافر قرار دینے کا دور گزر گیا ہے اور دیوبندی چونکہ ان کے نزدیک اہلسنّت کا ہی ایک گروہ ہے تو ظاہر ہے کہ بھیروی نظریات کی تردید کرنے والا اپنی عمر ہی برباد کر رہا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

دیوبندیوں سے اہلسنّت کا اصولی اختلاف:

ہمیں بھیرویوں سے کچھ نہیں کہنا کیونکہ خدا جانے ان کے نزدیک ''اہلسنّت'' کا دائرہ کتنا وسیع و کشادہ ہے کہ گستاخان رسول (ﷺ) بھی اسی میں داخل و شامل ہیں جبکہ اکابرین اہلسنّت کے نزدیک کسی گستاخ' بے ادب اور بے دین آدمی کو دامن اہلسنّت میں پناہ نہیں مل سکتی۔ یہی حال فرقہ دیوبندیہ کا ہے کہ ان کے ساتھ ہمارا اصولی

اختلاف ہے۔ ملاحظہ ہو!

۱۔ غزالیٔ زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے...... ''دیوبندی حضرات اور اہلسنّت کے درمیان بنیادی اختلافات کا موجب علمائے دیوبند کی صرف وہ عبارات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کھلی توہین ہے۔ (الحق المبین ص ۱۲، ملتان)

۲۔ وقار الملت حضرت مفتی وقار الدین قادری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں ''دیوبندیوں سے ہمارے اختلاف اصولی ہیں وہ ایسے ہی ہیں جیسے قادیانی یا شیعہ وغیرہ سے ہیں۔

(وقار الفتاویٰ ۱/۲۸۵، کراچی)

۳۔ مولانا محمد منشاء تابش قصوری لکھتے ہیں ''بات معمولی نہ تھی بارگاہ رسالت کی عظمت پر براہ راست زد پڑ رہی تھی۔ (دعوت فکر ص ۱۷، مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور)

ان کے علاوہ سینکڑوں کتب میں دوٹوک بتایا گیا ہے کہ اہلسنّت کا دیوبندی فرقہ سے بنیادی' اصولی اور نظریاتی اختلاف ہے۔ یہ مسئلہ معمولی نہیں بلکہ کفر و اسلام کا مسئلہ ہے۔

دیوبندی نظریات کی ایک جھلک:

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دیوبندی نظریات کی ایک جھلک پیش کر دی جائے تاکہ ہر عام و خاص پر مزید واضح ہو جائے کہ دیوبندیوں کی ضروریات دین سے ''کلی موافقت'' اور ''اصولی مسائل'' میں متفق ہونے کی حقیقت کیا ہے؟

۱۔ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۷، الجہد المقل ۲/۴۰، بوادر النوادر ۱/۲۰۱)

۲۔ بندوں کے اعمال کے متعلق اللہ تعالیٰ کو پہلے کوئی علم نہیں ہوتا جب وہ عمل کرتے ہیں تب پتہ چلتا ہے۔(بلغۃ الحیران ص۱۵۶)

۳۔ جوکام (خواہ اچھا ہو یا برا) بندہ کرسکتا ہے وہ خدا بھی کرسکتا ہے۔
(تذکرۃ الخلیل ص۸۶، الجہد المقل ۱/۴۴۔۸۳)

۴۔ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت تمام معلومات حاصل نہیں ہوتیں۔(فیض الباری ۱/۵۱)

۵۔ قرآن مجید بدل چکا ہے۔(فیض الباری ۳/۳۹۵)

۶۔ لوح محفوظ میں ہر چیز لکھی ہوئی نہیں ہے۔(بلغۃ الحیران ص۵۸)

۷۔ رشید احمد گنگوہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی ہے۔(مرثیہ ص۵)

۸۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں گنگوہی کی مسیحائی میں زیادہ کمال ہے۔
(مرثیہ ص۲۳)

۹۔ اشرفعلی تھانوی سنت کا تابعدار ہے۔لہٰذا لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی کہنا درست ہے۔(الامداد ص۳۴)

۱۰۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم جانوروں، بچوں اور پاگلوں جیسا ہے۔
(حفظ الایمان ص۸)

۱۱۔ اُمتی علم اور عمل دونوں میں نبی سے بڑھ سکتا ہے۔
(تحذیر الناس ص۵، مکاتیب الیاس ۱۰۸۔۱۰۷ اضافات یومیہ ۶/۲۴۹)

۱۲۔ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین نہیں ہیں اور بھی کئی لوگ اس مقام پر فائز ہو سکتے ہیں۔(فتاویٰ رشیدیہ ص۲۴۵، اشرف السوانح ۳/۱۵۳)

۱۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی کہنے میں کوئی فضیلت نہیں۔
(تحذیر الناس ص۴)

۱۴۔ آپ کے بعد بھی کوئی نبی رسول آجائے تو آپ کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی فرق نہیں آتا۔(ایضاً: ص۲۸)

۱۵۔ ختم نبوت کا مطلب نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے کرنا دھوکہ ہے۔
(خطبات حکیم الاسلام ۱/۵۰)

۱۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اشرفعلی تھانوی کے ہم شکل و ہم رنگ و ہم مزاج تھے۔
(اصدق الرؤیا ص۵۔۲۵۔۳۷)

۱۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شیطان کا علم زیادہ ہے۔(براہین قاطعہ ص۵۱)

۱۸۔ انبیاء کرام کو ہر قسم کے گناہوں سے پاک ماننا غلط ہے۔
(تصفیہ العقائد ص۲۳۔۲۵)

۱۹۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُردو زبان تب آئی جب انکا رابطہ دیوبندیوں سے ہوا۔(براہین قاطعہ ص۳۰)

۲۰۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گر رہے تھے تو میں (حسین علی) نے آپ کو بچالیا۔
(مبشرات بلغۃ الحیران ص۸)

۲۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور بے ادبی کر کے تاویل کرے تو کفر نہیں ہے۔(امداد الفتاویٰ ۴/۱۲۶)

مزید تفصیلات کے لیے مولانا محمد کاشف اقبال مدنی کی کتاب ''دیوبندیت کے بطلان کا انکشاف'' کا مطالعہ فرمائیں۔

سینے پہ ہاتھ رکھ کر، ایمانداری سے بتائیں؟ کیا ایسے لوگ مسلمان کہلانے کے حقدار ہیں؟ کیا کوئی مسلمان ایسے گندے عقائد کی حمایت کرسکتا ہے؟ لیکن داد دیں کرم شاہ بھیروی کے دل گردے کو کہ انہوں نے نہ صرف ایسے عقائد کے حامل افراد کو اہلسنت میں شامل کر دکھایا بلکہ ان سے اختلاف کرنے والوں کو غلط فہم اور بدگمان ظاہر کیا اور ایسے لوگوں پر شرعی حکم جاری کرنے والے غیرت مندوں کی عمروں کو برباد قرار دے دیا۔ (العیاذ باللہ)

حضرت ابوالبرکات شاہ علیہ الرحمۃ کا ردِّعمل:

ضیاء القرآن جلد اوّل، ص ۱۱ کے اسی مقدمے کی عبارت کے متعلق حضرت مولانا عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ، مولانا پروفیسر محمد مشتاق نقشبندی (سمن آباد لاہور)، مولانا جاوید اقبال نوری خطیب جامع مسجد مدنی، شاہ عالم مارکیٹ لاہور اور مولانا الٰہی بخش ضیائی صاحب نے درج ذیل واقعہ سنایا ہے کہ

"تفسیر ضیاء القرآن" حضرت مفتی اعظم پاکستان، سید ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی علیہ الرحمۃ (جامعہ حزب الاحناف) کے پاس اس غرض سے پیش کی گئی کہ آپ اس پر تقریظ رقم فرمائیں۔ آپ نے مقدمہ والی عبارت دیکھی تو نہایت غضبناک ہو کر فرمایا "ارے میں کیسے کہہ دوں کہ سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت رضی اللہ عنہ کی عمر تکفیر میں برباد گئی، ارے میں یہ کیسے کہہ دوں کہ امام المحدثین حضرت سید دیدار علی شاہ رضی اللہ عنہ کی عمر تکفیر میں برباد گئی اور میں یہ کیسے کہہ دوں کہ میری اپنی عمر تکفیر میں برباد گئی (لہٰذا آپ نے تقریظ لکھنے سے انکار کر دیا)

غلام نصیر الدین کا تبصرہ:

مولانا محمد اشرف سیالوی کے بیٹے غلام نصیر الدین سیالوی صاحب کا تبصرہ بھی

ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں:

"بعض لوگ (پیر کرم شاہ جیسے) ایسے بھی ہیں جو اپنے آپ کو سنی کہلواتے ہیں اور عاشق رسول ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن باوجود ان گستاخانہ عبارات کی اطلاع کے اپنے ایمان کو خیرباد کہتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ دیوبندی، بریلوی بنیادی عقائد میں متفق ہیں اور ان میں صرف فروعی اختلافات ہیں، لہٰذا گستاخانہ عبارات والوں کی تکفیر کر کے اپنی عمر ضائع نہیں کرنی چاہیئے بلکہ اپنی قیمتی زندگی کو کسی اعلیٰ کام میں صرف کرنا چاہیئے، اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی، پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری، شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی، حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب، حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی، استاذ کل حضرت مولانا عطا محمد صاحب بندیالوی اور حضرت علامہ امام المناظرین شیخ الحدیث والتفسیر ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی صاحب مدظلہ اور دیگر اکابر علماء مثلاً حضرت شیخ الحدیث مولانا غلام رسول صاحب سعیدی، حضرت مولانا منظور احمد فیضی، فقیہ العصر مفتی محمد امین صاحب اس طرح ہزاروں اکابر علماء گویا اپنی عمر کو ضائع کرنے والے ہیں۔ اگر ان حضرات کی عمریں ضائع ہو چکی ہیں تو پھر ہم بھی اپنے اکابر کے ساتھ ہیں۔

(عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ، حصہ دوم، ص ۴۰۲)

مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کا تبصرہ:

اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا نے لکھا ہے:

غور فرمائیے! پیر صاحب اپنے ماڈرن "اجتہاد" کی بناء پر کس بے پرواہی کے ساتھ دیوبندی، مودودی وہابی ٹولہ کو بھی اہلسنت میں شمار کر کے انہیں اہلسنت کا ایک گروہ

قرار دے رہے ہیں۔ کفر وشرک کے صریح فتاویٰ کے باوجود دونوں میں کلی موافقت بیان فرما کر دونوں کو ایک ترازو میں تولتے ہوئے سب کو ایک ہی نظر سے ملاحظہ کر رہے ہیں۔ پیر صاحب کے نزدیک وہابیہ کا اہلسنّت پر شرک کا اطلاق، معاذ اللہ کذب باری تعالیٰ کا عقیدہ، ختم نبوت کی تحریف، بارگاہ رسالت کی صریح توہین وتنقیص اصولی نہیں بلکہ فروعی مسائل ہیں۔ پیر صاحب کے نزدیک ظالم ومظلوم، حق وناحق میں کوئی فرق نہیں۔ ان کے ہاں اہلسنّت ہیں تو دونوں اور بلا تفریق وامتیاز ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کر رہے ہیں تو دونوں اب اس امر میں کیا شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ پیر صاحب کا دیوبندی مودودی وہابی مکتب فکر کا حوالہ دینا معاذ اللہ انہیں اہلسنّت اور بزرگ ومعتبر سمجھنے کی بناء پر ہے، نہ کہ کسی اور وجہ سے۔

(ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ، ص۱۵)

دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کی ثقاہت کا اعتراف:

دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے متعلق بھیروی شاہ کا رویہ اس قدر نرم بلکہ محبت آمیز تھا کہ جگہ جگہ ان کا ذکر اور انکی عبارات سے استدلال بلکہ ان کی ثقاہت کو نیازمندانہ سلام بھی پیش کرتے رہے ہیں۔ اپنی بات کو وزنی بنانے کیلئے بے دھڑک دیوبندیوں کے یوں حوالے دیتے ہیں جیسے اکابر مفسرین کے حوالے دیئے جاتے ہیں۔

چند مقامات ملاحظہ ہوں!

۱۔ بیان القرآن: یہ دیوبندیوں کے اشرف علی تھانوی کی تفسیر کی کتاب ہے۔ ضیاء القرآن جلد اوّل کے ص۳۹۳۔۳۸۶ پر مولانا تھانوی لکھتے ہیں اور مولانا تھانوی نے ترجمہ یوں کیا ہے۔ جیسے جملوں سے اس کے حوالے دیئے گئے ہیں۔

۲۔ تفہیم القرآن: ابوالاعلیٰ مودودی ''جماعت اسلامی'' کے بانی کی کتاب ہے، جس کے حوالے جلد اوّل ص۳۹۳۔۱۵۳ جلد دوم، ص۸۷ ص۱۲۶۔۱۸۴ پر دیئے گئے اور ص۳۸۷ پر لکھا ''مولانا مودودی نے یہاں ایک نہایت لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے''۔

۳۔ محمود الحسن دیوبندی کے حاشیہ قرآن سے بھی پورا پورا استفادہ کیا گیا ہے بلکہ سورہ النساء آیت نمبر ۱۱۷ کی تفسیر میں صرف محمود الحسن کی عبارت کو ''زینت تفسیر بنانے'' کیلئے کافی سمجھا ہے۔ (جلد اوّل ص۳۹۳۔۳۹۴)

بلکہ ادریس کاندھلوی کے بیٹے محمد میاں صدیقی کے یہ جملے جو خود بھیرویوں نے شائع کر رکھے ہیں قابل توجہ ہیں ''یہاں صرف یہ عرض کروں گا کہ مولانا محمود الحسن صاحب کے ترجمہ سے سب سے زیادہ قریب تر حضرت پیر کرم شاہ کے ترجمہ کو پایا۔

(ضیائے حرم فروری ۲۰۰۷ء ص۵۱)

۴۔ عبدالماجد دریا آبادی دیوبندی (اشرف علی تھانوی کا غالی مرید وخلیفہ) کی تفسیر کو بطور حجت پیش کیا ہے۔ (جلد اوّل، ص۱۶۱، جلد دوم، ص۴۲، ۴۵)

۵۔ اسماعیل دہلوی کو ''شاہ اسماعیل صاحب دہلوی'' کے الفاظ سے یاد کر کے اس کی کتاب کا حوالہ دیا ہے۔ (جلد۱ ص۴۶۶)

۶۔ قاسم نانوتوی کو پاکان اُمت (اُمت کے پاک لوگوں) میں شمار کیا ہے۔

(جلد اوّل ص۲۵)

۷۔ کہیں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ اور امام بوصیری علیہ الرحمۃ کے درمیان اور کہیں الگ الگ مسلمہ شخصیت اور بزرگ باور کراتے ہوئے شبیر عثمانی دیوبندی کو ''مولانا شبیر احمد عثمانی'' اور ''علامہ عثمانی'' لکھ کر تفسیر عثمانی کا حوالہ دیا ہے۔

(جلد پنجم، ص۵۰۵، ۵۹۸، جلد دوم، ص۲۱، ۱۶۳، ۲۲۱)

مزید لکھا ہے:

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی مرحوم۔ (ضیائے حرم دسمبر ۲۰۰۴ء ص ۹۲)

۸۔ کہیں سلیمان منصور پوری غیر مقلد پر فخر کرتے ہوئے اس کا حوالہ دیا۔

(ضیاء القرآن جلد پنجم، ص ۵۹۱)

اور کبھی ''ذوق'' میں آ کر اس کی ثقاہت کا لوہا یوں تسلیم کیا کہ

''مشہور سیرت نگار قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے اپنی سیرت کی کتاب ''رحمۃ للعالمین'' میں ......تحریر فرمائی...... قاضی صاحب نے اس کا حوالہ نہیں دیا۔ میرے پاس جتنے مراجع ہیں، مجھے ان میں سے کہیں اس کا سراغ نہیں ملا لیکن قاضی صاحب کی ثقاہت کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یقیناً ان کے پاس اس کا مستند حوالہ ہوگا۔

(ضیاء النبی ۲/۲۵۵، جمال کرم ج ۲ ص ۸۴۴)

ہم اس عبارت پر تبصرہ نہیں کرتے، قارئین خود ہی بھیروی صاحب کی منصور پوری کے ساتھ ''نیازمندی'' کی گہرائیوں کا اندازہ فرما لیں۔

۹۔ کہیں سلیمان ندوی کی کتاب ''خطبات مدارس'' کا حوالہ دھڑلے سے پیش کیا ہے۔ (ضیاء القرآن جلد پنجم، ص ۵۲)

۱۰۔ کہیں ابن تیمیہ کے شاگرد ابن قیم کو ''علامہ ابن قیم'' کہہ کے حوالہ پیش کیا ہے۔ (جلد دوم، ص ۱۱۶)

۱۱۔ کہیں ابوالکلام آزاد کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا کہ ''مولانا آزاد نے یہاں خوب لکھا ہے''۔ (جلد دوم، ص ۱۹۶، ۲۵۹)

یہاں مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کا یہ سوال کس قدر برموقع ہے کہ ''اگر

مودودی کی تفہیم القرآن وتھانوی کے بیان القرآن اور دیوبندی شیخ الہند کے حاشیہ قرآن وتفسیر ماجدی جیسی کتابوں کے حوالے پیش کرنا ہے تو پھر ''ضیاء القرآن'' کی کیا ضرورت ہے جبکہ ''ضیاء القرآن'' کے مذکورہ قسم کے ماخذ پہلے ہی مارکیٹ میں موجود ہیں۔ اکابر اہلسنّت نے مسلک حق وبدمذہبوں کے مابین بڑی مشکل سے جو حد فاصل قائم کی تھی ''ضیاء القرآن'' نے اسے شدید نقصان پہنچایا ہے۔

(ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ رجب ۱۳۹۸ھ، ص ۱۵)

o...... ایک شخص جو کہ دیوبندی تفاسیر کا مطالعہ کرتا تھا، اس سے کہا گیا کہ آپ ''ضیاء القرآن'' کا مطالعہ کیا کریں۔ ضیاء القرآن کو پڑھنے کے بعد اس نے جواب دیا کہ آپ مجھے دیوبندی تفاسیر پڑھنے سے منع کرتے ہیں جبکہ ضیاء القرآن میں اُن تفسیروں کے حوالے بطور سند وحجت کے پیش کر کے گویا ان دیوبندی تفسیروں کو پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ لہٰذا میں انہیں کتب ہی کو کیوں نہ پڑھ لوں!۔۔۔

یہ ہے ضیاء القرآن کی صلح کلیت کا نقصان۔

نوٹ: ضیاء القرآن کے پہلے ایڈیشن میں ''محمود الحسن دیوبندی'' کو ''شیخ الہند'' بھی لکھا گیا تھا۔ علمائے اہلسنّت کی گرفت کے بعد اسے کاٹ دیا گیا۔ بتایئے! اگر دل میں ادب نہ تھا تو لکھا کیوں اگر قابل گرفت نہ تھا تو کاٹا کیوں، تاویلیں کرنے والے جواب دیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ دیوبندیوں، وہابیوں کے حوالے بطور ماخذ ومراجع مثبت مسائل میں ترجمہ وتفسیر کرتے ہوئے بطور سند اور اتھارٹی کے ذکر کئے گئے ہیں، کسی اور نوعیت سے نہیں۔

صلح کلیت کا بھرپور مظاہرہ:

گوسابقہ گفتگو کی روشنی میں کرم شاہ بھیروی کی صلح کلیت، دیوبندیت، وہابیت اور توہین رسالت نوازی پر مزید کچھ لکھنے کی ضرورت تو نہیں رہی لیکن مزید کچھ ملاحظہ ہو!

۱۔ بھیروی صاحب ''محمد نافع'' دیوبندی کی کتاب ''رحماء بینھم'' دیوبندی تنظیم ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے رکن رکین، متین خالد کی کتاب ''ثبوت حاضر ہیں'' اور مودودی جماعت کے فرد ''نذر محمد'' کی کتاب ''احکام القرآن'' (جس میں مودودی کے ترجمہ قرآن کا التزام کیا گیا ہے) پر تقریظ وتاثرات لکھے ہیں۔

۲۔ مودودی جماعت کے رسالہ ''تکبیر'' کراچی کے ایڈیٹر ''صلاح الدین'' کی موت پر بھیروی صاحب کے رسالہ ضیائے حرم میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اسے مینارۂ نور قرار دیا۔ (ضیائے حرم شعبان ۱۴۱۵ھ)

۳۔ ادارہ منہاج القرآن لاہور کے زیر اہتمام گیارہ ربیع الاول کی رات مینار پاکستان لاہور میں منعقدہ کانفرنس میں ''اتحاد اُمت'' کا خود ساختہ فارمولا تیار کرتے ہوئے نام نہاد ''علماء کونسل'' قائم کی گئی جس میں چار شیعہ ملاؤں کو بھی شامل کر کے بھیروی صاحب کو اس کا ''چیئرمین'' مقرر کیا گیا۔

۴۔ بھیروی صاحب کی زیرادارت ان کے رسالہ میں لکھا گیا ''پاکستان کے قیام سے کچھ پہلے مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا حسین احمد مدنی، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا محمد داؤد غزنوی، علامہ مشرقی اور مولانا ظفر علی خان وغیرہ کی صورتوں میں جو مشاہیر اسلام موجود تھے، آج ہم ان سے محروم ہو چکے ہیں۔ (ضیائے حرم مئی ۱۹۷۳ء، ص ۱۹۱)

۵۔ بھیروی صاحب کی زیرادارت چھپنے والے ضیائے حرم کے مضمون نگار محمد

یونس مئو صاحب کا مضمون چھپا، جس میں انہوں نے اکابر مفسرین کی تفاسیر کے ساتھ دیوبندیوں کی گستاخانہ کتب ''بلغۃ الحیران'' اور ''جواہر القرآن'' کو بھی اُمت مسلمہ کی کتب تفسیر کی طرح ہی متعارف کرایا ہے۔ (ضیائے حرم جون ۲۰۰۳ء)

۶۔ قاضی رب نواز خان اجمیری بھیروی نے لال مسجد کے دیوبندی ''غازی'' برادران کو اسیر اور شہید قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو!

(ماہنامہ دعوت تنظیم الاسلام گوجرانوالہ ص ۶، اگست ۲۰۰۷ء)

کیا گستاخ وبدمذہب شہید ہوتا ہے؟

ایسے ہی رب نواز خان صاحب نے اپنے ایک فتوے میں سعودی نجدیوں کے پیچھے نماز کو جائز قرار دیا ہے۔ (عکس محفوظ ہے)

اور انہوں نے تقی عثمانی دیوبندی کی یوں مدح سرائی کی ہے

''سیاست سے کوسوں دور اور سیاسی حوالوں سے بے داغ ماضی کے حامل مولانا محمد تقی عثمانی سابق رکن اپیلٹ بنچ سپریم کورٹ آف پاکستان۔

(ماہنامہ دعوت تنظیم الاسلام گوجرانوالہ ص ۱۰۔۹، جنوری ۲۰۰۷ء)

۷۔ ضیائے حرم (جس کے سرپرست جسٹس کرم شاہ بھیروی ہیں) میں دیوبندی مولوی قاضی مظہر حسین کی کتاب ''کشف خارجیت'' پر تبصرہ شائع کیا گیا ہے، اس کے تبصرہ نگار طالب ہاشمی لکھتے ہیں:

''......ہم قاضی صاحب کی بیش بہا اس علمی کاوش کو بنظر تحسین دیکھتے ہیں اور تمام اہل علم سے اس کے مطالعہ کی پرزور سفارش کرتے ہیں۔ فی الحقیقت یہ کتاب ناصبیت کے سر پر گرز البرز کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے پڑھنے سے معلومات میں

اضافہ ہوتا ہے اور وہ تمام شبہات اور وسوسے دور ہو جاتے ہیں جو روافض، خوارج اور نواصب کے زہریلے پروپیگنڈے سے بعض ذہنوں میں پیدا ہو گئے ہیں"۔

(ضیائے حرم جولائی ۱۹۸۳ء)

۸۔ کرم شاہ بھیروی کے رسالہ میں نام نہاد جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد کا انٹرویو شائع کر کے بھیرویوں نے نام نہاد جماعت اسلامی اور مودودی سے اپنے قلبی تعلق کا ثبوت دیا ہے۔ اس انٹرویو میں قاضی مذکور نے کرم شاہ کی بھی خوب تعریف کی ہے۔ ملاحظہ ہو! ضیائے حرم لاہور ستمبر ۲۰۰۹ء ص ۲۵ تا ۳۶۔

۹۔ مودودی کے نائب ملک غلام علی کے تاثرات جمال کرم کتاب میں بھیروی صاحب کے متعلق درج ہیں۔ اور ذکر کیا گیا ہے کہ بھیروی صاحب کے دل میں کسی بھی مکتبۂ فکر کے لیے نفرت و کدورت موجود نہ تھی۔ اور پھر اسی مودودی گروپ کے ملک غلام علی کے بیٹے کی تعزیت کے لیے کرم شاہ بھیروی کا "منصورہ" جانا بھی لکھا ہوا ہے۔

(جمال کرم ج ۲ ص ۷۰۸)

۱۰۔ نیچری فکر کے حامل شبلی نعمانی کے متعلق بھیروی صاحب لکھتے ہیں:

مولانا شبلی نے اس موضوع پر جو کچھ لکھا ہے وہ بھی اس قابل ہے کہ اہل علم اس کا مطالعہ کریں۔ (ضیاء النبی ج ۲ ص ۴۲۷، جمال کرم ج ۲ ص ۸۴۴)

۱۱۔ حافظ احمد بخش بھیروی نے مفتی شفیع دیوبندی کو رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے۔

(جمال کرم ج ۲ ص ۸۴۴)

۱۲۔ اسی شخص نے شبلی نعمانی کو بھی رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے۔

(جمال کرم ج ۲ ص ۸۳۱)

۱۳۔ کرم شاہ بھیروی نے امام الوہابیہ ابن تیمیہ کو رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے۔

(جمال کرم ج ۲ ص ۳۶)

عیسائیوں کی عظمت کو سلام:

کرم شاہ بھیروی کی صلح کلیت اس عروج کو جا پہنچی کہ عیسائیوں کے اسلام دشمن اداروں کی عظمت کو بھی سلام کرنا اپنے لیے باعث اعزاز سمجھتے ہیں۔ بھیروی صاحب کے رسالہ میں ان کی ایک تقریر بعنوان "دیار فرنگ میں ایک اہم تقریر" شائع کی گئی ہے جس میں وہ کہتے ہیں:

"ہم آکسفورڈ کیمبرج لیڈز لندن وغیرہ کے علمی اداروں کی عظمت کو سلام کرتے ان کی افادیت اور اہمیت کا کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں"۔

(ماہنامہ ضیائے حرم لاہور جون ۱۹۸۵، ص ۱۰)

اعتراف حقیقت:

بھیروی صاحب کی صلح کلیت پر خود بھیروی جماعت اور دیگر حضرات کی تصدیقات ملاحظہ ہوں!

۱۔ مولانا علی سندھیلوی آف لاہور کا مضمون بھیروی حضرات کی تصدیق سے چھپا ہے، جس میں ہے کہ "آپ نے ہمیشہ (گستاخوں پر) کفر و شرک کے فتوؤں سے گریز کیا۔ ایک مرتبہ مولانا عبدالعزیز ضیاء اور راقم الحروف لاہور میں حضرت شاہ صاحب کی عیادت کیلئے گئے۔ ان دنوں آپ نے "تحذیر الناس میری نظر میں" تحریر کی تھی اور اس پر فریقین کے علماء میں بڑی گفتگو ہو رہی تھی۔ مولانا عبدالعزیز صاحب نے عرض کی جناب علماء "تحذیر الناس میری نظر میں" پر بہت ناراض ہیں۔ آپ اس پر نظر ثانی فرمائیں، حضرت پیر صاحب نے فرمایا "میں نے جو صحیح سمجھا ہے لکھ دیا ہے"۔

(ماہنامہ ضیائے کرم بھیرہ، ضیاء الامت نمبر ۲۱۔۲۰، ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اپریل ۲۰۰۰ء ص ۱۸۰)

۲۔ ایسے ہی مولانا اقبال احمد فاروقی کے یہ جملے قابل غور ہیں......

''وہ اعتدال کے مالک تھے' مذہب میں سختی یک رخی اور تعصب کو نہیں لاتے تھے۔ آپ کی اس اعتدالی روش کو بعض سخت گیر سنی علماء کرام ''نرم گوشے والا پیر'' اور کچھ ''صلح کل'' کہا کرتے تھے۔ (جمال کرم، جلد سوم، ص ۹۶)

گذشتہ سطور کو بنظر انصاف ملاحظہ کرنے کے بعد یہ شکوہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا کہ بھیروی صاحب پر حرف گیری کیوں کی گئی کیونکہ درحقیقت یہ ان کی ''اعتدالی روش'' نہیں بلکہ سراسر بے اعتدالی بلکہ بے راہروی تھی کہ وہ گستاخ رسول کو بھی کافر کہنے سے گریزاں تھے۔ (معاذ اللہ)

۳۔ مفتی اقتدار نعیمی نے کرم شاہ بھیروی کی صلح کلیت کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھا ہے:

پیر محمد کرم شاہ صاحب۔۔۔ بڑی غیر ذمہ داری سے کلام فرمادیتے ہیں غالباً ان کی یہ اغیار نوازی صلح کلی کے نظریات پر مبنی ہے۔ اس لیے انہوں نے اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں بھی بہت غیر ذمہ دارانہ جلد بازیاں اور چشم پوشیاں کی ہیں جن کی نشاندہی مجاہد ملت ابوداؤد محمد صادق صاحب نے اپنی تحریر میں رضائے مصطفے کے صفحات پر کی ہے۔ (العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ ج ۱ ص ۲۰۶، طبع ضیاء القرآن لاہور)

۴۔ دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے مفتی غلام حسن قادری جسٹس کرم شاہ بھیروی پر علماء اہلسنت کے اتمام حجت کرنے کا ذکر کرتے ہوئے اپنے فتویٰ میں رقمطراز

ہیں:

پیر محمد کرم شاہ صاحب۔۔۔ خدا جانے گستاخان رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے نرم گوشہ کیوں رکھتے تھے اور آخر تک اپنے غلط مؤقف پر ڈٹے رہے۔ جس کا فائدہ صرف بدعقیدہ لوگوں کو ہی پہنچتا رہا۔ اور اہل سنت (علماء) ان کی زندگی میں بھی ان کو ان کے اس غلط مؤقف کی نشاندہی کرتے رہے الحمد للہ ان کے اس اسراسر بے بنیاد خطاء پر مبنی غلط نظریہ کو اہل سنت کے کسی معتبر عالم نے تسلیم نہ کیا۔ (قلمی فتویٰ محفوظ ہے)

۵۔ بھیروی مدرسہ کے ناظم تعلیمات اور رسالہ کے مدیر ''حافظ احمد بخش'' نے بھیروی صاحب کی اس روش کو یوں تسلیم کیا ہے کہ ''آپ کی طبیعت میں ملت اسلامیہ کے تمام مکاتب فکر کیلئے برداشت کا مادہ موجود تھا۔ (ضیائے حرم نومبر ۲۰۰۴ء ص ۱۳)

۶۔ بھیروی حضرات کے مایہ ناز خطیب اور کرم شاہ صاحب کے چہیتے ''حافظ خان محمد قادری'' نے لکھا ہے:

ایک محتاط بزرگ عالم دین نے فرمایا کہ تم بھیرے جارہے ہو اگر وہابی نہ بنے تو پکے سنی بھی نہ رہوگے۔ (کرم ہی کرم ص ۸۰)

گویا محتاط بزرگ بھی کرم شاہ صاحب کو ''صلح کل'' قرار دیتے تھے۔ بھیروی صاحب کی صلح کلیت جان لینے کے بعد حضرت مولانا محمد سعید احمد مجددی علیہ الرحمۃ کا یہ تبصرہ بھی پڑھ لیجئے ''پیشہ ور مشائخ محافل عرس میں فرق ضالہ کے لوگوں کو بھی دعوت دیتے ہیں...... اور اغیار کے متعلق ''نرم گوشہ'' رکھتے ہیں تاکہ ''خوش رہے شیطان بھی اور راضی رہے رحمان بھی'' کے مصداق سارے لوگ انہیں اچھا سمجھیں۔

(سعادت العباد شرح مبداء ومعاد ا/۲۱۱)

سعودی نجدی امام کی اقتداء:

بھیروی صاحب نے اپنی صلح کلیت کا ثبوت دیتے ہوئے سعودی عرب کے نجدی امام کے پیچھے بھی نمازیں پڑھی ہیں ان کے عقیدت مند نے لکھا ہے:

''ایک دفعہ حضور ضیاء الامت مسجد نبوی میں معتکف تھے انوار وتجلیات الٰہیہ سے اپنا دامن بھر رہے تھے اور حسب سابق تمام نمازیں سوائے عصر کی نماز کے باجماعت ادا فرماتے تھے۔ کسی پاکستانی نام نہاد ''موحد'' نے مدینہ طیبہ کے قاضی صاحب کے پاس شکایت کر دی کہ بزرگ، امام مسجد نبوی کے ساتھ باجماعت نماز ادا نہیں کرتے...... قاضی صاحب نے پوچھا آپ نمازیں امام مسجد نبوی کے پیچھے کیوں نہیں پڑھتے۔ حضور ضیاء الامت نے جواب دیا کہ میں تمام نمازیں سوائے عصر کی نماز کے امام صاحب کے پیچھے ادا کرتا ہوں۔ (ضیاء الامت نمبر ۸۹)

بھیروی صاحب کا یہ عمل سراسر اکابر اہلسنت کے خلاف ہے۔ سعودی نجدی اپنے گمراہانہ اور گستاخانہ عقائد کی وجہ سے امام بننے کے ہرگز اہل نہیں اور نہ ہی ان کے پیچھے ان کے عقائد سے واقف لوگوں کی نماز ہوتی ہے۔ ہمارے اکابر اس پر متفق ہیں۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں! ''بدمذہب کے پیچھے نماز کا حکم'' از ابوالحقائق علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی۔

یہاں حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کا ایمان افروز واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ بھیروی صاحب تو نجدی قاضی کے سامنے گھٹنے ٹیک گئے کیونکہ صلح کل تھے جبکہ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کو امیر مدینہ منورہ عبدالعزیز بن ابراہیم نجدی نے طلب کر کے پوچھا کہ تم ہمارے امام کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے؟

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بے خوف اپنے سر مبارک کو اوپر اُٹھایا اور اپنی گردن پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا ''نجدیا! یہ گردن کٹ تو سکتی ہے مگر نجدی کے ساتھ مل کر جھک نہیں سکتی''۔ (سیدی ضیاء الدین احمد القادری ص ۴۰۲، از مولانا محمد عارف قادری) یہ ہے غیرت ایمانی

طلاق ثلاثہ کا انکار:

بیک وقت تین طلاقیں دے دینے سے تینوں ہی واقع ہو جاتی ہیں اس کے بعد شرعی حلالہ کے بغیر زوجین کا رجوع سراسر حرام کاری اور خالص زنا کاری ہے۔ آئمہ اربعہ اور ان کے پیروکاروں کا یہی مسلک اور دیگر جمہور اہل اسلام کا بھی یہی مؤقف ہے۔ اس کے مقابلے میں تین کو ایک قرار دینا حرام کو حلال کرنا' زنا کاری کی اجازت دینا اور اجماع اُمت کی مخالفت وسخت حرام ہے۔ بھیروی صاحب کے مرشد گرامی حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں ''ابن تیمیہ اور اس کے پیروکاروں کے بغیر اور کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ تین طلاقیں دینے سے ایک طلاق پڑتی ہے۔ تفسیر صاوی جلد اوّل ص ۹۶ پر ہے ''یہ وہ مسئلہ ہے جس پر علماء کا اتفاق ہے۔ ابن تیمیہ خود گمراہ اور اوروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔ (التحقیق فی التطلیق)

بلکہ خود بھیروی صاحب نے لکھا ہے: جمہور علماء جن میں ائمہ اربعہ بھی داخل ہیں کا مذہب یہ ہے کہ اس طرح تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ (جمال کرم ص ۶۲۱، ۶۰۲)

اتنا کچھ تسلیم کر لینے کے باوجود بھیروی صاحب اجماع اُمت کی مخالفت کرتے ہوئے قرآن وحدیث کے حرام کردہ کو حلال کرتے ہوئے مسلمانوں کو حرامکاری کی اجازت دینے پر تل گئے۔ ابن تیمیہ کی پیروی میں لگے وہی گھسے پٹے دلائل دینے'

جن کا دیگر اکابر اہلسنّت کے علاوہ خود ان کے شیخ طریقت حضرت خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ نے بھی جوابات ارشاد فرما دیئے ہیں۔ بھیروی صاحب نے مسلمانوں کے گھروں کو ''زنا کاری'' کے اڈے بنانے کیلئے ''علماء مصر اور علماء ازہر'' کے اجماع اُمت کے مخالف مؤقف کی حمایت کرتے ہوئے لکھ مارا کہ اس ناچیز کی ناقص رائے میں تو ان حالات میں علماء مصر اور علماء جامع ازہر کے فتویٰ کے مطابق عمل کرنا ارجح ہے۔

(دعوت فکر ونظر مشمولہ جمال کرم جلد اوّل، ص ۶۴۸)

مزید دیکھیں: ضیائے حرم دسمبر ۲۰۰۵ء ص ۶۸۔

گویا صرف راجح ہی نہیں بلکہ ارجح ہے کہ مسلمانوں کو اب زنا کاری کی اجازت دے دی جائے۔ (معاذ اللہ)

غیر مقلد وہابی حضرات بھیروی صاحب کی مذکورہ کتاب کو اہلسنّت کے خلاف اخباروں، رسالوں اور تقریروں میں ہر جگہ پیش کر کے بے خبر عوام کو للکارتے پھرتے ہیں انہیں اتنی جرأت بھیروی صاحب نے دی ہے۔

کرم شاہ بھیروی کے رسالہ دعوت فکر ونظر در مسئلہ طلاق ثلاثہ کا تفصیلی رد مولانا غلام رسول سعیدی صاحب نے لکھا ہے. دیکھیئے! تفسیر تبیان القرآن ج ۱ ص ۸۲۰ تا ۸۷۹، شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۱۰۲۵ تا ۰۴۹۔

بھیرویوں کی غلط تاویلیں:

''عذر گناہ بدتر از گناہ'' کا مظاہرہ کرتے ہوئے ''بھیروی حضرات'' یہاں بھی اجماع اُمت کے مقابلے میں ''دامن بھیروی'' سے ہی وابستہ ہیں اور مسلک اہلسنّت کے دفاع کے بجائے اپنے پیر کے دفاع میں ٹامک ٹوئیاں مارتے پھرتے ہیں۔ مثلاً:

۱۔ انہوں نے تین طلاقوں کو ایک کہنے پر کوئی فتویٰ صادر نہیں کیا۔

جواب: کیا اتنی ضخیم کتاب جس میں اپنے گمان فاسد پر دلائل دیتے ہوئے نہیں تھکتے، وہ کسی فتویٰ سے کم ہے؟ کیا یہ کتاب تین طلاقیں ایک قرار دینے پر ہے یا تین کہنے پر؟

۲۔ علمائے اہلسنّت کا رویہ باریک بین سوچ پر مبنی نہیں۔

جواب: یہ سراسر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر اب تک کے تمام علماء کی توہین ہے کیا صرف کرم شاہ ہی کو ''باریک بین'' سوچ نصیب ہوئی ہے؟ ایسی نرالی سوچ پر تف ہے کہ جس سے اجماع کا انکار ہوتا ہو۔

۳۔ فقہ حنفی میں ایسے قول پر فتویٰ دینا درست ہے جس سے کوئی بنیادی اصول متاثر نہ ہوتا ہو۔

جواب: تین طلاقوں کو ایک قرار دینے سے قرآن وحدیث، صحابہ کرام اور جمہور اہل اسلام کے اجماع کی مخالفت ہوتی ہے۔ کیا اس سے ''بنیادی اصول'' متاثر نہیں ہوتا؟

۴۔ ''جدید حالات کے پیش نظر ایسا کہا گیا ہے'' ایسے فتوے مختلف فیہ جدید مسائل پر تو دیئے جا سکتے ہیں۔ حالات کے پیش نظر مذہب تبدیل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی حرام کو حلال کیا جا سکتا ہے کیا ایسے حالات میں جھوٹ اور سود جائز ہو سکتا ہے؟

بھیروی صاحب پر اتمام حجت:

بعض غیر ذمہ دار اور بھیروی صاحب کے بے جا طرفداروں کی جانب سے کہا جاتا ہے کہ اگر بھیروی کرم شاہ کے نظریات اتنے ہی غلط تھے تو پھر ان کی زندگی میں انہیں ان پر متنبہ کیوں نہ کیا گیا، ان کو توجہ کیوں نہ دلائی گئی۔ ان سے جواب طلبی کیوں نہ ہوئی اور ان پر اتمام حجت کیوں نہ کی گئی؟ اب شور مچانے کا مقصد؟

ہمارا ایسے دردمندان بھیرویہ سے مطالبہ ہے کہ اگر وہ بھیروی نظریات کے حامی ہیں تو انہیں اسلامی تعلیمات کے مطابق درست ثابت کر دکھائیں اور اگر انہیں قبول نہیں کرتے تو پھر بتائیں کہ انہوں نے ایسے نظریات کے خلاف آواز کیوں نہ اُٹھائی' ان کی غیرت ایمانی کو جوش کیوں نہیں آیا؟ انہوں نے اپنی دینی' ایمانی اور شرعی ذمہ داری ادا کیوں نہیں کی؟ یہ کوئی اصول نہیں کہ اگر کسی فرد کی زندگی میں اتمام حجت نہیں ہوا تو بعد میں بھی اس کے ''نظریات فاسدہ'' کو غلط نہیں کہنا چاہیئے؟ باقی رہا معاملہ بھیروی صاحب کا تو اگرچہ کئی علماء سے ان کی عبارات پوشیدہ رہی ہیں اور وہ انہیں ایک ''سنی عالم'' خیال کرتے ہوئے ان کے متعلق مثبت یا عقیدت مندانہ جذبے کے حامل رہے لیکن دوسری طرف جن ذمہ دار علماء نے ان کی عبارات کو دیکھا اور ان کی شناعت وقباحت پر مطلع ہوئے انہوں نے بھرپور طریقے سے ان کی تردید کی' بھیروی صاحب پر اتمام حجت اور ان کا تعاقب ومحاسبہ کرنے میں کوئی کمی نہ کی جبکہ کرم شاہ بھیروی کی طرف سے نہ کوئی وضاحت' نہ تردید اور نہ ہی لاتعلقی کا اظہار ہوا' بلکہ اپنی ضد پر ڈٹے رہے۔ انا کا مسئلہ بنا لیا اور اہلسنت کے مفاد کو داؤ پر لگا دیا۔

اس بات کا حساس علماء کو ہمیشہ ہی افسوس رہا کہ بھیروی صاحب نے ''گومگو'' کی کیفیت' صلح کلیت' اور غیر واضح انداز میں اپنے مؤقف کا اظہار کرنے کی حالت سے باہر نہ نکلے' پوچھنے اور بار بار توجہ دلانے کے باوجود ''کتا کنویں سے نکالنے'' کی کوشش نہ کی اور مکھی کو دودھ میں ہی رہنے دیا۔ رہی سہی کسر اب ان کے حواریوں نے نکال دی ہے۔

اہلسنت میں اتحاد ضرور ہونا چاہیئے لیکن ایسے افکار کے حاملین اس اتحاد میں

کیسے شامل ہو سکتے ہیں جنہیں مسلک سے زیادہ اپنے والد' اپنے پیر اور اپنے استاذ سے پیار ہو، وہ اہلسنت کے کچھ نہیں لگتے۔

درج ذیل دردمندان اہلسنت نے بھیروی صاحب کی زندگی میں ان پر اتمام حجت کر دی تھی۔

۱۔ شیخ المحدثین حضرت علامہ مولانا غلام نبی نقشبندی کیلانی مدظلہ العالی' سابق شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد نے متعدد حضرات کو بتایا ہے کہ

''پیر سید یعقوب شاہ صاحب آف پھالیہ ضلع منڈی بہاؤ الدین علیہ الرحمۃ' سیدی محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور! پیر کرم شاہ سلام...... آپ نے بات کاٹتے ہوئے فوراً پوچھا ارے بندۂ خدا! کیا اس نے اپنے غلط مؤقف سے توبہ کی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو نہ ہمارا سلام اسے پہنچے اور نہ اس کا سلام ہمیں پہنچے......

یہ بات طلاق ثلاثہ کو واحد قرار دینے والے مؤقف کے متعلق ہے۔ اس سے محسوس ہوتا ہے کہ حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت پیر سید یعقوب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو شاید رجوع کی دعوت دینے بھیجا تھا جو قبول نہ کی گئی۔

۲۔ مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب نے بھیروی صاحب کو تحذیر الناس کے متعلق گیارہ سوالات لکھ بھیجے کہ ان کے جوابات دیں' ورنہ رجوع کر لیں لیکن کرم شاہ بھیروی کی طرف سے مکمل خاموشی ہی رہی۔ وہ گیارہ سوالات مولانا کے بیٹے غلام نصیر الدین کی کتاب ''عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' حصہ دوم ص ۳۴۹ پر ملاحظہ ہوں۔

۳۔ مولانا عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد کاشف اقبال مدنی

صاحب اور حافظ محمد اکرم ساجد صاحب کے نام ایک خط میں اور زبانی طور پر بھی بتلایا کہ ''میں نے حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمۃ کے مطب پر پیر صاحب سے کہا کہ اہلسنت کیلئے ''تحذیر الناس'' کی آپ کی طرف حمایت کا مسئلہ بڑی مصیبت ہے۔ آپ اس بارے میں کچھ کریں' وہ دو تین منٹ خاموش رہے اور پھر اُٹھ کر (بغیر توبہ کے ہی) چل دیئے۔

۴۔ حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب آف گوجرانوالہ نے بھی متعدد بار بھیروی صاحب کو رجوع' توبہ اور اپنے مؤقف پر نظر ثانی پر توجہ دلائی لیکن وہ اس جانب مائل نہ ہوئے ان کے مضامین آگے آ رہے ہیں۔

۵۔ حضرت مولانا حافظ سلطان محمود (دریائے رحمت' حضرو ضلع اٹک) نے کرم شاہ صاحب کو ''تحذیر الناس میری نظر میں'' کے متعلق خط لکھ کر رجوع کی دعوت دی' لیکن بھیروی صاحب نے بجائے حق قبول کرنے کے ان کے بھتیجے کو اپنے مدرسہ سے خارج کر کے کہا کہ ''تم یہاں سے چلے جاؤ اور حافظ صاحب جو اچھے عالم ہیں ان کے پاس جا کر پڑھو''۔ (مقالاتِ سلطانیہ شیخ الاسلام حافظ خواجہ سلطان محمود) صفحہ 408 تا 413

۶۔ مناظر اسلام حضرت مولانا سید محمد عرفان شاہ مشہدی صاحب نے بھیروی صاحب کے ایک مرید کے گھر خود ان مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے انہیں رجوع کی طرف متوجہ کیا مگر انہوں نے انکار کر دیا اور ہٹ دھرمی کا مزید مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے مرید سے کہا کہ انہیں یہاں سے نکال دو' ورنہ میں جا رہا ہوں۔

۷۔ بھیرویوں کے شائع کردہ ''ضیاء الامت'' نمبر ص ۲۱-۲۰ پر یہ تصریح موجود ہے کہ مولانا علی احمد سندھیلوی صاحب کی معیت میں مولانا عبدالعزیز ضیاء صاحب نے

''تحذیر الناس'' کی حمایت سے رجوع کا کہا تو بھیروی صاحب نہ مانے۔

۸۔ جناب سید بادشاہ تبسم بخاری آف اٹک نے بھیروی صاحب سے اسی سلسلہ میں خصوصی ملاقات کر کے ان کے نظریات کی سنگینی پر دردمندی کے ساتھ رجوع و توبہ کی درخواست پیش کی' لیکن وہاں دینی' مسلکی خیر خواہی کا کوئی جذبہ نہ تھا۔ اس لئے ضد و انانیت ہی آڑے رہی اور رجوع سے انکار ہوا۔ بخاری صاحب نے منت سماجت تک کی لیکن کوئی شنوائی نہ ہوئی' واپس آتے ہوئے انہوں نے یہ بھی کہا کہ اب میں خاموش نہیں رہوں گا' آپ کے باطل نظریات کی تردید میں حتی الامکان کوشش کروں گا۔ سید تبسم صاحب کا یہ سارا انٹرویو CD کی شکل میں بھی موجود ہے۔

چنانچہ انہوں نے ''کرم شاہ بھیروی کی صلح کلیت کا انجام'' کے نام سے ان کی زندگی میں ہی ایک نہایت جاندار مقالہ سپرد قلم کیا' جسے ماہنامہ کنز الایمان لاہور نے ستمبر ۱۹۹۷ء کے ختم نبوت نمبر کی زینت بنایا۔ اہل حق نے اس پر خوب داد دی لیکن بھیروی صاحب نہ اس کا جواب دے سکے اور نہ ہی رجوع کر سکے۔ **فالی اللہ المشتکیٰ**

۹۔ مولانا غلام حسن قادری کی تحریر بھی گذشتہ صفحات میں گزر چکی ہے اس میں بھی علمائے اہلسنّت کی اتمام حجت کا ذکر موجود ہے۔

ہم اہل انصاف کو دعوت فکر دیتے ہوئے وہ مقالہ بھی درج کر رہے ہیں۔

وباللہ التوفیق

پروفیسر حبیب اللہ چشتی بھیروی کی فیصلہ کن تحریر:

کرم شاہ بھیروی کے گہرے عقیدت مند حبیب اللہ چشتی صاحب کی ایک تحریر ملاحظہ فرمالیں! جو کہ فیصلہ کن بھی ہے اور چشم کشا بھی۔ انہوں نے لکھا ہے:

''الحمدللہ اہلسنت و جماعت کے عقائد ہی قرآن وسنت کی تعلیمات کے عین مطابق ہیں۔ان کے عقائد میں نہ غلو ہے، نہ تقصیر، نہ افراط ہے، نہ تفریط۔انشاء اللہ العزیز اہلسنّت ہی ''فرقہ ناجیہ'' ہے۔اس پر ایک دلیل یہ بھی ہے کہ عالم اسلام کے جمیع اولیاء کاملین اور اکابر ومقربین سب انہیں عقائد کے حامل تھے، جن پر اہلسنّت و جماعت بڑی استقامت سے کاربند ہیں۔یہ ان کے عقائد کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کیونکہ یہی لوگ قرآن وسنت کی چلتی پھرتی تفسیر اور روح دین تک رسائی پانے والے ہیں۔

عقائد اہلسنت کے حق ہونے کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ اپنے آپ کو سنی کہلانے والا ہر شخص جو بھی کرے، وہی حق اور درست ہوگا۔اپنے آپ کو اہلسنّت سے وابستہ کرنے والا کوئی بھی شخص اگر کوئی ایسا کام کرے جو اہلسنّت کے عقائد سے متصادم ہو تو نہ صرف وہ کام ناجائز ہوگا بلکہ ایسا شخص اہلسنّت کو بدنام کرنے کا ذریعہ بنے گا۔

اہلسنّت کے عقائد ونظریات کو سمجھنے کیلئے ان کے امہات الکتب کو دیکھا جائے گا یا مسلمہ شخصیات کی طرف رجوع کیا جائے گا۔اپنے آپ کو سنی کہلانے والے ہر شخص کا عمل اہلسنّت کے عقائد کے مطابق ہونا ضروری نہیں۔اس واضح حقیقت کے باوجود اس بات کا انکار بھی ناممکن ہے کہ جب اپنے آپ کو سنی کہلانے والے لوگ مذہب کے نام سے کوئی بھی کام کریں گے وہ کتنا ہی اہلسنّت کے عقائد سے متصادم کیوں نہ ہو تو مخالفین اسے سنی عقیدہ بنا کر ہی پیش کریں گے اور یہی لوگ اہلسنّت کی رسوائی کا ذریعہ بنیں گے۔ایک دانشور کا قول ہے کہ

''جب کوئی قوم حقیقی دین کو چھوڑ دیتی ہے تو پھر وہ ایک ایسا دین ایجاد کر لیتی ہے جو اس کی خواہشات اور مفادات کے مطابق ہوتا ہے اور پھر وہ ساری دینی عقیدتیں اسی دین پر نچھاور کر دیتی ہیں''۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اہلسنّت و جماعت سے

تعلق رکھنے والے کچھ لوگ بھی ایسے عقائد واعمال اپنانے لگے جو اہلسنت کے عقائد سے صراحۃً متصادم تھے۔بجائے اس کے کہ لوگ ان کے ایسے اعمال کو ان کا ذاتی عمل سمجھ کر ان کا رڈ کرتے لوگوں نے اہلسنت کی ہی مذمت شروع کردی اور ایسے گمراہ نظریات کو اہلسنّت کے عقائد ثابت کرنا شروع کردیا۔

جیسے جیسے جذبہ عمل سرد پڑتا جائے گا، ایسی گمراہیاں مزید پھیلتی جائیں گی چونکہ لوگوں کو ایسے اعمال سے روکنا ان کے ذوق اور مفادات کی مخالفت کرنا ہوتا ہے اور بسااوقات ان چیزوں کے حامل افراد معاشرہ میں کوئی اعلیٰ مقام رکھنے والے لوگ ہوتے ہیں۔اس لئے کچھ ''دینی تاجر'' بھی ان کی تائید کرکے یا سکوت اختیار کرکے اپنے مفادات حاصل کرتے رہتے ہیں لیکن ہر دور میں ایسے علماء حق بھی موجود رہے ہیں جو کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ کئے بغیر اور ہر خطرہ مول لے کر کلمہ حق کہتے رہے ہیں۔
اگرچہ ان کی ذات سے کی جانے والی محبتیں نفرتوں میں ہی کیوں نہ بدل جائیں اور مفادات کی جگہ خطرات ہی کیوں نہ اُمڈ آئیں۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی (اقبال)

......لیکن آج کل بہت سی خانقاہوں کے گدی نشین پیری کے روپ میں دین کو تجارت کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں۔

ع......زاغوں کے تصرف میں ہے عقابوں کا نشیمن

اگر معاملہ صرف انہیں کی ذات تک محدود رہتا تو بات اتنی خطرناک نہ ہوتی لیکن ہوتا یہ ہے کہ ان کی ذات اہلسنت پہ تنقید کا ذریعہ بن جاتی ہے اور نہ صرف مخالفین انہیں اہلسنت کے مقتداء بنا کے اہلسنّت پہ تنقید کرتے ہیں بلکہ بعض اَن پڑھ اور سادہ لوگ بھی انہیں جنید زمان اور بیہقی وقت سمجھنے لگتے ہیں اور انہیں کو اسلام کا آئیڈیل سمجھتے ہیں اور ان کی بے عملی کی روش کو

اپنا کے یہی سمجھتے ہیں کہ وہ اسلامی تعلیمات کی پیروی میں مصروف ہیں جبکہ اہلسنّت کے عقیدہ کے مطابق ''اسوہ حسنہ'' کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کو پانے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے......

اپنی ذات سے بڑھ کر اہلسنّت کا وقار اور اپنے مفادات سے بڑھ کر اہلسنّت کا مفاد عزیز سمجھیں اور حق گوئی و بے باکی کو اپنا وطیرہ بنائیں لیکن یہ حوصلہ اور شرف اسی کو ملتا ہے جس کی زندگی تن پروری کیلئے نہیں گلشن اسلام کی شادابی کیلئے گزر رہی ہو جس نے اسلام کو اپنے مفادات کے حصول کے لئے سیڑھی نہ بنا رکھا ہو بلکہ خون جگر سے اس کی آبیاری کا تہیہ کیا ہو۔

وہی کرے گا حفاظت چمن کے پھولوں کی
چمن کے واسطے جس نے لہو دیا ہو گا

(ماخوذ از ماہنامہ النظامیہ لاہور، شرف ملت نمبر اکتوبر، نومبر ۲۰۰۷ء بعنوان ''عقائد اہلسنّت کا بے باک ترجمان'')

ہمارا بھیرویوں' اور کرم شاہ کے دیگر نیاز مندوں اور دردمندان اہلسنّت سے خدا کیلئے اپیل ہے کہ وہ چشتی صاحب کے اس مضمون کو سامنے رکھ کر بھیروی صاحب کی عبارات کا شرعی تجزیہ کرلیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

============

ترجمۂ جمال القرآن میں گرامر کی اغلاط

جسٹس کرم شاہ بھیروی کے ترجمۂ قرآن بنام ''جمال القرآن'' میں گرامر کی اغلاط کی بھرمار ہے۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں!

ا۔ ''وبالاخرۃ ھم یوقنون'' کا ترجمہ کیا ہے ''اور آخرت پر بھی وہ یقین

رکھتے ہیں''۔ (۳۲/۱) جبکہ صحیح ترجمہ یوں ہے ''اور آخرت پر وہی یقین رکھتے ہیں'' کیونکہ ''ھم'' کے بعد ''یوقنون'' لانے سے حصر کا معنی ہوجاتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(روح المعانی ۱/۱۱)

۲۔ ''او کصیب من السماء'' کا ترجمہ کیا ''یا ان کی مثال اس بارش کی سی ہے جو آسمان سے برس رہی ہے''۔ (۱/۳۸)

حالانکہ ''صیب'' سے پہلے ''ذوی'' یا ''اصحاب'' کا لفظ مقدر ہے۔ ملاحظہ ہو:

(تفسیر نسفی وجلالین)

جس کا معنی بنتا ہے ''ان کی مثال بارش والوں کی سی ہے''۔

۳۔ ''یخطف ابصارھم'' کا معنی کیا ''ان کی بینائی اچک لے جائے گی''۔

(۱/۳۸)

جبکہ ابصار بصر کی جمع ہے از روئے لغت معنی بنتا ہے ''ان کی آنکھیں اچک لے جائے''۔

۴۔ ''کلما اضآء لھم'' کا ترجمہ کرتے ہیں ''جب ان کیلئے کچھ چمک ہوتی ہے''۔ (۱/۳۸)

جبکہ کلما کا معنی ہے جب بھی یا جب کبھی دیکھئے! (المنجد ص ۶۹۲)

لہٰذا صحیح ترجمہ ہوگا ''جب بھی ان کیلئے روشنی ہوتی ہے''۔

۵۔ ''ولھم فیھا ازواج مطھرۃ'' کا معنی لکھا ہے ''ان کیلئے جنت میں پاکیزہ بیویاں (بھی) ہوں گی۔ (۱/۴۲)

اس میں دو غلطیاں کی ہیں۔ (ا) ''فیھا'' میں ''ھا'' ضمیر کا مرجع ''جنت'' کو

ٹھہرایا حالانکہ ''جنت'' نہیں ''جنات'' ہے جو جمع ہے۔لہٰذا معنی ''جنتوں یا بہشتوں'' کرنا چاہیئے تھا۔(۲) ہوں گی' کی جگہ ہیں کرنا چاہیئے کیونکہ وہ بیویاں اب بھی موجود ہیں۔ ملاحظہ ہو: (تفسیر کبیر ۱/۱۲۶)

۶۔ ''ان اللہ لا یستحی'' کا ترجمہ ''نہیں شرماتا'' کیا۔(۱/۴۲)

شرمانا یا نہ شرمانا یہ بندوں کے اوصاف ہیں۔ یہاں ''حیاء'' ترک کے معنی میں ہے۔ملاحظہ ہو: قرطبی ۱/۲۴۲، ودیگر۔ لہٰذا صحیح معنی ہوگا ''وہ مثال بیان کرنے کو نہیں چھوڑتا''۔

۷۔ ''بعضکم لبعض عدو'' کا ترجمہ کیا ''تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے''۔(۱/۴۹)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ جنت سے اُترنے والے حضرت آدم وحضرت حوا اور ان کی اولاد سب ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔(معاذ اللہ) جو کہ بالکل غلط ہے۔ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ ''تمہارے بعض بعض کے دشمن ہوں گے کیونکہ یہاں بعض کا بعض سے تقابل ہے۔ملاحظہ ہو: (تفسیر نسفی ۱/۴، جلالین)

۸۔ ''لا تجزی نفس عن نفس شیئا'' کے ترجمہ میں لکھا ''کوئی جان کسی دوسری جان کی طرف سے کوئی بدلہ نہ دے سکے گی''۔(۱/۵۲)

یہ ترجمہ عربی گرامر کے قاعدہ کے خلاف ہے۔قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی اسم نکرہ مکرر آتا ہے تو پہلا نکرہ دوسرے نکرہ کا غیر ہوتا ہے۔اس لئے مفسرین نے پہلے ''نفس'' سے ''نفس مومنہ'' مراد لیا اور دوسرے ''نفس'' سے ''نفس کافرہ'' مراد لیا ہے۔ ملاحظہ ہو: (تفسیر مدارک وغیرہ) صحیح ترجمہ یوں ہوگا:

''کوئی مومن جان کسی کافر جان کی طرف سے کچھ بدلہ نہ دے سکے گی''۔

اس ترجمہ سے عقیدہ اہلسنت کے مطابق قیامت کے دن مسلمانوں کے حق میں نفع رسانی اور شفاعت کی بھی نفی لازم نہ آئے گی۔

۹۔ ''**حتی اذا فشلتم و تنازعتم فی الامر و عصیتم من بعد ما اراکم ما تحبون**'' کا ترجمہ کیا ''یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی کی اور حکم میں جھگڑا اور نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ تمہیں دکھا چکا تمہاری خوشی کی بات''۔الخ

اس میں ''اذا'' ظرفیہ متضمن ہے معنی شرط کو' ترجمہ میں اس کا جواب ذکر نہیں کیا گیا۔ملاحظہ ہو (جلالین)

لہٰذا اس کا پورا معنی یوں ہوگا ''یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی کی اور حکم میں جھگڑا ڈالا اور نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ تمہیں دکھا چکا تمہاری خوشی کی بات' تو اس نے تم سے اپنی مدد روک لی''۔

۱۰۔ ''**فمن اضطر غیر باغ**'' کا ترجمہ کرتے ہیں ''جو شخص سخت مجبور ہو جائے نہ تو نافرمانی کرنے والا ہو''۔حنفی کہلانے کے باوجود اس ترجمہ میں سیدنا امام اعظم علیہ الرحمۃ کی مخالفت کی گئی ہے۔جبکہ اس کا حنفی ترجمہ ''خواہش کرنا' چاہنا اور چیز کی جستجو اور تلاش کرنا ہے۔''نافرمانی کرنا'' ہمارے خلاف ہے۔ملاحظہ ہو:

(روح المعانی ۲/۴۷، نسفی ۱/۹۲)

۱۱۔ ''**کتب علیکم الصیام**'' میں ''صیام'' کو صوم کی جمع بنا کر اس کا ترجمہ ''تم پر روزے فرض کئے گئے'' کیا ہے۔(۱/۱۲۳)

جبکہ ''الصیام'' جمع نہیں بلکہ قام یقوم قیام کے وزن پر صام' یصوم' صیام' مصدر

ہے۔ملاحظہ ہو: (تفسیر کبیر، روح المعانی ۲/ ۴۸، تفسیر مدارک ۱/ ۲۶)

"صیام" کا معنی "روزے" کرنے سے قبل اتنا ہی غور کرلیا جاتا کہ اگر بالفرض یہ جمع ہوتا تو اگلہ جملہ "کما کتب علی الذین " میں 'کتب' کی جگہ "کتبت" ہوتا۔ لہٰذا اس کا صحیح ترجمہ ہوگا "تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا"۔

۱۲۔ "ان امرء ھلک لیس لہ ولد "میں "ولد" کا معنی "اولاد" کیا۔

(۱/ ۴۳۹)

جبکہ یہاں اس کا معنی "بیٹا" کرنا چاہیئے تھا کیونکہ "اولاد" بیٹے اور بیٹی دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے جبکہ یہاں "ولد" سے صرف بیٹا مراد ہے۔ بیٹی نہیں۔ ملاحظہ ہو:

(تفسیر نسفی ۱/ ۲۶۹)

۱۳۔ "وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ " کا معنی کیا ہے "اور کوئی شخص مشرکوں میں سے پناہ طلب کرے آپ سے تو پناہ دیجئے اسے"۔

(۲/ ۱۸۱)

اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے "اگر کوئی ایک مشرکین میں سے تیری پناہ چاہے تو اسے پناہ دیجئے"۔

۱۴۔ "ان اللہ فالق الحب والنوی " کا ترجمہ یوں کیا "بے شک اللہ دانے اور گٹھلی کو چیرنے والا ہے"۔ (۱/ ۵۸۵)

یہاں "الحب" حبۃ اور "النوی" نواۃ کی جمع ہے۔

ملاحظہ ہو: کتاب المعجم الوجیز ۱/ ۶۴، روح البیان، روح المعانی، تفسیر قرطبی وغیرہ)

اس لئے صحیح ترجمہ یوں ہوگا "بیشک اللہ دانوں اور گٹھلیوں کو چیرنے والا ہے"

۱۵۔ "حتی اذا اقلت سحابا ثقالا سقناہ لبلد میت "الخ۔ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے "یہاں تک کہ جب وہ (ہوائیں) بھاری بادل کو اٹھالاتی ہیں تو ہم اس بادل کو کسی غیر آباد زمین کی طرف چلاتے ہیں"۔ (۲/ ۴۰)

یہاں یہ غلطی کی ہے کہ سحاب وثقال کو واحد بنادیا جبکہ "السحاب"، "السحابۃ" کی اور "ثقال"، "ثقیل" کی جمع ہے۔ لہٰذا درست ترجمہ یہ ہوگا "یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں بھاری بادلوں کو اُٹھالاتی ہیں تو ہم ان بادلوں کو کسی غیر آباد زمین کی طرف چلاتے ہیں"۔

۱۶۔ "واذکروا اذ جعلکم خلفاء " کا ترجمہ کیا ہے "اور یاد کرو جب قوم نوح کے بعد اللہ نے تمہیں اس قوم کا جانشین کیا"۔ (۲/ ۴۵)

• اسی ترجمہ میں لفظ "اذ" کو ظرفیہ بنا کر مفعول فیہ بنایا گیا ہے۔ اس لئے اسکا معنی "جب" کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہاں "اذ" نہ ظرفیہ ہے، نہ مفعول فیہ بلکہ یہ "اذکروا" کا مفعول بہ ہے۔ ملاحظہ ہو: تفسیر مدارک ص ۳۷۰، جلالین، جمل ۲/ ۱۵۶

اس کا صحیح معنی یوں ہوگا "تم اپنے جانشین بنائے جانے کے وقت کو یاد کرو"۔

۱۷۔ "واخذ براس اخیہ یجرہ الیہ " کا ترجمہ کرتے ہیں "اور پکڑ لیا سر اپنے بھائی کا (اور) کھینچا اسے اپنی طرف"۔ (۲/ ۸۶)

یہاں اپنی طرف سے "اور" کا بریکٹوں میں اضافہ کرکے اسے "یجرہ" سے الگ جملہ بنادیا جو کہ عربی گرامر سے غلط ہے۔ کیونکہ یہ "اخذ" فعل مذکور میں ضمیر مستتر فاعل "ھو" سے حال ہے۔ الگ جملہ نہیں۔ لہٰذا صحیح ترجمہ یوں ہوگا "اور موسیٰ اپنے بھائی (ہارون) کے سر کے بال پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچنے لگا"۔ ملاحظہ ہو: تفسیر،

مدارک ۱/ ۳۸۸

۱۸۔ ''وان تدعوھم الی الھدی لا یتبعو کم ''میں ''تدعو ''اور ''کم ''کو واحد پر محمول کر کے اس کا ترجمہ کر دیا اور اگر تو بلائے انہیں......تو نہ پیروی کریں تمہاری'' (۱۱۴/۲)

حالانکہ اگر ''تدعو'' واحد ہوتا تو اس کا ''واؤ'' حرف علت ہے جو ان شرطیہ جازمہ کی وجہ سے گر جاتا ہے جبکہ وہ نہیں گرا' البتہ اس کا نون اعرابی گر گیا ہے ۔مترجم نے ''لایتبعوکم '' پر بھی غور نہیں کیا۔شاید انہیں غلطی کا احساس ہو جاتا۔صحیح ترجمہ یوں ہے:''اور اگر تم بلاؤ انہیں'' الخ

۱۹۔ ''ولو تری اذ یتوفی الذین کفروا الملئکۃ یضربون وجوھھم وادبارھم ''کا ترجمہ یوں کیا ہے''اور اے مخاطب اگر تو دیکھے جب جان نکالتے ہیں کافروں کی فرشتے (اور) مارتے ہیں ان کے چہروں اور پشتوں پر''۔(۲/ ۱۵۷)

یہاں (اور) کا اضافہ کر کے اسے الگ الگ دو جملے بنا دیا۔ حالانکہ ''یضربون وجوھھم وادبارھم ''الملائکہ فاعل سے حال واقع ہے۔ملاحظہ ہو! تفسیر نسفی

اس لئے صحیح ترجمہ اس طرح ہوگا''فرشتے ان کے چہروں اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے ان کی جان نکالتے ہیں''۔

۲۰۔ ''کانما اغشیت وجوھم قطعا من اللیل مظلما'' کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں''گویا ڈھانپ دیئے گئے ہیں ان کے چہرے کالی رات کے کسی ٹکڑے سے'' (۲۹۴/۲)

اس میں غلطی یہ کی کہ ''قطعاً'' کو واحد بنا دیا گیا' حالانکہ وہ جمع ہے۔ملاحظہ ہو: تفسیر نسفی ص ۱۴۱/ ۷۔

اس کا صحیح ترجمہ یوں ہے''گویا ان کے چہرے اندھیری رات کے ٹکڑوں سے ڈھانپ دیئے گئے''۔

اس ترجمہ میں اور بھی متعدد اغلاط موجود ہیں۔یہ صرف اکیس مثالیں پیش کی گئی ہیں۔

کبھی فرصت میں سن لینا بڑی لمبی ہے داستان بھیروی

============

فتاویٰ

شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ

جسٹس کرم شاہ بھیروی اپنے شیخ کی نظر میں

یہاں شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کے چند فتاویٰ وحوالہ جات نقل کیے جا رہے ہیں۔ جو بھیروی صاحب کی شرعی پوزیشن کو واضح کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوں گے۔ سیال شریف سے سچی عقیدت رکھنے والوں کے لیے دعوت غور و فکر ہے۔

پہلا فتویٰ:

کچھ عرصہ پہلے سرگودھا سے ایک پمفلٹ شائع ہوا تھا جس میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی تھی کہ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہٗ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیو بند اور مصنف ''تحذیر الناس'' کے مداح اور معتقد ہیں اور یہ کہ ''تحذیر الناس'' میں عقیدہ ختم نبوت کا انکار کرنے پر انہیں نانوتوی صاحب پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہی مضمون ماہنامہ ''الرشید'' دیو بند نمبر میں شائع کیا گیا' حالانکہ یہ سفید جھوٹ تھا۔

ذیل میں ہم حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ کے مکتوب گرامی کا عکس پیش کرتے ہیں جس میں انہوں نے دیو بندیوں کی فریب کاری کا پردہ چاک فرمایا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ و علی آلہ و اصحابہ و علی من تبعھم باحسان الی یوم الدین. امابعد:

کچھ عرصہ ہوا فقیر کے پاس ایک استفتاء پہنچا کہ زید یہ کہتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی صرف آخری نبی اگر نہ بھی لیا جائے بلکہ یہ معنی بھی کر لیا جائے کہ تمام انبیاء کرام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار و فیوض سے مقتبس ہیں تو نہایت مناسب ہوگا۔ کیا

زید پر فتویٰ کفر لگایا جا سکتا ہے یا نہ؟ جواب میں لکھا کہ اس قول پر زید کو کافر نہ کہا جائے گا بعد میں سنا گیا کہ بعض علماء اہلسنّت نے فقیر کے اس فتویٰ کو اس وجہ سے ناپسند کیا ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی کے رسالہ تحذیر الناس کی اس نوعیت کی عبارت پر علمائے اہلسنّت نے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ چنانچہ رسالہ مذکور کا مطالعہ کیا تو تحذیر الناس کی عبارت اور اس استفتاء کی عبارت میں فرق بعید ثابت ہوا۔

نمبرا: رسالہ مذکورہ کی تمہید ہی مندرجہ ذیل تصریحات پر مبنی ہے۔

(ا) خاتم النبیین کا معنی لا نبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ لینے پر مصر ہے۔ حالانکہ یہ معنی احادیث صحاح سے ثابت ہے۔ اس پر اجماع صحابہ ہے **ومن بعد هم الی یومنا هذا** متواتر متوارث یہی معنی کیا جا رہا ہے۔

(۲) رسالہ مذکورہ میں واضح طور پر لکھا ہے کہ خاتم النبیین کا معنی آخر الانبیاء کرنے سے کلام ماقبل لکن و مابعد لکن یعنی مستدرک منہ و مستدرک کے مابین کوئی تناسب نہیں رہتا۔

(۳) رسالہ میں موجود ہے کہ یہ معنی کرنے سے کلام الٰہی میں حشو و زوائد کا قول کرنا پڑے گا یعنی لکن زاید حرف ماننا پڑے گا۔

(۴) کہتا ہے کہ یہ مقام مدح ہے اور آخر الانبیاء ماننے سے مدح ثابت نہیں ہوتی بلکہ عام انسانوں کے عام حالات ذکر کرتے ہیں اور یہ معنی لینے میں کوئی فرق نہیں وغیرہ **ذالک من التهافه الفئیلة الجدوی**۔

اس فقیر نے ضروری خیال کیا کہ اس صورت واقعہ اور اس فرضی استفتاء میں فرق کی بناء پر رسالہ مذکورہ کی عبارت کے بارے میں اپنی ناقص رائے ظاہر کرے۔

(ا) تحذیر الناس میں کہیں بھی خاتم النبیین کا معنی خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لیا گیا تا کہ دو معانی **مانعة الجمع** کی تاویل کی جا سکے بلکہ آخر الانبیاء کے معنی کو غیر صحیح ثابت کرنے کے الفاظ لائے گئے ہیں۔ لہٰذا احادیث صحیحہ سے انکار اور اجماع صحابہ سے فرار اور باقی اُمت کے متفق عقیدہ و اجماع سے تضاد قطعی طور پر ثابت ہے۔

(۲) مصنف رسالہ کے ذہن میں کلام ماقبل لکن و بعد لکن میں تناسب کی نفی بیٹھ گئی ہے اگر اپنے کئے ہوئے معنی پر نظر ڈالتا تھا تو اس صورت میں بھی اس کو یونہی نظر آتا تھا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام انبیاء کو فیض رساں ہیں۔ اب بتایئے کہ اس مستدرک منہ اور مستدرک میں فرق لکن نے کیا کیا اور کیا مناسبت اس استدراک کی وجہ سے پیدا ہوئی؟

(۳) اور معنی کے اعتبار سے بھی حرف لکن زائد ثابت نہ ہو تو کیا ہوا۔ واو عاطفہ یہ کام نہ کر سکتی تھی؟ استدراک کی ترکیب کیوں استعمال فرمائی گئی؟ اس کودک نادان کو سمجھ ہوتی تو معنی لا نبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے سے مدح بالذات اس موصوف بالذات کیلئے اظہر من الشمس اور ابین من الامس موجود ہے۔ احادیث صحیحہ کے انکار کی بھی ضرورت پیش نہ آتی۔ **شذوذ عن الجماعة** بھی نہ کرنا پڑتا۔ غور فرمایئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین ٥

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن تم یہ مت خیال کرو کہ باپ کی سی شفقت و رأفت و رحمت سے تم محروم ہو کیونکہ وہ رحمۃ للعالمین کافۃ الناس کیلئے قیامت تک آخری رسول ہیں جن کی شفقت و رحمت باپ سے

ہزاروں درجہ زیادہ ہے۔ ہمیشہ کیلئے تمہیں نصیب رہے گی وہ تو عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم کا رتبہ رکھنے والے رسول ہیں۔ اب بتایئے موصوف بالذات و مقام مدح والا اشکال حل ہوا یا نہ؟ اور مستدرک منہ اور مستدرک کے مابین مناسبت سمجھ میں آئی یا نہ؟ اور مصنف کے دماغ سے حشو و زوائد خارج ہوا یا نہ؟ مصنف تحذیر الناس ان چند علمی مصطلحات کا ذکر وہ بھی بالکل بے محل اور بے ربط کرتے ہوئے اپنی عامیانہ نظر وفکر پر پردہ نہ ڈال سکا اور التزاماً منکر احادیث صحیحہ و نصوص متواتر قطعیہ ثابت ہونے کے علاوہ شاذ عن الجماعۃ و فارق اجماع ثابت ہوا۔ لہٰذا فقیر کا فتویٰ عدم تکفیر اس فرضی زید کے متعلق ہے نہ کہ مصنف تحذیر الناس کیلئے۔
والحق ما قد قیل فی حقہ من قبل العلماء الاعلام

فقیر محمد قمر الدین السیالوی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف

(دعوت فکر ۱۳۴ تا ۱۳۶، از مولانا محمد منشاء تابش قصوری)

دوسرا فتویٰ:

استفتاء:۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس مسئلہ کے کہ ''زید کا عقیدہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ ہے کہ آپ کی ذات گرامی کو علم غیب عطائی بھی نہیں اور آپ حاضر و ناظر بھی نہیں۔ نیز نذر و نیاز و عرس بزرگان دین و معراج شریف اور نماز جنازہ کے بعد کی دعا و حیلہ اسقاط اور دیگر امور مستحبہ کو ناجائز سمجھتا ہے۔ نیز

''تحذیر الناس'' کی اس عبارت کو جس میں ''بالفرض آپ کے زمانے میں یا آپ کے بعد کوئی نبی آ جائے تو حضور کی خاتمیت میں فرق نہیں'' صحیح سمجھتا ہے اور عبارتِ ''حفظ الایمان'' کہ زید حضور علیہ السلام کو علم غیب کل مانتا ہے تو یہ نہیں اور اگر جزئی مانتا ہے تو ایسا علم زید۔ عمر۔ بکر۔ مجنون و بہائم کو بھی حاصل ہے جس میں آپ کے علم شریف کو تشبیہ مجنون و بہائم سے دی گئی، اس عبارت کو بھی صحیح سمجھتا ہے۔ کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جنازہ و دیگر نمازیں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: وھو الموفق للصواب

مذکورہ عقیدہ کفر صریح ہے ایسے عقیدے رکھنے والا بے دین اور کافر و جاہل ہیں ان کے پیچھے نماز قطعاً ناجائز ہے۔ (واللہ و رسولہ اعلم)   محمد قمر الدین السیالوی

(ماخوذ از دعوت فکر ص ۱۴۰، مطبوعہ رضا دار الاشاعت)

تیسرا فتویٰ:

حضرت مولانا بشیر احمد سیالوی صدر مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ راوی ہیں کہ حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی کھوکھا میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں نے سنا ہے کہ آپ دیوبندی کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مولانا میں دیوبندی کے کفر میں شک کرنے والوں کو بھی کافر سمجھتا ہوں۔

چوتھا فتویٰ:

حضرت مولانا اللہ بخش صاحب مدرس جامعہ محمدی شریف راوی ہیں کہ میں نے حضور شیخ الاسلام سے استفسار کیا کہ کیا دیوبندیوں اور وہابیوں کے پیچھے نماز ہو جاتی

ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا ہرگز نہیں ہوتی ۔ انہوں نے عرض کیا حضور اگر وہ سید ہو تو پھر۔ آپ نے فرمایا: اگرچہ سید ہی کیوں نہ ہو اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ۔

(دونوں فتوے عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ج ۲ ص ۸، ۷ سے ماخوز ہیں)

پانچواں فتویٰ:

دیوبندیوں کی تکفیر پر حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ کا ایک عربی فتویٰ دیوبندی مذہب میں ص ۶۳۴ پر بھی موجود ہے۔

چھٹا فتویٰ:

حضرت شیخ الاسلام سے سوال کیا گیا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی اقتداء میں نماز جائز ہے تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا ''اعلیٰ حضرت الشاہ مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی ارفع شان کے خلاف سب (گالی) بکنے والا صرف ان عقائد حقہ کی مخالفت کی بناء پر گستاخی کرتا اور سبّ بکتا ہے جو عقائد کتاب وسنت واجماع اُمت سے ثابت ہیں جن کا مخالف قطعاً بے ایمان و بے دین ہے چونکہ مجدد ملت نے ان عقائد کو واضح فرمایا اور فرقہ باطلہ کو نیچا دکھایا۔ لہٰذا ایسی ہستی کے ساتھ عناد مذہب اسلام کے ساتھ عناد ہے اور چونکہ معاند کے پاس بجز بکواس اور سبّ وشتم اور کوئی دلیل وبرہان موجود نہیں جس سے اپنا مذہب ثابت کر سکے تو اس نے ایسی جلیل القدر مسلم الثبوت عظیم البرکت ہستی کی شان رفیع میں بکواس بکا ہے اور ظاہر ہے ایسا بکواس بکنے والا کسی دجّال کا چیلہ اور بے ایمان ہے جس کی امامت قطعاً ناجائز ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

بروز جمعۃ المبارک ۲۱ ستمبر ۱۹۶۲ء (انوار قمریہ حصہ سوم، ص ۱۸۳)

نوٹ:

حضور شیخ الاسلام کے اس فتویٰ کے سامنے آجانے کے بعد ان لوگوں کی غلط فہمی دور ہو جائے گی جو یہ کہتے ہیں کہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ دیوبندیوں کی تکفیر نہیں کرتے تھے۔ اب سوچنے کا مقام یہ ہے کہ جس ہستی کا فتویٰ یہ ہے کہ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی کرنے والا دجّال، بے ایمان اور شیطان کا چیلہ ہے تو اُن کا اس کے بارے میں کیا نظریہ ہوگا جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین کا مرتکب ہو؟

ساتواں فتویٰ:

حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

''چونکہ فرقہ لاغیہ وہابیہ صلوٰۃ وسلام علی افضل الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ نہیں پڑھتا اس فرقے کا مابہ الامتیاز ہے۔ لہٰذا اسی صلوٰۃ وسلام کے نہ پڑھنے والے کو وہابی یقیناً کہا جا سکتا ہے اور وہابی فرقہ اسلام سے خارج ہے۔ جیسا کہ علمائے حرمین شریفین ادام اللہ تعالیٰ شرفہما کا فتویٰ موجود ہے کہ فرقہ نجدیہ وہابیہ دائرہ اسلام سے خارج ہے، جن کی امامت وذبیحہ قطعاً حرام ہے ان کے ساتھ تعلقات ازدواجی حرام ہیں''۔

(انوار قمریہ ج ۲ ص ۱۶۶)

آٹھواں فتویٰ:

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''حق وباطل میں مابہ الامتیاز فقط محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دلی

محبت واُلفت اور دلی تعظیم وتکریم ہے۔ صرف زبانی دعویٰ جو طرز نفاق سے ہو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ جس شخص کے سامنے اُس کے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس کے محاسن اور اوصاف بیان کئے جائیں اور سن کر اُس کو انبساط اور خوشی حاصل ہو تو وہ دعویٰ محبت والفت اور تعظیم وتکریم میں سچا اور مخلص ہے اور جس مدعی محبت کے سامنے اُس کے محبوب کے اوصاف ومحاسن بیان کئے جائیں تو سن کر اس کو رنج وغصہ اور انقباض وحسد اور کینہ کے تاثرات پیدا ہوں تو ظاہر ہے یہ اس دعویٰ میں جھوٹا اور کاذب ہے۔ محبوب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محاسن واوصاف جن میں علوم کلیہ بطریق احاطہ اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حاضر ناظر ہونا جو مقتضی رحمۃ للعالمین ہے جو شخص یہ اوصاف عالیہ سن کر خوش ہوتا ہے اس کا دل منبسط ہوتا ہے جب اس محبوب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم گرامی سنتا ہے اس وقت بغرضِ تعظیم اپنی انگلیاں چوم کر آنکھوں پر رکھتا ہے، فرط محبت میں صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہے اور دست بستہ کھڑا ہو کر پڑھتا ہے تو اس کا یہ طرز اس کے مخلص وصادق ہونے کی بین دلیل ہے اور جو کمبخت بلا دلیل ان تمام امور کا انکار کرتا چلا جاتا ہے تو اُس کا یہ انکار اُس کے زبانی دعویٰ محبت کی تکذیب کیلئے کافی دلیل ہے۔ یہ ہے صادق وکاذب کا بین امتیازی معیار۔ اس اصل کے ماتحت آپ ہر تقریر یا تحریر کا جائزہ لے کر محبّ مخلص اور دشمن مبغض کا صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں"۔ (انوار قمریہ حصہ سوئم، ص ۲۳۶)

نانواں فتویٰ:

حضرت شیخ الاسلام سے ایک شخص نے سوال کیا کہ ایک امام مسجد ہے اس کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ناظر نہیں ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

سے مدد مانگنی حرام ہے اور اولیاء کرام کی نذر ماننا بھی حرام اور شرک ہے اور وہ آدمی تحذیر الناس کی اس عبارت کو صحیح سمجھتا ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ بالفرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یا آپ کے زمانہ کے بعد کوئی نبی پیدا ہوا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آتا اور حفظ الایمان کی اس عبارت کو بھی صحیح سمجھتا ہے جو اشرف علی تھانوی دیوبندی نے لکھی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کل علم غیب مانا جائے یا بعض۔ کل علم غیب مانا جائے تو یہ محال ہے اور بعض علم غیب مانا جائے تو اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب زید، عمرو، بلکہ ہر صبی، مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کو حاصل ہے۔ گذارش یہ ہے کہ مذکورہ عقائد رکھنے والے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟

تو حضور شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

"کہ مذکورہ عقائد رکھنے والا کافر وجاہل ہے ایسے آدمی کے پیچھے نماز جائز نہیں اور نہ ہی اس کا جنازہ پڑھنا جائز ہے"۔ (عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ۲/۵)

حضرت شیخ الاسلام کے ان تمام مفصل فتووں سے ثابت ہو گیا کہ حضور شیخ الاسلام کے نزدیک دیوبندی حضرات اپنے گستاخانہ عقائد کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

حضور شیخ الاسلام کے ان تمام فتاویٰ جات کے سامنے آنے کے بعد ان لوگوں کا تردد دور ہو جانا چاہیئے جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے گستاخانہ عبارات پیش کی گئیں اور انہوں نے تکفیر کرنے سے انکار کر دیا۔

نوٹ:

ایک صاحب (بظاہر القادری) جو مناظرہ جھنگ میں اہلسنت کی طرف سے معاون بھی تھے وہ اپنی ایک تقریر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ الاسلام بھی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور اعلیٰ حضرت بھی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو اعلیٰ حضرت نے تکفیر فرمائی حضور شیخ الاسلام نے نہیں فرمائی لہٰذا میں بھی تکفیر نہیں کرتا۔

حالانکہ یہ صاحب کئی مرتبہ اپنی تقاریر کے اندر وہابیوں و دیوبندیوں کو ذوالخویصرہ کے پیروکار اور منافق قرار دیتے ہیں اور بخاری شریف کی وہ حدیث پاک جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ ذوالخویصرہ کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا اور دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے شکار سے تیر نکلتا ہے اور اس حدیث پاک کا مصداق وہابیوں اور دیوبندیوں کو ٹھہراتے ہیں اور ان کو منافق کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں لیکن بعض اوقات تکفیر کرنے سے انکار کر دیتے ہیں اور اپنے ساتھ بعض بزرگان دین کو بھی ملوث کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ حضرت امیر ملت پیر جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا نام بھی لیتے ہیں حالانکہ الصوارم الہندیہ میں ان کا فتویٰ موجود ہے جس میں انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، اشرفعلی تھانوی، قاسم نانوتوی وغیرہ پر حسام الحرمین میں جو احکام کفر دیئے گئے وہ برحق ہیں اور جو ان احکام کو نہیں مانتا وہ گمراہ ہے۔

اب قارئین حضرات غور فرمائیں! اصل حقائق کیا ہیں اور یہ حضرات لوگوں کو کیا باور کروانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں حضور شیخ الاسلام کے چند مزید حوالہ

جات درج کئے جاتے ہیں:

خواجہ صاحب کا فرمان، کرم شاہ وہابی ہے

شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز صاحبزادہ سید ضیاء الاسلام شاہ چشتی سیالوی، سجادہ نشین آستانہ عالیہ نارووالی شریف (گجرات) کا بیان ہے کہ میں سکول پڑھنے کے بعد مدرسہ میں داخلہ کے لیے حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور مجھے رقع لکھ دیں میں بھیرہ میں پیر کرم شاہ صاحب کے مدرسہ میں داخل ہونا چاہتا ہوں تو آپ نے فرمایا: بیٹا وہاں نہ جانا کیوں کہ کرم شاہ وہابی ہے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ رقع نہیں لکھنا تو نہ سہی مگر پیر صاحب کی اتنی بڑی شخصیت کو وہابی تو نہ کہیں، آپ نے رقع لکھ کر مجھے دیا اور فرمایا کہ یہ نہ کہنا کہ میں نے رقع نہیں دیا مگر وہاں نہ جانا کیونکہ وہ وہابی ہے۔ (اصل خط محفوظ ہے)

============

پیر محمد کرم شاہ بھیروی کی صلح کلیت کا انجام

از علامہ سید تبسم بادشاہ بخاری۔ (اٹک)

جناب پیر محمد کرم شاہ صاحب بھیروی الازہری کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ سنی بریلوی حلقوں میں آپ کی تحریریں انتہائی ذوق وشوق سے مطالعہ کی جاتی ہیں ''تفسیر ضیاء القرآن'' اور ''ضیاء النبی'' کی اشاعت سے عوام الناس میں آپ کی قدر ومنزلت میں مزید اضافہ ہوا۔ قبول عام کی وجہ یہ بھی ہے کہ مجموعی طور پر پیر صاحب کے عقائد ونظریات سواد اعظم یعنی اہل سنت وجماعت (بریلویوں) کے موافق ہیں دوسرے وہ نہ صرف اعلیٰ ادبی اسلوب اور اصناف سخن سے ہی آشنا ہیں بلکہ لفظ کی مرصع کاری کے اسرار ورموز سے بھی خوب آگاہ ہیں۔ مزید برآں الازہر یونیورسٹی سے سند فراغت، شریعت کورٹ کا چیف جسٹس رہنا، اعلیٰ اخلاق، خوش گفتاری اور اپنے ہی ادارے ''ضیاالقران پبلی کیشنز'' سے آپ کی تصنیفات وتالیفات کا نئی آب وتاب سے شائع ہونا بھی آپ کی مقبولیت میں اضافے کا باعث بنا۔

آپ کی جملہ علمی کاوشیں لائق صد تحسین سہی، مگر آج میں انتہائی دلسوزی اور بڑے دکھ کے ساتھ پیر صاحب کی شخصیت کے ایک ایسے متوحش گوشے کو بے نقاب کرنے کی جسارت کررہا ہوں اور ایک ایسی تلخ حقیقت سے پردہ اٹھارہا ہوں کہ جس نے پیر صاحب کی علمی جلالت وثقاہت کو راسخ العقیدہ سنی اہل علم وفضل کے ہاں مجروح کررکھا ہے۔

اس تلخ حقیقت کی اشاعت اس لیے بھی ضروری ہوگئی تھی کہ آئندہ آنے والے وقت میں کوئی دیوبندی مصنف پیر صاحب پر ''بریلوی'' کا لیبل لگا کر ان کی کسی

عبارت کو اپنے مؤقف کی تائید میں پیش نہ کرسکے۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ہمارے سنی مفتیان کرام اور خطباء وواعظین اس گوشے کی وحشت اور تلخی سے آگاہ ہونے کے باوجود ان سے بے تحاشا قلبی، وابستگی کا اظہار کیوں کرتے ہیں۔ یہ امر واقعہ ہے کہ ایک سنی بریلوی ہونے کی حیثیت سے پیر صاحب کی شخصیت شدید متنازعہ ہے۔ عام لوگ تو شاید اپنی سادہ لوحی اور کم علمی کی بناء پر اس تہہ در تہہ پوشیدہ گوشے سے بے خبر ہیں مگر المیہ یہ ہے کہ جید وثقہ علماء فضلاء کی ایک بڑی تعداد سمجھ بوجھ کر بھی تسامح سے کام لے رہی ہے اور ایک شدید اختلاف کے ہوتے ہوئے آج تک کسی صاحب علم وفضل نے اپنی کسی تحریر میں دبے لفظوں میں بھی اس کا اشارہ تک نہیں فرمایا۔

بات ذرا کھل کر کہتا ہوں دیوبندیوں سے ہمارا بنیادی اختلاف ان کی کچھ کتابوں کی چند صریح کفریہ عبارات پر ہے۔ جن میں بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کی تصنیف ''تحذیر الناس'' سرفہرست ہے۔

ان عبارات پر تقریباً چونتیس کے قریب علماء حرمین شریفین کا فتویٰ کفر عائد ہے جس کی تائید برصغیر کے تمام علماء اہلسنت نے ''الصوارم الہندیہ'' میں فرمائی۔ لیکن اس کے برعکس پیر صاحب تحذیر الناس کے اس قدر مؤید اور حامی ہیں اور اس کی تعریف میں اتنے رطب اللسان ہیں کہ ان کی عبارت پڑھ کر ہماری آنکھوں سے لہو کے قطرے ٹپکنے لگتے ہیں۔

ایک تحذیر الناس پر کیا موقوف، خدا جھوٹ نہ بلوائے پیر صاحب تو ان کتابوں کی بھی حمایت کرتے ہوں گے اور انہیں ان کتابوں میں بھی کوئی کفریہ خرابی اور ستم نظر نہ آتا ہوگا کہ جن کتابوں کی کچھ عبارات پر تحذیر الناس کے ساتھ مفتیان عظام مکہ مکرمہ

ومدینہ منورہ کا فتویٰ کفر موجود ہے۔

ان مفتیوں میں حضرت امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ اور اردو جاننے والے حضرت مولانا عبدالحق مہاجر آلہ آبادی بھی شامل ہیں جن کو "تذکرۃ الرشید" میں مولوی رشید احمد گنگوہی کے سوانح نگار عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے وسیع النظر محدث تسلیم کیا ہے۔فتوے کی زد میں آنے والے "حفظ الایمان" کے مصنف مولوی اشرفعلی تھانوی، "براہین قاطعہ" کے مصنف مولوی خلیل احمد انبیٹھوی سہارنپوری اور فتویٰ درِوقوع کذب باری تعالیٰ کے لکھنے والے مولوی رشید احمد گنگوہی ہیں۔استفتاء کے اندر مرزا غلام احمد قادیانی کا نام اور اس کی کفریہ عبارات بھی درج ہیں اور الحمد للہ کہ 1974ء میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو کافر قرار دے کر حکومت پاکستان نے امام احمد رضا بریلوی اور علمائے حرمین شریفین کا یہ فتویٰ تسلیم کر چکی ہے۔پیر صاحب کی "تفسیر ضیاء القرآن" مولوی اشرفعلی تھانوی اور ان کے ماننے والے علماء عبدالماجد دریا آبادی اور مودودی صاحب وغیرہ کے ناموں سے چمک دمک رہی ہے۔

پیر صاحب علمائے دیوبند کی عبارات اگر کسی اختلافی مسئلے میں اپنے سنی نقطہ نظر کی تائید میں لاتے تو ہمیں بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا مگر انہوں نے تو عام مسائل و معاملات پیش کرتے ہوئے اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لیے علماء دیوبند کی عبارات بطور سند تحریر کی ہیں۔

(امام احمد کا یہ استفتاء اور مفتیوں کی عبارات کتاب "حسام الحرمین" میں دیکھئے!)

دوٹوک الفاظ میں بات یہ ہے کہ جملہ علمائے حرمین شریفین کے علاوہ امام احمد رضا بریلوی، مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی، خواجہ پیر قمر الدین سیالوی اور برصغیر کے دیگر

جید علمائے اہل سنت کا دیوبندی کتب پر فتویٰ بھیرہ کے پیر کرم شاہ صاحب کو تسلیم نہیں۔

اب پیر صاحب کی دیکھا دیکھی، ہمارے ملک کے اندر ایک پورا طبقہ "علماء" کا وجود میں آ چکا ہے۔یہ طبقہ دیگر تمام اعمال وعقائد میں پکا بریلوی ہے اور سنی بریلوی اجتماعات میں شرکت کرتا ہے اس طبقے کو بھی امام احمد رضا بریلوی کا یہ فتویٰ کفر قبول نہیں۔ میری اس طبقے کے علماء سے گزارش ہے کہ وہ علمائے دیوبند کی کفریہ عبارات کو اسلامی ثابت کر دکھائیں اگر ایسا ممکن نہیں ہے تو پھر محض اس مسئلہ کو کفرِ یزید اور ائمہ مجتہدین کے اختلافی مسائل کی مانند قرار دے کر تاویلات باطلہ سے باز آ جائیں بصورت دیگر قادیانیوں کا کفر بھی ایسی باطل تاویلات کی وجہ سے کمزور پڑ جائے گا۔

یہ صلح کل طبقہ ان کفریہ عبارات اور بحث مباحثہ کو محض فضول جھگڑا اور وقت کا ضیاع قرار دیتا ہے۔بالفاظ دیگر جن کتب میں ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان اقدس میں صریح اور غیر مبہم گستاخیاں پائی جاتی ہیں۔ان کے خلاف آواز اٹھانا وقت کا شدید ضیاع اور "فرقہ واریت" کو ہوا دینا ہے۔مگر فقط رشوت و چور بازاری سے روکنے کا درس ان کے نزدیک اسلام کا عین منشاء ہے۔انااللہ وانا الیہ رجعون۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اعمال صالح کی قبولیت کا دارومدار عقائد صحیحہ پر نہیں، ملکی حالات و معاملات کے سنوارنے پر ہے۔یا للعجب۔کیسا دردناک سانحہ ہے کہ چند مولویوں کے علم و قلم کی لاج رکھنے کے لیے ناموس مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ جیسے اہم فریضے کو قوم و ملت کے تعمیری پروگرام میں رکاوٹ سمجھ لیا گیا۔مجھے کہنے دیجئے کہ اس طبقے کو عقیدے کے استحکام کی بجائے معاشرے کا استحکام زیادہ عزیز ہے۔

جناب پیر کرم شاہ صاحب نے بھی اس اختلاف کو شغل تکفیر بازی اور فرقہ

واریت کہہ کر اس سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ (دیکھیے مقدمہ تفسیر ضیاء القرآن) لیکن ہماری سادہ لوح عوام کو اپنی اندھی عقیدت کے باعث ایسی عبارات نظر نہیں آتیں بلکہ اچھے خاصے عالم بھی اس عقیدت میں غوطہ کھائے بیٹھے ہیں۔ کئی بار میں نے سوچا کہ ''سپاہ صحابہ'' والے دیوبندی مولوی حق نواز جھنگوی کی ایک تقریر سن کر سمجھ گئے کہ شیعوں سے اختلاف کیا ہے۔ مگر یہ ہمارے سنی عوام وخواص ہیں کہ ہزاروں تقریروں اور رسائل وکتب کی اشاعت کے بعد بھی دیوبندی بریلوی کا بنیادی اختلاف نہ سمجھ سکے۔ انہیں عشق مصطفیٰ ﷺ کا دعویٰ بھی ہے اور گستاخوں کے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑے بھی نظر آتے ہیں۔ افسوس! کہ انہیں کپڑوں کے پاکیزہ ہونے کی شرط معلوم، وضو کی شرط، قبلے کی طرف رخ کرنے کی خبر، اور سب کچھ معلوم ہے مگر یہ معلوم نہ ہوسکا کہ باجماعت نماز کی ادائیگی کے لیے صحیح العقیدہ امام کی شرط بھی ضروری ہے بصورت دیگر نہ نماز ہوگی نہ جماعت کا ثواب۔ الٹا انفرادی نماز کا ثواب بھی جائے گا اللہ تعالیٰ انہیں ہوش عطا فرمائے۔

یہ چند سطور سنی عوام کے لیے نوک قلم پر آگئیں، بات ہو رہی تھی پیر صاحب کی، تو پیر صاحب ایک جانب امام احمد رضا بریلوی کے معتقد ومعترف ہیں اور دوسری جانب مولوی محمد قاسم نانوتوی دیوبندی پر بھی والہانہ عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں۔ ان کے اس دوہرے معیار (یعنی صلح کلیت) نے انہیں آج اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے کہ وہ ایک نام نہاد دیوبندی عالم ڈاکٹر خالد محمود سیالکوٹی (مؤلف ''مطالعہ بریلویت'' و آثار الحدیث'' وغیرہ) کے سامنے یوں ساکت وصامت ہو کر رہ گئے ہیں کہ اب ان کی حالت قابل دید ہی نہیں قابل رحم بھی ہے۔

یقین نہ آئے تو مکتبہ حفیظیہ گوجرانوالہ سے چھپنے والی تحذیر الناس طبع دوم کا مقدمہ پڑھیے جس میں ڈاکٹر صاحب نے پیر صاحب کو لاجواب کر کے رکھ دیا ہے۔ حالانکہ خود ڈاکٹر صاحب کی شخصیت کا وزن کرنا ہو تو ڈاکٹر صاحب کی عبارات کے رد میں بندہ کے وہ مضامین مطالعہ فرمائے جائیں جو ماہنامہ القول السدید مصری شاہ لاہور میں پانچ قسطوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ (اور اب کتابی صورت میں بھی دستیاب ہیں۔ ملاحظہ ہو! دیوبندیوں سے لاجواب سوالات) صد افسوس کہ پیر صاحب نے نام نہاد علامہ سے اپنی صلح کلیت اور تحذیر الناس کی حمایت کی ''برکت'' کے باعث بری طرح مات کھا گئے۔ پیر صاحب اب آپ میدان میں اتر چکے ہیں۔ پہلے تو آپ نے مولوی کامل دین کو تحذیر الناس کی خوبیوں سے آگاہ کیا۔ آپ کا خط شائع ہوا تو آپ نے رسالہ ''تحذیر الناس میری نظر میں'' لکھ کر دوبارہ تحذیر الناس کی حمایت کی۔ جو دو چار جملے صلح کلیت کے نبھانے کے لیے دیوبندیوں کے بظاہر خلاف لکھے۔ ڈاکٹر خالد محمود نے آپ کو پھر گرفت میں لے لیا اور ایسا گرفت میں لیا کہ جواب کی کوئی صورت ممکن ہی نہیں، البتہ آپ کے پاس ضعیف العمری، گوناگوں علمی مصروفیات، شب وروز کے دینی مشاغل اور اوراد وظائف کی مشغولیت اور اسے ایک فروعی اختلاف کا نام دے کر سکوت اختیار کرنے اور جان چھڑانے کے مضبوط بہانے موجود ہیں۔ ظاہر ہے آپ تحذیر الناس کی حمایت سے ہاتھ اٹھانے سے تو رہے اور جواب آپ کے پاس ہے نہیں) سو چپ ہی بھلی۔ البتہ ڈاکٹر صاحب چپ نہیں ہوں گے وہ ہمیشہ للکارتے رہیں گے اور سنی بریلویوں کو پکڑ پکڑ کر کہتے رہیں گے کہ آپ کے الازہری پیر صاحب کے پاس میرے سوالوں کا کوئی جواب ہے تو انہیں کہیں کہ عنایت فرمائیں۔ اور آپ تک بھلا کس کی

پہنچ ؟ اور کوئی پہنچ ہی جائے تو جواب کی توقع کہاں؟

میں اس وقت مضمون لکھتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہا ہوں کہ اے خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے رب! تو پیر صاحب کو ایسی روشنی عطا فرما کہ اس روسیاہ خطا کار کے اس مضمون کو پڑھنے کے بعد وہ تحذیر الناس کی حمایت سے مکمل طور پر ہاتھ اٹھا کر علماء اہلسنّت کے ہمنوا بن کر اس کی تشہیر بھی کر دیں۔ آمین۔ علمائے اہل سنت سے اپیل ہے کہ وہ بھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں اور پیر صاحب کے حق میں دعا فرمائیں۔ کیونکہ ادھر سے یہ آواز سنائی دے رہی ہے۔

ع چراغ سحر ہوں، بجھا چاہتا ہوں

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

پیر صاحب نے اگست 1986ء میں اکسٹھ صفحات پر مشتمل جو رسالہ ''تحذیر الناس میری نظر میں'' شائع کیا ہے اس سے متعلق ان کے معتقدین کے ذہنوں میں خدا جانے یہ غلط فہمی کس لیے پیدا ہوگئی کہ پیر صاحب نے تحذیر الناس کی حمایت سے ہاتھ اٹھا لیا ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں۔ پیر صاحب نے اس رسالہ میں بھی تحذیر الناس کی مکمل حمایت فرمائی ہے۔ بلکہ تحذیر الناس کے ایک پیرے کے استدلال کے ساتھ حمایت فرمائی ہے اگرچہ یہ استدلال پر کاہ کے برابر نہیں اور باطل ہے۔ یاد رہے کہ تحذیر الناس کی عبارات پر جو کفر کا فتویٰ عائد ہے وہ محض اس بنا پر ہے کہ اس میں قرآن عزیز کے لفظ خاتم کے معنی بدل کر ختم نبوت زمانی کا انکار کیا گیا ہے۔ جبکہ پیر صاحب اپنے نئے رسالہ میں رقمطراز ہیں:

''مندرجہ ذیل اقتباسات پڑھنے کے بعد یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا

نانوتوی عقیدہ ختم نبوت کے منکر تھے''۔ (تحذیر الناس میری نظر میں، ص 58)

جن اقتباسات کا ذکر پیر صاحب نے کیا اس کا رد دلائل کے ساتھ آخر میں کیا جا رہا ہے۔ بغور ملاحظہ فرمائیں!

تحذیر الناس کا مختصر تعارف:

پیر صاحب اور دیوبندی ملاں کے درمیان قلمی مجادلے کی اصل کہانی بیان کرنے سے پہلے تحذیر الناس کا مختصر سا تعارف کرانا ضروری خیال کرتا ہوں۔

اس کتاب کی اصلیت جانے بغیر آپ بے میل حقائق تک نہیں سکتے۔ منطق کی اصطلاحوں کے بل بوتے پر لکھی جانے والی یہ کتاب مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعویٰ نبوت سے تقریباً اٹھائیس سال قبل یعنی 1872ء میں منصۂ شہود پر آئی۔ یہ کتاب قادیانیوں کی جان ہے۔ اس کتاب کی ساری تحقیق کا نچوڑ یہ ہے کہ قرآن عزیز کے الفاظ خاتم النبیین سے یہ مراد لینا کہ حضور ﷺ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد ہے اس لحاظ سے آپ آخری نبی ہیں یہ خیال عوام کالانعام کا ہے اہل فہم کا نہیں اور یہ معنی اپنے اندر کوئی فضیلت نہیں رکھتا۔ نانوتوی صاحب کے نزدیک خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ آپ ''موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں'' اور خاتمیت کی بنیاد اسی بات پر ہے کہ آپ کی نبوت ذاتی ہے اور یہ ایسا وصف ہے جو کسی دوسرے نبی کو حاصل نہیں۔ بس اسی بناء پر آپ کو خاتم قرار دیا گیا۔ نانوتوی صاحب کا عقیدہ ہے کہ آپ مراتب نبوت کے خاتم ہیں زمانہ نبوت کے نہیں۔ کیونکہ ''تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں''، یعنی زمانہ اول ہو یا زمانہ آخر، دونوں اپنے اندر کوئی فضیلت نہیں رکھتے۔ لہٰذا اگر حضور ﷺ زمانہ اولیٰ میں تشریف لاتے تو بھی خاتم النبیین ہوتے

اور ”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا“۔

(قوسین کے اندر دی جانے والی عبارات تحذیر الناس سے بلفظہ نقل کی گئی ہے)

۱ بالذات کا لفظ محض نمائش کے طور پر ہے۔تحذیر الناس کی صفائی میں پیش کیے جانے والے تمام استدلالات کا رد مقالات کاظمی حصہ سوم میں ملاحظہ فرمائیں۔

تحذیر الناس پر کفر کے فتوے:

مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس لکھی تو چاروں طرف سے کفر کے فتووں کی بھرمار شروع ہوگئی۔خیال رہے کہ یہ فتوے امام احمد رضا بریلوی کے فتوے سے بہت پہلے دیئے گئے۔کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ یہاں بھی (دیوبندیوں کے بقول) امام احمد رضا بریلوی کا ہاتھ ہوگا۔گھر کی بوجھل شہادتیں ملاحظہ فرمائیں کہ یہاں یہ بات دلائل اور ثبوت کے انبار سے ہوتی ہے۔

دیوبندیوں کے سرخیل اور حکیم الامت مولوی اشرفعلی تھانوی اپنی کتاب ”ارواح ثلاثہ“ میں لکھتے ہیں کہ تحذیر الناس کی اشاعت کے بعد نانوتوی صاحب اپنے سفر خفیہ رکھنے لگے کسی دوسرے شہر جاتے تو غیر معروف سرائے میں ٹھہرتے۔نام بدل کر لکھاتے اور کمرہ چھت پر لیتے۔آگے لکھتے ہیں:

”یہ وہ زمانہ تھا کہ تحذیر الناس کے خلاف اہل د بدعات (بزعم تھانوی) میں ایک شور برپا تھا،مولانا کی تکفیریں تک ہو رہی تھیں۔حضرت (نانوتوی) کی غرض اس اخفاء (چھپنے چھپانے) سے یہی تھی کہ میرے اعلانیہ پہنچنے سے اس (تحذیر الناس کے) بارے میں جھگڑے اور بحثیں نہ کھڑی ہو جائیں“۔(ارواح ثلاثہ،ص 279)

دیوبندیوں کے یہی سرخیل تھانوی صاحب اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

”جس وقت مولانا قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے تحذیر الناس لکھی کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحیٔ کے“۔

(اضافات الیومیہ،ج4ص580)

علاوہ ازیں علمائے دیوبند کے برگزیدہ پروفیسر محمد ایوب قادری (جس کو علمائے دیوبند نامور محقق مانتے ہیں) نے اپنی کتاب بعنوان ”مولانا محمد احسن نانوتوی“ (جس پر مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی کی تصدیق بھی موجود ہے) میں درجن بھر ان کتابوں کے نام نمایاں طور پر تحریر کیے ہیں جو نانوتوی صاحب کی زندگی میں ہی ان کی کتاب تحذیر الناس کے رد میں منظر عام پر آئیں۔بہر حال نانوتوی صاحب پر کفر کے فتووں کی بوچھاڑ ہوئی،مناظرے ہوئے،رجوع کے لیے کہا گیا،مگر نانوتوی صاحب اپنی بات پہ ڈٹ گئے اور بغیر توبہ تائب اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

قارئین!ذرا سینے پر ہاتھ رکھ کر سوچیئے کہ مولوی اشرفعلی تھانوی کے بیان کے مطابق جب ہندوستان کے سارے علماء کفر کے فتوے عائد کر رہے تھے اور کوئی بھی تحذیر الناس کے حق میں نہیں تھا تو یقیناً عبارات کے اندر کفر موجود تھا لیکن افسوس کہ مصنف کو توبہ کی توفیق نہ ہو سکی۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ پیر کرم شاہ صاحب اس تحذیر الناس کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔پیر صاحب ایک دیوبندی مولوی کے خط کے جواب میں لکھتے ہیں:

”جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا (محمد قاسم نانوتی) قدس سرہ کی یہ نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کے لیے سرمہ بصیرت کا کام دے سکتی ہے“۔

(عکس خط پیر صاحب مقدمہ تحذیر الناس صفحہ نمبر 32 مکتبہ حفیظیہ گوجرانوالہ)

اگر شپرہ چشم یعنی دیوبندی، تحذیر الناس کی ان دیگر عبارتوں کو جو بقول پیر صاحب اہل سنت کے موافق ہیں، سرمہ بصیرت بنا بھی لیں تو جو کتاب کے اندر خاتم کا معنی بدل کر ختم نبوت زمانی کا انکار کیا گیا ہے۔ اس کفریہ تحقیق سے نجات کی صورت کیا ہوگی؟ گو پیر صاحب کو تحذیر الناس میں کوئی عبارت کفریہ نظر نہیں آتی یا تو پیر صاحب علمائے اہلسنت کے دلائل کا رد کر دکھائیں اور عبارات تحذیر الناس کو بے غبار اور عین اسلامی ثابت کر دکھائیں اوت یا پھر حمایت سے توبہ کر کے اہل سنت کے موافق ہو جائیں۔

پیر صاحب کو دیوبندی خط لکھ کر تحذیر الناس سے متعلق پوچھتے تو پیر صاحب فوراً جواب دیں، دیوبندی ملاں تحذیر الناس کے مقدمہ میں پیر صاحب کا خط شائع کرے تو پیر صاحب فوراً قلم اٹھا کر اکسٹھ صفحات کا رسالہ تصنیف کر ڈالیں۔

اب دیکھئے میرے سوالات کا جواب مرحمت فرماتے ہیں یا نہیں اور وہ بہانے جو دیوبندیوں کے جواب میں پیر صاحب کے رستے میں حائل نہیں ہوتے ہیں اس خط کار کے لیے آڑے آتے ہیں یا نہیں؟

آمدم برسر مطلب:

پیر صاحب کے جس خط کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے۔ یہ خط انہوں نے 22 جون 1964ء کو بھیرہ کے ایک قریبی موضع رتو کالا کے دیوبندی مولوی کامل دین کو تحریر کیا تھا۔ مولوی کامل دین نے اس خط کی عبات اپنی کتاب ''ڈھول کی آواز'' میں شائع کر دی۔ بیس برس بعد 1984ء میں تحذیر الناس کے نئے ایدیشن میں اس خط کا عکس دے دیا گیا۔ یہ ایڈیشن مکتبہ حفیظیہ گوجرانوالہ نے چند دیوبندی ہتھیاروں سے لیس

کر کے مارکیٹ میں بھیجا۔ اس ایڈیشن میں ڈاکٹر خالد محمود سیالکوٹی نے اس کا مقدمہ لکھا۔ ڈاکٹر صاحب نے پیر صاحب کا خط اس لیے شائع کیا تا کہ وہ کہہ سکیں کہ امام احمد رضا بریلوی کے ایک عقیدت منداور نامور عالم کو بھی تحذیر الناس کا کفر تسلیم نہیں۔ اور سچی بات یہ ہے کہ پیر صاحب کے مقابلے میں ڈاکٹر صاحب نے یہ معرکہ واقعی مارلیا ہے۔ البتہ ڈاکٹر صاحب علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی کتاب ''التبشیر برد التحذیر'' کی جانب منہ نہیں کرتے کہ وہاں منہ کالا ہو جانے کا سو فیصد خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی، حضرت مولانا محمد اجمل سنبھلی اور حضرت مولانا غلام علی اوکاڑی کی کتب الموت الاحمر، رد شہاب ثاقب، اور التنویر کی ایک سطر کا جواب نہیں دیتے کہ انہیں اپنے گھر کے ''دلائل وشواہد'' کا دیوالیہ پن صاف دکھائی دیتا ہے۔ بس لے دے کر پیر صاحب رہ گئے ہیں جن کی صلح کلیت کے سہارے وہ اپنا نام پیدا کر رہے ہیں۔ جس تحذیر الناس پر پیر محمد کرم شاہ صاحب بھیروی کے استاد محترم حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور پیر صاحب کے مرشد خواجہ پیر محمد قمر الدین سیالوی علیہما الرحمۃ کفر کا فتویٰ دے رہے ہیں، خود پیر صاحب اس کتاب کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

''حضرت قاسم العلومؒ کی تصنیف لطیف مسمّٰی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا۔ علماء حق کے نزدیک حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلاۃ وسلام متشابہات سے ہے اور اس کی صحیح معرفت انسانی حیطہ امکان سے خارج ہے لیکن جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہ کی یہ نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کے لیے سرمہ بصیرت کا کام دے سکتی ہے۔ رہے فریفتگان حسن مصطفوی تو

ان کے بے قرار دلوں اور بے تاب نگاہوں کی وارفتگیوں میں اضافہ کا ہزار سامان اس تحذیر الناس میں موجود ہے۔.......... ختم نبوت کا یہ ہمہ گیر مفہوم جو مبدا اور مآل ابتدا اور انتہاء کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے اگر امت مرزائیہ کی علمی سطح سے بلند ہو تو اس میں کسی کا کیا قصور۔ (عکس خط پیر صاحب مقدمہ تحذیر الناس ص 30،31)

پیر صاحب نے جب یہ نیا ایڈیشن ملاحظہ فرمایا اور دیوبندی ملاں کا مقدمہ مطالعہ فرمایا تو مقدمے میں درج ایک دو جملے ان کی طبیعت پر سخت ناگوار گزرے۔ چنانچہ پیر صاحب کا قلم حرکت میں آگیا۔ اور ایک دم اکسٹھ صفحات کا رسالہ ''تحذیر الناس میری نظر میں'' وجود میں آگیا۔ اب اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس وقت علمی مشاغل اور دینی مصروفیات کیونکر کم ہو کر رہ گئی تھیں۔ اور جسم ناتواں نے اتنی قوت کہاں سے حاصل کر لی تھی۔ ورنہ میرے جیسے گناہگار وخطار کار کے لیے پیر صاحب کے پاس ایک لمحے کی فرصت نہیں کہ وہ میرے کسی خط کا دوسطری جواب دے سکیں۔ پیر صاحب مقدمے کے دو جملوں سے متعلق فرماتے ہیں۔

''یہ فقیر اپنی گوناگوں مصرفیتوں اور ناتوانیوں کے باعث یہ مقالہ تحریر کرنے کے لیے وقت نہ نکال سکتا اگر تحذیر الناس کے اس جدید ایڈیشن کے مقدمہ کے دو جملے نہ پڑھتا۔ یہ مقدمہ علامہ ڈاکٹر اور ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی جناب خالد محمود صاحب نے تحریر کیا ہے۔ یہ دو جملے انہوں نے اس فقیر کے اس خط کے تناظر میں لکھے ہیں جس خط کا ذکر میں نے ابتداء میں کیا ہے۔ دل تو گوارا نہیں کرتا کہ وہ دلخراش اور جذبات کو لہولہان کرنے والے جملے لکھ کر قارئین کرام کو ایک روحانی کرب میں مبتلا کروں لیکن کیونکہ ان جملوں کی ذمہ داری انہوں نے میرے خط پر ڈالی ہے اس لیے بامر مجبوری دل پر پتھر

رکھ کر ان کو نقل کر رہا ہوں۔ علامہ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

''اسے بار بار مطالعہ کریں اور مولانا احمد رضا خان کے علم و دیانت کی داد دیں۔ خان صاحب نے کس جہل وخیانت کا لباس پہن کر...... انکار ختم نبوت کا الزام لگایا ہے''۔ (تحذیر الناس میری نظر میں، ص 56)

اب جبکہ اسی دیوبندی مولوی نے پیر صاحب کی صلح کل عبارات پر دوبارہ گرفت کی ہے اور تحذیر الناس کے جدید ایڈیشن کی طبع دوم میں پیر صاحب کو مکمل طور پر لاجواب کر کے رکھ دیا ہے۔ بلکہ ان کے امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان بریلوی کو جاہل اور خائن بھی ''ثابت'' کر دکھایا ہے تو اب خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ پیر صاحب کے جذبات کا لہو بہہ نکلا ہے یا سرے سے ہی خشک ہو گیا ہے۔ پہلے تو ڈاکٹر صاحب کا محض الزام تھا اب تو پیر صاحب پر گرفت کرنے کے بعد پیر صاحب کے لیے جاہل اور خائن بھی بنا دیا ہے۔ یہ ہے صلح کلیت کی وہ ''برکت'' جس کے وسیلہ جلیلہ سے پیر صاحب کے امام پیر صاحب کے سامنے جاہل وخائن کی صورت میں پیش کر دیئے گئے ہیں اور اب پیر صاحب ہیں کہ ''ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم'' والی کیفیت سے دوچار ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

تحذیر الناس کا یہ جدید ایڈیشن طبع دوم کے طور پر مارچ 1987ء میں شائع ہوا۔ اب 1997 ہے۔ دس سال ہو چکے ہیں پیر صاحب کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ حالانکہ ہم جیسے دیوانوں کو بہت انتظار رہا کہ کاش پھر پیر صاحب ایک نیا رسالہ تصنیف فرمائیں اور عنوان دیں ''تحذیدالناس ایک بار پھر میری نظر میں'' اور اس میں وہ تحذیر الناس کی حمایت سے ہاتھ کھینچتے ہوئے علمائے اہلسنت کے ہمنوا بن جائیں۔ مگر

آج تک ہر طرف سناٹا ہی سناٹا ہے۔ تحذیر الناس کے اس دوسرے ایڈیشن میں ڈاکٹر صاحب نے پیر صاحب کے کتابچہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

''اس پہلو سے پیر صاحب لائق تحسین ہیں کہ انہوں نے اپنے ایک سابقہ خط میں یہ بات کھل کر کہی کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی ختم نبوت زمانی کے منکر نہیں اور ان پر تحذیر الناس کے حوالے سے انکار ختم نبوت کا الزام درست نہیں۔ اب انہوں نے اپنے نئے رسالے (تحذیر الناس میری نظر میں) بھی نہایت کھل کر مولانا احمد رضا خان کی تردید کی ہے۔

مولانا احمد رضا خان نے تحذیر الناس کے تین مختلف مقامات صفحہ نمبر 65،41 سے تین عبارتیں لے کر انہیں جوڑ کر ایک عبارت بنایا تھا اور اس نئی وضعی عبارت سے حضرت مولانا محمد قاسم کو ختم نبوت زمانی کا منکر ٹھہرایا تھا[1] پیر کرم شاہ صاحب نے اب بھی اپنا فیصلہ مولانا احمد رضا خان کے خلاف دیا ہے۔ اور اس ہمت پر ہم انہیں داد دیئے بغیر نہیں رہ سکے''۔ (مقدمہ تحذیر الناس، طبع دوم، مارچ 87ء، ص 10)

پیر صاحب نے جو فیصلہ دیا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں:

''یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا نانوتوی عقیدہ ختم نبوت کے منکر تھے کیونکہ یہ اقتباسات بطور عبارۃ النص اور اشارۃ النص اس امر پر بلاشبہ دلالت کرتے ہیں کہ مولانا نانوتوی ختم نبوت زمانی کو ضروریات دین سے یقین کرتے تھے اور اس کے دلائل کو قطعی اور متواتر سمجھتے تھے۔ انہوں نے اس بات کو صراحت سے ذکر کیا ہے کہ جو حضور ﷺ کی ختم نبوت زمانی کا انکار کرے وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے''۔

(تحذیر الناس میری نظر میں، ص 58)

عبارت النص اور اشارۃ النص والے اقتباسات کا رد تو ان شاء اللہ العزیز مضمون کے آخر میں ملاحظہ فرمایئے گا۔ یہاں پر ڈاکٹر محمود دیوبندی نے جو پیر صاحب کی عبارت پر گرفت کی ہے اس کا تماشہ دیکھیئے۔

پہلی گرفت:

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں ''معلوم رہے کہ پیر کرم شاہ صاحب یہاں مولانا محمد قاسم نانوتوی کے عقیدہ ختم نبوت کو بلاشبہ واضح کہہ رہے ہیں۔ یہ بلاشبہ کے الفاظ لائق توجہ ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت مولانا نانوتوی کی عبارات ان کے اس عقیدہ پر بلاشبہ دلالت کر رہی ہیں تو مولانا احمد رضا خان انہیں کیوں نہ سمجھ پائے؟ کیا یہ

[1] یہ امام احمد رضا خان بریلوی پر دیوبندیوں کا صریح افتراء ہے۔ عبارات کسی ترتیب سے ہوں یا الگ الگ وہ کفریہ ہی ہیں

جہل نہیں، اور اگر وہ سمجھتے تھے مگر جان بوجھ کر حضرت پر ختم نبوت کے انکار کی تہمت لگانا چاہتے تھے اور اپنی یہ خدمت انگریز کے کھاتے میں ڈالنا چاہتے تھے تو کیا یہ خیانت نہیں؟......اگر اسے خیانت کے سوا کسی اور لفظ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے تو پیر صاحب ہی اس میں پیش قدمی فرمائیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ پیر کرم شاہ صاحب ہمارے اس جملے سے بہت سیخ پا ہیں مگر وہ یہ بات پھر بھی نہیں بتا سکتے کہ خان صاحب کی اس غلط فہمی کا منشاء جہل یا خیانت کے سوا اور کیا تھا؟

بات کا بلاشبہ ہونا وہ پہلے تسلیم کر چکے ہیں۔ اب وہ خان صاحب کو کسی عبارت کی پیچیدگی کا فائدہ بھی نہیں دے سکتے۔ ہمارے جس جملے پر وہ لہولہان ہوئے ہیں وہ یہ ہے۔

''مولانا احمد رضا خان کے علم و دیانت کی داد دیں آپ نے کس جہل اور

خیانت کا لباس پہن کر مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر انکار ختم نبوت کا الزام لگایا ہے''۔(مقدمہ تحذیر صفحہ 29)

اب پیر کرم شاہ صاحب کے ریمارکس ملاحظہ ہوں ''دل تو گوارا نہیں کرتا کہ وہ دلخراش اور جذبات کو لہولہان کرنے والے جملے لکھ کر قارئین کرام کو ایک روحانی کرب میں مبتلا کروں..............الخ۔(تحذیر الناس میری نظر میں، ص:56'')

(مقدمہ تحذیر الناس، طبع دوم، صفحہ:11 از ڈاکٹر خالد محمود)

پیر صاحب کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں البتہ امام احمد رضا بریلوی نے علمائے اہل سنت ہند کی ہم نوائی میں یہ فتویٰ کتنا صحیح اور درست دیا ہے اس کی تفصیل غزالیٔ دوراں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کی محققانہ تصنیف لطیف ''التبشیر بردالتحذیر'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

اس مضمون کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ مقالات کاظمی جلد دوم اور اس کا دوسرا حصہ بعنوان ''التبشیر پر اعتراضات کا علمی جائزہ'' مقالات کاظمی حصہ سوم میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت غزالیٔ دوراں نے بلاشبہ تحقیق کے دریا بہادیئے ہیں اور جملہ اعتراضات کا مسکت جواب دے کر تحذیر الناس کے حمائتیوں کا حقیقتاً ناطقہ بند کر کے رکھ دیا۔ ڈاکٹر خالد محمود اس کتاب مستطاب کے دلائل و براہین کے سامنے مبہوت ہیں۔

پیر صاحب کے لیے عرض ہے کہ سیال شریف آپ کا مرشد خانہ ہے اور حضرت خواجہ پیر محمد قمرالدین سیالوی علیہ الرحمۃ آپ کے مرشد تھے۔ ان کے خط کا عکس مدتوں سے کتاب ''دعوت فکر'' میں شائع ہو رہا ہے۔ اور الحمد للہ کہ یہ مبارک تحریر جس میں

تحذیر الناس پر کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے یہ اصل تحریر یعنی حضرت خواجہ صاحب کے دست اقدس سے تحریر کیا گیا اصل خط بھی اس خطاء کار نے لاہور میں شمس الزمان صاحب قادری کے دولت خانہ میں بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔ بلکہ یہی جستجو وہاں لے کر گئی اور اس اصل خط سے مزید فوٹو سٹیٹ کاپیاں کروا کر بندہ نے اپنے پاس محفوظ کروالیں۔ اور پھر جامعہ نظامیہ لاہور کی ہر دلعزیز شخصیت اور نامور سنی عالم حضرت مولانا علامہ شرف قادری صاحب کے پاس بھی اپنی آنکھوں سے ایک سوال کے جواب میں حضرت پیر سیالوی علیہ الرحمۃ کا تحذیر الناس پر فتویٰ کفر دیکھا جو آج سے کئی سال قبل کمال عنایت و مہربانی سے میرے ذوق شوق کو دیکھتے ہوئے علامہ شرف قادری صاحب نے بندہ کو دکھایا اور کاپی بھی کروا کردی۔ اب وہ فتویٰ بھی ''دعوت فکر'' کے آخری صفحات میں شائع ہو چکا ہے۔ تو عرض ہے کہ حضرت خواجہ صاحب کی دیگر تحریروں کو سامنے رکھ کر ان عبارات کی لکھائی کو ملالیا جائے اور دیکھ لیا جائے کہ دونوں عبارات پیر قمرالدین صاحب کی ہیں یا نہیں! اس کے بعد بھی اگر پیر صاحب تامل فرمائیں اور اپنی بات پہ اڑے رہیں تو پھر یہی کہہ سکتے ہیں کہ **واللہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم**

دوسری گرفت:

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے پیر صاحب پر دوسری گرفت یوں کی کہ:

''ہم یہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جب تحذیر الناس کی عبارات بلاشبہ حضور ﷺ کی ختم نبوت کا پتا دے رہی ہیں اور مولانا احمد رضا خان نے ان پر دن دھاڑے ڈاکہ ڈالا تو اس وقت آپ کے جذبات کیوں لہولہان نہ ہوئے۔ ایک شخص پر جہل یا خیانت کا الزام ہو یہ بات اشد ہے یا کسی پر کفر کی تہمت ہو یہ الزام اشد ہے۔

مولانا احمد رضا خان نے ان عبارات سے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ ہم نے مولانا احمد رضا خان کی اس کاوش پر فقط جہل اور خیانت کا الزام قائم کیا ہے۔ اب آپ ہی غور فرمائیں کہ اشد حرکت کس کی ہے اور اخف الزام کس کا اور پھر یہ بھی فیصلہ کریں اگر ان کے پاس کچھ بھی احساس تھا تو انہیں کس بات پر لہولہان ہونا چاہیے تھا میری بات پر یا خان صاحب کی بات پر"۔ (مقدمہ ص:12)

ڈاکٹر صاحب! پیر صاحب کی صلح کلیت ہی وہ شدید ترین کمزوری ہے جس کو آپ کی نگاہ عیار نے تاڑ لیا ہے اور فتح کے شادیانے بجاتے نظر آتے ہیں۔

ل شیخ الاسلام پیر قمر الدین سیالوی تحذیر الناس پر کفر کے فتوے کی تائید میں فرماتے ہیں۔ "نانوتوی" خاتم النبیین کا معنی لا نبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ لینے پر مصر ہے حالانکہ یہ معنی احادیث صحاح سے ثابت ہے۔ اس پر اجماع صحابہ ہے"۔ مزید فرماتے ہیں "تحذیر الناس میں کہیں بھی خاتم النبیین کا معنی خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لیا گیا تا کہ دو معانی مانعۃ الجمع کی تاویل کی جاسکے بلکہ آخر الانبیاء کے معنی کو غیر صحیح ثابت کرنے کے الفاظ لائے گئے ہیں"۔ (دعوت فکر، ص 110)

کیونکہ پیر صاحب کا ایک پاؤں امام احمد رضا خان بریلوی کی کشتی میں ہے اور دوسرا پاؤں مولوی محمد قاسم نانوتوی دیوبندی کی کشتی میں، یوں وہ مکمل طور پر آپ کی گرفت میں ہیں۔ پیر صاحب کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ وہ خود غور فرمائیں کہ اھدنا الصراط المستقیم کا تقاضا کیا ہے اور "یك درگیر ومحکم گیر" پر عمل کرنا کتنا ضروری ہے۔ مندرجہ بالا پیرے میں ڈاکٹر صاحب نے جو سوال پیر صاحب پر قائم کیا ہے اس کا جواب پیر صاحب قیامت کی صبح تک نہیں دے سکتے کیونکہ ان کے ہاتھ میں جوابی کاروائی کے لیے فقط صلح کلیت کا غبارہ ہے جب تک وہ اس کو نہیں چھوڑیں گے کسی جواب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور ایسے خون خشک کر دینے والے سوالات دیکھ کر "گونا

گوں مصروفیات اور علمی مشاغل" میں نہ جانے اور کتنا اضافہ ہو جاتا ہوگا۔ ایک نان سو سکھ۔

تیسری گرفت:

جناب پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اپنے رسالہ میں لکھا:

"مولانا نانوتوی نے سنگین قسم کی غلط فہمیوں کو جنم دینے والے اس مضمون کو فقط ایک بار تحذیر الناس میں ذکر کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اسے بار بار دہرایا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ جب پہلی بار میں تحذیر الناس کا مطالعہ کیا تو میری توجہ ان خطرناک نتائج کی طرف مبذول نہ ہوئی جو مولانا کی بعض عبارات پر مرتب ہوتے ہیں"۔

(تحذیر الناس میری نظر میں، ص 44)

پیر صاحب نے بریلویوں کو خوش کرنے کے لیے ایک بات پیدا کی ہے کہ تحذیر الناس کی بعض عبارات سے کچھ غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں۔ لیکن پیر صاحب نے ان عبارات کو غلط نہیں کہا، اس فہم کو غلط کہا ہے جو ان سے ختم نبوت زمانی کے خلاف کوئی دوسرا نتیجہ نکالے۔ دوسرے لفظوں میں اسے یوں سمجھیئے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نے تو بات غلط نہیں کی، مولانا احمد رضا خان نے اسے غلط سمجھ لیا۔ سو پیر صاحب یہاں کسی غلط بیانی کی نشاندہی نہیں کر رہے مولانا احمد رضا خان اور ان کے پیروؤں کی غلط فہمیوں کو نمایاں کر رہے ہیں۔

...........مخدوم محترم! جب آپ نے ان خطرناک نتائج کو خود بھی غلط فہمی پر مبنی قرار دیا ہے تو اب آپ کو افسوس کس بات کا ہے کیا اس بات کا کہ آپ نے اچھی تعلیم کیوں حاصل کی۔ کہ آپ ان غلط فہمیوں کا شکار نہ ہوئے اور مولانا احمد رضا خان اپنی کم

علمی کے باعث تحذیر الناس کے ان مطالب کو نہ پا سکے جو حضرت حجۃ الاسلامؒ کی مرادات تھے کیا آپ کو اسی بات کا افسوس ہے۔ (مقدمہ تحذیر الناس، صفحہ:12)

پیر صاحب کے متعلق تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ اس پیرے کو پڑھ کر ان کے احساسات کیا ہوں گے اور کس قسم کے ردعمل کا اظہار کیا ہوگا مگر ان کے وہ عقیدت مند جو پیر صاحب کی اندھی عقیدت کے جوش میں اپنے ہوش گنوائے بیٹھے ہیں وہ یہ پیرا پڑھ کر ضرور جھوم اٹھے ہوں گے کیونکہ چودھویں صدی کے برحق مجدد امام احمد رضا خان بریلوی کو پیر صاحب کے مقابلے میں کم علم اور کم فہم کہا گیا ہے۔ جبکہ پچھلے پیرے میں امام اہل سنت مجدد ملت مولانا احمد رضا خان کی گستاخان رسول کی عبارات پر گرفت کرنے کو ’’دن دھاڑے ڈاکہ ڈالنے‘‘ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس نظریے پر پیر صاحب سختی سے قائم ہیں اس کے ’’وسیلہ جلیلہ‘‘ سے واقعی یہ دن دھاڑے ڈاکہ ہی بنتا ہے کیونکہ نانوتوی صاحب کی متنازعہ کفریہ عبارات قبلہ پیر صاحب کے نزدیک بغیر کسی شک وشبے کے درست ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

نانوتوی صاحب کا عقیدہ:

تحذیر الناس کی عبارات کا مطلب کیا ہے اور ڈاکٹر صاحب کے حجۃ الاسلام کی مرادات کیا تھیں؟ ملاحظہ فرمائیے!

نانوتوی صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور ﷺ جو خاتم النبیین ہیں وہ اس معنی میں ہی کہ آپ سب انبیاء سے افضل ہیں۔ اس لیے نہیں کہ زمانے کے لحاظ سے آخری آنے والے نبی ہیں بلکہ اس لیے کہ ذاتی نبی ہیں ’’یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض۔ اوروں کی نبوت آپ ﷺ کا

فیض ہے، پر آپ ﷺ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں، آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہو جاتا ہے‘‘۔

(تحذیر الناس، صفحہ 44: جدید ایڈیشن طبع دوم)

دیکھ لیا آپ نے! کہ آپ پر سلسلہ نبوت اس لیے مختتم ہے یعنی آپ ان معنوں میں خاتم النبیین ہیں کہ آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں بلکہ آپ ذاتی نبی ہیں اور یہ ذاتی نبی ہونا ہی سب سے بڑی فضیلت ہے جس کی وجہ سے آپ سب سے افضل نبی ہوئے۔ اور مراتب کے لحاظ سے افضل ہونا ہی آپ کے خاتم النبیین ہونے کی علت ٹھہرا۔ زمانے کے لحاظ سے ’’آخری نبی‘‘ ہونے کے معنی کو وہ تحذیر الناس کے شروع ہی میں یہ کہہ کر رد کر چکے ہیں:

’’سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں‘‘۔ (تحذیر الناس، صفحہ: 41)

یعنی سابق انبیاء کرام علیہم السلام کے زمانے کے بعد سب سے آخر میں اور آخری نبی کہلانا یہ معنی تو محض کم فہم عوام کا ہے کیونکہ تقدم (پہلا زمانہ) اور تاخر زمانی (آخری زمانہ) یعنی زمانے کا پہلے ہونا یا آخری ہونا اپنے اندر کچھ فضیلت نہیں۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آجاتے تب بھی خاتم النبیین ہوتے اور زمانے کے لحاظ سے آخر میں آئے تب بھی خاتم النبیین ہیں۔ اس لیے کہ خاتمیت کا تعلق زمانے کی اولیت وآخریت سے نہیں بلکہ مراتب ودرجات سے وابستہ ہے۔ مولوی نانوتوی صاحب نے خاتمیت کی بنیاد اسی علت مراتب ودرجات کی بلندی پر رکھی ہے۔ زمانے پر نہیں ا تبھی تو وہ صاف الفاظ میں کہتے ہیں۔

(۱) ''چنانچہ اضافت الی النبیّن بایں اعتبار کہ نبوت منجملہ اقسام مراتب ہے یہی ہے کہ اس مفہوم کا مضاف الیہ وصف نبوت ہے زمانہ نبوت نہیں''۔ ۲ (تحذیر الناس، صفحہ 53)

مزید کہتے ہیں:

(2) ''اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبہ سے عام لے لیجیے تو پھر دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا۔ پر ایک مراد ہو تو شایان شان محمدی ﷺ خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی''۔ (تحذیر الناس صفحہ 53)

پیر صاحب بھی نانوتوی کی تردید میں لکھتے ہیں ''جب ہم کتب حدیث کی طرف

۱ تحذیر الناس کے حاشیہ میں بھی لکھا ہے ''خاتمیت کا دارومدار آپ کے مرتبہ پر ہے کہ آپ کو نبوت براہ راست بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے حاصل ہے''۔ (صفحہ 42)

۲ جبکہ مفتی محمد شفیع دیوبندی کہتے ہیں کہ ''لغت عرب کے تتبع (تلاش) کرنے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ لفظ خاتم بالکسر یا بالفتح جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی آخر ہی کے ہوتے ہیں' آیت مذکورہ میں بھی خاتم کی اضافت جماعت نبیّن کی طرف ہے، اس لیے اس کے معنی آخر النبیّن اور نبیوں کے ختم کرنے والے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتے'' (ختم نبوت کامل، صفحہ 67) مفتی صاحب نے نانوتوی صاحب کے خلاف فیصلہ دیا ہے۔

رجوع کرتے ہیں تو ہمیں بے شمار ایسی احادیث ملتی ہیں جو درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں جن میں حضور ﷺ نے خود خاتم النبیّن کا مفہوم ختم نبوت زمانی فرمایا ہے۔

(تحذیر الناس میری نظر میں، ص:35,36)

نانوتوی صاحب کے پہلے جملے کا مطلب یہ ہے کہ ''خاتم النبین'' میں جو خاتم کی اضافت الی النبیّن ہے یعنی نبیوں کی جانب کی گئی ہے کہ آپ نبیوں کے خاتم ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خاتم کا مضاف الیہ انبیاء کرام کا مرتبہ ہے زمانہ نہیں کیونکہ نبوت مراتب کی اقسام سے ہے زمانے کی اقسام سے نہیں۔ گویا آپ اوصاف نبوت کے خاتم ہیں زمانہ

نبوت کے خاتم نہیں۔ اور دوسرے پیرے میں بھی کہا گیا ہے کہ حضور ﷺ کے شایانِ شانِ مراتب کا خاتم ہونا ہے زمانے کا خاتم نہیں۔ خاتم النبیّن کے معنی کی تحریف کرتے ہوئے آگے چل کر اسی وجہ سے نانوتوی صاحب یوں کہہ اُٹھے۔

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا''۔ (تحذیر الناس، صفحہ:85)

نانوتوی صاحب کے عقیدے کے مطابق فرق اس لیے نہیں آئے گا کہ حضور ﷺ مراتب نبوت کے خاتم نہیں زمانہ نبوت کے نہیں۔ چاہے کوئی حضور ﷺ سے پہلے آئے تب بھی آپ ہی خاتم اور چاہے اب کوئی حضور ﷺ کے بعد نبی آجائے تب بھی آپ ہی خاتم۔ اس لیے کہ پہلے آنے والے اور اب بعد میں آنے والے دونوں آپ سے کم درجہ ہوں گے کیونکہ وہ بالعرض نبی ہوں گے ذاتی نبی نہیں ہوں گے ذاتی نبی ہونے کی بناء پر آپ ہی سب سے افضل ہوں گے۔ اس صورت میں کوئی بعد آجائے یا پہلے آپ کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔

کسی مرزائی قادیانی کو پکڑ کر پوچھیے اس کا یہ عقیدہ ہے یا نہیں اور انہوں نے اسی بات کی تصریح اپنی کتابوں میں کی ہے یا نہیں اور وہ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کو اس مسئلہ میں اپنا امام مانتے ہیں یا نہیں اور ''افادات قاسمیہ'' نام کی کتاب انہوں نے لکھی ہے یا نہیں ۱۔ رہی یہ بات کہ اس کتاب پر حکومت پاکستان کی طرف سے فتویٰ عائد کیوں نہیں ہوتا اور عدالتیں کیوں خاموش ہیں تو یہ اعتراض کرنے والے میری اس بات کا جواب دیں کہ 1953ء میں جب مرزائیوں کے خلاف تحریک چلی تو وہ تحریک چلانے والے حق پر تھے یا باطل پر؟ وہ ''فرقہ واریت'' پھیلا

رہے تھے یا محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت وحرمت کا دفاع کر رہے تھے؟ وہ نقص امن اور قانون شکنی کے مرتکب ہو رہے تھے یا دین اسلام کے امن وسکون اور قرآن وسنت کے قانون کے عین مطابق شرعی فریضہ انجام دے رہے تھے؟ مرزائی قادیانی اس وقت بھی کافر تھے یا بعد میں حکومت پاکستان کے نامور ''مفتی'' بھٹو صاحب کے کہنے کے مطابق کافر قرار پائے؟ اگر تو مرزائی کافر تھے اور ان کے خلاف آواز اٹھانے والے حق پر تھے اور اپنے پیارے مصطفیٰ ﷺ کی حرمت وتقدیس پر مر مٹنے کے لیے میدان میں نکل آئے تھے تو بتایئے کہ پھر مصطفیٰ ﷺ کے ان شیدائیوں پر گولیاں کیوں برسائی گئیں؟ ان پر کیوں تشدد کیا گیا؟ ان کی ٹانگیں کیوں توڑ دی گئیں؟ انہیں نقص امن کے الزام میں قانون شکن ٹھہرا کر جیلوں میں کس لیے ٹھونس دیا گیا؟ اور یہ ضرور بتایئے گا کہ انہیں گولیوں سے چھلنی کرنے والے، ان کے جسموں پر تشدد کرنے والے، ان کی ٹانگیں توڑنے والے، موت کے گھاٹ اتار کر خاموش کرا دینے اور پکڑ پکڑ کر جیلوں میں ٹھونس کر ان سے مشقت لینے والے کسی مسلمان حکومت کے مسلمان کارندے تھے یا کوئی یہودی ونصرانی تھے؟ ایسا ظلم توڑنے والے محمد عربی ﷺ کے امتی کہلاتے تھے یا کسی ہنومان کے پوجنے والے ہندو تھے؟ اپنے اسلاف کی پیروی کرتے ہوئے آج میں نے ایک بار پھر

[1] مولانا محمد شفیع اوکاڑی علمائے دیوبند کے متعلق فرماتے ہیں: ''اب جو یہ حضرات قادیانیوں کے پیچھے زیادہ پڑے رہتے ہیں تو اس کی دو وجہیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ میدان تو ہموار کیا تھا انہوں نے اپنے لیے اور کود پڑا قادیانی تو یہ اس کے پیچھے پڑ گئے کہ تو کیوں کودا اور تو نے ہمارا حق کیوں چھینا۔ دوسری یہ کہ لوگ یہ نہ جان لیں کہ ختم نبوت کی مخالفت کی ابتداء ہم سے ہوئی بلکہ ہم ہر وقت ختم نبوت کا نعرہ بلند کرتے رہیں تا کہ پردہ پڑ جائے اور لوگوں میں یہ تاثر قائم ہو جائے کہ اگر ہم ختم نبوت کے مخالف ہوتے تو ہم اس سلسلے میں اتنی محنت کوشش اور تبلیغ واشاعت وغیرہ کیوں کرتے؟''۔ (تعارف علمائے دیوبند، صفحہ: 101 ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

آواز اٹھا دی ہے، اے محمد مصطفیٰ ﷺ کے شیدائیو! میری آواز غور سے سنو۔ تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، تقویۃ الایمان، وغیرہ سے دامن بچا کر ان کتابوں کے عقیدت مندوں سے ناتا توڑ کر الگ ہو جاؤ۔

ان کتابوں کے عقیدت مندوں کی اقتداء میں ایک بھی فرض نماز اور نماز جنازہ نہ پڑھیے۔ بچا لیجیے اپنے دامن اور سنوار لیجیے اپنی آخرت کہ صاحب ایمان ہمیشہ آخرت سنور جانے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں۔

تحذیر الناس کے عقیدت مندو! بتاؤ مولوی محمد قاسم نانوتوی نے خاتمیت کی بناء کس پر رکھی ہے۔ صفحہ 42 پر جو انہوں نے لکھا ''بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے'' یہ اور بات کون سی بات ہے۔ یہ بات وہی بات ہے کہ خاتمیت کی بنیاد کمالات نبوت، اوصاف نبوت اور درجات نبوت پر ہے، نبوت پر نہیں۔ اگر انہوں نے خاتمیت کی بنیاد زمانہ نبوت پر رکھی ہے اور ان کا یہ عقیدہ ہے تو تحذیر الناس کی عبارات سے ثابت کر دکھاؤ۔ کیا نانوتوی صاحب نے یہ نہیں لکھا ''غرض اور انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل اور عکس محمدی ہے کوئی کمال ذاتی نہیں'' (صفحہ 90) کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ ذاتی نبی ہیں یعنی آپ کو نبوت براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی ہے لہٰذا آپ سب سے افضل ہو کر خاتم ٹھہرے۔ یہ مذکورہ جملہ وجہ خاتمیت کے بیان ہی میں تو نانوتوی صاحب نے تحریر کیا ہے۔ کیا نانوتوی صاحب نے یہ نہیں لکھا:

''یعنی کمالات اصل میں جو تشبیہ تھی وہی نسبت کمالات عکوس میں بھی محفوظ رہے اس صورت میں اگر اصل وظل میں تساوی بھی ہو (یعنی حضور ﷺ اور نانوتوی صاحب کے تجویز کردہ دیگر خاتمین میں برابری بھی ہو) تو کچھ حرج نہیں کیونکہ افضلیت

بوجہ اصلیت پھر بھی ادھر رہے گی"۔(صفحہ نمبر:91)

کیا اس پیرے میں بھی افضلیت کا تصور دے کر اور آپ کو مراتب نبوت کا خاتم ٹھہرا کر ختم نبوت زمانی کا انکار نہیں کیا جا رہا؟ اور کیا نانوتوی صاحب نے خاتم کی تشریح کرتے ہوئے یہ نہیں لکھا "درصورت تسلیم اراضی ودیگر بطور معلوم بشہادت جملہ خاتم النبیین تمام زمینوں میں ہمارے نبی پاک، شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوگی اور وہاں کے انبیاء آپ ہی کے دریوزہ گر ہونگے اور سب جانتے ہیں کہ اس میں جو فضیلت ہے درصورت انکار اراضی ماتحت وہ فضیلت ہاتھ سے جاتی رہے گی"۔

(صفحہ نمبر:91)

اس کے ساتھ ہی نانوتوی صاحب کا تحریر کردہ دوسرا پیرا بھی دیکھیے!

"بادشاہ ہفت اقلیم کی عزت اور عظمت اپنی اس اقلیم کی رعیت پر حاکم ہونے سے جس میں خود مقیم ہے اتنی نہیں سمجھی جاتی جتنی بادشاہان اقالیم باقیہ پر حاکم ہونے سے سمجھی جاتی ہے۔ ایسے ہی رسول اللہ ﷺ کی عزت وعظمت فقط اس زمین کے انبیاء کے خاتم ہونے سے نہیں سمجھی جاسکتی جتنی خاتمین اراضی سافلہ کے خاتم ہونے سے سمجھی جاتی ہے"۔(صفحہ:94,93)

تحذیر الناس کے عقیدت مند ذرا تیسرا پیرا بھی ساتھ رکھ کر غور فرمائیں!

"اگر ہفت زمین کو بطور مذکور بہ ترتیب فوق وتحت نہ مانیئے تو پھر عظمت شان محمد ﷺ بہ نسبت اس قدر عظمت کے جو درصورت تسلیم اراضی ہفت گانہ بطور مذکور لازم آتی تھی چھ گنی کم ہوجائے گی غرض خاتم ہونا ایک امر اضافی ہے (یعنی مقصود اصلی نہیں)۔ بے مضاف الیہ متحقق نہیں ہوسکتا سو جس قدر اس کے مضاف الیہ ہوں گے اسی قدر خاتمیت کو

افزائش ہوگی"۔(صفحہ:80)

گویا صفت خاتمیت بھی بڑھنے گھٹنے والی صفت ٹھہری۔ کہ سات زمینوں پر سات خاتم مان کر سب کا خاتم پھر حضور ﷺ کو مانا جائے تو خاتمیت میں بہت ترقی ہوجائے گی اور اگر دیگر زمینوں کے خاتم نہ مانے جائیں تو اس صورت میں حضور ﷺ کی عظمت چھ گنا کم ہوجائے گی۔ بلکہ پچھلے پیرے میں یہ بھی کہا کہ فقط اس زمین پر جس پر ہم رہ رہے ہیں اس زمین کا خاتم ہونے سے آپ کی شان اور فضیلت نہیں سمجھی جاسکتی جب تک کہ باقی نچلی زمینوں پر رہنے والے خاتمین کا بھی آپ کو خاتم نہ سمجھا جائے۔ اور اگر ہم باقی زمینوں کے خاتمین کا انکار کردیں گے تو آپ کی عظمت ہاتھ سے جاتی رہے گی۔ العیاذ باللہ۔

الغرض اس موضوع پر نانوتوی صاحب نے تفصیل سے بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ "بلکہ سات زمینوں کی جگہ اگر لاکھ دو لاکھ اوپر نیچے اسی طرح اور زمینیں تسلیم کرلیں تو میں ذمہ کش ہوں کہ انکار سے زیادہ اس اقرار میں کچھ دقت نہ ہوگی نہ کسی آیت کا تعارض نہ کسی حدیث سے معارضہ"۔(صفحہ:84)

یعنی سات خاتم تو کیا لاکھوں زمینوں کے لاکھوں خاتم موجود ہوں تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا کیونکہ ان سب کی نبوت عرضی ہوگی جبکہ آپ بالذات نبی ہیں اور یہ صفت آپ کو سب سے افضل ٹھہراتی ہے اور ان نبیوں کا اور خاتمین کا حضور ﷺ سے پہلے ہونا یا بعد میں ہونا کچھ معنی نہیں رکھتا کیونکہ زمانہ تو اپنے اندر کچھ بھی فضیلت نہیں رکھتا۔ یعنی "تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں"۔

لہٰذا اگر حضور ﷺ سب سے اول زمانے میں تشریف لاتے اور دیگر تمام انبیاء

کرام علیہم السلام بعد میں آتے یا اب ''بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (صفحہ 85) کیونکہ آپ کی خاتمیت کا تعلق نبوت کے مراتب سے ہے یا سابقہ نبیوں کے مراتب سے ہے سابقہ نبیوں کے زمانے سے نہیں جیسا کہ تحذیر الناس کی عبارات کا مفہوم سمجھانے کی غرض سے حافظ عزیز الرحمن صاحب نے جدید ایڈیشن کے حاشیے میں واضح اور غیر مبہم الفاظ میں لکھا ہے ''خاتمیت کا دارومدار آپ کے مرتبہ پر ہے''۔ (صفحہ:42)

ختم نبوت زمانی کا انکار تو انہوں نے جا بجا کیا ہے۔ یہ پیرا دیکھیے!

''اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجیے (یعنی اہل اسلام کے اجماعی معنی آخری نبی کی بجائے میرا تجویز کردہ معنی ''بالذات نبی'' لیجیے) جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا تو پھر سوائے رسول اللہ ﷺ اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی ﷺ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی (یعنی گزشتہ انبیاء) ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی، افراد مقدرہ (جو نبی حضور کے زمانے کے بعد آئیں گے) پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا''۔ (تحذیر الناس صفحہ:85)

نانوتوی صاحب نے ''بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو'' کہہ کر اپنی پہلی بات ''افراد مقدرہ میں بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی'' کو دہرایا ہے۔ کیونکہ گذشتہ نبیوں کا ذکر نانوتوی صاحب نے ''افرادی خارجی'' کہہ کر کیا ہے۔ اور حضور ﷺ کے بعد آنے والے نبیوں کا ذکر انہوں نے ''افراد مقدرہ'' کہہ کر کیا ہے اور آخری جملے میں ایک بار پھر یہی بات دہرا کر خاتمیت میں فرق نہ آنے والا عقیدہ کھل کر بیان کر دیا۔ مرزائی

قادیانی اس عبارت کو پڑھ کر رقص نہ کریں تو اور کیا ماتم کریں۔

اس پیرے کو ذہن میں رکھتے ہوئے نانوتوی صاحب کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں!

''ایسے ہی بعد لحاظ مضامین مستورہ فرق مراتب انبیاء دیکھ کر یہ سمجھیں کہ کمالات انبیاء سابق اور انبیاء ماتحت کمالات محمدی ﷺ سے مستفاد ہیں''۔ (صفحہ:98)

حضور ﷺ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کو نانوتوی صاحب نے ''انبیاء سابق'' کہا ہے۔ بتائیے یہ انبیاء ماتحت کون ہیں؟ اگر یہ حضور ﷺ کے زمانے کے اندر موجود مانے جائیں تو اس عقیدے پر کیا فتویٰ عائد ہوگا؟ اور اگر یہ انبیاء حضور ﷺ کے بعد کے زمانے میں کہیں موجود مانے جائیں تو اس عقیدے پر کیا فتویٰ عائد ہوگا؟ یہ شرعی فریضہ مفتیان اسلام سرانجام دیں۔

نانوتوی صاحب نے تو سارا معاملہ ہی صاف کر دیا ہے، لکھتے ہیں:

''غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا، تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے''۔ (صفحہ:65)

لفظ ''بالفرض'' کا فریب:

تحذیر الناس کے شیدائی کہتے ہیں کہ نانوتوی صاحب کی یہ عبارت محض فرضی ہے کیونکہ نانوتوی صاحب نے اس میں ''بالفرض'' کہہ کر بات شروع کی ہے۔

عرض یہ ہے کہ ''افراد مقدرہ'' اور ''انبیاء ماتحت'' والی عبارات میں بالفرض کا لفظ بھی نہیں۔ دوسرے یہ کہ نانوتوی صاحب کا تحریر کردہ لفظ ''بالفرض'' فرض محال کے لیے ہے ہی نہیں! کیونکہ تحذیر الناس کے وکیلان صفائی محمد منظور نعمانی، مولوی حسین

احمد مدنی اور دیگر تمام علماء دیو بند نے ان عبارات کی تاویل یہ کی ہے کہ ''بالفرض'' والے پیرے میں ''خاتمیت محمدی'' سے مراد خاتمیت ذاتی ہے۔ گویا اس فرض کا وقوع بھی ہوجائے تو دیوبندیوں کی مزعومہ خاتمیت میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ جب خاتمیت کی تاویل کردی گئی تو لفظ ''بالفرض'' فرض محال بھی ہرگز نہ رہا۔

تیسری بات یہ کہ اگر اس لفظ ''بالفرض'' کو فرض محال سے بھی تعبیر کیا جائے تو ہمارا اعتراض ''بالفرض'' پر نہیں بلکہ اس عبارت پر ہے:

''خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا''۔

ہمارا کہنا یہ ہے کہ لفظ بالفرض یہاں کوئی فائدہ عبارت کو نہیں دے رہا۔ کیونکہ اگر اس فرض کا وقوع ہوجائے تو اہل اسلام کے نزدیک خاتمیت محمدی میں فرق آجائے گا۔ یہ خاتمیت چاہے خاتمیت زمانی ہو یا نانوتوی کی تجویز کردہ خاتمیت ذاتی۔ دیوبندی جو کہتے ہیں کہ یہاں خاتمیت محمدی سے مراد خاتمیت ذاتی ہے اور اس میں واقعی کچھ فرق نہیں آتا تو آئندہ اوراق میں اس تاویل باطلہ کا ایسا رد آرہا ہے کہ علمائے دیوبند پر قیامت ڈھادی گئی ہے۔ **ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء**

1 مولانا تابش قصوری فرماتے ہیں: ''فرض اگرچہ محال کو بھی کیا جاسکتا ہے، مگر محال کے فرض کرنے پر فساد اور بطلان لازم آیا کرتا ہے۔ محال کے فرض کو امکان یا صحت لازم نہیں آتی، جبکہ یہاں بعد میں پیدا ہونے والے نبی کو فرض کرنے پر کہا گیا ہے کہ کوئی خرابی لازم نہیں آتی، کیوں کہ خاتمیت میں فرق نہیں آتا، نیز یہاں فرض تقدیری نہیں ہے، بلکہ فرض تجویزی ہے، اسی لیے انہوں نے فرض کے ساتھ لفظ تجویز بھی استعمال کیا ہے''۔ (دعوت فکر، ص 38 رضا دار الاشاعت لاہور)

اگر اس کے باوجود کسی کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تو یہ دو جملے ملاحظہ فرما کر فیصلہ کریں۔

1۔ اگر بالفرض دو خدا بھی مان لیے جائیں تو عقیدہ توحید میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

2۔ اگر بالفرض کوئی اپنی بیوی کو شرعی طریقہ سے تین طلاقیں دے دے تو اس آدمی کے نکاح میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

اب بتائیے کہ ان جملوں میں لفظ بالفرض نے عبارت کو کیا فائدہ دیا۔ اور اس بالفرض کی موجودگی میں عقیدہ توحید اور نکاح میں فرق آئے گا یا نہیں؟ لیکن کسی دیوار سے ٹکرا جانے کا مقام ہے کہ پیر کرم شاہ صاحب بھی دیوبندی وہابیوں کی سُر میں سُر ملا کر کہہ رہے ہیں:

''اور اگر بالفرض جیسے الفاظ سے صرف وہ لوگ جن کے پیش نظر تلاش حق اور بیان حق ہے وہ تو مولانا (نانوتوی) کے مقصد کلام کو سمجھنے کے لیے ان قواعد کو پیش نظر رکھیں گے کہ یہاں قضیہ فرضیہ ہے اور قضیہ واقعیہ حقیقیہ اور ہوتا ہے۔ ان دونوں کے درمیان بعد المشرقین ہے''۔ (تحذیر الناس میری نظر میں، ص: 51)

میں اپنے معزز علمائے اہل سنت سے معذرت کر کے اتنی سی بات کہنے کی اجازت ضرور چاہوں گا کہ اگر امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی، استاذ الاساتذہ صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی اور ولی برحق شہزادہ سیال شریف خواجہ پیر محمد قمر الدین سیالوی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین زندہ ہوتے تو میں انہیں منطق کی کتب پڑھنے، قضیہ فرضیہ اور قضیہ حقیقیہ میں تمیز کرنے اور تلاش حق اور بیان حق کو پیش نظر رکھنے کے لیے پیر محمد کرم شاہ صاحب کے پاس ان کے دار العلوم میں داخلہ لینے کا مشورہ ضرور دیتا۔ البتہ اب پیر صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اپنے ہم خیال اساتذہ کتب منطق کی میٹنگ بلا کر تحذیر الناس کی عبارت کو منطق کی

کتابوں سے جانچ پرکھ کرکے اپنے دعوے کو سچ ثابت کر دکھائیں۔ کیونکہ آپ جیسا عالمی شہرت یافتہ صاحب علم وفضل کسی بات کا دعویٰ کسی مضبوط دلیل کی بنیاد ہی پر تو کیا کرتا ہے۔ کیونکہ ہمارے دعوے تو ''دیوانے کی بڑ'' ہوتے ہیں جنہیں پیر صاحب جیسے عظیم محقق اور مفسر محض ایک بار پڑھ لینا بھی اپنی توہین اور بے ادبی سمجھتے ہیں۔ ہماری عبارات پر محض ایک نگاہ ڈالنا بھی ان کی بیش قیمت علمی ساعتوں کی بربادی کا دوسرا نام ہے۔ البتہ تحذیر الناس کو متعدد بار پڑھنا اور ہر بار نیا لطف وسرور حاصل کرنا اور ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی جیسے افتراء پرداز کی خاطر اکسٹھ صفحات کا رسالہ لکھ دینا عین اسلام کی خدمت ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ حسب عادت میرے جیسے بریلوی کی عبارت کو پڑھ لینا پیر صاحب کی عادت کے خلاف ہے مگر مجھے کہنے دیجیے کہ پیر صاحب صبح محشر تک اپنے دعوے کو سچ ثابت نہیں کر سکتے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بندہ حق پر ہے اور پیر صاحب شدید ٹھوکر کھائے بیٹھے ہیں البتہ پیر صاحب کے علم میں لانے کے لیے ایک دو باتیں ضرور عرض کرنا چاہوں گا۔

پیر صاحب بھی کہتے ہیں کہ بعد زمانہ نبوی ....'' والے جملے میں جو لفظ بالفرض ہے اس نے عبارت کو فرضی بنا دیا ہے اور قضیہ فرضیہ ہے۔ یہ بات اگر تسلیم کر لی جائے تو نانوتوی صاحب کی تحقیق باطل قرار پائے گی اور ساتھ ساتھ ان کے حواریوں کی تشریحات بھی جھوٹ کا پلندہ کہلائیں گی بلکہ پیر صاحب اور علمائے دیوبند نے اس قصے کو فرضی قرار دے کر نانوتوی صاحب کی تحقیق کو اپنے آپ ہی رد کر دیا ہے ہمارے دلائل کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی۔ یہ بھی امام احمد رضا بریلوی کی کھلی کرامت ہے۔ وللہ الحمد

تحذیر الناس کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ نانوتوی صاحب کا تجویز کردہ معنی ''بالذات نبی'' ہے اور اس معنی میں وہ فضیلت نبوی کا دوبالا ہونا بیان کرتے ہیں اور خاتمیت کا دارومدار اسی معنی پر رکھتے ہیں۔ پیر صاحب اور علمائے دیوبند یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

''غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے''۔

(تحذیر الناس، صفحہ 65)

بتایئے! جو معنی نانوتوی صاحب نے تجویز کیا اور جس معنی کی وجہ سے بمطابق نانوتوی آپ کا ختم ہونا بدستور باقی رہے گا، کیا یہ معنی محض فرض کیا گیا ہے؟ کیونکہ خاتمیت کے باقی رہنے کا وصف تو وہ صرف اپنے تجویز کردہ معنی کی بنیاد پر بتا رہے ہیں۔

اگر تو نانوتوی صاحب کا تجویز کردہ معنی فرضی ہے تو یہ مذکورہ وصف بھی فرضی ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ دیوبندیوں نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ نانوتوی صاحب نے جو معنی پیش فرمایا ہے، کائنات میں ایسی عمدہ تحقیق آج تک کسی فرد نے پیش نہیں کی۔ اور کسی اور محقق کا خیال اس معنی کے نواح تک نہیں گھوما۔ تو گویا جس معنی کی بنیاد پر نانوتوی صاحب نے خاتمیت ذاتی کی عمارت کھڑی کی ہے، یہ سب فرضی قصہ ہوا۔

یہ پیرا دیکھیے:

''ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجیے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا تو......اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ

ہوگی افرادِ مقررہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔

(تحذیر الناس، صفحہ:85)

بتایئے! اس عبارت میں حضور ﷺ کی افضلیت کا بیان حقیقی طور پر ہے یا فرضی طور پر ہے۔ "اس صورت میں" کے الفاظ پر غور کیجیے!

تو یہ صورت نانوتوی صاحب کا تجویز کردہ معنی "اتصاف ذاتی بوصف نبوت" ہے۔ اور اسی خصوصیت کی بناء پر وہ کہتے ہیں کہ افراد خارجی اور افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ تو کیا یہ ساری تحقیق محض فرضی کارروائی ہے۔ حقیقت کا اس سے کچھ تعلق نہیں؟ اگر یہ بات ہے تو نانوتوی صاحب کے شیدائی ایک جملہ کہہ کر جان کیوں نہیں چھڑا لیتے کہ یہ ساری تحقیق فرضی ہے۔ مگر ہائے رے انگریز کی چال! ایسا ذہن بنا کر چلا کہ کر مسلمان کہلانے والا یہ طبقہ اندھی عقیدت اور شخصیت پرستی کے نشے میں ختم نبوت زمانی کے انکار کو قبول کرلے گا مگر نانوتوی صاحب کی تحقیق کو غلط نہیں کہے گا۔ نانوتوی صاحب کی ان عبارات "مگر اہل فہم پر روشن ہوگا"۔ "بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے"۔ "اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا......" "ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجیے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا......"۔ "کسی طفل نادان (یعنی نانوتوی صاحب) نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی...... (ص:86)" وغیرہ سے کیا یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ ساری تحقیق اصلی نہیں بلکہ فرضی ہے اور نانوتوی صاحب کی عقل نارسا کا محض ڈھکوسلا ہے؟ یہی بات تھی تو پھر نانوتوی صاحب کی تعریف میں اتنے ہوائی قلعے کیوں تعمیر کیے جاتے ہیں۔ پیر صاحب

اور علمائے دیوبند بالفرض والی عبارت کو اس لیے قضیہ فرضیہ کہتے ہیں کہ اگر اس کو صحیح تسلیم کرتے ہیں تو نانوتوی صاحب کے لیے ختم نبوت زمانی کا انکار لازم آتا ہے اس خوف نے ان حضرات کو یہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ یہ قضیہ فرضیہ ہے۔ اور "بالفرض" کو دیکھ کر بغیر سوچے سمجھے اور دیکھے بھالے "قضیہ فرضیہ" کی ڈانگ اندھے کی لاٹھی کی طرح گھما دی۔ اس میں شک نہیں کہ کتابوں میں فرضی عبارات مصنفین لکھا کرتے ہیں اور فرض کرتے ہوئے کوئی بات بیان کیا کرتے ہیں مگر تحذیر الناس کی عبارات اپنے مطلب و مفہوم میں "قضیہ فرضیہ" کی متحمل اور مقتضی ہرگز نہیں ہوسکتیں۔ یاد رکھیے اور خوب یاد رکھیے! نانوتوی صاحب نے جو معنی تجویز کیا ہے اسے نہ علمائے دیوبند فرض قرار دے سکتے ہیں اور نہ پیر صاحب، نانوتوی صاحب نے اسی اپنے تجویز کردہ معنی میں یہ خوبی بتلائی ہے کہ اس معنی کو لے لیا جائے تو افراد خارجی، افراد مقدرہ اور بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو سب پر آپ کی افضلیت بھی ثابت ہوگی اور خاتمیت بھی قائم رہے گی۔ اس شرط و جزاء میں شرط نانوتوی صاحب کا تجویز کردہ معنی اور جزا "خاتمیت کا بدستور باقی رہنا" اور "حضور ﷺ کے بعد نبی پیدا ہونے کی صورت میں بھی خاتمیت میں کچھ فرق نہ آنا" ہے۔ جب شرط فرضی نہیں تو جزاء کیسے فرض ہوگی۔

الحمد للہ! دلائل حقہ سے ثابت ہوگیا کہ اسے قضیہ فرضیہ کہنے والوں کے اپنے فہم کا قصور ہے، اور نانوتوی صاحب کی عبارت ہرگز فرضی نہیں۔

پیر صاحب ایک اور غلط فہمی کا شکار بھی ہیں:

کہتے ہیں کہ نانوتوی صاحب نے جو تقدم و تاخر زمانی کی بات کی ہے اس میں انہوں نے مطلق فضیلت کا انکار نہیں کیا بلکہ صرف بالذات فضیلت کا انکار کیا۔ نانوتوی

صاحب کا جملہ یہ ہے ''مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں''۔ جس طرح لفظ ''بالفرض'' سے پیر صاحب نے غلط مطلب اخذ کیا اسی طرح لفظ ''بالذات'' سے بھی پیر صاحب دھوکہ کھا گئے۔ حالانکہ بالفرض کی طرح لفظ بالذات بھی مہمل ہے۔ پیر صاحب کہتے ہیں۔ ''پھر آپ ہزار بار کہیں کہ.........ہم نے تقدم و تاخر زمانی میں بالذات فضیلت کی نفی کی ہے۔ مطلق فضیلت کا انکار نہیں کیا''۔

(تحذیر الناس میری نظر میں، صفحہ:43,44)

تحذیر الناس کی صفائی میں ہر استدلال کا رد بندہ نے ایک اور طویل مضمون میں کیا ہے جس کی اشاعت کے لیے کوئی سنی ادارہ تیار نہیں البتہ یہ بات کہ نانوتوی صاحب نے بالذات فضیلت کا انکار نہیں کیا، مطلق فضیلت کا انکار کیا ہے۔ اس کی تفصیل علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کی کتاب ''التبشیر'' میں ملاحظہ فرمائیے۔ خوف طوالت سے میں اس کے دلائل کو ترک کر رہا ہوں البتہ اتنی بات ضرور عرض کروں گا کہ حضور ﷺ کو آخری نبی ماننا ضروریات دین سے ہے اور اس کا انکار کسی بھی انداز میں کفر ہے۔ آخری نبی ہونے میں کیا فضیلت ہے (جس فضیلت کو نانوتوی صاحب مطلق نہیں مانتے) آئیے ملاحظہ فرمائیں!

دین اسلام کو اسی لیے جملہ ادیان پر فضیلت حاصل ہے کہ اس کو نافذ کرنے والے محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ آپ کی تشریف آوری سے جملہ ادیان منسوخ قرار پائے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کا یہی مطلب ہے۔ پھر الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی فرما کر دین کی تکمیل کر دی گئی۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ تکمیل دین کا تعلق تاخر زمانی سے

ہوا یا نہ ہوا۔ جب ہوا تو تکمیل دین فضیلت عظمیٰ ہے۔ لہٰذا تاخر زمانی یقیناً فضیلت کا وصف ہے۔ اسی طرح قیامت تک اب حضور ﷺ کی نبوت ہی جاری و ساری رہے گی جبکہ کسی اور نبی کے آنے سے یہ وصف بھی باقی نہ رہتا اور کسی اور نبی کے پیدا ہونے سے پھر اس امت کی نسبت بھی اس نبی کی طرف ہو جاتی تو سب سے آخر میں آکر اس تکمیل دین اور قیامت تک آپ ہی کی نبوت کا جاری و ساری رہنا ایسے اوصاف ہیں کہ ان کی عدم موجودگی میں آپ کا وہ مرتبہ نہ رہتا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ''تکمیل دین'' اور ''قیامت تک نبوت کا جاری و ساری رہنا'' جیسے اوصاف کا تعلق زمانے سے ہے اور آپ کے بعد کسی دوسرے نبی کو آنے سے آپ اس مرتبہ کے حامل نہ رہتے اور خاتمیت مرتبی میں فرق آجاتا لہٰذا علمائے دیوبند جو بار بار رٹ لگاتے ہیں کہ ''بالفرض'' والے جملے میں خاتمیت محمدی سے مراد ''خاتمیت مرتبی'' ہے اور ''ان دونوں فقروں میں حضرت مرحوم نانا توی صرف خاتمیت ذاتی کے متعلق فرما رہے ہیں کہ یہ ایسی خاتمیت ہے کہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد اور کوئی نبی ہو، تب بھی آپ کی خاتمیت پر کچھ فرق نہیں آئے گا''۔

(تکملہ تحذیر الناس از مولوی منظور نعمانی، صفحہ: 121۔ طبع دوم، مکتبہ حفیظیہ، گوجرانوالہ)

اور ڈاکٹر خالد محمود صاحب بھی عبارت نانوتوی کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی مقدر مانا جائے تو اسے بھی حضور ﷺ کے آفتاب نبوت سے مستنیر مقدر مانا جائے گا اور اس سے حضور ﷺ کی خاتمیت مرتبی میں واقعی کچھ فرق نہیں آئے گا''۔ (مقدمہ تحذیر الناس، صفحہ:23)

تو ان علمائے دیوبند کے مقابلے میں ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ حضور ﷺ کی

خاتمیت مرتبی بھی صرف اسی صورت میں قائم رہ سکتی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ ورنہ نہ تو تکمیل دین ہوگی اور نہ قیامت تک آپ کی نبوت کا جاری رہنا پایا جائے گا۔ لہٰذا مولوی نانوتوی اوران کے شیدائیوں نے جس بنیاد پر تانا بانا بنا تھا وہ بنیاد ہی ڈھے گئی اور علمائے دیوبند نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر جس ڈالی پر آشیانہ بنایا تھا وہ ڈالی ہی کٹ کر نیچے آگری۔ اب کسی نانوتوی، گنگوہی، ٹانڈوی، دربھنگی، لکھنوی، گکھڑوی، سیالکوٹی میں دم نہیں۔ کہ وہ مجدد برحق امام احمد رضا بریلوی کے تحذیرالناس پر فتوئ کفر کے خلاف ایک لفظ تو کیا ایک نقطہ تک لکھ سکے۔

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

ے وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

چوتھی گرفت:

تحذیرالناس کے جدید ایڈیشن کے مقدمہ میں پیر صاحب کے جس خط کا عکس دیا گیا ہے اس سے متعلق پیر صاحب اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں:

''آج سے تقریباً اکیس بائیس سال قبل موضع رتو کالا کے ایک مولوی کامل دین صاحب نے مجھے خط لکھا اور استفسار کیا کہ میں مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کی کتاب ''تحذیرالناس'' کے بارے میں اپنی رائے سے انہیں آگاہ کروں۔ شاید اس وقت ہی مجھے تحذیرالناس کے مطالعہ کا پہلی مرتبہ موقعہ ملا''۔

(تحذیرالناس میری نظر میں، صفحہ:4)

پیر صاحب نے جواب لکھا جس کی ابتداء یوں فرمائی:

''حضرت قاسم العلومؒ کی تصنیف لطیف مسمّٰی بہ تحذیرالناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا...... جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہ کی نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کے لیے سرمہ بصیرت کا کام دے سکتی ہے۔ (عکس خط مقدمہ تحذیرالناس، صفحہ 30)

پیر صاحب نے اپنے خط کا عکس کی اشاعت دیکھی اور اپنے نئے رسالہ میں لکھا:

''مجھے افسوس ہے کہ پہلی بار میں نے تحذیرالناس کا مطالعہ کیا تو میری توجہ ان خطرناک نتائج کی طرف مبذول نہ ہوئی جو مولانا کی بعض عبارات پر مرتب ہوتے ہیں''

اس پر ڈاکٹر صاحب نے یوں گرفت کی:

''آپ کا یہ کہنا کہ پہلی بار مطالعہ کرنے سے آپ کی توجہ ان نتائج تک نہ جاسکی تھی اپنی جگہ ضرور کچھ وزن رکھتا اگر آپ نے واقعی ایک دفعہ کے مطالعہ کے بعد تحذیرالناس کے حق میں اپنی رائے دی ہوتی تو ہم کہہ دیتے کہ ذہن کمزور تھا۔ پہلے مطالعہ میں بات کو نہ پاسکا لیکن ہم جب یہ دیکھتے ہیں کہ آپ نے تحذیرالناس کے بارے میں اپنی رائے اسے کئی دفعہ پڑھنے کے بعد دی تھی تو بے ساختہ حافظہ نباشد کی مثل یاد آجاتی ہے آپ کا خط جس کا عکس فوٹو اس مقدمہ تحذیرالناس کے صفحہ 30 پر ہم دے رہے ہیں اس کا پہلا جملہ یہ ہے ''حضرت قاسم العلومؒ کی تصنیف لطیف مسمّٰی بہ تحذیرالناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا'' اب آپ ہی بتائیں کہ اس خط میں آپ نے جو رائے ظاہر کی ہے کیا وہ صرف پہلی بار کے مطالعہ پر مبنی ہے یا آپ نے متعدد بار اس کا مطالعہ کیا تھا اسے واقعی غور سے پڑھتے رہے، تو کیا کوئی خطرناک نتیجہ آپ کے ذہن میں آتا رہا، ہر بار آپ کو نیا لطف و سرور

حاصل ہوتا رہا؟

مذکورہ بالا جملہ بھی آپ کا ہی ہے اور "تحذیر الناس میری نظری میں" کے صفحہ 44 کی درمیانی عبارت بھی آپ کی ہے کہ پہلی بار کے مطالعہ سے آپ کی توجہ ادھر مبذول نہ ہوسکی۔ ہم حیران ہیں کہ آپ کی کس بات کو درست مانیں۔ اور پھر بات خود بھی مانتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد قاسمؒ نے بھی یہ بات صرف ایک جگہ نہیں لکھی بار بار دہرائی ہے۔ ہاں آپ دونوں میں تطبیق دے دیں تو یہ آپ کی ایک نئی علمی شان ہوگی۔ ہم تو پھر بھی شکرگزار ہیں کہ آپ نے اپنی صفحہ 44 کی بات کی صفحہ 58 پر تردید کر دی ہے۔ صفحہ 44 کی بات سے بریلوی خوش ہوں گے اور صفحہ 55 کی بات کے باعث دیوبندی حضرات بھی کسی شکوہ کے لائق نہ رہے ہوں گے"۔

(مقدمہ تحذیر الناس، صفحہ:13)

پیر صاحب کی صلح کلیت کے صدقے یہ کتابچہ "تحذیر الناس میری نظر میں" چونکہ دونوں دھڑوں کو ایک ادا میں رضامند کرنے کی ناکام کوشش کرتا ہے اس لیے تضادات کا پایا جانا بدیہی امر ہے۔ بہرحال پیر صاحب کے پاس مندرجہ بالا سوالات کا طلوع صبح قیامت تک جواب ناممکن ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

علمائے اہل سنت کا عجیب رویہ:

کچھ معزز علمائے اہل سنت، پیر صاحب کے اس رویے سے سخت نالاں ہیں اور وہ پیر صاحب سے کوئی میل جول نہیں رکھتے۔ لیکن حیرت یہ ہے کہ ان کی کئی کتب اہل باطل کے خلاف شائع ہو رہی ہیں مگر پیر صاحب کے اس رویے پر کسی نے ایک لفظ تک تحریر نہیں فرمایا۔ کچھ علمائے اہل سنت اور گدیوں کے سجادہ نشین یہ واقفیت رکھتے ہوئے

بھی پیر محمد کرم شاہ صاحب سے بھرپور روابط قائم رکھے ہوئے ہیں۔ یہ "معزز طبقہ" تجاہل عارفانہ، بے جا رواداری اور چشم پوشی کا مرتکب ہو رہا ہے جو کہ اس کے شایان شان نہیں۔ تیسرا طبقہ وہ ہے جو ان مسائل سے سرے سے آگاہ ہی نہیں، اگر ہے بھی تو بس سرسری سا اور محض واجبی سا، یہ طبقہ پیر صاحب کے خلاف ایک لفظ تک سننا گوارا نہیں کرتا۔ سمجھانے کی کوشش پر جواب ملتا ہے کہ تم زیادہ پڑھے لکھے ہو یا پیر کرم شاہ صاحب جو الازہر کے فارغ التحصیل ہیں۔ مجھے ان ہر دو طبقوں سے سخت شکوہ ہے۔ کیا یہ رویہ عجیب سے عجیب تر نہیں کہ تحذیر الناس اور اس کی حمایت کرنے والے دیوبندیوں کے خلاف ہمارے زبان وقلم شعلے اگلیں مگر جب پیر صاحب کی بات آجائے تو اپنا کہہ کر دونوں کی نوک زبان پر مہر سکوت لگ جائے۔ کیا پیر صاحب اس لحاظ سے اپنے ہیں کہ وہ میلاد وعرس اور گیارہویں کے قائل ہیں؟ کیا دیوبندیوں سے ہمارا اختلاف میلاد وگیارہویں پر ہے؟ دیوبندی تحذیر الناس کی حمایت کریں تو مفتیوں کی مسندوں اور علماء کے سٹیجوں سے ان کے خلاف تحریروں اور تقریروں اور فتووں کے انبار لگ جائیں اور پیر محمد کرم شاہ صاحب بھیروی تحذیر الناس کی حمایت کریں تو یہی مفتی وعالم انہیں "ضیاء الامت" کے خطاب سے نوازیں۔

این چہ بوالعجبی است

اگر ہم سنی بریلوی علماء کا یہی رویہ رہا تو کل کون کہہ سکے گا کہ دیوبندیوں سے ہمارا اختلاف اصولی ہے اور اصولی اختلاف کی بنیاد تحذیر الناس وبراہین قاطعہ وغیرہ ہیں؟

اس مختصر سے مضمون میں خدا کے فضل وکرم سے بندہ ناچیز نے دلائل سے ثابت کردیا ہے کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی ختم نبوت زمانی کے منکر تھے اور ان پر امام احمد

رضا بریلوی اور علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ قطعی طور پر درست ہے۔ پیر صاحب تو مجھے انتہائی غیر معروف اور کم علم سمجھ کر توجہ نہیں فرمائیں گے مگر میں سنی علماء و مفتی صاحبان اور گدیوں کے سجادہ نشینوں سے عاجزانہ اپیل کرتا ہوں کہ آپ لوگ ہی مل بیٹھ کر پیر صاحب کو سمجھائیں۔ مان جائیں تو اللہ کا لاکھ لاکھ شکر، نہ مانیں تو پھر دینی غیرت اور مذہبی حمیت کا تقاضا یہ ہے کہ ان سے میل جول اور اختلاط باقی نہ رکھا جائے۔ البتہ یہ بات توجہ طلب ہے کہ گدیوں کے سجادہ نشینوں اور معزز علمائے کرام کو خود بھی تحذیر الناس کی کفریہ عبارات سے متعلق کچھ آگاہی ہے یا نہیں![1]

پیر کرم شاہ صاحب ہزاروں لاکھوں بار محبت رسول اور عشق مصطفیٰ ﷺ کا دم بھریں اور ان سے بے پناہ ادب و احترام کا والہانہ اظہار کریں مگر تحذیر الناس وغیرہ کی حمایت نے ان کی تمام ''خدمات جلیلہ'' پر پانی پھیر دیا ہے۔ وہابی مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ یعنی حرمین شریفین میں بیٹھ کر کیا اللہ اللہ نہیں کرتے جن سے خود پیر صاحب بھی شدید اختلاف رکھتے ہیں اور عموماً کہتے نظر آتے ہیں کہ مدعیان توحید کو ان حقائق کی ہوا تک نہیں لگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت کی روشنی عطا فرمائے۔

پیر صاحب کے استدلالی پیرے کا رد:

یہاں پر پیر صاحب کے اس استدلالی پیر کا رد پیش خدمت ہے جس کو پیر صاحب نے اپنے رسالہ میں نانوتوی صاحب کے حق میں ان کے ختم نبوت زمانی کے اقراری ہونے کے جواز میں پیش فرمایا ہے، صاحب نظر اور صاحب انصاف ہمارے جواب کے اندر ذراحق کی جلوہ گری ملاحظہ فرمائیں۔ پیر صاحب رقمطراز ہیں:

''مندرجہ ذیل اقتباسات پڑھنے کے بعد یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا

نانوتوی عقیدہ ختم نبوت کے منکر تھے۔ کیونکہ یہ اقتباسات بطور عبارۃ النص اور اشارۃ النص اس امر پر بلاشبہ دلالت کرتے ہیں کہ مولانا نانوتوی ختم نبوت زمانی کو ضروریات دین سے یقین کرتے تھے اور اس کے دلائل کو قطعی اور متواتر سمجھتے تھے۔ انہوں نے اس بات کو صراحت سے ذکر کیا ہے کہ جو حضور ﷺ کی ختم نبوت زمانی کا انکار کرے وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

صفحہ 47 کے آخر میں وہ رقمطراز ہیں:

''سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی انت منی منزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی او کما قال'' جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی۔ کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا، گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا۔ جب تواتر عدد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ حدیث مشعرہ تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا ان کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا''۔ (تحذیر الناس میری نظر میں، صفحہ:58,59)

متضاد عبارت کسی دعویٰ کی دلیل نہیں بن سکتی:

مولوی محمد قاسم نانوتوی کی جو عبارت پیر صاحب نے نقل کی ہے اس میں ایک

[1] سیال شریف کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اشرف صاحب سیالوی تو ان عبارات کو گستاخانہ اور کفریہ ثابت کر کے مولوی حق نواز جھنگوی کو عبرتناک شکست دے چکے ہیں۔ وہی اس بات پر توجہ فرمائیں اور پیر صاحب کو سمجھائیں)

توبات یہ ہے کہ پوری عبارت میں خاتم النبیّن کا معنی صرف اور صرف آخری نبی نہیں لیا گیا کیونکہ خاتم النبیّن کے معنی آخری نبی قطعی اور اجماعی ہیں اور علمائے اسلام نے تصریح کی ہے کہ لفظ خاتم کے ظاہری معنی فقط آخر کے ہیں اور یہی بغیر کسی تاویل کے مراد ہیں۔ صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ مجتہدین میں سے کسی نے خاتم النبیّن کے معنی آخری نبی کے علاوہ بیان نہیں کیئے۔ یہ معنی تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ تو مندرجہ بالا پیرے میں جس کو پیر صاحب نے نقل کیا ہے خاتم النبیّن کا حقیقی اور اصلی معنی ''آخری نبی'' کی بجائے ''خاتمیت ذاتی'' لیا گیا اور یہ معنی نانوتوی صاحب کا پسندیدہ معنی ہے جیسا کہ گزشتہ اوراق میں ثابت کیا جا چکا ہے کہ نانوتوی صاحب نے بار بار اس بات کی تصریح کی ہے کہ شایان شان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم خاتمیت مرتبی ہے خاتمیت زمانی نہیں۔ اور آپ مراتب نبوت کے خاتم ہیں زمانہ نبوت کے نہیں۔ اس پیرے میں بھی خاتم النبیّن کا معنی نبی اور صرف آخری نبی کہ جس پر تمام امت کا اجماع ہے نہیں لیا گیا بلکہ مختلف صورتیں بیان کی گئیں۔ اور جس صورت کے اندر حقیقی معنی لیا گیا وہ بھی خاتمیت مرتبی ہی لیا گیا۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔

دوسری سب سے بڑی بات یہ کہ نانوتوی صاحب نے اس عبارت میں تعداد رکعات فرائض کے تواتر میں وتر کی رکعات کو بھی شامل کرلیا ہے ہر مسلمان جانتا ہے کہ اعداد رکعات فرائض کا منکر اسی لیے کافر ہے کہ اعداد تواتر سے ثابت ہیں اور تواتر شرعی کا منکر کافر ہوتا ہے۔ جب نانوتوی صاحب نے اس تواتر میں وتر کو بھی شامل کرلیا ہے تو نانوتوی صاحب کے نزدیک وتر کی تعداد تواتر میں شامل نہیں۔ آج تک فرضوں کی رکعتوں کی تعداد میں اختلاف نہیں پایا گیا لیکن سلف صالحین سے لے کر آج تک وتر کی

رکعتوں میں بدستور اختلاف پایا جاتا ہے۔ صحیح بخاری شریف اور فتح الباری وغیرہ اُٹھا کر دیکھ لیجیے۔ وتر کی رکعتوں کی تعداد ایک بھی ہے، تین بھی اور پانچ بھی اور سات بھی۔ ایک پڑھنے والا تین پڑھنے والے کو کافر نہیں کہہ سکتا اور نہ تین رکعت وتر پڑھنے والا ایک رکعت وتر پڑھنے والے کو کافر کہہ سکتا ہے۔ یہ بھی امت کا اجماعی مسئلہ ہے۔ مگر نانوتوی صاحب نے ''تواتر عدد رکعات فرائض و وتر'' کہہ کا فرضوں کے تواتر کے ساتھ وتر کو بھی شامل کر کے دونوں کے منکر کو منکر ختم نبوت کی طرح کافر قرار دے ڈالا ہے۔ گویا نانوتوی صاحب کے نزدیک معاذ اللہ وہ تمام اسلاف کرام اور ائمہ دین کافر قرار پائیں گے جنہوں نے وتر کی تعداد رکعات میں اختلاف کیا ہے۔ اب جس پیرے کو پیر صاحب نے نقل کیا ہے اس کو صحیح تسلیم کیا جائے تو جملہ سلف صالحین معاذ اللہ کافر قرار پاتے ہیں۔ لہٰذا تحذیر الناس کی اس عبارت سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ منکر ختم نبوت ان کے نزدیک کافر ہے کیونکہ وتر کے تواتر کا منکر ختم نبوت کے منکر کی طرح کافر نہیں جبکہ نانوتوی صاحب اسے کافر قرار دیتے ہیں یہ عبارت متضاد عبارت ہے اور متضاد عبارت کسی دعویٰ کی دلیل نہیں بن سکتی۔ اس عبارت میں نانوتوی صاحب خود بری طرح پھنس گئے ہیں۔ پیر صاحب کو سوچنا چاہیئے اور اس پر غور کرنا چاہیے کہ اگر آپ نانوتوی صاحب کے خلاف وتر کے معاملہ میں امت مسلمہ کے مسلک کو حق سمجھتے ہیں تو ان پر اجماع قطعی کے انکار کا حکم لگانا پڑے گا اور ساتھ ہی یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ ان کی عبارت منقولہ بالا کے مفہوم میں صریح تضاد پایا جاتا ہے۔ اب جبکہ پیر صاحب خود بھی وتر کے تواتر کے قائل نہیں اور نہ اس کے منکر کو ختم نبوت کے منکر کی طرح کافر مانتے ہیں ایسا عقیدہ موجود ہو وہ عبارت کسی مسئلے میں بطور استدلال کس طرح پیش فرما سکتے ہیں۔

اس پیرے کو لیکر نامور اور سرخیل دیوبندی عالموں اور مناظروں نے اپنا اپنا
ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا ہے کہ کسی طور نانوتوی صاحب کے سر سے فتوے کا بوجھ اٹھ
جائے مگر خدا کی شان دیکھیئے کہ یہ بوجھ اور بڑھ کر مزید پکا ہو گیا گویا سب کے سب اکابر
ختم نبوت زمانی کے اقبالی مجرم ہوئے۔نانوتوی صاحب کے وکیل صفائی مولوی محمد منظور
سنبھلی نعمانی لکھتے ہیں:

''قرآن عزیز میں جو آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے۔اس سے آپ
کے لیے دونوں قسم کی خاتمیت ثابت ہوتی ہے ذاتی بھی اور زمانی بھی''۔

(تحذیر الناس صفحہ:118 طبع دوم، گوجرانوالہ)

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں:

''لفظ خاتم النبیین کی تفسیر کے متعلق حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کے مسلک
کا خلاصہ صرف اسی قدر ہے جس کا حاصل صرف اتنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خاتم زمانی بھی
ہیں اور خاتم ذاتی بھی۔اور یہ دونوں قسم کی خاتمیت آپ کے لیے قرآن کریم کے اسی لفظ
خاتم النبیین سے نکلتی ہے۔(تحذیر الناس صفحہ:119 طبع دو، گواجرانوالہ)

پھر ایک جگہ لکھتے ہیں:

''خاتمیت زمانہ معہ خاتمیت ذاتی مراد لینا خود مولانا (نانوتوی) مرحوم کا
مسلک مختار ہے''۔

تین سطر بعد پھر لکھا:

''اصل حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کے اس (خاتم النبیین) لفظ سے حضور ﷺ
کے لیے خاتمیت زمانی بھی ثابت ہوتی ہے اور خاتمیت ذاتی بھی''۔(ایضاً ص:123)

ایک جگہ رقمطراز ہیں:

''تحذیر الناس کے صفحہ 56 پر حضرت مولانا نانوتویؒ نے جس کو خود مختار
(اختیار کیا ہوا معنی) بتلایا ہے وہ یہ ہے کہ خاتمیت کو جنس مانا جائے اور ختم زمانی وختم ذاتی
کو اس کی دونوعیں قرار دیا جائے اور قرآن عزیز کے لفظ خاتم سے یہ دونوعیں بیک وقت
مراد لی جائیں''۔(صفحہ 119)

پیر صاحب کے استدلالی پیرے کی تشریح سے قبل نامور دیوبندی مناظر کی
عبارات اس لیے دی گئی ہیں تا کہ آگے چل کر پوری بات آپ کی سمجھ میں آجائے۔یہ
عبارات در حقیقت نعمانی صاحب کی معرکۃ الآرا کتاب ''فیصلہ کن مناظرہ'' کی ہیں جن
کو دیوبندی کاریگروں نے ہتھیار کے طور پر تحذیر الناس کے جدید ایڈیشن کے آخر میں
لگایا ہے۔نعمانی صاحب کا سارا زور صرف اور صرف اس پر رہا کہ خاتمیت محمدی سے مراد
بیک وقت دونوں قسم کی خاتمیت ہے ذاتی اور زمانی بھی۔اور دونوں میں وقت کا مفہوم
باقی کچھ نہیں رہتا اور اسی کو نانوتوی صاحب کا پسندیدہ معنی بتلایا ہے۔

یہ بات آپ کے ذہن میں بیٹھ گئی ہے تو اب پیر صاحب کے استدلالی پیرے
کی طرف آیئے جس کو دیوبندی ماہنامہ ''الرشید'' نے یوں نقل کیا ہے۔قوسین کے اندر
والی عبارات بھی ان کی اپنی ہیں، ہماری طرف سے نہیں۔

''سو اگر (آیت میں خاتمیت کے تینوں اقسام کا) اطلاق اور عموم (مراد) ہے
تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ (اگر تینوں اقسام میں سے صرف ایک قسم مراد
ہے تو وہ خاتمیت مرتبی ہو سکتی ہے، اندریں صورت) تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت
التزامی ضرور ثابت ہے''۔(ماہنامہ ''الرشید'' لاہور دیوبند نمبر صفحہ 675)

ثابت ہوا کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک خاتمیت محمدی سے مراد خاتمیت ذاتی یا مرتبی ہی ہے البتہ خاتمیت زمانی اس کو لازم ہے۔خاتمیت ختمِ زمانی کا معنی نانوتوی صاحب لیتے ہی نہیں۔کیونکہ یہ ان کے نزدیک عوامی معنی ہے۔پیر صاحب کے استدلالی پیرے کی تشریح مولوی محمد منظور نعمانی صاحب نے تین صورتوں میں بتائی ہے:

''ایک یہ کہ لفظ خاتم کو خاتمیت زمانی اور ذاتی کے لیے مشترک معنوی مانا جائے اور جس طرح مشترک معنوں سے اس کے متعدد افراد مراد لیے جاتے ہیں اسی طرح یہاں آیۂ کریمہ میں بھی دونوں قسم کی خاتمیت مراد لی جائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک معنی کو حقیقی اور دوسرے کو مجازی کہا جائے اور آیت کریمہ میں لفظ خاتم سے بطور عموم مجاز ایک ایسے عام معنی مراد لیے جائیں جو دونوں قسم کی خاتمیت کو حاوی ہو۔

ان دونوں صورتوں میں لفظ خاتم کی دلالت دونوں قسم کی خاتمیت پر ایک ساتھ اور مطابقی ہوگی۔

تیسری صورت یہ ہے کہ قرآن کریم کے لفظ خاتم سے صرف خاتمیت ذاتی مراد لی جائے۔مگر چونکہ اس کے لیے بدلائل عقلیہ ونقلیہ خاتمیت زمانہ لازم ہے لہٰذا اس صورت میں بھی خاتمیت زمانی پر آیت کریمہ کی دلالت بطور التزام ہوگی۔ان تینوں صورتوں کے لکھنے کے بعد ''تحذیر الناس'' کے صفحہ 56 پر حضرت مولاناؒ (نانوتوی) کے جس کو خود اپنا مختار بتلایا ہے وہ یہ ہے کہ خاتمیت کو جنس مانا جائے اور ختم زمانی وختم ذاتی کو اس کو دونوعیں قرار دیا جائے اور قرآن عزیز کے لفظ خاتم سے یہ دونوعیں بیک وقت مراد لی جائیں''۔(صفحہ 118,119)

فیصلہ کن مرحلہ

علمائے دیوبند کی شب وروز کاوشوں کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اس پیرے میں تین صورتیں ہیں (۱) مشترک (۲) حقیقی ومجازی (۳) خاتمیت ذاتی کو خاتمیت زمانی لازم ہے

خاتمیت محمدی کے معنی میں چوتھی کوئی صورت نہیں بتلائی گئی۔بار بار یہ بتایا جارہا ہے کہ خاتمیت محمدی کے معنی میں ہر جگہ، ہر مقام پر اور ہر صورت میں دونوں قسم کی خاتمیت موجود رہے گی جہاں کہیں بھی خاتمیت محمدی کی بات کی جائے گی یہ دونوں معنی ساتھ ساتھ رہیں گے۔اس بات کو سمجھ گئے ہیں تو اب ذرا نانوتوی صاحب کی عبارت کا یہ جملہ ملاحظہ فرمائیے:

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا''۔(صفحہ 85)

یہ بات تو آپ کے ذہن میں مکمل موجود ہے کہ خاتمیت محمدی کا معنی کرتے ہوئے وقت کل تین ہی صورتیں تھیں اور علمائے دیوبند کی وضاحت کے مطابق تینوں صورتوں میں دونوں قسم کی خاتمیت (ذاتی بھی اور زمانی بھی) اس لفظ خاتمیت محمدی کے اندر موجود رہے گی۔ورنہ بیک وقت کا اور معنی ہی کیا ہے۔تو اب نانوتوی صاحب کی عبارت کا مطلب یہ ہوگا۔

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی (خاتمیت ذاتی اور خاتمیت زمانی) میں کچھ فرق نہ آئے گا''۔

لیجیئے قصہ تمام ہوگیا۔اب دیوبندی کس منہ سے کہتے ہیں کہ اس عبارت میں صرف خاتمیت مرتبہ کا بیان ہے زمانی کا نہیں۔کیا انہیں نانوتوی صاحب کا مختار محقق

معنی اور تینوں صورتیں بھول گئیں؟ بتایئے اس عبارت کے اندر موجود لفظ ''خاتمیت محمدی'' پر مشترک، حقیقی ومجازی اور ذاتی کو زمانی لازم ہے، کا اطلاق کیونکر نہیں کیا جائے گا۔ دیوبندی علماء کی بوکھلاہٹ کا اندازہ فرمایئے کہ ایک طرف تو یہ لکھ لکھ کر اپنے قلم گھسا چکے ہیں کہ نانوتوی صاحب کے مسلک کا خلاصہ صرف اسی قدر ہے جس کا حاصل صرف اتنا ہے کہ خاتمیت ذاتی اور خاتمیت زمانی دونوں قسم کی خاتمیت لفظ خاتم النبیین (یا خاتمیت محمدی) سے نکلتی ہے اور ان دونوں قسموں کو بیک وقت مراد لیا جائے گا۔ لیکن اس کے برعکس جب بالفرض والے جملے کی عبارت دیکھی جان پر بن گئی تو بوکھلاہٹ میں پچھلی بات بھول کر نیا راگ الاپنے لگے کہ:

''ان دونوں فقروں میں حضرت (نانوتوی) مرحوم صرف خاتمیت ذاتی کے متعلق فرمارہے ہیں کہ یہ ایسی خاتمیت ہے کہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد اور نبی ہو تب بھی آپ کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا، (9) رہی خاتمیت زمانی اس کا یہاں کوئی ذکر نہیں اور نہ کوئی ذی ہوش کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کے ہونے سے خاتمیت زمانی میں کوئی فرق نہیں آتا''۔

(تحذیر الناس، صفحہ: 121 مولوی محمد منظور نعمانی)

صد افسوس! کہ نعمانی صاحب کو اپنی پیش کردہ تینوں صورتیں یاد نہ رہیں۔

ڈاکٹر خالد محمود بھی کہنے لگے:

''یہاں یہی بات شرط کے ساتھ کہی جارہی ہے اور موضوع ختم نبوت مرتبی کا بیان ہے۔[1] ...... آخری الفاظ ''خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا'' سے ختم نبوت زمانی مراد لینا اس عبارت میں بڑا ظلم ہوگا''۔

(مقدمہ تحذیر الناس صفحہ 23)

کیا ڈاکٹر صاحب کو خاتمیت کو جنس مان کر دونوں قسم کی خاتمیت مراد لے کر بیک وقت لے لینا بھول گیا؟

علمائے دیوبند دونوں طرح سے گرفتار بلا ہیں۔ اگر کہتے ہیں کہ خاتمیت محمدی سے مراد صرف ایک معنی خاتمیت ذاتی ہے تو آپ کی پیش کردہ تینوں صورتوں کا خاتمہ ہوا اور نانوتوی صاحب ختم نبوت زمانی کے منکر ٹھہرے اور جب یہ کہتے ہیں کہ خاتمیت محمدی سے تینوں صورتیں یعنی مشترک، حقیقی ومجازی، اور خاتمیت ذاتی کو زمانی لازم ہے، مراد ہے تو بالفرض بعد زمانہ نبوی.......... الخ'' والے جملے میں ذاتی کے ساتھ زمانی کو بھی ماننا پڑے گا۔ اور جملہ پھر اس طرح ہوگا۔

''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت زمانی اور خاتمیت ذاتی میں کچھ فرق نہیں آئے گا''۔

اس طرح بھی نانوتوی صاحب ختم نبوت زمانی کے منکر ٹھہرے۔

الف: علمائے دیوبند کہتے ہیں کہ بالفرض والے جملے میں خاتمیت محمدی سے مراد خاتمیت ذاتی ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ پہلی تحقیق کے خلاف نہ مشترک معنی مانا جائے، لفظ خاتم کو جنس سمجھا جائے اور نہ نانوتوی صاحب کی پیش کردہ رجس والی مثال کو صحیح تسلیم کیا جائے۔ گویا خاتم کے اندر دو نوعیں نہیں بلکہ ایک نوع ختم ذاتی مراد لی جائے۔ بتایئے کہ وہ کون سی خاتمیت محمدی ہے جس میں دونوں معنی بیک وقت لیے جائیں گے اور یہ کون سی

[1] ہم پچھلے اوراق میں ثابت کرچکے ہیں کہ تکمیل دین، قیامت تک آپ کی نبوت کا جاری رہنا اور امت کی نسبت آپ کی طرف ہونے کا تعلق تاخر زمانی سے ہے اور یہ اوصاف باعث فضیلت ہیں ان کے نہ ہونے سے خاتمیت ذاتی میں بھی فرق آتا ہے۔)

خاتمیت محمدی ہے جس میں فقط ایک معنی ختم ذاتی لیا جائے گا دیوبندی اس گورکھ دھندے کو خود ہی حل کریں۔

ب: ''بالفرض بعد زمانہ نبوی......... الخ'' والے جملے میں خاتمیت محمدی سے مراد اگر خاتمیت مرتبی ہے تو دوسری صورت حقیقی ومجازی کا بھی خاتمہ ہوا کہ عموم مجاز تو دونوں قسم کی خاتمیت کو حاوی ہوگی اور آپ ہیں کہ پہلی تحقیق کے برعکس یہاں ایک ہی معنی ماننے پر مصر ہیں۔ ختم ذاتی تو ہوگیا حقیقی معنی، اب مجازی معنی کو یہاں پر لانے کی صورت کیا ہوگی۔ یا آپ نے منطق کی کوئی نئی کتاب پڑھ لی ہے کہ عموم مجاز میں ایک کو لے لیا گیا اور دوسرے کو ترک کردیا۔ دونوں صورتیں تحریر کرنے کے بعد کیا نعمانی صاحب نے یہ جملہ نہیں لکھا:

''ان دونوں صورتوں میں لفظ خاتم کی دلالت دونوں قسم کی خاتمیت پر ایک ساتھ اور مطابقی ہوگی'' اور مطابقی کی تعریف ہی یہی ہے کہ وہ دلالت میں لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دلالت کرے۔ بتائیے آپ کی پہلی تحقیق کو قبول کرکے دونوں قسم کی خاتمیت مانی جائے یا پہلی تحقیق کے خلاف دوسری تحقیق قبول کرکے صرف ایک قسم مانی جائے۔ کہیں خاتمیت محمدی سے مراد دونوں قسم کی خاتمیت اور کہیں ایک قسم کی خاتمیت، یہ کیا دھرم ہے؟۔

ج: ''بالفرض بعد زمانہ نبوی......... الخ'' والے جملے میں خاتمیت محمدی سے مراد اگر خاتمیت ذاتی یا مرتبی ہے تو آپ لوگوں کی پیش کردہ تیسری صورت کی وجہ سے یہاں خاتمیت ذاتی بھی باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ تیسری صورت میں یہ تھا کہ ''خاتمیت ذاتی کو خاتمیت زمانی لازم ہے'' تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی کا

یہی مطلب ہے۔ یعنی خاتمیت ذاتی ملزوم اور خاتمیت زمانی اس کا لازم۔ اب جب علمائے دیوبند یہ کہتے ہیں کہ بالفرض والے جملے میں لفظ خاتمیت محمدی میں صرف خاتمیت ذاتی کا بیان ہے (جو کہ ملزوم ہے) اور خاتمیت زمانی (جو اسے لازم) اس کا بیان ہرگز نہیں؟ تو اس طرح جب خاتمیت زمانی (جو کہ لازم تھی) وہ نہ رہی تو (اس لازم کا ملزوم) خاتمیت ذاتی بھی باطل ہوگئی۔ کیونکہ لازم کے باطل ہونے سے ملزوم خود بخود باطل ہوجاتا ہے۔ دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرفعلی تھانوی خود لکھتے ہیں:

''اور لازم باطل ہے پس ملزوم بھی باطل ہے''۔

(حفظ الایمان مع تفسیر العنوان ص 19)

امید ہے پیر صاحب کو بھی معلوم ہوگیا ہوگا اور ان کی غلط فہمی بھی دور ہوگئی ہوگی کیونکہ انہوں نے بھی نانوتوی صاحب کی حمایت میں فرمایا ہے۔

''پھر آپ ہزار بار کہیں کہ ختم نبوت زمانی ختم نبوت مرتبی کو مستلزم ہے''

(صفحہ 43)

اگر ختم نبوت زمانی، ختم نبوت مرتبی کو مستلزم ہے تو ''بالفرض بعد زمانہ نبوی......... الخ'' والے جملے میں لفظ ''خاتمیت محمدی'' میں یہ مستلزم کہاں جائے گا؟ پیر صاحب، جواب دیں اور وہ بھی نقد۔ بتائیے اس مقام پر دیوبندی کس منطق کی رو سے مستلزم کو اڑا رہے ہیں؟ لہٰذا ہر طرح گھمانے پھرانے کے بعد بھی پرنالہ وہیں کا وہیں رہا اور جملے کا مطلب یہ ہوا کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت ذاتی اور خاتمیت زمانی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

پیر صاحب کے استدلالی پیرے سے ثابت ہوا کہ نانوتوی صاحب ایک

طرف ختم نبوت زمانی کے منکر بھی ہیں اور دوسری جانب ختم نبوت زمانی کے منکر کو کافر بھی کہتے ہیں۔ یہ اقبال جرم تو ہو سکتا ہے مگر ختم نبوت کا اقرار ہونا نہیں مانا جاسکتا۔ دیکھیے!

مرزا غلام احمد نے حضور نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا اقرار بھی اپنی تحریروں میں کیا لیکن اس کے باوجود دعویٰ نبوت کر کے حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے کا انکار کر دیا۔ وہ بھی تو کہتا ہے:

”اور جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں“۔ (اعلان مورخہ 2 اکتوبر 1891ء منقول از کتاب ”مجدد اعظم“ بحوالہ مقالات کاظمی، حصہ سوم، صفحہ 491)

ان عبارات کے علاوہ بکثرت عبارات مرزا غلام احمد قادیانی کی ایسی ہیں جن میں اس نے صاف اور واضح طور پر ختم نبوت کا عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ کیا ان عبارات کی بناء پر مرزا کو ختم نبوت کا قائل اور معتقد و مقر مان لیا جائے گا۔

دنیا جانتی ہے کہ اس نے توبہ نہیں کی اور یونہی اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ لہٰذا اس کی ایسی تمام عبارات ناقابل قبول ہیں جن میں وہ مدعی نبوت کو کاذب و کافر قرار دیتا ہے۔ اسی طرح پیر صاحب یا کوئی اور نانوتوی صاحب کی لاکھ عبارات دکھاتا پھرے جن میں وہ ختم زمانی کو اپنا عقیدہ قرار دے کر اس کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں سب ناقابل قبول ہیں جب تک کہ ان کی ان عبارات سے توبہ نہ دکھائی جائے جن میں انہوں نے ختم نبوت زمانی کا انکار کیا ہے، اور ہم نے پچھلے اوراق میں ثابت کر دیا ہے کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی ختم نبوت زمانی کے منکر ہیں۔ یہاں بار بار دہرانے کی ضرورت نہیں۔ جس طرح

پیر صاحب نے تحذیر الناس کی دیگر عبارات سے آنکھیں بند کر کے فقط ایک پیرا نانوتوی صاحب کے حق میں پیش کر دیا اسی طرح دیوبندی حضرات بھی عموماً نانوتوی صاحب کی ایسی عبارات ان کی دوسری کتب سے پیش کرتے رہتے ہیں۔ ان عبارات سے متعلق حضرت مولانا علامہ غلام علی اوکاڑوی فرماتے ہیں:

”دیوبندی حضرات بتائیں کہ کسی کافر کا محض اقرار کفر اس کو مسلمان ثابت کر سکتا ہے؟ اگر اس عبارت کو نانوتوی صاحب کی عبارت تسلیم کر لیا جائے تو اس میں بقول حسین احمد صاحب، نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین بمعنی آخری النبیین کا انکار کرنے اور آپ کا زمانہ سب انبیاء کے زمانے کے بعد ماننے اور آپ کے بعد اور کوئی نبی کے آسکنے کو کفر قرار دیا اور خود تحذیر الناس کے صفحہ 3 پر خاتم النبیین کو آخر النبیین کے معنی میں لینے کو خیال عوام قرار دے کر انکار کیا اور اس طرح آپ کے زمانہ کو انبیاء کے زمانے کے بعد ماننے کو خیال عوام ٹھہرا کر اس کا انکار کیا اور اس طرح صفحہ 14 صفحہ 28 کی عبارتوں میں آپ کے بعد اور کوئی نبی آسکنے کی تصریح کر کے خود اپنے اوپر کفر کا حکم دیا تو یہ عبارت (یعنی پیر صاحب کے استدلالی پیرے کی عبارت نانوتوی کے) اپنے ہی کافر ہونے کی اقبالی ڈگری ہوئی“۔ (التنویر، صفحہ: 43,44)

علامہ صاحب کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی ایک جگہ ایسی بات کر جاتا ہے کہ وہ صریح کافر ہو جاتا ہے اور کسی دوسرے مقام پر اسی بات کو کفر بھی قرار دیتا ہے تو یہ اقرار کفر اس کا پہلا کفر دفع نہیں کر سکتا اور نہ وہ مسلمان ہو سکتا ہے جب تک کہ سابقہ کفر سے توبہ نہ کرے لہٰذا اگر پیر صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے پیش کردہ پیرے میں نانوتوی صاحب ختم نبوت زمانی کے منکر کو کافر قرار دیتے ہیں تو یہ بقول حضرت علامہ اوکاڑوی

مدظلہ اپنے ہی کافر ہونے کی اقبالی ڈگری ہوئی۔لہٰذا نانوتوی صاحب پر علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ اور پکا ہوگیا۔باقی خود پیر کرم شاہ صاحب کو بھی اقرار ہے کہ نانوتوی صاحب نے خاتم النبیّین کے معنی ’’آخری نبی‘‘ کوخیال عوام کہا ہے۔وہ لکھتے ہیں:

’’اس عبارت کے پڑھنے سے سب سے پہلے عقیدہ ختم نبوت کے اس مفہوم کی اہمیت ختم ہوجاتی ہے جس پر آج تک امت خاتم النبیّین کا اجماع رہا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد اور کوئی نبی نہیں آسکتا‘‘۔(تحذیرالناس میری نظر میں صفحہ 35)

پیر صاحب کی اس عبارت کو بار بار پڑھیئے اور فیصلہ کیجئے کہ خود پیر صاحب ہی کے قلم سے نانوتوی صاحب منکر ختم نبوت ٹھہرے یا نہیں؟

پیر صاحب مزید لکھتے ہیں:

’’نانوتوی صاحب کی یہ تصریح کرنا کہ خاتم النبیّین کا مفہوم اگر ختم نبوت زمانی لیا جائے تو نہ آیت میں استدارک درست ہوگا اور نہ آیت مقام مدح کے لیے موزوں ہوگی ایک طرفہ تماشا ہے یعنی ایک آیت مدح مصطفیٰ کے لیے نازل ہوئی مسلّم ،اب اگر مولانا (نانوتوی) کی تشریح کو مانا جائے تو آیت مقام مدح کے مطابق ہوگی اور اگر خاتم النبیّین کی جو تفسیر احادیث سے مذکور ہے اگر اس کو مانا جائے تو یہ آیت مقام مدح کے لیے موزوں نہ رہے اور اس میں حبیب کبریا کی توصیف وثنا کا کوئی پہلو باقی نہ رہے‘‘۔

(ایضاً صفحہ:39)

’’گویا ختم نبوت زمانی جس کا ثبوت احادیث نبوی سے ہوتا ہے اس کے باعث تو فضیلت نبوی دوبالا نہیں ہوتی بلکہ گھٹ جاتی ہے اور (نانوتوی صاحب کی) اس نئی تشریح سے شان نبوی بلند ہوجاتی ہے‘‘۔(ایضاً صفحہ:45)

پیر صاحب کی عبارات سے ثابت ہوا کہ نانوتوی صاحب احادیث مبارکہ کے مقابلے میں اپنی رائے اور تحقیق کو بہتر برتر اور زیادہ مستند قرار دیتے ہیں۔چونکہ احادیث مبارکہ قرآن کی تفسیر کہلاتی ہے اس صورت میں نانوتوی صاحب کی ذاتی رائے قرآن عزیز کے مقابلہ میں ٹھہری۔گویا تفسیر بالرائے ہوئی۔اور تفسیر بالرائے سے متعلق خود نانوتوی صاحب نے تحذیرالناس میں یہ فتویٰ دیا ہے۔’’من فسر القرآن برایہ فقد کفر‘‘۔(تحذیرالناس،صفحہ 99)

اب پیر صاحب کے مطابق بھی نانوتوی صاحب تفسیر بالرائے کے مجرم قرار پائے اور صفحہ 99 پر نقل کردہ حدیث شریف کے الفاظ میں من فسر القرآن .... جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی پس وہ کافر ہوگیا، نانوتوی صاحب پر ان کے اپنے ہی کافر ہونے کی اقبالی ڈگری ہوئی [1] بحمداللہ ہم نے اپنی طرف سے کچھ اضافہ نہیں کیا۔عبارات کو تطبیق دے کر نتیجہ پیش کردیا۔

پیر صاحب مزید فرماتے ہیں:

[1] اس اقبالی ڈگری کی تائید خود دیوبندیوں کے مشہور مولوی انور شاہ کشمیری نے یوں کی (ترجمہ) ما بالذات اور ما بالعرض عرف فلسفہ ہے عرف قرآن مجید اور محاورہ عرب نہیں ہے اور نظم قرآن کو اس معنی کی طرف کوئی اشارہ نہیں۔پس اضافہ واستفادہ نبوت محض اتباع ہوئی یعنی خواہش نفس کی پیروی کی وجہ قرآن پر زیادتی ہے‘‘۔(رسالہ خاتم النبیین ،ص 38) یادرہے کہ استفادہ نبوت کا قبول نانوتوی صاحب اور ان کے متبعین کا ہے؟ اتباع ہوئی تفسیر بالرائے ہوئی اور تفسیر بالرائے کو نانوتوی صاحب بھی کفر کہتے ہیں۔نیز شاہ صاحب نے اپنی کتاب ’’عقیدۃ الاسلام‘‘ کے صفحہ 256 پر بالذات اور بالعرض کی تقسیم کا شدید رد کیا ہے۔

’’جب کوئی علم کلام کا ماہر یہ لکھے کہ خاتم النبیّین کا حقیقی مفہوم ختم نبوت مرتبی ہے اور اگر اس سے مراد ختم نبوت زمانی لی جائے تو پھر یہ آیت اس قابل نہیں رہتی کہ اسے مقام مدح میں ذکر کیا جائے اور ساتھ ہی اس جملہ کا اضافہ کردے ’’مگر اہل فہم پر

روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں'' تو اسے پڑھ کر منکرین ختم نبوت کی خوشی کی انتہا نہ رہے گی۔ یہ کہنے سے اب انہیں کون روک سکتا ہے کہ خاتم النبیین کا حقیقی مفہوم تو ختم نبوت مرتبی ہے۔ اور اس حقیقی مفہوم کو ہم نے ہی سمجھا ہے اور چار دانگ عالم میں نبوت محمدی کا پرچار کرنے والے ہم لوگ ہی ہیں۔ باقی رہا ختم نبوت زمانی کا عقیدہ تو یہ عوام کا اخذ کردہ مفہوم ہے۔

''ہم عوام کالانعام کے پیروکار نہیں کہ نبوت کے دروازے کو ہمیشہ کے لیے مقفل کر دیں''۔ (تحذیر الناس میری نظر میں صفحہ 43)

پیر صاحب نے نانوتوی صاحب کے عقیدہ ختم زمانی کو ''عوام کا خیال'' کہنے کے متعلق لکھا ہے:

''اور یہ کہنے کی تو شاید کوئی بھی جسارت نہ کر سکے کہ سارے صحابہ زمرہ عوام میں سے تھے ان میں سے کوئی اہل فہم نہ تھا''۔ (ایضاً صفحہ 35:)

قارئین کرام اب جان گئے ہوں گے کہ نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کا معنی ''آخری نبی'' لینے والوں کو عوام کہا ہے اور یہ لفظ ''اہل فہم'' کے مقابلہ میں لائے ہیں۔ پیر صاحب نے اعتراض کرتے ہوئے صرف صحابۂ کرام کو زمرۂ عوام میں شامل کر لیے جانے کا لکھا ہے حالانکہ خاتم النبیین کا معنی ''آخری نبی'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا۔ اس طرح نانوتوی صاحب کے نزدیک نہ صرف صحابہ بلکہ خود حضور ﷺ بھی (معاذ اللہ) زمرۂ عوام میں سے ٹھہرے۔ اور نانوتوی صاحب اور ان کے شیدائی اہل فہم ہوئے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)۔

آخر میں پیر صاحب اور علمائے دیوبند کے لیے مشہور دیوبند مولوی انور شاہ صاحب کشمیری کی عبارت پیش کرتا ہوں۔ اس عبارت کو پڑھ کر نانوتوی صاحب کے

بارے میں بھی یہی فیصلہ سامنے آتا ہے:

''ان کی (یعنی مرزا قادیانی کی) کتابوں سے ایسے اقوال پیش کرنا جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بعض عقائد میں اہل سنت و جماعت کے ساتھ شرک ہیں، ان کے اقوال وافعال کفریہ کا کفارہ نہیں بن سکتے جب تک اس کی تصریح نہ ہو کہ جو عقائد کفریہ انہوں نے اختیار کئے تھے، ان سے توبہ کر چکے ہیں، اور جب تک توبہ کی تصریح نہ ہو چند عقائد اسلام کے الفاظ کتابوں میں لکھ کر کفر سے نہیں بچ سکتے، کیونکہ زندیق اسی کو کہا جاتا ہے جو عقائد اسلام ظاہر کرے اور قرآن وحدیث کے اتباع کا دعویٰ کرے لیکن ان کی ایسی تاویل وتحریف کر دے جس سے ان کے حقائق بدل جائیں، لہٰذا جب تک اس کی تصریح نہ دکھلائی جائے کہ مرزا صاحب ختم نبوت اور انقطاع وحی کے اس معنی کے لحاظ سے قائل ہیں جس معنی سے کہ صحابہ وتابعین اور تمام امت محمدیہ قائل ہے۔ اس وقت تک ان کی کسی ایسی عبارت کا مقابلہ میں پیش کرنا مفید نہیں ہو سکتا جس میں خاتم النبیین کے الفاظ کا اقرار کیا ہو......... یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مرزا صاحب اپنی آخری عمر تک دعوائے نبوت پر قائم رہے اور اپنے کفریہ عقائد سے کوئی توبہ نہیں کی۔ علاوہ ازیں اگر یہ ثابت بھی نہ ہو تو کلمات کفریہ اور عقائد کفریہ کہے اور لکھنے کے بعد اس وقت (تک) ان کو مسلمان نہیں کہہ سکتے جب تک ان کی طرف سے ان عقائد سے توبہ کرنے کا اعلان نہ پایا جائے اور یہ اعلان ان کی کسی کتاب یا تحریر سے ثابت نہیں کیا گیا''۔ (کتاب ''ملفوظات محدث کشمیری'' ص: 59 مرتب سید احمد رضا بجنوری دیوبندی، ادارہ دعوت اسلام جامعہ یوسفیہ بنوریہ کراچی)

نانوتوی صاحب نے بھی خاتم النبیین کے جو معنی آخری نبی کے بجائے ختم ذاتی

کے پیش کیے یہ معنی صحابہ وتابعین اور تمام امت محمدیہ کے پیش کردہ معنی کے قطعی خلاف ہیں۔ تبھی تو خود پیر صاحب یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ نانوتوی صاحب نے عقیدہ ختم نبوت کے اس مفہوم کی اہمیت ہی ختم کر کے رکھ دی جس پر آج تک امتِ خاتم النبیّن کا اجماع رہا۔ نانوتوی صاحب آخری عمر تک اسی عقیدہ پر جمے رہے اور توبہ نہیں کی۔

نانوتوی صاحب کو اپنے گھر سے مار

نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کے اجماعی معنیٰ ''آخری نبی'' کو عوام کا خیال قرار دیا اور کہا:

''بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیّن معلوم کرنے چاہییں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں''۔ (تحذیر الناس صفحہ 41، طبع دوم، گوجرانوالہ)

یہ جملہ لائق توجہ ہے ''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب سے آخری نبی ہیں'' عوام کو اہل فہم کے مقابلے میں لایا گیا ہے۔

یعنی جو نافہم ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ خاتم النبیّن کا معنی آخری نبی ہے۔ پھر یہ بات بھی کہ ''تقدم یا تاخر زمانی'' کو بھی ''آخری نبی'' کے مقابلے میں لایا گیا ہے۔ یعنی اہل فہم کے نزدیک اول و آخر میں کوئی فضیلت نہیں۔ یہ بات ذہن میں بیٹھ گئی ہے تو اب دیوبندی مذہب کے مفتی اعظم محمد شفیع دیوبندی کراچی کی سنیئے۔ لکھتے ہیں:

''خلاصہ یہ ہے کہ آیت خاتم النبیّن کے معنی جو خود نبی کریم ﷺ نے ہمیں بتلائے وہ یہی ہیں کہ آپ ﷺ سب انبیاء میں آخری نبی اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں''۔ (ختم نبوت کامل، صفحہ: 84)

نانوتوی صاحب کا عقیدہ:

خاتم النبیّن کا معنیٰ ''آخری نبی'' عوام کا خیال ہے۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی کا عقیدہ:

خاتم النبیین کا معنیٰ ''آخری نبی'' خود نبی کریم ﷺ نے بتلایا ہے۔

نتیجہ:

مفتی صاحب کی تحریر کے مطابق نانوتوی صاحب نے نبی کریم ﷺ کو عوام اور نافہم کہا (العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ ونقل کفر کفر نباشد)

نانوتوی صاحب نے خاتمیت کی بنیاد ''آخری نبی'' پر نہیں بلکہ ''مراتب نبوت'' پر رکھی ہے اور آخری نبی کو خیال عوام کہہ کر اس کا رد کرتے ہوئے لکھا:

''بلکہ بنا خاتمیت اور بات پر ہے'' (صفحہ 42)

حاشیے میں اس کی تشریح حافظ عزیز الرحمٰن دیوبندی نے یہ کی:

''خاتمیت کا دارومدار آپ کے مرتبہ پر ہے کہ آپ کو نبوت براہ راست بلاواسطہ اللہ تعالیٰ سے حاصل ہے''۔

معلوم ہوا کہ نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین میں خاتمیت کا دارومدار ''آخری نبی'' کی بجائے مراتب نبوت پر رکھی ہے اور لفظ خاتم کے معنی ''آخر اور ختم کرنے والے'' کی بجائے ''خاتم مرتبی'' کیے۔ اب ذرا مفتی صاحب کی سنیئے:

"از روئے لغت عرب آیت مذکورہ میں خاتم النبیّن کے معنی آخر النبیّن کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے اور لفظ خاتم کے معنی آیت میں آخر اور ختم کرنے والے کے علاوہ ہرگز مراد نہیں بن سکتے"۔ (خاتم نبوت کامل:70)

نانوتوی صاحب کا عقیدہ:

خاتم کے معنی آخر اور ختم کرنے والے ہرگز نہیں ہو سکتے۔

مفتی صاحب کا عقیدہ:

خاتم کے معنی آخر اور ختم کرنے والے ہیں، اس کے علاوہ دوسرا معنی ہرگز نہیں ہوسکتا۔

نانوتوی صاحب نے اپنا عقیدہ خود بیان کیا "شایان شان محمدی ﷺ خاتمیت مرتبی ہے"۔ (صفحہ:53)

نانوتوی صاحب "آخری نبی" کا معنی عوام کا خیال قرار دیتے ہیں۔ خود یہ معنی ہرگز نہیں لیتے۔ بلکہ وہ تو خاتمیت کا معنی ختم ذاتی یا ختم مرتبی یا بالذات نبی کرتے ہیں۔ سب کا مفہوم ان کے نزدیک ایک ہی ہے۔ اگر پھر بھی کسی کو اعتراض ہو کہ نانوتوی صاحب نے اپنی طرف سے کوئی معنی نہیں کیا تو پھر ان جملوں کا مطلب کیا ہوگا۔

1۔ "غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا......"۔ (صفحہ:65)

2۔ "ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجیے، جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا"۔ (صفحہ:84)

3۔ "باقی رہی یہ بات کہ بڑوں کی تاویل کو نہ مانیے تو ان کی تحقیر نعوذ باللہ لازم

آئے گی۔ یہ انہی لوگوں کے خیال میں آسکتی ہے جو بڑوں کی بات ازراہِ بے ادبی نہیں مانا کرتے .... اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا ہو تو ان کی شان میں کیا نقصان آ گیا اور کسی طفلِ نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی، تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا"۔ (صفحہ:85,86)

معلوم ہوا کہ نانوتوی صاحب نے خاتم النبیّن کے کوئی معنی اپنی طرف سے ضرور کیے ہیں۔ اور جو معنی کیے ہیں انہیں صحیح ٹھہرانے کے لیے کوئی نہ کوئی تاویل و تخصیص ضرور کی ہے۔ اب ذرا مفتی محمد شفیع دیوبندی کی سنیے:

"خوب سمجھ لو کہ تمام امت نے خاتم النبیّن کے الفاظ سے یہی سمجھا ہے کہ یہ آیت یہ بتلا رہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول، اور اس پر بھی اجماع و اتفاق ہے۔ کہ نہ اس آیت میں کوئی تاویل ہے اور نہ تخصیص، اور جس شخص نے اس آیت میں کسی قسم کی تخصیص کے ساتھ کوئی تاویل کی، اس کا کلام ایک بکواس و ہذیان ہے، اور اس کے اوپر کفر کا حکم کرنے سے روک نہیں سکتی، کیونکہ وہ اس نص صریح کی تکذیب کرتا ہے جس کے متعلق اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتفاق ہے کہ اس میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں ہے"۔ (ختم نبوت، صفحہ:101)

"قرآن عزیز اور احادیث نبویہ اور اجماع صحابہ اور اقوال سلف نے اس کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ خاتم النبیّن اپنے حقیقی اور ظاہری معنی پر محمول ہے، نہ اس میں کوئی مجاز ہے، نہ مبالغہ اور نہ تاویل و تخصیص"۔ (ختم نبوت کامل، ص114)

ضیاء القرآن پبلی کیشنز کو ہدیہ تبرک:

میں محترم حفیظ البرکات شاہ صاحب (فرزند ارجمند پیر کرم شاہ صاحب) کو

پوری سنی قوم کی طرف سے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ جو وہابیوں، دیوبندیوں کے رد میں اپنے ادارہ کی جانب سے ایمان افروز کتب انتہائی خوبصورت انداز سے شائع کررہے ہیں۔ اللہ کرے زور اشاعت اور زیادہ

دیوبندیوں کی گستاخانہ عبارات سمجھنے کے لیے اس ادارہ کی کتب ''تعارف علمائے دیوبند''، ''دیوبند سے بریلی'' اور ''سفید وسیاہ'' خاص طور پر پڑھنے کے لائق ہیں علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کی کتاب ''سفید وسیاہ'' کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے کتابچہ ''جہانس برگ سے بریلی'' کے دیوبندی مصنف کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''رشید احمد گنگوہی، محمد قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھوی اور اشرفعلی تھانوی وغیرہ نے اگر غلطی کی ہے، کفر کیا ہے تو آپ کفریہ عبارات لکھنے والوں کے حامی نہ بنیں اوران کی کفریہ عبارات کے قائل اور قابل بن کر اپنے لیے کفر جمع نہ کریں''۔

(سفید وسیاہ، صفحہ 156۔ اشاعت اول 1989ء)

میں پیر صاحب کے صاحبزادگان محترم کی توجہ اس گھمبیر اور انتہائی سنجیدہ مسئلے کی جانب دلانا چاہوں گا کہ تحذیر الناس کی عبارات کو زیر نظر مضمون میں دلائل حقہ سے ایک بار پھر ہم نے کفریہ ثابت کردیا ہے ۱؎ اب انہیں اس پر غور کرنا چاہیئے کہ کفریہ عبارات کی حمایت کرنے والوں کا انجام کیا ہوگا؟ انہیں سوچنا چاہیئے اور مفتیوں سے پوچھنا چاہیئے کہ

۱؎ علمائے دیوبند ایک اور زبردست دھوکہ دیتے ہیں کہ امام احمد رضا بریلوی نے تحذیر الناس کے مختلف صفحات سے جملے لے کر انہیں جوڑ کر کفریہ عبارات بنالی۔ گویا عبارت کا کفر علمائے دیوبند نے بھی تسلیم کرلیا۔ لیکن میں ڈنکے کی چوٹ پہ بتادینا چاہتا ہوں کہ وہ تین عبارات علیحدہ علیحدہ بھی مستقل طور پر کفریہ ہیں۔ اور زیر نظر مضمون میں یہ دعویٰ دلائل حقہ کے ساتھ پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔

صریح کفریہ عبارات کی طرفداری اور حمایت سے عقیدہ ایمان باقی رہتا ہے یا نہیں، بلکہ

مسئلے کا احساس کرتے ہوئے اولین فرصت میں انہیں کوئی فیصلہ کرنا چاہیئے۔ بندہ ناچیز نے جو کچھ تحریر کیا اور جہاں کہیں بھی قلم کی سختی اور شدت دکھائی دیتی ہے یہ سب الحب للہ والبغض للہ کے جذبے کے تحت کیا ہے۔ کوئی ذاتی پرخاش نہیں اور جہاں سخت الفاظ میں گرفت کی ہے وہ بھی اس لیے

ع کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کار تریاقی

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب سے استفسار:

مجھے خوب معلوم ہے کہ آپ جواب نہیں دیں گے مگر ''کنز الایمان'' کی وساطت سے میں آپ سے براہ راست مخاطب ہوں کہ ''حسام الحرمین'' کی تائید یا تردید میں آپ کا نقطہ نظر بھی واضح نہیں ہے۔ علم غیب، نور وبشر، گیارہویں ومیلاد اور صلوٰۃ وسلام وغیرہ بیسیوں مسائل پر تو آپ دیوبندیوں کے رد میں بلاشبہ مدلل تقریریں فرماکر داد وصول کررہے ہیں۔ دوسری طرف جن کتب کی عبارات کی وجہ سے دیوبندیوں سے ہمارا اصولی اور بنیادی اختلاف ہے، ان کے بارے میں آپ مکمل طور پر خاموش ہیں۔ یعنی تحذیر الناس، براہین قاطعہ اور حفظ الایمان وغیرہ سے متعلق کبھی بھی آپ نے گفتگو نہیں کی اور ہمیشہ سکوت اختیار فرمایا۔ آپ پوری دنیا کو دعوتِ اسلام دینے کے دعوے دار ہیں۔ ذرا سوچیں اور غور فرمائیں کہ ایسے فروعی اختلافات کہ جن کے ہوتے ہوئے بھی شفاعت کا حق باقی ہو (اور شفاعت ہے تو مغفرت بھی ہے) آپ ان اختلافات پر تو دھڑلے سے دھوئیں دار تقریریں فرماکر دلائل کے انبار لگادیں اور وہ اصولی اختلافات کہ جن کے ہوتے ہوئے شفاعت کا حق بھی باقی نہ رہا ہو (یعنی مغفرت کا ہونا بھی ختم ہوچکا ہو) ان اختلافات پر ایک لفظ تک نہ بولیں، آپ کیسے مصلح اور معالج ہیں؟ یہ بھی عجیب دعوت اسلام ہے۔ بدن پر گرمی کے دانے نکلے ہوں تو ڈاکٹر

پوری توجہ اور تندہی سے علاج میں لگ جائے اور کسی قسم کی کمی یا کوتاہی نہ کرنے پائے لیکن ساتھ ہی بڑے بڑے زخم اور پھوڑے جو کینسر کی شکل اختیار کر چکے ہوں انہیں یکسر نظر انداز کر دے تو کیا وہ ڈاکٹر (معالج) کہلانے کا حقدار ہے؟۔ ذرا سوچیے کہ ایک مقام پر مسلمان کہلانے والے محض کسی گناہ میں مصروف ہوں تو ان کی اصلاح کے لیے ایک عالم دن رات ایک کر دے لیکن وہیں پر مسلمان کہلانے والے کسی کفر کا ارتکاب کر رہے ہوں تو ان کے خلاف اور ان کی اصلاح کے لیے زبان سے ایک لفظ تک نہ بولا جائے اور بار بار توجہ دلانے کے باوجود ان کے بارے میں سکوت اختیار کر لیا جائے تو ایسے عالم کو پھر عالم کہنا چاہیے؟

بتایئے کفر اشد ہے یا گناہ؟ کفر سے بچا کر اسلام میں لے آنا بہت بڑی نیکی ہے یا محض کسی گناہ سے بچا لینا۔ جس کے دل میں ایمان کی روشنی باقی ہو۔ اصلاح کی ساری قوت وطاقت اس پر خرچ کی جانی چاہیے یا اس پر جس میں ایمان کی روشنی باقی نہیں رہی۔ ہدایت کا نور کس کے لیے زیادہ ضروری ہے؟ آپ دیوبندیوں کی متنازعہ عبارات کفریہ سمجھتے ہیں یا نہیں کھل کر اعلان کریں۔ اور اگر کفریہ نہیں سمجھتے تو پھر انہیں بے غبار اور اسلامی ثابت کر دکھائیں ۱؎ میں نے پورے اخلاص اور دینی جذبے کے تحت چند سطور تحریر کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مضمون کو نافع بنائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.

۱؎ امت مسلمہ کے تکفیری فتووں سے متعلق آپ کی تقریر کی کیسٹ نشست سوال وجواب بھی ہمارے پاس موجود ہے۔

ختم نبوت نمبر پر ماہنامہ رضائے مصطفےٰ کا تبصرہ:

سید بادشاہ تبسم بخاری صاحب کے مضمون بالا کی توثیق کرتے ہوئے ماہنامہ

”رضائے مصطفےٰ“ نے یوں تبصرہ کیا ہے یاد رہے یہ رسالہ مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کی سرپرستی میں نکلتا ہے۔ تبصرہ ملاحظہ کریں!

ختم نبوت نمبر:

پتہ۔ ماہنامہ ”کنز الایمان“ دہلی روڈ لاہور چھاؤنی پاکستان

قومی اسمبلی پاکستان میں قادیانیوں کو ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔ اس مناسبت سے ادارہ ”کنز الایمان“ نے ماہ ستمبر کا شمارہ بطور ”ختم نبوت نمبر“ شائع کیا ہے۔ اس خصوصی اشاعت میں مسئلہ ختم نبوت کی نزاکت اور فتنۂ قادیانیت کے رد میں علماء اہلسنّت کے کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس خصوصی نمبر سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کو نہ صرف انگریزوں کی سرپرستی وحمایت حاصل تھی بلکہ دارالعلوم دیوبند کے بانی محمد قاسم نانوتوی کی کتاب ”تحذیر الناس“ کی بھی۔ جس کو قادیانیوں کے ہاں سند کی حیثیت حاصل ہے۔ اس خصوصی نمبر میں ایک اہم مضمون پیر محمد کرم شاہ صاحب کے متعلق بھی شامل ہے۔ ۶۰ سے زائد صفحات پر مشتمل اس مضمون کے مرتب سید بادشاہ تبسم بخاری ہیں۔ جنہوں نے تحقیق واحقاق حق کا حق ادا کر دیا ہے۔ ماہنامہ ”کنز الایمان“ کا سالانہ چندہ ۱۱۰ روپے ہے۔ جبکہ سالانہ خریداروں کو یہ نمبر مفت ملے گا۔ تاجدار ختم نبوت زندہ باد۔ (ماہنامہ رضائے مصطفےٰ اکتوبر ۱۹۹۷ء)

مفتی محمد عبد المجید سعیدی کی تائید:

مفتی محمد عبد المجید سعیدی صاحب (آف رحیم یار خاں) نے سید بادشاہ تبسم بخاری صاحب کے مضمون کی تائید وتوثیق کرتے ہوئے لکھا ہے:

کرم شاہ صاحب کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر حجت بنا کر پیش کرنے کی کیا تک

بنتی ہے کیوں کہ اولاً اعلیٰ حضرت کے مقابلہ میں اس کی حیثیت ہی کیا ہے۔

ع...... چه نسبت خاك را به عالم پاك

ثانیاً: موصوف آپ حضرات (انکار کرنے والوں) سے اعلیٰ حضرت کا کئی گنا بڑا باغی ہے۔ کیوں کہ اس نے نہ صرف اعلیٰ حضرت بلکہ عرب وعجم کے سینکڑوں علماء ومشائخ اہلسنّت سے بغاوت کرتے ہوئے مشہور رسوائے زمانہ کتاب ''تحذیر الناس میری نظر میں'' تحریر کی ہے حالانکہ یہ حضرات شرعی فتویٰ کی صورت میں بیک زبان بیک قلم یہ متفقہ فیصلہ صادر فرما چکے ہیں۔

من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر ...... حضرت علامہ سید بادشاہ تبسم بخاری دامت برکاتہم آف لاہور نے اپنے ایک مفصل مضمون میں کرم شاہ کے مذکورہ رسالہ کی خوب خبر لی ہے اور اس کا بروقت سخت ایکشن لے کر حق ادا فرما دیا ہے۔

فجزاللہ احسن الجزاء۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو! ماہنامہ ''کنزالایمان ختم نبوت نمبر''۔

(احمد البیان ۱۔۲۴۰، طبع رحیم یار خان)

==========

کرم شاہ بھیروی

شیر اہلسنّت حضور مفتی محمد عنایت اللہ قادری علیہ الرحمہ

کی عدالت میں

شیر اہل سنت، مجاہد اسلام، مناظر اہلسنّت، حضرت مولانا مفتی محمد عنایت اللہ قادری علیہ الرحمۃ آف سانگلہ ہل (خلیفہ مجاز حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمۃ) نے اپنے ذاتی نسخہ ضیاء القرآن پر جو حواشی ونوٹس لگائے ہیں وہ ہم ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں اس سے آپ حضرت شیر اہل سنت علیہ الرحمۃ کا نظریہ کرم شاہ بھیروی کے متعلق آسانی سے معلوم کر سکتے ہیں، حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کے ان حواشی کی فوٹو کاپی ہمارے پاس موجود ہے۔

گگو شاہ کے منافقانہ فتوے:

۞...... بیان القرآن تھانوی کی تفسیر معتبر ہے۔ ص ۱۶۸، ۱۷۰

۞...... میرے حضور ﷺ کے نور ہونے کا ٹھوک کر قرار نہیں کر رہا مرتا ہوا کر رہا ہے۔ گگو شاہ کی منافقت دیکھو۔ ص ۱۹۴

۞...... بکواس کر رہا ہے۔ ص ۱۷۶

۞...... قرآن کی خوبیاں بیان کر رہا ہے مگر میرے حضور ﷺ کی خوبیاں بیان نہیں کر رہا ص ۱، ۸

۞...... ۷۳ فرقے والی حدیث کا منکر ہے، سب فرقے حق ہیں، ایک ہو جانے چاہیئے، معاذ اللہ ص ۴۳، ۵۶، ۱۱۰

۞...... دیوبندی عبارتیں کفری نہیں مانتا۔ ص ۴

۞...... گگو شاہ کا مسلک دنیا اکٹھی کرنا ہے۔

❁......جو دیوبندی وہابی اہل سنت بریلوی کو مشرک کہتے ہیں یہ غلط ہے، وہ مشرک نہیں کہتے یہ محض غلط ہے۔ص۴

❁......مودودی کی تقلید کر رہا ہے۔

❁......سیدی اعلیٰ حضرت کا ترجمہ بھی کافی نہ تھا اور دوسرے ترجمے بھی کافی نہ تھے۔ص۴ ایک دن میں ختم کرنا مکروہ ہے۔

❁......قرآن کریم سمجھنے کے لیے کوئی علم کی ضرورت نہیں، رسیلے دھولی کی بولی بول رہا ہے۔ص۸

❁......لگوشاہ کو تفسیر لکھنے کے لیے جن لوگوں نے مشورہ دیا تھا ان میں کوئی بھی عالم دین نہیں ہے۔ص۱۰

❁......میرے حضور ﷺ کو احکام شرعیہ کا علم یقینی تھا۔ غیر شرعیہ کا یقینی نہ تھا۔ معاذ اللہ۔ص۱۶

❁......سیدنا آدم علیہ السلام کو ذلیل کہہ رہا ہے۔ بک رہا ہے ص۱۹

❁......سیدی خلیل علیہ السلام کے والد آزر تھے، بک رہا ہے۔

❁......انسان اللہ کا خلیفہ ہے کیوں لگوشاہ ہر انسان اللہ کا خلیفہ ہے۔ یہ بولی مودودی کی بول رہا ہے۔ص۲۲

❁......محمود الحسن دیوبندی کی تعریف کر رہا ہے۔ص۱۲۳، ۲ب

❁......قاسم نانوتوی پاکان امت میں سے ہے۔ص۲ب

❁......لگوشاہ دیوبندی ہے، سارا سلسلہ ہی دیوبندیوں اور وہابیوں کا مان رہا ہے اور ان ہی کے سلسلہ سے استدلال کر رہا ہے۔

❁......اعلیٰ حضرت، سیدی خواجہ غریب نواز کسی سے استدلال نہ کرنا اس کی دیوبندیت ہے۔

❁......اہلسنت کا نام تک نہیں لے سکا۔ یہ لگوشاہ کا حال ہے۔ص۲ج

❁......میرے حضور ﷺ کو لفظ مرشد سے یاد کرتا ہے۔ یہ معمول وہابیہ ملعونہ کا ہے۔ص۲

فاتحہ شریف

❁......مدینہ منورہ کو لفظ یثرب بولتا ہے حالانکہ یہ منع ہے۔ خبیث انسان۔ص ۵۷، ۳، ۲۱، ۱۰۷

❁......میرے حضور ﷺ کے مقام شریف السلام علیك ایها النبی کو قصداً چھوڑ گیا ہے، تف اس کے سنی کہلانے پر۔ص۳ب، ۲۲۱۷

❁......مومن کافر کی تعریف لگوشاہ کی زبانی ص۴، سورۃ بقرہ

❁......کسی نئے فرقے کا نام نہیں لے سکا۔ص۴ سورۃ بقرہ

❁......سیدی صدر الافاضل کا نام منافقانہ طور پر لے رہا ہے ورنہ جہاں ضرورت تھی اس کا بیڑا ہی غرق ہو گیا۔ص۶ سورۃ بقرہ

❁......اہلبیت میرے حضور ﷺ کا منکر ہے بے شرم انسان۔ص۱۲، ۱۶، ۲۰

❁......تفہیم القرآن مودودی کی معتبر تفسیر ہے۔ ذرا شرم نہیں آتی۔

❁......میرے حضور ﷺ کو یتیم عبد المطلب کا پوتا کہہ رہا ہے۔ص۲۷

❁......دیوبندی وہابی بد عقیدہ لوگ ہیں، ان کا نام نہیں لیتا۔ منافق انسان ہے، ص۲۷، ۳۹، ۴۳، ۲۳۶

❁......شیعہ ملعونہ کا نام تک نہیں لیتا۔ص۹۹

❁......صلوٰۃ وسطیٰ کے ذکر میں قصداً جنگ خندق میں میرے حضور ﷺ کا سورج کو ٹھہرانا اور سیدی علی شیر خدا کا واقعہ نورانی یہ دونوں قصداً چھوڑ گیا ہے۔ دیکھا اس کی منافقت ص۶۶۔

❁......سیدی عزیر علیہ السلام کے واقعہ نورانی کا منکر ہے۔

❁......دیوبندی لگوشاہ شیعہ ملعونہ سے تقیہ میں بڑھ گئے ہیں۔

❁......تقیہ سنی ہے ورنہ ہے تو دیوبندی۔ص۱۹۱

❁......لگوشاہ کا تقیہ دیکھو دیوبندی منافق کا نام نہیں لیتا خود دیوبندی ہے۔ص ۹۳،۱۲۸

❁......مرزائیوں کا نام تک نہیں لیتا۔ص ۱۹۵

❁......لگوشاہ کی منافقت دیکھو جہاں بزرگوں کے نام لینے تھے وہاں دیوبندیوں کے لیے جہاں نہیں لینے تھے۔

❁......دیوبندی لگوشاہ بتوں کی آیات سنیوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ص ۱۵۰

❁......کرسی کا منکر ہے۔

❁......لگوشاہ کے فتوے قاسم طاغوت ہے پاکان امت کیسے بن گیا۔ص ۲۷

❁......بیان القرآن تھانوی کی تفسیر معتبر ہے۔ص ۱۶۸

❁......میرے حضور ﷺ کے نور ہونے کا اقرار ٹھوک کر نہیں کر رہا. مرتا ہوا کر رہا ہے۔لگوشاہ کی منافقت دیکھو۔ص ۱۹۴،

❁......بکواس کر رہا ہے۔ص ۱۷۲

❁......سمیلے دہلوی کا نام بڑے ادب سے لے رہا ہے اس کے دیوبند خارجی ہونے میں کون سا شک ہے۔ص ۱۹۹

❁......اللہ تعالیٰ کو شے کے خارجی وجود سے پہلے شئے کا علم نہیں ہوتا، حسین علی کی بولی بول رہا ہے۔

❁......قل لااقول لکم عندی خزائن اللہ پر استدلال کو صاف نہیں کر سکا اور میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مختار کل ہونے کا منکر ہے لگوشاہ، منافق۔ص ۳۳۶

مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب

بنام

جسٹس کرم شاہ بھیروی

مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب نے بھیروی صاحب کے رد میں کچھ مضامین تحریر کیئے، بھیروی صاحب کو ان کی غلط عبارات سے رجوع کی بھی دعوت دی، لیکن بھیروی صاحب کو اس کی توفیق نہ ہوسکی۔ ذیل میں وہ عبارتیں پیش خدمت ہیں:

"تفسیر ضیاء القرآن' اونچی دُکان پھیکا پکوان":

بے وفا سمجھیں تمہیں "اہل حرم" اس سے بچو
"دیر والے" کج ادا کہہ دیں یہ بدنامی بھلی

مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف ضیاء القرآن کی عبارات اہلسنت کیلئے حجت نہیں۔

مولانا پیر محمد کرم شاہ صاحب علوم قدیمہ جدیدہ کے فاضل بڑے پڑھے لکھے شخص ہیں اوراس سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے نہایت مداح اور آپ کے خلیفہ معتمد حضرت صدرالافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید ہیں اور اہلسنت کے معمولات و خانقاہی روایات کو پوری وضعداری کے ساتھ نبھا رہے ہیں لیکن شاید زیادہ علم کا زعم ہے یا انگریزی تعلیم وجامع "ازہر" کے آزاد ماحول کا کرشمہ ہے کہ پیر صاحب پر آزاد خیالی' صلح کلی اور مسلکی دورنگی کا بھی کافی حد تک اثر ہے۔ چنانچہ پیر صاحب کے ماہنامہ "ضیائے حرم" میں جو رطب ویابس شائع ہوتا رہتا ہے اسے پڑھنے والے حضرات پیر صاحب کی اس روش سے بخوبی واقف ہیں اور ماہنامہ "رضائے مصطفٰے" متعدد مرتبہ اس چیز کی نشاندہی کرچکا ہے پھر لطف کی بات یہ ہے کہ شاید اسی "علمی زعم" کا یہ اثر ہے کہ اگر کوئی شخص پیر صاحب کے متعلق اپنی کسی الجھن کے حل کیلئے ان کی طرف رجوع کرے تو پیر صاحب یا تو جوابی مکتوب تک کا جواب نہیں دیتے اور یا پھر بالکل بے مقصد روکھے پھیکے ادھورے جواب پر ٹرخانے اور سائل کو خاموش کرنے کی کوشش فرماتے ہیں۔

یہی معاملہ چونکہ ہمیں بھی پیش آچکا ہے اس لئے ہم پیر صاحب سے براہ راست

رابطہ کی بجائے "رضائے مصطفٰے" میں آج ذرا کھل کر اظہار خیال کی اجازت چاہتے ہیں۔

ذرا ٹھہریئے! عنوان کے مطابق اگرچہ اس وقت ضیاء القرآن کے متعلق گفتگو مقصود ہے مگر چونکہ ضیائے حرم کا بھی ذکر آگیا ہے اس لئے ماہ مئی کے ضیائے حرم کے دو تازہ نمونے دیکھتے چلیئے۔

☆ ضیائے حرم نے ص ۱۴۱ پر "دینی مدارس اوران کا نصاب تعلیم" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں دینی مدارس کے منتظمین کو مشورہ دیا گیا ہے کہ "ہر اقامتی بلاک میں ایک کمرہ عمومی نشست گاہ کے طور پر بھی استعمال ہونا چاہیئے......اس کمرہ میں ایک ریڈیو ایک ٹیلی ویژن۔ الخ۔

اللہ اکبر! دینی مدارس میں ریڈیو ٹی وی کا خصوصی اہتمام
ع......ناطقہ سربگریباں ہے اسے کیا کہیئے

اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ طلباء کی تعلیم کے ساتھ ان میں باعمل بننے کی ذمہ داری کا احساس پنجگانہ نماز باجماعت کا اہتمام' معازف ومزامیر کی بجائے ذکر وفکر اور تبلیغ کی لگن' شریعت وسنت اور سلف صالحین کی اتباع کا جذبہ ونمونہ ہو اور دوسری طرف ریڈیو ٹی وی جو قوم کا دردِ سر بن چکا ہے اس کی مکمل تطہیر ونگہداشت ہو لیکن ضیاء حرم کا ان حقائق کے برعکس یہ مشورہ ہے کہ مدارس کے ماحول میں جو تھوڑا بہت تغافل ہے ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے طلباء کے اخلاق وکردار کا حلیہ بگاڑ دیا جائے۔

گنبد خضریٰ:

ہفت روزہ "افق" کراچی نے گنبد خضریٰ کے متعلق سعودی عرب کے اخبار الدعوۃ کا جو اقتباس دیا تھا' اس کے خلاف موثر ومفصل احتجاج کی بجائے ضیائے حرم نے ص ۱۱ پر اُلٹا خالد بزمی کا مضمون شائع کردیا ہے جس میں انہوں نے الدعوۃ کو زیر بحث لانے کی بجائے

سعودی حکام کی مدح سرائی کے بعد لکھا ہے کہ "یہ افق کی خبر" ایک خاص مسلک کی شرارت کا نتیجہ ہوسکتی ہے...... یہ بات پاکستان کے کسی شرانگیز ذہن کی اختراع بلکہ افتراء ہے۔

اللہ اکبر! گنبد خضریٰ اور روضہ مطہرہ کے خلاف خبر و تجویز سعودی عرب کے اخبار الدعوۃ (ریاض) نے شائع کی ہے اور اس تجویز و خبر کا منبع سعودی عرب ہے مگر بزمی صاحب اسے ایک خاص مسلک کی شرارت قرار دیتے ہیں۔ کیا یہ غیر ذمہ داری کی انتہا نہیں؟ کیا پیر صاحب نے یہ مضمون شائع کر کے الدعوۃ کی شرانگیز تجویز کے خلاف سواد اعظم کے احتجاج کو زک پہنچانے کی کوشش نہیں کی؟ اتنے بڑے اہم مسئلہ کے متعلق اتنے بڑے احتجاج کے جواب میں سعودی عرب پاکستان کے اعلیٰ حلقوں کی طرف سے وضاحت کی ضرورت ہے یا خالد بزمی کا بے خبری پر مبنی بیان کافی ہے؟ اسی طرح سیکرٹری امور مذہبیہ کا مکتوب بھی ان کی ذاتی معلومات پر مبنی ہے اور اتنے بڑے مسئلہ کیلئے ایسے حضرات کی وضاحت ہرگز قابل اطمینان نہیں؟

اب آیئے! تفسیر "ضیاء القرآن" کی طرف اخبارات و رسائل میں پیر صاحب کی تفسیر "ضیاء القرآن" کا اشتہار اہلسنّت کیلئے بڑی مسرت و دلچسپی کا باعث تھا کہ ایک سنی بریلوی عالم کے قلم سے ایک نئی تفسیر منظر عام پر آئی ہے جس میں یقیناً احقاق حق اور ابطال باطل کا نظارہ ہوگا۔ وہ مسلک اہلسنّت کی ممد و معاون ہوگی اور اس میں فرق باطلہ کے مقابلہ میں اہلسنّت کی حقانیت و صداقت کا مظاہرہ ہوگا مگر جنہوں نے اس تفسیر کا بغور مطالعہ کیا انہیں اپنے تاثرات و حسن ظن کے برعکس بڑی حیرت و افسوس سے دوچار ہونا پڑا اور بمصداق "اونچی دکان پھیکا پکوان" بصد افسوس یہ کہنا پڑا کہ:

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

پیر صاحب نے دانستہ یا نادانستہ حامیان مذہب اہلسنّت و مسلک اعلیٰ حضرت کو مغالطہ دیا

ہے بلکہ اپنے ظاہری تعارف کے برعکس ان سے سخت زیادتی ہے اور شہد میں زہر کی ملاوٹ کر کے "ضیاء القرآن" کی عظیم کاوش کو داغدار و ناقابل اعتبار بنا دیا ہے اور آزاد خیال صلح کلی دورنگی کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ فیا اسفاہ

اہلسنّت کا عمومی و ظاہری تاثر یہ تھا کہ پیر صاحب ایک قابل فخر سنی بریلوی عالم ہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند اور آپ کے خلیفہ معتمد حضرت صدر الفاضل علیہ الرحمۃ کے تلمیذ ارجمند ہیں۔ اہلسنّت کو بھولے سے بھی یہ خیال نہیں تھا کہ پیر صاحب کا دیوبندی، مودودی، وہابی مکتب فکر سے بھی کوئی تعلق خاطر ہے اور وہ مولوی مودودی، قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی اور دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود سے بھی متاثر ہیں اور انہیں بطور حجت و سند پیش کر سکتے ہیں لیکن جب "ضیاء القرآن" دیکھنے کا اتفاق ہوا تو یہ دیکھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی کہ پیر صاحب

کہیں "مولانا مودودی کا نہایت لطیف نکتہ" بیان کرتے اور "تفہیم القرآن" کے حوالے دیتے ہیں (ص ۳۸۷) وہی مودودی جس نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو "ان پڑھ چرواہا" لکھا ہے علماء اہلسنّت کو بریلوی طبقہ کے فتوے باز و کافر ساز مولوی کہا ہے۔ طلب حاجات کیلئے مزارات پر جانا قتل و زنا سے بھی بدتر قرار دیا ہے اور پیر صاحب کی خانقاہی روایات کو مشرکانہ پوجا پاٹ سے تعبیر کیا ہے۔

کہیں "مولانا اشرف علی تھانوی" اور "بیان القرآن" کا حوالہ دیتے ہیں (ص ۳۸۶) وہی تھانوی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب شریف کو ہر صبی و مجنون اور جمیع حیوانات و بہائم کے علم سے تشبیہ دینے کی گستاخی کی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

کہیں بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کا حوالہ دیا ہے اور اسے "پاکان اُمت" میں شمار کیا ہے۔ (ص ۲۵) وہی نانوتوی جس نے لکھا ہے بسا اوقات امتی عمل میں نبی کے مساوی ہو جاتے بلکہ ان سے بڑھ جاتے ہیں اور جس نے ختم نبوت بمعنی آخری نبی کا

انکار کیا ہے۔ والعیاذ باللہ

کہیں ''شیخ الہند محمود الحسن'' کے حاشیہ قرآن کا حوالہ ہے (ص ۲۵) وہی دیوبندی شیخ الہند جس نے رشید احمد گنگوہی کا مرثیہ پڑھتے ہوئے اسے ''بانی اسلام کا ثانی'' کہا ہے۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے بڑھ کر اس کی مسیحائی بیان کی ہے اور گنگوہی کے کالے غلاموں کو ''یوسف ثانی'' لکھا ہے۔ والعیاذ باللہ

کہیں ''شاہ اسماعیل صاحب دہلوی'' کا حوالہ ہے۔ (ص ۴۶۶) وہی اسماعیل دہلوی جس کی رسوائے زمانہ گستاخانہ کتاب ''تقویۃ الایمان'' نے دنیائے اسلام کو تڑپا دیا اور جس نے اپنی کتاب ''صراط مستقیم'' میں نہایت شقاوت قلبی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال مبارک کو بیل اور گدھے کے استغراق سے بدرجہا بدتر بنادیا ہے والعیاذ باللہ

کہیں عبدالماجد دریا آبادی کی تفسیر ماجدی کے حوالہ جات ہیں جو اشرف علی تھانوی کا مرید و غالی معتقد ہے۔ الغرض پیر صاحب نے اس قسم کی متنازعہ بلکہ شان رسالت و اہلسنت کی صریح مخالف ''شخصیات'' کے حوالہ جات کو بھی ضروری خیال کیا ہے اور ''ضیاء القرآن'' کو جا بجا ان کے اسماء سے ضیاء بخشی ہے۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ مذکورہ اشخاص کی طرح حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کے علاوہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے ترجمہ قرآن ''کنز الایمان'' مفسر قرآن مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمۃ کی ''تفسیر نعیمی'' اور صاحب تنسیر الحسنات علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ جیسی اہلسنت کی شخصیات و تصانیف کے تعارف و حوالہ جات کو قابل اعتنا نہیں سمجھا گیا اور اس طرح اہلسنت کے مقابلہ میں دیوبندی مودودی، وہابی مکتب فکر کی صریح طرفداری و جانبداری کا افسوسناک مظاہرہ کیا، جو اہلسنت و جماعت کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔

بہر حال بمصداق:

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

بطور مشتے نمونہ از خروارے ''ضیاء القرآن'' کے مذکورہ حوالہ جات و مشکوک صورتحال سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ''ضیاء القرآن'' اہلسنت و جماعت کیلئے کہاں تک قابل اعتبار و لائق التفات ہے۔

مقام تعجب یہ کہ پیر صاحب نے بوقت تفسیر منکرین شان رسالت و مخالفین اہلسنت کی شخصیات کو پیش کرتے وقت اتنا بھی نہیں سوچا کہ اس طرح ان سے حسن ظن رکھنے والے اہلسنت و مسلک اعلیٰ حضرت کو کس قدر ٹھیس پہنچے گی۔ دیوبندی، مودودی، وہابی مکتب فکر کو کتنی تقویت حاصل ہوگی۔ بے خبر اشخاص ایسے غلط اشخاص اور ان کی عبارات و بیانات کو حجت و سند سمجھ کر گمراہ ہوں گے اور خود ضیاء القرآن کی اہمیت میں کمی واقع ہوگی کہ اگر مودودی کی تفہیم القرآن و تھانوی کے بیان القرآن اور دیوبندی شیخ الہند کے حاشیہ قرآن و تفسیر ماجدی جیسی کتابوں کے حوالے پیش کرنا ہے تو پھر ''ضیاء القرآن'' کی کیا ضرورت ہے جبکہ ''ضیاء القرآن'' کے مذکورہ قسم کے ماخذ پہلے ہی مارکیٹ میں موجود ہیں۔

حرف آخر:

اکابر اہلسنت نے مسلک حق و بدمذہبوں کے مابین بڑی مشکل سے جو حد فاصل قائم کی تھی ''ضیاء القرآن'' نے اسے شدید نقصان پہنچایا ہے۔ کاش پیر صاحب اس صلح کلی و دورنگی روش پر ٹھنڈے دل سے غور فرما کر اس کی فوری و صحیح تلافی پر توجہ فرمائیں اور خود سوچیں اعلیٰ حضرت کا معتقد و صدر الافاضل علیہما الرحمۃ کا شاگرد ہوتے ہوئے انہیں دیوبندیت و مودودیت نوازی کی ضرورت کیسے پیش آئی اور یہ دو طرفہ تعلق کیونکر ممکن ہے؟

(ماہنامہ ''رضائے مصطفےٰ'' گوجرانوالہ رجب المرجب ۱۳۹۸ھ، ص۱۵ تا ۱۳)

تفسیر ''ضیاء القرآن'' کی صدائے بازگشت:

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک ومنصب تجدید کو درج ذیل دوشعروں میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ:

دودھ کا دودھ پانی کا پانی کیا
کس نے تیرے سوا شاہ احمد رضا
دوست دشمن کی تھی کچھ نہ ہم کو خبر
تو نے ظاہر کیا شاہ احمد رضا

تفسیر ''ضیاء القرآن'' میں چونکہ اس مسلک مبارک کے برعکس دودھ میں پانی ملادیا گیا ہے اور دوست دشمن کی تمیز ختم کردی گئی ہے۔ اس لئے ''رضائے مصطفےٰ'' کے گذشتہ شمارہ میں ''ضیاء القرآن'' کی صلح کلی و دورنگی پالیسی کی نشاندہی کی گئی تھی تاکہ برادران اہلسنت وحامیان مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ بھی کسی مغالطہ میں نہ رہیں اور مخالفین اہلسنت کو بھی مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے خلاف ''ضیاء القرآن'' پیش کرنے کی گنجائش نہ رہے۔

حضرات علماء کرام وبرادرانِ اہلسنت نے الحمدللہ ''رضائے مصطفےٰ'' کے اس اقدام کو وقت کی ضرورت سے تعبیر کیا' بنظر استحسان ملاحظہ فرمایا' مبارکباد کے پیغامات بھجوائے اور ماشاءاللہ اس ''آوازِ حق'' کو ''رضائے مصطفےٰ'' کی روایات کے عین مطابق قرار دیا۔ فالحمدللہ

دوسری طرف:

بعض قارئین ''رضائے مصطفےٰ'' نے دوشبہات کا اظہار کیا پہلا یہ کہ اگر ''ضیاء القرآن'' واقعی مشکوک ہے تو پھر مولانا شاہ احمد نورانی اور بعض دیگر علماء اہلسنت نے ''ضیاء

القرآن'' کی تحسین وتعریف کیوں کی ہے اور دوسرا یہ کہ اگر ''ضیاء القرآن'' میں مولانا پیر محمد کرم شاہ صاحب نے دیوبندی' مودودی' وہابی مکتب فکر کے حوالہ جات دیئے ہیں تو ایسا تو دیگر علماء اہلسنت کی تصانیف میں ہوا ہے پھر پیر صاحب پر اعتراض کیوں؟

جواباً عرض ہے کہ جہاں تک ''ضیاء القرآن'' کے متعلق مولانا نورانی اور دیگر علماء کے بیانات کا تعلق ہے' یہ محض پیر صاحب کی شہرت ان سے حسن ظن کی بناء پر ہے۔ ورنہ ''رضائے مصطفےٰ'' میں ''ضیاء القرآن'' کی جو نشاندہی کی گئی ہے اس پر مطلع ہونے کے بعد کوئی سنی بریلوی عالم نہ ''ضیاء القرآن'' کے حق میں ایسا بیان دے سکتا ہے' نہ اہلسنت کو اس کے مطالعہ کی ترغیب دلاسکتا ہے۔

باقی رہا حوالہ جات کا معاملہ تو بے شک علماء اہلسنت نے اپنی تصانیف میں اغیار کے حوالے دیئے ہیں مگر وہ بطور حجت وسند ان کی مدح وتعریف کیلئے نہیں بلکہ سنی' وہابی' دیوبندی میں امتیاز قائم رکھتے ہوئے اختلافی مسائل میں محض الزامی طور پر ان کا ذکر کیا ہے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی ذمہ دار سنی بریلوی عالم نے فرق ظاہر کئے بغیر مثبت مسائل میں ترجمہ و تفسیر کرتے ہوئے بطور سند اور ''اتھارٹی'' کسی دیوبندی' مودودی کا حوالہ دیا ہو۔ انہیں شیخ الہند اور علامہ جیسے وزنی القاب دیئے ہوں اور ''پاکان اُمت'' میں شمار کیا ہو' انہیں رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہو۔ مودودی کی ''تفہیم القرآن'' کے لطیف نکتے اور مفید عبارتیں'' نقل کرکے اس کی اہمیت بڑھائی ہو۔ لہٰذا مخالفین کے حوالہ جات کے سلسلہ میں ''ضیاء القرآن'' کے مصنف اور دیگر علماء اہلسنت کا فرق ملحوظ رکھنا چاہیئے اور یہ بات یاد رکھنا چاہیئے کہ پیر محمد کرم شاہ صاحب بنیادی واصولی طور پر سنی وہابی دیوبندی بریلوی کے درمیان فرق کے قائل ہی نہیں ہیں۔ چنانچہ انہوں نے صاف لکھا ہے کہ ''باہمی اور داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہلسنت و جماعت کا آپس میں اختلاف ہے جس نے اسے دوگروہوں (سنی بریلوی اور دیوبندی وہابی) میں بانٹ دیا ہے۔ دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں...... اور دیگر ضروریات دین

میں کلی موافقت ہے......اگر چند امور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصر حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کیئے آستینیں چڑھائے اس لئے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں"۔ (ضیاء القرآن ص ۱۱)

غور فرمائیے! پیر صاحب اپنے ماڈرن "اجتہاد" کی بناء پر کس بے پرواہی کے ساتھ دیوبندی، مودودی، وہابی ٹولہ کو بھی اہلسنّت میں شمار کر کے انہیں اہلسنّت کا ایک گروہ قرار دے رہے ہیں۔ کفر و شرک کے صریح فتاوٰی کے باوجود دونوں میں کلی موافقت بیان فرما کر دونوں کو ایک ترازو میں تولتے ہوئے سب کو ایک ہی نظر سے ملاحظہ کر رہے ہیں۔ پیر صاحب کے نزدیک وہابیہ کا اہلسنّت پر شرک کا اطلاق، معاذ اللہ کذب باری تعالیٰ کا عقیدہ، ختم نبوت کی تحریف، بارگاہ رسالت کی صریح توہین و تنقیص اصولی نہیں بلکہ فروعی مسائل ہیں۔ پیر صاحب کے نزدیک ظالم و مظلوم حق و ناحق میں کوئی فرق نہیں، ان کے ہاں اہلسنّت ہیں تو دونوں بلا تفریق و امتیاز ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کر رہے ہیں۔

اس قدر وضاحت و صراحت کے بعد اب اس امر میں کیا شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ پیر صاحب کا دیوبندی مودودی وہابی مکتب فکر کا حوالہ دینا معاذ اللہ انہیں اہلسنّت اور بزرگ و معتبر سمجھنے کی بناء پر ہے نہ کہ کسی اور وجہ سے۔ اگر ایسا نہیں تو پیر صاحب یا ان کے کوئی خلیفہ مجاز مذکورہ تصریحات کی روشنی میں وجہ فرق بیان فرمائیں تا کہ صلح کلیت و دورنگی کا بادل چھٹ جائے۔

"ضیاء حرم" کی کھلم کھلا دیوبندیت وہابیت نوازی:

"پاکستان کے قیام سے کچھ پہلے مولانا ابو الکلام آزاد، مولانا حسین احمد مدنی، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا محمد داؤد غزنوی، علامہ مشرقی اور مولانا ظفر علی خان وغیرہ کی صورتوں میں جو مشاہیر اسلام موجود تھے۔ آج ہم ان سے محروم ہو چکے ہیں"۔

(ماہنامہ ضیائے حرم، مئی ۱۹۷۳ء صفحہ ۱۹۱، زیر ادارت پیر محمد کرم شاہ)

ولا حول ولا قوة الا بالله

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ صفحہ ۱۵-۱۴، شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ)

پیر صاحب سے استفسار

فرمان رسالت:

وتفترق امتی علی ثلث و سبعین ملة كلهم فی النار الا ملة واحدة یعنی میری اُمت تہتر گروہ میں متفرق ہوگی، جن میں سے بہتر جہنمی اور ایک گروہ ناجی و جنتی ہوگا۔ (الحدیث، مشکوٰۃ شریف ص ۳۰)

دوسری حدیث: میں فرمایا کہ "آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو میرے صحابہ کی شان میں تنقیص و تنقید کرے گی۔ خبردار ان کے ساتھ کھانا پینا نہ رکھو، خبردار! ان کے ساتھ رشتہ ناتا نہ کرو، خبردار! ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو، خبردار! ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو، ان پر لعنت پڑ چکی ہے۔ (غنیۃ الطالبین ص ۲۸۸) کتاب الشفاء میں اس کا بھی اضافہ ہے کہ انکے ساتھ مجلس نہ کرو اور اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کیلئے نہ جاؤ" (الشفاء ص ۲۶۶)

لیکن گیارہ ربیع الاوّل کی درمیانی رات ادارہ منہاج القرآن کے زیر اہتمام مینار پاکستان لاہور میں منعقدہ کانفرنس میں جس "علماء کونسل" کا پیر محمد کرم شاہ صاحب کو چیئرمین بنا کر اُمت مسلمہ کا اتحاد قائم کیا گیا ہے۔ اس میں چار "شیعہ علماء" کو شامل کیا گیا ہے۔ لہٰذا پیر صاحب سے استفسار ہے کہ کیا طاہر القادری اور آپ کی یہ مخلوط کونسل مندرجہ بالا دونوں احادیث صریحہ کی صریحاً خلاف ورزی تو نہیں؟

اس لئے کہ پہلی حدیث کے مطابق اُمت (۷۳) گروہ میں متفرق ہوگی، متحد نہیں ہوگی تو آپ حضرات کا "اتحاد اُمت کا فارمولا" اور طاہر القادری کا قاطع فرقہ واریت و داعی اتحاد اُمت کہلانا کیا حدیث پاک کا انکار و مقابلہ نہیں اور کیا فرمان

رسالت کے خلاف کوئی فارمولا کامیاب ہوسکتا ہے؟

ثانیاً: دوسری حدیث کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بار بار خبردار فرما کر مخالفین شان صحابہ کے ساتھ جملہ تعلقات سے منع فرمایا ہے تو کیا آپ حضرات کا ایسے لوگوں کو اپنے پروگرام میں شامل کرنا حدیث کی مخالفت نہیں؟ تعجب ہے کہ حدیث کی تو مخالفت کی جائے اور جن کے متعلق حدیث کی وعید ہے ان سے اتحاد رچایا جائے۔

ثالثاً: جب آپ حضرات نے شیعہ، مودودی، دیوبندی، وہابی مکاتب فکر سے اتحاد قائم کر کے ان سے تعلقات بحال کر لئے ہیں اور مابین حد پامال کر کے ان کے ساتھ مخلوط کانفرنس کر کے مخلوط کونسل بنالی ہے تو اس کے بعد حدیث پاک کی مخالفت سے بچانے کیلئے عوام اہلسنت کو آخر کس بناء پر مخالفین اہلسنت کی مجالس وتقریر وتحریر سے روکا جاسکتا ہے یا اب سب کچھ جائز ہوگیا ہے؟

رابعاً: جن شیعہ علماء کو آپ نے اپنے ساتھ "متحد" کیا ہے کیا وہ حضرات صحابہ وخلفاء ثلاثہ کے مخالف نہیں؟ کیا وہ اُم المومنین عائشہ صدیقہ اور خال المسلمین امیر معاویہ (رضی اللہ عنہم) کے مخالف نہیں؟ اگر مخالف نہیں تو تحریری ثبوت دیں کہ شیعہ ان حضرات کو مومنین مخلصین جانتے ہیں اور اگر وہ ان کے مخالف ہیں تو جن کا صحابہ وخلفاء اور اُم المومنین وخال المسلمین سے کوئی تعلق اور اتحاد واتفاق نہیں۔ آپ حضرات کا ان سے اتحاد کیونکر روا ہے اور قیامت کے دن ان حضرات کے سامنے ان کے مخالفین سے اتحاد کا کیا جواز وجواب ہوگا؟

خامساً: حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر جن لوگوں کے ناپاک حملوں کے رد میں آپ نے شیعہ امامیہ کا نام لے کر ان کے خلاف "ضیاء حرم" کا "صدیق اکبر نمبر" اور "فاروق اعظم نمبر" شائع کیا ہے۔ اب انہیں کے ساتھ اتحاد کی کھچڑی پکانا کیونکر درست ہے۔ آپ

نے تفسیر "ضیاء القرآن" میں "سورہ فتح" کے بالکل آخر میں مخالفین صحابہ کے رد میں مزید جو احادیث صریحہ نقل کی ہیں، کیا ان کی موجودگی میں ان لوگوں کے ساتھ اتحاد جائز ہے؟ اپنی تفسیر "ضیاء القرآن" میں خود آپ نے صحابہ کو برا بھلا کہنے اور طعنہ وتشنیع کرنے والوں پر حدیث پاک سے اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت نقل کی ہے اور اب خود ان لوگوں کو "اتحاد اُمت مسلمہ" میں شامل کرلیا ہے۔ لہٰذا بتایا جائے کہ تنقیص صحابہ کے مرتکبین اہل لعنت اور اہلسنت میں وجہ اتحاد اور قدر مشترک کون سی ہے؟

سادساً: سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے کتاب "رد روافض"، اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے کتاب "رد الرفضہ" میں روافض کے متعلق جو شرعی احکام بیان فرمائے کیا ان فتاویٰ کی موجودگی میں آپ کا ان سے اتحاد جائز ہے؟ اور اگر آپ کے اتحادی روافض ان فتاویٰ سے مستثنیٰ ہیں تو پھر ان دونوں اماموں کی دونوں کتابیں جن روافض کے ردّ میں ہیں اس کی وضاحت فرمائیں۔

پیر صاحب! چونکہ آپ کے پروفیسر صاحب کلمہ حق کہنے اور کسی دلیل وسوال کا جواب دینے کی اہلیت سے محروم ہیں اور انہوں نے اپنے خلاف شائع ہونے والی دس مستقل تصانیف کا بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ اس لئے آپ کی طرف ان کا ہمنوا ہونے اور مخلوط علماء کونسل کا چیئرمین ہونے کے باعث رجوع کیا گیا ہے۔ خدارا آپ ضرور توجہ فرمائیں اور اس استفسار کی ساری شقوں کا ترتیب وار جواب تحریر فرما کر اپنی دینی، اخلاقی، شرعی اور منصبی ذمہ داری سے سبکدوش ہوں۔ نیز گذارش ہے کہ آپ کے شیخ طریقت حضرت علامہ خواجہ قمر الدین صاحب سیالوی علیہ الرحمۃ نے مخالفین صحابہ کے متعلق جو کتاب اور فتاویٰ تحریر فرمائے ہیں ان پر بھی نظر فرمائیں تو بہتر ہے۔ شکریہ۔

(ماہنامہ "رضائے مصطفےٰ" گوجرانوالہ ربیع الآخر ۱۴۰۹ھ)

''ضیاء القرآن'' میں اتحاد کا رد اور عملاً اتحاد کا معمہ؟ (قسط اول)

''رضائے مصطفیٰ'' کے گذشتہ شمارہ میں منکرین شان رسالت و مخالفین شان صحابیت پر مشتمل پروفیسری اتحاد کے چیئرمین و ترجمان پیر محمد کرم شاہ صاحب کی خدمت میں بعنوان ''پیر صاحب سے استفسار'' ہم نے دو احادیث صریحہ کی روشنی میں چھ سات شقوں پر مشتمل مضمون میں یہ عرض کیا تھا کہ ''چونکہ آپ کے پروفیسر صاحب کلمہ حق کہنے اور کسی دلیل و سوال کا جواب دینے کی اہلیت سے محروم ہیں......اس لئے آپ کی طرف ان کا ہمنوا ہونے اور مخلوط علماء کونسل کا چیئرمین ہونے کے باعث رجوع کیا گیا ہے۔ الخ

مگر افسوس کہ پیر صاحب نے بھی اپنے ممدوح و منظور نظر پروفیسر صاحب کی طرح نہ کوئی جواب دیا ہے، نہ رجوع الی الحق کا اعلان کیا ہے۔ تعجب ہے کہ اپنی ہی لکھی ہوئی باتوں پر نہ عمل کیا جاتا ہے اور نہ قول و فعل کے تضاد کا معمہ حل کیا جاتا ہے۔ پیر صاحب اپنی بزرگی و علمی مقام اور مفسر قرآن ہونے کے ناطے سے اگر پروفیسر طاہر القادری صاحب سے حق جواب نہیں دلوا سکتے تو کم از کم خود تو صورت حال کی وضاحت کرنا اور اپنے اتحاد کی احادیث مبارکہ سے مطابقت کرنا ان پر ضروری ہے اور اگر وہ جواب دینے کی زحمت گوارا نہیں فرما سکتے تو پھر اپنے قول و فعل کے تضادات کے معموں سے ہی اہلسنت کو معاف رکھیں اور عوام کو تذبذب میں مبتلا نہ کریں بلکہ غیرت عشق اور مسلک اہلسنت پر ثابت قدمی کا سبق دیں۔

بہرحال گذشتہ استفسار کے جواب کی یاددہانی کرانے کے بعد ہم پیر صاحب کی تفسیر ''ضیاء القرآن'' کی روشنی میں ان سے مزید استفسار کرنا چاہتے ہیں کہ جب آپ نے آیت خداوندی کی تفسیر میں جا بجا بدمذہبوں اور گمراہ فرقوں سے اتحاد کا رد کیا ہے اور ان سے

اجتناب و بُعد کا فتویٰ دیا ہے تو اب پروفیسر صاحب کے زیر اثر شیعہ، دیابنہ، وہابیہ سے آپ کے اتحاد کا کیا جواز ہے۔ کیا شیعہ، دیابنہ، وہابیہ اپنے عقائد باطلہ کی بناء پر بدمذہب گمراہ نہیں یا پیر صاحب کی تفسیر و فتویٰ منسوخ ہو گیا ہے؟ ملاحظہ ہو مخالفین شانِ صحابہ کے ردّ میں ماہنامہ ''ضیاء حرم'' کے چار چار سو صفحات کے ضخیم ''صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نمبر'' اور ''فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نمبر'' کے علاوہ تفسیر ضیاء القرآن میں جابجا اس اتحاد کا کیسا رد کیا گیا۔

پہلی آیت:

حتی یمیز الخبیث من الطیب (جب تک الگ الگ نہ کر دے پلید کو پاک سے) کے تحت لکھا ہے:

''حکمت الٰہی اس بات کی روادار نہیں کہ مخلص و منافق آپس میں ملے جلے رہیں بلکہ ان کو الگ الگ کرنا ضروری ہے''۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد ۱، ص ۲۹۶)

دوسری آیت:

فلا تقعدوا معھم (تو مت بیٹھو ان کے ساتھ) کے تحت لکھا ہے:

''تمام گمراہ فرقوں کی مجلسوں اور جلسوں میں بیٹھنے کا یہی حکم ہے کہ جو شخص ایسی مجلسوں میں شرکت کرتا ہے وہ بھی گناہ میں برابر شریک ہوتا ہے، کیونکہ صحبت کا اثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

تیسری آیت:

فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین (مت بیٹھو یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے پاس) کے تحت لکھا ہے کہ ''آج کل کی عام گمراہی کی بہت بڑی وجہ ہے کہ لوگ اس حکم پر عمل نہیں کرتے اور بدعقیدہ لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے میں کوئی ضرر نہیں

سمجھتے۔ نتیجہ وہی نکلتا ہے کہ متعدی مرض کے مریض کے پاس بیٹھنے والا بھی اس مرض کا شکار ہو جاتا ہے۔ (ضیاء القرآن جلد ا، ص ۵۶۷)

چوتھی آیت:

لا تعلمهم نحن نعلمهم سنعذبهم مرتين کے تحت لکھا "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام جمعہ کے روز خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے فلاں! اُٹھو یہاں سے نکل جاؤ تم منافق ہو، چنانچہ ان کے نام لے لے کر انہیں نکال دیا اور ان کو رسوا کیا۔ یہ پہلا عذاب تھا۔ دوسرا عذاب قبر میں ہوگا

(تفسیر روح المعانی وغیرہ)

اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن بھرے مجمع میں ان کے نام لے لے کر نکل جانے کا حکم فرمایا۔

(ضیاء القرآن جلد۲، ص ۲۴۹)

اور **لا تعلمهم** میں جو علم کی نفی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بتائے بغیر خود بخود انہیں نہیں جانتے اور ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو علم ہے وہ اللہ تعالیٰ کا سکھایا ہوا ہے"۔

(ضیاء القرآن، جلد۲، ص ۲۴۹)

پانچویں آیت:

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (اور مت جھکو ان کی طرف جنہوں نے ظلم کیا ورنہ چھوئے گی تمہیں بھی آگ) کے تحت لکھا ہے۔ یہاں مقصد یہ ہے کہ ظالموں کی مداہنت (خوشامد) مت کرو۔ علامہ بیضاوی نے فرمایا کہ لا

تمیلوا الیهم ادنی میل۔ ان کی طرف تھوڑا سا قلبی میلان بھی مت کرو۔ ابو العالیہ نے کہا کہ **لا ترضوا اعمالهم** (قرطبی) ان کے اعمال کو پسند نہ کرو۔ اس آیت سے صراحتہً معلوم ہوا کہ ان بدمذہبوں کے پاس بیٹھنا اور ان کی مجلس و جلوسوں میں شرکت کرنا عذاب الٰہی کا باعث ہے۔ ہم اپنی نادانی سے ان کی صحبت کو بے ضرر خیال کرتے ہیں اور اپنی سادہ لوحی سے بے دھڑک ان کے پاس آمد و رفت رکھتے ہیں لیکن ہم نہیں سمجھتے کہ وہ ہر وقت اس موقع کی تاڑ میں رہتے ہیں جبکہ وہ پھونک مار کر تمہارے ایمان کی شمع کو گل کر دیں۔ اس لئے اہل اسلام کا یہ فرض ہے کہ وہ ان بدعقیدہ لوگوں کی صحبت سے احتراز کریں اور اپنے ایمان کی حفاظت کریں۔ نیز اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اُن لوگوں کی سنگت کرنا اور ان کی تقویت کا باعث بننا جو لوگوں کے حقوق تلف کرتے ہیں، یہ بھی شرعاً ناجائز ہے۔ تمہاری تائید و اعانت صرف ان لوگوں کیلئے ہونی چاہیئے جو صحیح عقیدہ کے علمبردار ہیں اور اپنی عملی زندگی میں عدل و انصاف کی قدروں کو سربلند دیکھنے کیلئے کوشاں ہیں۔ مذاہب باطلہ کی فرقہ بازیاں سیاسی جتھہ بندیاں اور قبائلی تعصب ملت کیلئے تباہ کن ہیں۔ (ضیاء القرآن جلد۲، ص ۳۹۶)

پیر صاحب یاد فرمائیں کہ انہوں نے کلام خداوندی کی روشنی میں بدعقیدہ و بدمذہب ظالموں کے ساتھ اتحاد و میل و ملاپ اور ان کی صحبت و مجلس کا کتنا شدید رد فرمایا ہے اور اس کے بعد اگر وہ طاہر القادری کو راہ راست پر نہیں لا سکتے تو کم از کم خود ہی مخلوط کونسل سے مستعفی ہو جائیں۔

(ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ ص ۷۔ ۶۔ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ)

"ضیاء القرآن" میں مخالفین کا ردّ اور عملاً اتحاد چہ معنی دارد؟: (وسط دوم)

"رضائے مصطفےٰ" کے گذشتہ شمارہ میں بعنوان "تفسیر القرآن میں اتحاد کا ردّ اور عملاً اتحاد کا معمہ" اور اس سے قبل کے شمارہ میں "پیر صاحب سے استفسار" شائع ہو چکا ہے اور یہ اس لئے کہ پیر صاحب نے اپنے رفیق خاص پروفیسر طاہر القادری کی صلح کلیت کے زیر اثر لاہور میں ولادت باسعادت کی بارہویں پاک رات میں ناپاک اور گستاخانہ عقائد رکھنے والے فرقوں کے علماء سے نہ صرف عملاً اتحاد کیا بلکہ اس اتحاد کی "مخلوط علماء کونسل" کے چیئرمین بھی منتخب ہوئے۔ اس لئے پیر صاحب پر لازم وفرض تھا کہ وہ ہمارے استفسار اور "ضیاء القرآن" کے پیش کردہ حوالہ جات کی روشنی میں اپنے اتحاد کا شرعی جواز پیش کر کے اپنا اور اپنے رفیق خاص کا حق بجانب ہونا ثابت کرتے یا رجوع الی الحق فرما کر اس نام نہاد اتحاد سے اظہار برأت فرماتے اور مخلوط کونسل سے مستعفی ہونے کا اعلان کرتے مگر افسوس کہ بایں بزرگی و مفسر قرآن ہونے کے پروفیسر کی طرح پیر صاحب بھی خاموش ہیں۔ حالانکہ حق بیانی سے خاموشی ان کے شایان شان نہیں ہو سکتا ہے کہ پیر صاحب اور ان کے پروفیسر صاحب ہمیں حقیر وصغیر تصور کر کے اپنے سٹینڈرڈ کا نہ سمجھ کر نظر انداز فرما رہے ہوں مگر انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اگرچہ ہم چھوٹے ہیں لیکن بفضلہ تعالیٰ ہمارا موقف اور ہمارے دلائل بہت بڑے ہیں۔ خصوصاً جبکہ خود یہ دلائل ان کی تفسیر و مسلمات سے پیش کئے جا رہے ہیں۔ لہٰذا ان کا جواب شرعاً اخلاقاً ضروری ہے اور استفسار کی تیسری قسط حاضر خدمت ہے۔

آیت مبارکہ:

محمد رسول اللہ والذین معہ کے تحت مخالفین صحابہ شیعہ شنیعہ کے متعلق لکھا ہے "آج بھی صحابہ کرام سے محبت وعقیدت ایمان کی علامت ہے اور ان

سے کینہ وعداوت ان کی بدگوئی اور غیبت ان کے حیرت انگیز کارناموں کا انکار اور ان پاکیزہ ہستیوں پر طرح طرح کی الزام تراشیاں وہی لوگ کرتے ہیں جن کی مذمت سے قرآن کریم بھرا ہوا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا کہ ایک ایسا گروہ پیدا ہوگا جن کے دلوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بغض وعناد ہوگا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی اپنی اُمت کو اس گروہ کی شرانگیزیوں سے آگاہ کر دیا۔ جو لوگ کسی غلط فہمی کے باعث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارہ میں سوء ظن میں مبتلا ہیں انہیں چاہیئے کہ **لیغیظ بھم الکفار** کے جملہ میں غور کریں اور ارشادات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو غور سے پڑھیں...... بعض لوگوں کے دلوں میں اسلام سے عداوت کی جڑیں اتنی گہری ہیں کہ وہ حق سننے اور دیکھنے سے گریزاں ہیں۔ (ضیاء القرآن جلد۴، ص۵۷۲۔۵۷۱ ملخصاً)

ثانی اثنین اذ ھما فی الغار کے تحت لکھا ہے کہ ستیاناس ہو تعصب اور ہٹ دھرمی کا کہ یہ دل کے خلوص عقل سے فہم زبان سے اعتراف حق اور قلم سے اظہار صداقت کی جرأت سلب کر لیتی ہے...... اور انسان ایسی بہکی بہکی باتیں کرنے لگتے ہیں کہ سننے والے مارے شرم کے پانی پانی ہو جاتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر بلکہ تحریف کرتے ہوئے بعض شیعہ علماء نے جو کچھ لکھا ہے وہ اس کی ایک دردناک مثال ہے۔ مناسب تو یہ تھا کہ ضیاء القرآن کے صفحات ایسی بے معنی مباحث سے پاک رہتے لیکن محبت اہل بیت کی آڑ میں قصر اسلام کو منہدم کرنے کی جو ناپاک کوششیں ہو رہی ہیں ان کا تقاضہ یہ ہے کہ ان باتوں کو بھی زیر بحث لایا جائے تاکہ سادہ لوح عوام کسی غلط فہمی کا شکار ہو کر متاع ایمان کو گم نہ کر بیٹھیں۔ **واللہ ولی التوفیق**

بعض شیعہ مصنفین نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو داغدار کرنے کے جنون میں آیت طیبہ پر اس طرح طبع آزمائی کی ہے کہ دل لرز اُٹھتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی توفیق ساتھ چھوڑ دیتی ہے تو انسان ایسی ہی بے سروپا باتیں کرنے لگتا ہے...... اگر آج کل بے عمل ''مسلمان'' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر زبان طعن دراز کرنے کی جرأت کرتا ہے تو وہ اپنا ہی کچھ بگاڑتا ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں کمی نہیں ہو سکتی...... اور کوئی صاحب ایمان ایسا کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ راہ حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور شمع جمال مصطفوی کے پروانوں کی عزت و احترام اور پیروی کی سعادت سے بہرہ اندوز کرے۔ آمین

(تفسیر ضیاء القرآن ج ۲ ص ۲۱۳)

بیعت رضوان: کے بیان کے تحت لکھا ہے کہ ''اگر کوئی بد باطن یا کم فہم ان (صحابہ) سے برہم یا ناراض ہوتا ہے تو ہوتا رہے ان کی شان رفیع میں گستاخی کرتا ہے تو کرتا رہے۔ اس طرح وہ اپنا نامہ اعمال سیاہ کرے گا' ان نفوس قدسیہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

(ضیاء القرآن جلد ۴، ص ۵۵۶)

شیعہ کے بعد وہابیہ: کے متعلق بھی پیر کرم شاہ صاحب نے اپنی تفسیر میں جابجا پُر زور رڈ فرما کر بھولے بھالے سنی مسلمانوں کو ان کی گستاخانہ ذہنیت سے خبردار کیا ہے (ملاحظہ فرمائیے) ''جو لوگ (علم غیب) کو یہاں تک تنگ کر دیتے ہیں کہ حضور کو اور تو اور اپنے انجام کا بھی علم نہ تھا' ان کی تنگ دلی اور تنگ نظری مستحق ہزار تأسف ہے''۔

(ضیاء القرآن جلد ۱، ص ۳۰۱)

''یہ کہنا کتنی بڑی جسارت بلکہ گستاخی ہے کہ حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو

نعوذ باللہ اپنے انجام کی خبر نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نور ایمان سے محروم نہ کر دے' ورنہ حضرت انسان بایں جبہ و دستار بر سر منبر لوگوں کے سامنے اس قسم کی ہرزہ سرائی کرتے ہوئے دکھائی دیتا ہے۔ **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**

(ضیاء القرآن جلد ۲، ص ۳۱۶)

قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ماشاء اللہ کے تحت لکھا ہے...... یار لوگوں نے اس آیت کی آڑ لے کر حضور رحمۃ للعالمین' شفیع المذنبین ﷺ کے فضائل و کمالات کا انکار شروع کر دیا اور ایسی اناپ شناپ باتیں کرنے لگے جن سے دین و دانش دونوں ہی شرمندگی محسوس کرتے ہیں کہ حضور کچھ نہیں دیتے' حضور کچھ نہیں کر سکتے' بارگاہ رسالت میں اپنے دکھوں دردوں کی فریاد کرنا شرک ہے وغیرہ وغیرہ۔ (ضیاء القرآن جلد ۲، ص ۳۰۵)

لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ''جو لوگ حضور کی شان رفیع میں سوقیانہ باتیں کرتے ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم خداداد پر معترض ہوتے ہیں' ادب و احترام کو ملحوظ نہیں رکھتے...... وہ اپنے انجام کے بارے میں خود سوچ لیں...... اس جملہ میں گستاخوں کی اس محرومی و بدنصیبی کا بیان ہے۔ اس کو سن کر بھی علم و زہد کا خمار اگر نہ اُترے فضیلت و پارسائی کا طلسم اگر نہ ٹوٹے تو بد قسمتی کی انتہا ہے...... اعمال کا جو باغ تم نے لگایا تھا اسے تو بے ادبی اور گستاخی کی باد صرصر نے خاک سیاہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ (ضیاء القرآن جلد ۴، ص ۵۸۰)...... اس طرف نام نہاد خالص ''بریلوی انداز'' میں یہ تصریحات اور دوسری طرف انہی بے ادب و بدعقیدہ لوگوں سے ''اتحاد مخلوط کونسل کی چیئرمینی'' کا معمہ کتنی عجیب چیز ہے اور اپنا معمہ حل نہ کرنا اس پر مستزاد۔ (ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ ص ۸ تا ۶ جمادی الآخریٰ ۱۴۰۹ھ)

''ضیائے حرم'' فتاویٰ رضویہ کی عدالت میں

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم

جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

تحقیق مسئلہ مفقود ''زوجہ مفقود'' (گمشدہ) کیلئے چار برس کی مہلت جو حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔ جمہور ائمہ کرام اس کے مخالف ہیں' قرآن عظیم صاف صاف ارشاد فرما رہا ہے کہ **والمحصنات من النساء.** تم پر حرام ہیں وہ عورتیں جو دوسرے کے نکاح میں ہیں' اس عورت (زن مفقود) کا نکاح مفقود میں ہونا تو یقیناً معلوم اور چار برس کے بعد اس کی موت مشکوک و موہوم۔ کیا آدمی اتنی مدت میں خواہ مخواہ مر ہی جاتا ہے اس کی مرگ پر غلبہ ظن کرتا ہے؟ اور تمام ائمہ کرام کا اجماع کہ شک سے یقین زائل نہیں ہوتا تو نص قطعی (قضیہ یقینی کے) خلاف ایک موہوم بات پر کیونکر زن زید نکاح عمر میں آسکتی ہے؟ ادھر احادیث حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں اس مذہب (مالکی) کا کہیں پتا نہیں بلکہ حدیث آئی ہے تو ہمارے (احناف) ہی کے موافق آئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں؟ **امراۃ المفقود امرأتها حتی یاتیها البیان۔** مفقود کی زوجہ اسی کی عورت ہے' یہاں تک کہ اس کی موت کا خیال ظاہر ہو۔

(سنن دارقطنی عن المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ)

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

امیر المومنین مولیٰ المسلمین حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سید الفقہاء سند الائمہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی ہماری ہی طرف ہیں کہ **هی امرأة ابتلاها الله تعالیٰ فلیصبر حتی یاتیها البیان** ۔ یہ ایک عورت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بلاو

آزمائش میں مبتلا فرمایا ہے۔ اس پر لازم ہے کہ صبر کرے یہاں تک کہ شوہر کی موت و حیات ظاہر ہو۔ (رواہ عنہما عبدالرزاق فی مصنفہ)

اور قوت برقوت یہ کہ امیر المومنین امام العادلین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کہ پہلے قائل چار سال کے تھے بلکہ وہی پہلے قائل چار سال کے ہوئے بعد قول حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف رجوع فرمایا۔ **کما ذکرہ فقیہ الکوفہ ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نقلہ المحقق فی الفتح**، تو وہ دلیل کے مالکیہ کو اس قول پر حاصل تھی یعنی تقلید فاروقی وہ بھی نہ رہی اسی طرح امام شافعی رضی اللہ عنہ کہ ارشد تلامذہ امام مالک ہیں۔ پہلے قول امام مالک کے قائل تھے پھر ہمارے (احناف) ہی کے قول کی طرف رجوع لائے اور وہی ان کے مذہب میں راجح قرار پایا۔ **کمافی میزان الشریعۃ الکبریٰ ورحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ۔**

قول ضعیف تو جو اس قول کے قائل تھے ان پر بھی اس کا ضعف ظاہر ہوا جب تو اس سے رجوع کرتے آئے اور قول ضعیف پر حکم وفتویٰ جہل ومخالفت اجماع ہے۔ (درمختار)

پھر معاملہ کون سا؟ معاملہ فروج کا جس میں شریعت مطہرہ کو سخت احتیاط ملحوظ یہاں تک کہ باآنکہ اصل اشیاء میں اباحت وحلت ہے۔ فروج میں اصل حرمت ٹھہری تو ایسے امر میں ایسے قول کی طرف اپنا ایسا قوی و مدلل مذہب چھوڑ کر جانا کیسی کھلی بے احتیاطی ہے (اس تفصیل کے باوجود) حنفی قاضی اگر قول امام مالک پر ہی عمل کیجئے تو اوّل تو یہاں قاضی مالکی کہاں اور قاضی حنفی اپنے خلاف مذہب کیوں حکم دینے لگا۔ غرض خلاصہ مقصود یہ ہے کہ اللہ سے ڈرے۔ اللہ سے ڈرے۔ اور امر فروج کو سہل نہ جانے نہ فقدان شوہر کو مرگ شوہر کے پلے میں رکھے۔

محارم:

اگر (زوجہ مفقود) کی خبر گیری کر سکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا ثواب عظیم لیں اپنی بیٹی بہن کے بے ثبوت بیوگی نکاح غیر کی بلائیں، نہ پڑنے دیں؟ یہ دینی حکم ہے اور اپنی ناموس کے خواص حرام وحلال کا معاملہ۔ اس میں ذرا غیرت وحمیت کو کام میں لائیں اور سمجھ بوجھ کر انجان نہ بنیں۔ **وباللہ التوفیق وھو الھادی الی سواء الطریق۔**

"فتویٰ ثانی" (مذہب) ائمہ حنفیہ جمہور ائمہ کرام میں زن مفقود پر انتظار فرض ہے اور اس کی تقدیر مفتی بہ مؤید بہ حدیث صحیح یہ ہے کہ روز ولادت مفقود سے ۷۰ سال گزر جائیں...... ورنہ (نکاح مفقود) حرام حرام حرام۔ اللہ عزوجل قرآن مجید میں فرماتا ہے: **والمحصنت من النساء** (واللہ تعالیٰ اعلم)۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۸، ص ۱۱۶)

"بہار شریعت" میں صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ "مفقود کی مقدار یہ ہے کہ اس کی عمر سے ۷۰ برس گزر جائیں۔ اب قاضی اس کی موت کا حکم دے گا اور عورت عدت وفات گزار کر نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے۔

(بحوالہ فتح القدیر، بہار شریعت جلد اوّل، ص ۱۸)

سبحان اللہ! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کی قرآن کریم و حدیث پاک اور فقہ شریف پہ کتنی گہری نظر اور کیسی تحقیقی فتوی نویسی ہے اور مسئلہ مفقود الخبر کو کتنی تفصیل وجامعیت سے تحریر فرمایا ہے۔ (**جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء**)

جبکہ پیر محمد کرم شاہ کی زیر سرپرستی شائع ہونے والے ماہنامہ "ضیاء حرم" نے ماہ رمضان کے شمارہ میں فتاویٰ رضویہ کے برعکس اس مسئلہ میں مذہب مالکی کے ضعیف و مرجوح مؤقف پر مبنی مذہب حنفی کے خلاف ایک غیر تحقیقی زنانہ فتویٰ شائع کر کے بہت

غلط تاثر دیا ہے۔ لہٰذا اہل علم واہل ذوق وتحقیق پسند حضرات "ضیاء حرم" کے خلاف تحقیق "زنانہ فتویٰ" کے متعلق "فتاویٰ رضویہ" کی عدالت "بہار شریعت" کا فیصلہ پڑھیں اور غلط فہمی وغلط تاثر سے بچیں۔

تعجب ہے کہ "ضیاء حرم" کے "زنانہ فتویٰ" میں یہ تسلیم کرنے کی باوجود کہ مذہب حنفی وامام اعظم ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کا وہی فتویٰ ہے جو فتاویٰ رضویہ میں مدلل و مفصل طور پر مذکور ہوا پھر بھی اسے نامناسب ونادرست قرار دے کر مالکی مذہب کو حنفی مذہب پر ترجیح دی ہے۔ **فیا للعجب و ضیعة الادب۔**

علاوہ ازیں "ضیاء حرم" کے فتویٰ میں کہا گیا ہے کہ قرآن کریم میں اس مسئلہ کے متعلق کوئی صریح حکم نہیں ہے اور نہ ہی احادیث میں۔ نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی یہی رائے بیان کی گئی ہے کہ مفقود کی بیوی چار سال تک انتظار کرے۔ حالانکہ "فتاویٰ رضویہ" میں اس سے حضرت عمر کا رجوع بھی ثابت کیا ہے اور اس مسئلہ میں قرآن وحدیث سے بھی حکم بیان کیا گیا ہے۔ بہرحال مذہب امام اعظم ابوحنیفہ ہی ہر طرح مدلل ومؤید ومحتاط ہے اور اس کے خلاف "ضیاء حرم" کا زنانہ فتویٰ خلاف تحقیق و خلاف مذہب حنفی ہے جو احناف اہلسنّت کیلئے قابل عمل ولائق توجہ نہیں۔

مسئلہ طلاق ثلاثہ:

روزنامہ جنگ لاہور ۲۸ جنوری کی اشاعت میں ایک وہابی مولوی نے پیر محمد کرم شاہ صاحب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ "انہوں نے ایک مستقل رسالہ میں بڑی شدو مد کے ساتھ اس مسلک کی تائید کی ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک طلاق شمار کیا جائے" اگر واقعی پیر صاحب کا غیر مقلدین وہابیہ کی موافقت میں یہی مؤقف ہے تو

''الاعتصام'' لاہور نے بھی اشاعت میں پیر صاحب کے حوالہ سے وہابی مذہب کو فروغ دیا ہے۔

علاوہ ازیں ماہنامہ ''رضائے مصطفے'' نے بھی اپنے گذشتہ شمارہ میں پیر صاحب کو ان کے مؤقف کی وضاحت کیلئے توجہ دلائی مگر افسوس کہ پیر صاحب نے حلال وحرام کے اتنے بڑے مسئلہ میں کوئی احساس واظہار نہیں فرمایا۔ یہ ٹھیک ہے کہ پیر صاحب بڑی نامور شخصیت کے مالک ہیں لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ وہابی اپنے باطل مذہب کے فروغ کیلئے اجماع امت واہلسنت کے خلاف پیر صاحب کا نام بطور ہتھیار استعمال کریں۔ روزنامہ ''جنگ'' لاہور کثیر الاشاعت اخبار میں پیر صاحب کے نام سے غلط تاثر دیں۔ عوام اہلسنت کو ورغلائیں، اور تین طلاقوں کے بعد بے نکاحی عورت رکھنے کی ترغیب دیں اور پیر صاحب بار بار توجہ دلانے کے باوجود خاموش رہیں۔ ایسا تو نہیں ہونا چاہیئے اتنی بڑی شخصیت کو اپنا مافی الضمیر کھل کر بیان کرنا چاہیئے اور ان کے نام سے غیر مقلدین اہلسنت میں جو انتشار وبے چینی پھیلا رہے ہیں اس کا فوری ازالہ اور وہابی مذہب کے فروغ وتین طلاقوں کے بعد حرامکاری کی ترغیب کا سد باب کرنا چاہیئے۔

پیر صاحب پر شرعی، اخلاقی، اصولی ومنصبی طور پر یہ لازم ہے کہ وہ مذکورہ صورت کو معمولی سمجھ کر خاموش نہ رہیں۔ بلکہ واضح طور پر بتائیں کہ طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں وہ سواد اعظم اہلسنت، اپنے شیخ طریقت، اجماع امت اور حضور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ہمنوا اور پیروکار ہیں یا معاذ اللہ امام الوہابیہ ابن تیمیہ کے ہمنوا وپیروکار؟ جو کہ خود گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا جیسا کہ کتاب التحقیق فی التطلیق میں تحقیق کی گئی ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔ (ماہنامہ رضائے مصطفے گوجرانوالہ ذیقعدہ ۱۴۱۶ھ ص ۱۴)

ماہنامہ ''ضیائے حرم'' اور مودودی وہابی بدبخت کی تعزیت:

ماہ شعبان کی اشاعت میں رسالہ ''تکبیر'' کراچی کے سابق ایڈیٹر صلاح الدین کے قتل پر اپنے اداریہ میں انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ''مینارہ نور'' قرار دیا ہے اور یہ جانتے ہوئے ان کی قصیدہ خوانی ومرثیہ خوانی کی ہے کہ وہ نجدی مودودی جماعت سے وابستہ تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ وہ ''نظریاتی لحاظ سے ایک خاص جماعت سے وابستہ تھے'' اور وہ ''خاص جماعت'' کون سی ہے۔

یہی مودودی جماعت جس کے خودساختہ نظریات ونجدی عقائد کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں بلکہ صلاح الدین کی انتہاء پسندی کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ اس نے شان رسالت وجشن میلاد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہایت دل آزار وگستاخانہ مضمون شائع کیا تھا' جس پر عاشقان شان رسالت نے شدید احتجاج کیا تھا اور بعض نوجوان دفتر تکبیر پر حملہ آور بھی ہوئے تھے جبکہ صلاح الدین نے (بقول رسالہ اہلحدیث لاہور) یہ وصیت کی ہوئی تھی کہ میری وفات کے بعد ختم قل اور تیجہ وغیرہ کی کوئی رسم ادا نہ کی جائے۔ ایک طرف صلاح الدین کا ایسا تعصب اور دوسری طرف ''ضیائے حرم'' کی طرف سے ایسے شخص کیلئے قصیدہ گوئی ومرثیہ خوانی پر سوائے اس کے کیا کہا جائے کہ ''ضیاء حرم'' کا یہ اداریہ ضیاء حرم اور ضیاء القرآن کی ضیاء سے محرومی ہے اور ''ضیائے حرم'' کا یہ تاریک پہلو ہے۔

تعجب ہے کہ شہید اہلسنت مولانا محمد اکرم رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے عظیم المیہ پر رسالہ ''تکبیر'' سمیت کوئی نجدی مودودی وہابی رسالہ ٹس سے مس نہ ہوا لیکن صلاح الدین کے قتل پر ''ضیائے حرم'' مرثیہ خوانی پر مجبور ہوگیا۔

دیکھ مسجد میں شکست رشتہ تسبیح شیخ
بتکدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ

(ماہنامہ ''رضائے مصطفے گوجرانوالہ ص ۲۰، شعبان وشوال ۱۴۱۵ھ)

ماہنامہ ضیائے حرم اور بلغۃ الحیران کے گستاخانہ عقائد

ماہنامہ ''ضیاء حرم'' ماہ جون وغیرہ پر ''مختلف تفسیری رجحانات'' کے عنوان سے کسی غیر معروف وغیر محقق ''محمد یونس مئو'' کا مضمون دیکھنے کا اتفاق ہوا، معلوم ہوتا ہے کہ مضمون نگار دیوبندی مکتب فکر سے متاثر ہیں، اس لیے بعض دیگر دیوبندی علماء کے حوالہ و مشہوری کے علاوہ ان کے یہ الفاظ ادارہ ضیاء حرم اور علماء اہلسنت کی خصوصی توجہ اور غور وفکر کے مستحق ہیں۔ مئو صاحب لکھتے ہیں:

''اور میں تفسیر مولانا غلام اللہ کی جواہر القرآن ہے نیز مولانا حسین علی کی تفسیر بلغۃ الحیران بھی ربط آیات اور سورہ میں مشہور ہے'' **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ**

کہاں اکابر مفسرین کی مشہور ومقبول ومستند تفاسیر مبارکہ اور کہاں مولوی غلام خان کی نام نہاد جواہر القرآن اور اس کے استاذ مولوی حسین علی کی ''بلغۃ الحیران'' اور پھر ان کی اکابر مفسرین کی تفاسیر مبارکہ کے ساتھ پیوند کاری۔

ع..... بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

یاد رہے: کہ یہ وہی حسین علی واں بھچروی ہے جو تاجدار گولڑہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مناظرہ میں شکست کھا کر بھاگ گیا تھا۔ اس نے گمراہ کن کتاب ''بلغۃ الحیران'' میں جو عقائد باطلہ و گستاخانہ عبارات لکھی ہے۔ غزالی زماں علامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور ومقبول کتاب ''الحق المبین'' میں بدیں الفاظ ان کی نشاندہی کی ہے:

اوّل: دیوبندی حضرات کے مقتدا مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگرد رشید مولوی حسین صاحب اور ان کے شاگرد بعض دیگر علماء دیوبند کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو

اپنے کاموں کا علم پہلے سے نہیں ہوتا بلکہ بندوں کے کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو ان کے کاموں کا علم ہوتا ہے۔ مولوی حسین علی صاحب اپنی تفسیر بلغۃ الحیران ص ۱۵۷، ۱۵۸ پر ارقام فرماتے ہیں ''اور انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں'' اور اللہ تعالیٰ کو پہلے سے کوئی علم بھی نہیں ہوتا کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا اور آیات قرآنی جیسا کہ وسیعلم الذین وغیرہ بھی اور احادیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں''۔.....الخ۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

دوم: کبراء علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ قرآن کریم نے کفار کو اپنی فصاحت اور بلاغت سے عاجز نہیں کیا تھا اور فصاحت و بلاغت سے عاجز کرنا علماء دیوبند کے نزدیک کوئی کمال بھی نہیں چنانچہ مولوی حسین علی صاحب اپنی کتاب بلغۃ الحیران ص ۱۲ پر لکھتے ہیں:

''یہ خیال کرنا چاہئے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت و بلاغت سے نہ تھا کیونکہ قرآن خاص واسطے کفار فصحا بلغاء کے نہیں آیا تھا اور یہ کمال بھی نہیں''۔

(والعیاذ باللہ تعالیٰ)

سوم: دیوبندی حضرات کو ایسی خوابیں نظر آتی ہیں جن میں وہ (معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ کو گرتا ہوا دیکھتے ہیں اور پھر حضور کو گرنے سے روکتے اور بچاتے ہیں۔ دلیل کے طور پر مولوی حسین علی صاحب کا ارشاد بلغۃ الحیران ص ۸ پر دیکھئے (ترجمہ) ''اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حضور گر ﷺ رہے ہیں تو میں نے حضور ﷺ کو روکا اور گرنے سے بچالیا''۔

چہارم: دیوبندی علماء کے پیشوا مولوی حسین علی صاحب کے نزدیک رسول

اللہ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی مطلقہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بغیر عدت گزارے نکاح کرلیا۔ بلغۃ الحیران ص ۲۶۷ پر ہے۔ ''اور قبل الدخول طلاق دو تو اس عورت پر عدت لازم نہ ہوگی جیسا کہ زینب کو طلاق قبل الدخول دی گئی اور رسول اللہ ﷺ نے اس اس سے بلاعدت نکاح کرلیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ کیسی جہالت و بارگاہ رسالت میں گستاخی اور بہتان تراشی ہے۔ (استغفراللہ)

پنجم: علماء دیوبند کے مذہب میں فرشتوں اور رسولوں کو طاغوت کہنا جائز ہے مولوی حسین علی اپنی تفسیر بلغۃ الحیران کے ص۴۳ پر لکھتے ہیں: ''اور طاغوت کا معنی **کلما عبد من دون اللہ فھو الطاغوت** اس معنی بموجب جن اور ملائکہ اور رسولوں کو طاغوت بولنا جائز ہوگا''۔ استغفراللہ

ششم: دیوبندی حضرات کے نزدیک مفسرین جھوٹے ہیں مولوی حسین علی صاحب بلغۃ الحیران کے ص۱۵ پر لکھتے ہیں:

''**ادخلوا الباب سجدا**'' باب سے مراد مسجد کا دروازہ ہے جو کہ نزدیک تھی اور باقی تفسیروں کا کذب ہے۔

ہفتم: دیوبندی علماء کرام یا شیخ عبدالقادر کہنے والوں کو کافر، مرتد، ملعون۔ جہنمی کہتے ہیں پھر جو شخص جان بوجھ کر انہیں ایسا نہ کہے اس کو بھی ویسا ہی کافر، مرتد، ملعون اور زانی جہنمی قرار دیتے ہیں اور ان کے نکاح کو باطل سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے! فتویٰ مندرجہ بلغۃ الحیران ص۱۱۲۔

بلغۃ الحیران: کہ مذکورہ عقائد باطلہ کے باوجود کس قدر افسوس و تعجب کی

بات ہے کہ ''ضیاء حرم'' کے صفحات کو ''بلغۃ الحیران'' ایسی گستاخانہ عقائد باطلہ پر مشتمل گمراہ کن کتاب کے ذکر سے داغدار کیا گیا ہے اور تفاسیر قرآن کے ضمن میں اس کا حوالہ دے کر غلط تاثر دیا گیا ہے۔ کاش! کہ ادارہ ''ضیاء حرم'' کتاب ''الحق المبین'' کے حوالہ سے بلغۃ الحیران کے گمراہ کن عقائد کا ازالہ کرے اور قارئین ضیاء حرم کو تصویر کا دوسرا رُخ بھی دکھائے۔ (رضائے مصطفیٰ اکتوبر ۲۰۰۳ء)

ماہنامہ ''ضیاءِ حرم'' اور نام نہاد تفسیر

جواہر القرآن کے گستاخانہ عقائد

جیسا کہ ''رضائے مصطفیٰ'' کے گذشتہ شمارہ شعبان و اکتوبر میں ''ضیاءِ حرم'' کے مضمون نگار محمد یونس مئو کے حوالہ سے نام نہاد تفسیر ''بلغتہ الحیران'' کے گستاخانہ عقائد باطلہ کا ردّ کیا گیا تھا اور ادارہ ''ضیاءِ حرم'' کو اس کے ازالہ و تردید کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔ اسی طرح مئو صاحب کے مضمون میں چونکہ مشہور غالی دیوبندی مولوی غلام خان کی نام نہاد تفسیر ''جواہر القرآن'' کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ''جواہر القرآن'' کا بھی ''بلغتہ الحیران'' کی طرح ردّ کیا جائے تاکہ ''ضیاءِ حرم'' میں اس کے حوالہ و تذکرہ سے کسی کو مغالطہ نہ ہو۔ یاد رہے کہ مولوی غلام خان کی کتاب ''جواہر القرآن'' میں خالص نجدی و خارجی ذہنیت کے تحت کفار و مشرکین اور بتوں کی مذمت میں نازل ہونے والی آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کیا گیا ہے اور کافر و مشرک قرار دیا گیا ہے اور محبوبانِ خدا حضرات انبیاء و اولیاء پر چسپاں کر کے ان کے کمالات و تصرفات و علوم مبارکہ کی بڑی شقاوت و خباثت قلبی کے تحت نفی کی گئی ہے اور یہاں تک دریدہ دہنی کی گئی ہے کہ معاذ اللہ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نفع و نقصان دینے کی طاقت اور نہ ہی غیب جاننے کی طاقت اللہ جل شانہٗ کی طرف سے دی گئی ہے۔

نبی کو جو حاضر و ناظر کہے
بلاشک شرع اس کو کافر کہے

(جواہر القرآن ص ۱۴۱)

ایسی وہابی خارجی گستاخانہ عقائد باطلہ اور تفسیر سے ''جواہر القرآن'' بھری پڑی ہے اور

بڑے تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ ''ضیاءِ حرم'' میں ایسی کتاب کو تفسیر کی حیثیت سے ذکر کیا ہے اور پھر ان کا اکابر مفسرین کی تفاسیر مبارکہ سے پیوند کاری کی گئی ہے۔ **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** ۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ مولوی غلام خان ایسا غالی دیوبندی خارجی تھا کہ خود علماء دیوبند نے بھی اس کا ردّ بلیغ کیا ہے اور اس کے خلاف فتویٰ جاری کیا ہے۔ چنانچہ ایک ضخیم کتاب ''ہدایۃ الحیران فی جواہر القرآن'' کے تعارف میں لکھا ہے کہ ''تفسیر جواہر القرآن'' مؤلف مولانا غلام خان کی ان مقامات پر گرفت کی گئی ہے۔ جہاں ان کا خلاف حق و تحقیق ہونا بالدلیل ثابت ہو گیا' جس میں مؤلف ''جواہر القرآن'' نے اہلسنّت و جماعت اکابر علماء دیوبند کی تحقیقات کے خلاف راہ اختیار کی ہے اور جادہ مستقیمہ سلف صالحین کے نقش قدم سے انحراف کیا ہے۔ اس سے مولوی غلام خان کی گمراہی و بے دینی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خود علماء دیوبند نے بھی اس کے عقائد باطلہ نظریات فاسدہ سے اتفاق نہیں کیا بلکہ اس کا ردّ بلیغ کیا ہے۔

فتویٰ:

اور مولوی غلام خان کے خلاف ایک اشتہار بھی شائع ہوا ہے کہ ''مولوی غلام خان علماء دیوبند کی نظر میں'' جس میں کہا گیا ہے کہ مولوی غلام خان نہ دیوبندی ہے' نہ بریلوی۔ یہ ایک جدید فتنہ انگیز طائفہ کا بانی ہے۔ مسلمانوں کو خبردار رہنا چاہیئے' مولوی غلام خان اور اس کے ہم خیالوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمہ ہے۔ ان کو مساجد کا امام نہ بنایا جائے' دین کی حفاظت کے لئے ان سے سلام و کلام بند کر دینا چاہیئے۔

حرف آخر:

کاش کہ ادارہ ''ضیاء حرم'' تفصیل مذکور کے ساتھ ''جواہر القرآن'' کے گمراہ کن عقائد کا ازالہ کرے اور قارئین ''ضیاء حرم'' کو تصویر کا دوسرا رُخ بھی دکھلائے تا کہ کوئی مسلمان ''ضیاء حرم'' کے صفحات پر نام نہاد تفسیر ''جواہر القرآن'' کے ذکر سے دھوکا نہ کھائے اور اس سے متاثر نہ ہو۔ وما علینا الا البلاغ المبین

(ماہنامہ رضائے مصطفٰے گوجرانوالہ نومبر ۲۰۰۳ء)

===========

حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب کرم فرمائیں

شہرہ آفاق شخصیت حضرت پیر کرم شاہ کا علمی و روحانی وملکی سطح پر بڑا مقام ہے۔ جس کے باعث وہ محتاج تعارف نہیں، مگر قدرت جن کو بڑا مقام دے انہیں خود کو بڑا سمجھ کر دوسروں کو حقیر و ناقابل اعتناء نہیں سمجھنا چاہیئے۔ اور اپنے سے چھوٹوں کی آواز پر بھی ''لبیک'' کہنا چاہیئے۔ اور ان کی ہمدردی و دلجوئی کرنی چاہیئے۔ مگر ہمارا اپنا تجربہ ہے۔ کہ کسی دینی علمی مسئلہ میں پیر صاحب کی طرف رجوع کیا جائے۔ تو وہ دلجوئی نہیں فرماتے، اور جوابی خطوط وملفوف کا جواب عنایت فرمانے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتے۔ اور یہی تلخ تجربہ ان کے صاحبزادہ والاشان صاحبزادہ امین الحسنات صاحب مدیر اعلیٰ ''ضیائے حرم'' کے متعلق بھی ہوا ہے۔ کہ وہ جوابی خطوط کا جواب دینا بھی اپنی کسر شان سمجھتے ہیں۔ حالانکہ کچھ نہ کچھ جواب دینا ان حضرات کی اخلاقی ومنصبی ذمہ داری ہے۔

آمدم برسر مطلب:

غیر مقلد وہابی رسائل موقع بموقع بیک وقت تین طلاقوں کو ابن تیمیہ کی پیروی میں ایک طلاق رجعی قرار دیتے ہیں اور اس سلسلہ میں پیر کرم شاہ صاحب کو بھی اپنا ''گواہ'' بنا کر پیش کرتے اور سینوں پر اتمام حجت کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ اور جب ہم اس سلسلہ میں پیر صاحب سے گزارش کرتے ہیں۔ کہ وہ بقلم خود اس گتھی کو سلجھائیں کہ کیا واقعی مسئلہ ہذا میں وہ بھی ابن تیمیہ کے پیروکار ہیں یا غیر مقلدین ان کا نام غلط استعمال کرتے ہیں تو ''حلال وحرام'' کے اتنے اہم مسئلہ میں پیر صاحب نہ دل کی بات زبان پر لاتے ہیں نہ غیر مقلدین کا منہ بند کرتے ہیں۔ اسی طرح منکر ختم نبوت مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کی کتاب ''تحذیر الناس'' کی پہلے تو پیر صاحب نے بڑی

تعریف وتوصیف کی، مگر اہلسنت کے احتجاج پر عرصہ دراز کے بعد پیر صاحب نے کتاب ''تحذیرالناس میری نظر میں'' لکھ کر سنیّوں کی کچھ دلجوئی تو فرمائی مگر دودھ سے مکھی نہ نکالی۔ جس کے باعث سنیّوں میں بھی اضطراب ہے۔اور دیوبندی بھی سنیوں کے مقابلہ میں پیر صاحب کا نام بطور ہتھیار استعمال کرتے رہتے ہیں۔مگر پیر صاحب ادھر بھی چشم التفات نہیں فرماتے۔اس وقت ماہنامہ ''کنزالایمان'' لاہور کا ''ختم نبوت نمبر'' ماہ ستمبر ہمارے پیش نظر ہے جس میں سید تبسم بادشاہ بخاری نے ''تحذیرالناس اور پیر صاحب کے کردار پر بڑی طویل بحث فرمائی ہے اور دیوبندیوں کے پیر صاحب کا نام ''تحذیرالناس'' اور مولوی نانوتوی کی حمایت میں استعمال کرنے کا شرح وبسط سے انکشاف کیا ہے۔ہماری صرف اتنی گزارش ہے کہ پیر صاحب گومگو کی پالیسی ترک کریں اور محض دینی خیر خواہی اور اغیار کے حملوں سے سنیوں کے تحفظ کے لیے ''ختم نبوت نمبر'' اور اس میں اپنے متعلق مضمون ضرور بالضرور ملاحظہ فرما کر کرم فرمائیں۔اور اپنے متعلق سنیوں اور دیوبندیوں کے متعلقہ شبہات کا ازالہ فرما کر اپنی شخصیت کا بھی دفاع فرمائیں۔اور اپنی اتنی بڑی شخصیت کو داغدار ومتنازعہ ہونے سے بچائیں۔

نیز اپنے ممدوح پروفیسر طاہر القادری کے عورت کی نصف دیت پر اجماع کے انکار، شیعہ وہابیہ کے پیچھے نماز کے جواز اور مخالفین صحابہ کے امام خمینی کا جینا علی رضی اللہ عنہ کی طرح اور مرنا حسین رضی اللہ عنہ کی طرح قرار دینے جیسے نظریات باطلہ کا شرعی حکم بیان فرما کر کرم فرمائیں۔(ادارہ)۔(ماہنامہ رضائے مصطفےٰ، جمادی الاخریٰ ۱۴۱۸ھ)

==========

آراء وتاثرات

جسٹس کرم شاہ بھیروی کے نظریات پر علمائے اہلسنّت کا اظہار خیال

حدیث وفقہ دانی کے ایسے گل کھلائیں جس سے تحقیق کی جگہ تضحیک کا سامان پیدا ہو۔

(رؤیت ہلال کی شرعی تحقیق ص ۱۷۶)

خلاصہ یہ کہ اہل بدعت نے مسلمانوں کو عجیب الجھن بلکہ اختلاف وانتشار میں ڈال دیا ہے اب اگر اہل بدعت کو کوئی حق کی بات کہدے تو آسمان سر پر اُٹھا لیتے ہیں کہ دیکھو اس نے ہم کو گالی دی ہے اور یہ نہیں سوچتے کہ اگر تم صحابہ کرام اور خیر القرون کے دور کو افراتفری کا دور قرار دو تو احساس نہ ہو لیکن اگر کوئی تمہیں بدعت پر ٹوکے تو تمہارا نفس آپے سے باہر ہو جائے۔ (رؤیت ہلال کی شرعی تحقیق ص ۱۵۳)

جناب مقالہ نگار اس حصر کے منکر ہیں۔ ان کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث شریف "صوموا الرؤیة" میں ادھوری بات کی ہے پوری بات نہیں کی اور موصوف نے آکر اس ادھوری بات کو ازہر کی تعلیم سے پورا کیا۔ یہ سب ازہر کی نحوست ہے جس کو پاکستان میں پھیلا جا رہا ہے۔

(رؤیت ہلال کی شرعی تحقیق ص ۱۶۱)

حیرت یہ ہے کہ موصوف جسٹس بھی ہیں لیکن شہادۃ کی ابجد سے تہی دامن ہیں۔

(رؤیت ہلال کی شرعی تحقیق ص ۱۶۲)

جناب پیر صاحب کی بے خبری اس حد تک ہے کہ اس کو بھی نہیں جاتے کہ یہ فقہاء کون ہیں؟ ورنہ یہ بے سروپا باتیں کر کے تضحیک کا سامان پیدا نہ کرتے۔

(رؤیت ہلال کی شرعی تحقیق ص ۱۶۹)

پیر صاحب کا یہ فرمان دین کے علوم سے ناواقفی بلکہ دین متین کے نسخ کر دینے کے مترادف ہے اور تمام قواعد وضوابط مسلمہ اور تصریحات کتب مذہب کے خلاف ہے۔

(رؤیت ہلال کی شرعی تحقیق ص ۱۸۹)

علامہ شامی کی عربی عبارت کا ترجمہ پیر صاحب نے بھی کیا ہے لیکن دیانت کو ذبح کرتے ہوئے ترجمہ سے "دیہات" کا لفظ ہضم کر لیا ہے اور عربی عبارت کا ترجمہ بالکل غلط کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ: "تو جہاں تک ان توپوں کی آواز پہنچے گی۔ جہاں تک ان قندیلوں کی روشنی نظر آئے گی وہاں تک لوگوں پر روزہ رکھنا فرض ہوگا۔ اسی طرح عید الفطر کا حکم ہے۔ اب اس ترجمہ میں کہیں دیہات کا ذکر نہیں ہے کیونکہ یہ ذکر پیر صاحب کے مذہب اور مقصد کے خلاف تھا لہٰذا اپنی طرف سے غلط ترجمہ کر کے ان قارئین کو دھوکا دیا جو عربی زبان سے ناواقف ہیں۔ دوسری چابکدستی یہ دکھائی کہ علامہ شامی کی عربی عبارت میں عید الفطر کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ (رؤیت ہلال کی شرعی تحقیق ص ۲۰۸)

چونکہ پیر صاحب اصول فقہ سے ناواقف ہیں اور ان کو طریقہ موجبہ اور علامت میں فرق معلوم نہیں۔۔۔ اور یہ کہنے کے بعد کوئی بڑا جاہل ہی ہوگا جو ان کو طریقہ موجبہ کہے یا طرق موجبہ میں شمار کرے۔ (رؤیت ہلال کی شرعی تحقیق ص ۲۲۲)

اور اب فقہاء کرام پر الزام تراشی کی جا رہی ہے بندہ جناب پیر صاحب کو چیلنج کرتا ہے کہ کسی فقہ کی عبارت سے ثابت کریں جس میں توپوں کی گونجدار آواز اور قندیلوں کی روشنی کو طریقہ موجبہ کہا گیا ہو یا طرق موجبہ سے شمار کیا گیا ہو۔ اگر جناب پیر صاحب فقہاء کی عبارت سے ثابت نہ کر سکیں تو اسی رسالہ ضیائے حرم کی کسی اشاعت میں اپنا توبہ نامہ شائع کریں ورنہ اس اتہام کی وجہ سے علامہ شامی اور دوسرے فقہاء کرام قیامت میں انکا گریبان پکڑیں گے۔ (رؤیت ہلال کی شرعی تحقیق ص ۲۲۲)

جناب پیر صاحب نے اپنے رسالہ میں تحریر کیا ہے: "ہمارے دار العلوم کا ایک

متوسط طالب علم بفضلہ تعالیٰ اس عبارت کو ایک دفعہ پڑھنے سے اس کا مفہوم نہ صرف سمجھ جاتا ہے بلکہ سمجھا بھی سکتا ہے"۔ تو بندہ عرض کرتا ہے کہ بلند بانگ دعوے کرنا اور بات ہے اور انہیں دلائل سے ثابت کرنا علیحدہ بات ہے۔

(رویت ہلال کی شرعی تحقیق ص ۲۲۷)

جس دارالعلوم کا پرنسپل "علامت" اور "علت موجبہ" اور "شرط" میں فرق کرنے پر قادر نہیں اور اس کی نظر کتاب "منار" پر بھی نہیں ہے اس دارالعلوم کا طالب علم تو عربی عبارت پڑھنے پر بھی قادر نہیں ہوگا۔ چہ جائیکہ علمی مشکلات حل کرے یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے جہاں متقی کی چند صفات ذکر کیں ہیں۔ وہاں جناب پیر صاحب نے اپنی تفسیر میں ان صفات کو متقی کی علامات قرار دیا ہے حالانکہ مستند مفسرین مثلاً ابوبکر جصاص نے ان صفات کو متقی کے شرائط کہا ہے۔ کیا پیر صاحب کسی مستند مفسر کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ جس نے ان صفات کو علامات قرار دیا ہو بصورت دیگر یہ سمجھا جائے گا کہ یہ تفسیر صرف پیر صاحب کے ذہن کا اختراع ہے کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ مفسر قرآن بننے کے شوق میں تحریف قرآن کا ارتکاب کیا جائے۔ جناب پیر صاحب نے جو تفسیر قرآن پاک تحریر فرمائی ہے اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ چودہ صد سال میں مفسرین سے جو عقدے حل نہ ہوئے وہ پیر صاحب نے آ کر حل کیے ہیں یا پہلی تفاسیر میں کوئی کمی تھی اور پیر صاحب نے تفسیر لکھ کر اس کمی کو پورا کر دیا بلکہ یہ تفسیر صرف نمائش کے لیے اور تحریف کے عجوبے دکھانے کے لیے تحریر کی گئی۔ (رویت ہلال کی شرعی تحقیق ص ۲۲۸)

===========

مسک الحقائق

از:

مولانا محمود احمد نعیمی

شاگرد مفتی اقتدار احمد نعیمی گجرات

الجواب المقبول بعون اللہ والرسول (جل جلالہ، وصلی اللہ علیہ وسلم):

کچھ سمجھ کر ہی ہوا ہوں موج دریا کا حریف
ورنہ میں بھی جانتا ہوں عافیت ساحل میں ہے

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله الكريم

محترم قادری صاحب اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اشاعت حق کی توفیق عطا فرمائے آپ کے ارسال کردہ اوراق کا مطالعہ کیا۔ وارثین علوم نبی کریم ﷺ نے کرم شاہ بھیروی صاحب کو اسکے نظریات کی غلطی سے آگاہ فرمایا لیکن وہ بغیر اصلاح کیے دنیا سے چلا گیا۔ رب تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے اور غوث الثقلین غوث الاعظم پیران پیر حضرت سید عبدالقادر جیلانی دستگیر قدس سرہٗ العزیز ورحمۃ اللہ علیہ سے استعانت کرتے ہوئے لکھنا شروع کرتا ہوں:

کرم شاہ بھیروی صاحب نے لکھا ہے کہ "اس طرح کی استعانت تو پاکان امت کا ہمیشہ سے معمول رہا ہے حضرت شاہ ولی اللہؒ جناب رسالت مآبؐ میں عرض کرتے ہیں۔۔۔ بانی دارالعلوم دیوبند عرض کرتے ہیں ضیاء القرآن جلد ۲۵۔

الجواب المعقول بعون اللہ والرسول

استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ عطا محمد بندیالوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب

بھکی شریف میں پڑھایا کرتے تھے تو علامہ بندیالوی صاحب سے ملاقات ہوئی بڑی شفقت سے پیش آئے فرمانے لگے کہ آج کھانا ہمارے ساتھ کھائیں کھانے کے بعد بھیروی صاحب کے بارے میں گفتگو ہوئی فرمانے لگے یہ ایک ایسا شخص ہے جس کو اس کی غلطیاں پر نشاندہی بھی کی جائے تو جواب نہیں دیتا اور اپنی غلطیاں بھی درست نہیں کرتا ہم نے عرض کیا کہ کونسی غلطی ہے جس کی آپ نے اس کو نشاندہی فرمائی ہے فرمانے لگے ضیاء القرآن جلد اول ص ۳۰ میں لکھا ہوا ہے کہ یہاں سے اَلْمُفْلِحُوْنَ تک ان متقین کی علامات بیان کی گئی ہیں جو قرآن کی ہدایت سے بہرہ ور ہوتے ہیں یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ پہلی علامت ہے کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ دوسری علامت ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ تیسری علامت ہے۔ بھیروی صاحب کا ان کو متقین کی علامت قرار دینا بہت بڑی غلطی ہے اصول ہے کہ علامت کے فوت ہونے سے معلوم فوت نہیں ہوتا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی غیب پر ایمان نہ لائے تو بھی متقی ہی رہے گا نماز قائم نہ کرے تو بھی متقی ہی رہے گا، اللہ کے دیئے ہوئے میں سے اس کی راہ میں خرچ نہ کرے پھر بھی متقی ہی رہے گا جو کچھ نبی کریم ﷺ پر نازل ہوا اور جو آپ ﷺ سے پہلے نازل ہوا اس کا منکر بھی متقی ہی رہے گا اور آخرت پر یقین نہ رکھنے والا بھی متقی ہی رہے گا، یہ قرآن مجید کی تفسیر نہیں بلکہ تحریف ہے۔ ان کو متقین کی شرائط کہنا چاہیئے اور اصول ہے **اذا فات الشرط فات المشروط** اس اصول سے معنی یہ ہوں گے کہ غیب پر ایمان لانے والا، نماز قائم کرنے والا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا، قرآن وحدیث کو ماننے والا، پہلے انبیاء علیہم السلام پر نازل شدہ کلام کو ماننے والا، آخرت پر یقین رکھنے والا ہی متقی ہے، بغیر ان کے کوئی بھی متقی نہیں ہوسکتا۔

...... بھیروی صاحب نے لکھا ہے کہ قدرت کی کرشمہ سازی ملاحظہ ہو! ایک طرف مظاہر فطرت کو اتنا حسین بنایا کہ دل بے ساختہ ان کی طرف کھچے چلے جاتے ہیں دوسری طرف ان میں اتنا غموض رکھ دیا کہ لاکھ سر پٹخئے ان کی دلکشی اور حسن کا راز معلوم نہیں ہوتا اور اس پر ستم ظریفی یہ فرمائی کہ کھوج لگانے کی تڑپ اور سراغ رسانی کی بے تابیاں مضمر کردیں۔ (ضیاء القرآن جلد ۱ ص ۱۳۰)

الجواب المعقول بعون اللہ والرسول:

اس تحریر میں رب تعالیٰ کو معاذ اللہ ظالم ٹھہرایا گیا۔

رب تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ۔ (النساء، ۴۰)

اللہ تعالیٰ ایک ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا۔

ان اللہ لا یظلم الناس شیئا۔ (یونس، ۴۴)

بیشک اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا

ولا یظلم ربک احد۔ (الکھف، ۴۹)

اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا

تمام روئے زمین پر ایک بھی مسلمان ایسا موجود نہیں جو قرآن مجید کا انکار کر کے رب تعالیٰ کو ظالم ٹھہرانے والے کو سچا ٹھہرا کر کافر ہونے کے لیے تیار ہو جائے۔

اگر کوئی شخص ایمان سے کورا ہو اور اس کا نسب نوح علیہ السلام سے ملتا ہو تو وہ بھی نجات نہیں پاسکتا۔

الجواب المعقول بعون اللہ والرسول

بھیروی صاحب نے قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کی تائید اور اس کی کتاب تحذیر الناس کی تصدیق کرتے ہوئے لکھا کہ قاسم نانوتوی نے لکھا ہے کہ ''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے'' اس کے بعد مزید اپنی طرف سے بھیروی صاحب نے لکھا ہے کہ ''آپ خود سوچیے اور بتائیے کہ ان عبارات سے مرزائیوں کو اپنی جھوٹی نبوت کے حق میں غل غپاڑہ مچانے کا موقع میسر نہیں آ گیا اگر اور بالفرض جیسے الفاظ سے صرف وہ لوگ جن کے پیش نظر تلاش حق اور بیان حق ہے وہ تو مولانا کے مقصد کلام کو سمجھنے کے لیے ان قواعد کو پیش نظر رکھیں گے کہ یہاں قضیہ فرضیہ ہے اور قضیہ فرضیہ اور ہوتا ہے اور قضیہ واقعہ حقیقیہ اور ہوتا ہے ان دونوں کے درمیان بعد المشرقین ہے لیکن ایسے جملوں کا لکھنا جن سے باطل کو تقویت ملے اور اسے اپنی دکان سجانے کا موقعہ میسر آئے ایک عالم کے لیے کسی طرح روا نہیں۔ (تحذیر الناس میری نظر میں ص ۵۰، ۵۱، جمال کرم جلد ا صفحہ ۶۸۹)

یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا نانوتوی ختم نبوت زمانی کے منکر تھے۔

(تحذیر الناس میری نظر صفحہ ۵۸ جمال کرم جلد ا صفحہ ۶۹۳)

الجواب المعقول بعون اللہ والرسول

بھیروی صاحب نے جب یہ تحریر لکھ کر شائع کی تو مدرسہ قمر العلوم گجرات کے مہتمم حضرت مولانا علامہ بشیر الدین صاحب مدظلہ العالی نے مجھے بھیروی صاحب کی کتاب ''تحذیر الناس میری نظر میں'' عنائت فرمائی۔ مطالعہ کرنے کے بعد دوبارہ حاضر خدمت ہو کر عرض کیا جناب اس کتاب میں بھیروی صاحب بہت بڑی ٹھوکر کھا کر گمراہی

کے عمیق کنویں میں اس انداز سے اوندھے، منہ کے بل گرے ہیں کہ ان کا نکلنا محال ہے فرمانے لگے اگرچہ میں بھی بھیرہ میں کرم شاہ صاحب کے درس میں پڑھتا رہا ہوں مگر میں ان کی ترجمانی نہیں کر سکتا واقعی اس کتاب میں یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ جس کو ملمع سازی کے ذریعے چھپانے کی بہت کوشش کی گئی ہے لیکن اہل علم حضرات ملمع سازی پر مطلع ہو جاتے ہیں ایسی حرکات سے سوائے خسر الدنیا والاخرۃ کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

وہ خود زندہ موجود ہیں اس لیے ان سے ہی دریافت کر لو میں اپنی عاقبت برباد نہیں کر سکتا۔

مفتی محمد اشرف القادری نعیمی مدظلہ آف مراڑیاں شریف نے مجھ سے کتاب ''تحذیر الناس میری نظر میں'' کے بارے میں فرمایا: معلوم نہیں کہ بھیروی صاحب نے اس کتاب میں چیں، چیں، چوں، چوں کا مربہ بنانے کی کیوں ناکام سازش کی ہے۔ غرضیکہ اہل حق تو اس کتاب کو دیکھتے ہی نفرین شروع کر دیتے ہیں چہ جائیکہ اس کی تصدیق کی جائے۔

ہم نے بھیروی صاحب کو لکھا:

معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز ورحمۃ اللہ علیہ کے پیش نظر تلاش حق اور بیان حق نہیں تھا اگر بالفرض آپ کو برہنہ کر کے آپ کا منہ کالا کر کے جوتوں کا ہار گلے میں ڈال کر، گدھے پر بیٹھا کر، ڈھولک بجاتے ہوئے آپ کو پورے پاکستان کے قریہ قریہ میں پھرایا جائے تو آپ کی مذمت میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ لیجیے یہ بھی قضیہ فرضیہ ہے۔

مہربانی فرما کر تصدیق فرما دیجیئے تا کہ اس کی اشاعت عام کی جائے نیز باطل تو قرآن مجید اور فرمان نبوی ﷺ سے بھی اپنی دکان سجاتا ہے۔

بھیروی صاحب کی مصدقہ کتاب تحذیر الناس میں لکھا ہوا ہے کہ

"آنحضرت ﷺ کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرح جدید نہیں ہوسکتا اور نبوت آپ کی عام ہے اور جو نبی آپ کے ہم عصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ کا ہوگا"۔

(تحذیر الناس صفحہ ۲۹)

مرزا قادیانی دجال نے لکھا ہے:

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں"۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۸)

شریعت والا کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے۔ (تجلیات الٰہی ص ۲۶)

بھیروی صاحب کی طرح مرزائی بھی نانوتوی کی تصدیق میں لکھتے ہیں کہ

"بریلوی جو ہیں وہ مولوی قاسم صاحب سے ان کی اس عبارت کی وجہ سے ناراض ہیں اصل میں یہ ان کے حسد اور بغض کا مظاہرہ ہے۔ ورنہ مولوی محمد قاسم تو ایک فرشتہ تھا"۔ (مقام مسیح موعود ص ۳)

بھیروی صاحب نے عدل کرنے کے لیے ترازو کے ایک پلڑے میں نانوتوی کو رکھا اور دوسرے پلڑے میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز ورحمۃ اللہ علیہ کو رکھا جب دیکھا کہ اعلیٰ حضرت والا پلڑا بھاری ہے تو فوراً جست لگا کر نانوتوی کے پلڑا کو بھاری کرنے کی غرض سے نانوتوی

والے پلڑے میں نانوتوی کے ساتھ جا بیٹھے۔

جمال کرم جلد ۱ صفحہ ۶۰۹ تا ۶۲۰ میں جو طلاق کے بارے میں لکھا گیا ہے اس کے مطالعہ سے یہی حقیقت سامنے آتی ہے کہ بھیروی صاحب کا موقف یہی تھا کہ ایک دم تین طلاقیں دینے سے ایک طلاق ہی واقع ہوتی ہے۔

الجواب المعقول بعون اللہ والرسول

بہر حال یک دم تین طلاقیں دینے سے تین ہی واقع ہوں گی اور یہ عورت اب بغیر حلالہ اس مرد کو حلال نہ ہوگی اس پر امام ابوحنیفہ وشافعی ومالک واحمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور سلفاً خلفاً جمہور علماء کا اتفاق ہے۔ تفصیل کے لیے استاذی المکرّم، مفتی اعظم، مفسر قرآن، شارح احادیث، حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں قدس سرہ العزیز ورحمۃ اللہ علیہ کی کتاب جاء الحق کا مطالعہ فرمائیں۔

الشیخ احمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کہنا کہ ایک دم دی ہوئی تین طلاقوں سے ایک ہی واقعہ ہوتی ہے یہ سوا ابن تیمیہ حنبلی کے اور کسی نے بھی نہیں کہا ہے اور ابن تیمیہ کی خود اس کے مذہب کے اماموں نے تردید کردی علماء کرام تو فرماتے ہیں کہ ابن تیمیہ الضال المضل خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔

(تفسیر صاوی جلد ۱ صفحہ ۱۰۷)

متفق علیہ مسئلہ سے اختلاف کر کے ابن تیمیہ الضال المضل کا حواری اور ہمنوا ہونا صرف اور صرف بھیروی صاحب کو ہی زیب دیتا ہے۔

بھیروی صاحب نے لکھا ہے کہ مجھے یہ مزاج کبھی بھی راس نہیں آیا کہ "حضور ﷺ کو نورانیت اور بشریت کے خانے میں رکھ کر گفتگو کو آگے بڑھایا جائے اور ان کے

علم کو جانچنے کے لیے دنیوی پیمانوں کو اپنایا جائے کیا ہم اپنا زاویہ فکر اور نقطہ نظر نہیں بدل سکتے؟ کبھی اس انداز سے بھی سوچ لیا کریں یا ان کی عظمت کی جھلک دیکھ کے معراج کی شب کب سے جبریل کی خواہش ہے بشر ہوجائے"۔ (جمال کرم جلد۲ صفحہ ۸۶۸)

الجواب المعقول بعون الله والرسول

اس تحریر میں بھیروی صاحب نے نبی کریم ﷺ کی نورانیت کا انکار کر کے مسلمانوں کو بھی انکار کی دعوت دی ہے اور ظاہر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عظمت کا اندازہ حضرت جبریل نے شب معراج لگایا کہ چونکہ نبی کریم ﷺ محض بشر ہی ہیں اس لیے آپ کو معراج ہوئی حضرت جبریل علیہ السلام کو خواہش ہوئی کہ میں بھی بشر ہو جاؤں اور مجھے بھی معراج ہو جائے گویا کہ بھیروی صاحب نے یہ بھی بتادیا ہے کہ معراج شریف نبی کریم ﷺ کا خاصہ نہیں۔

بھیروی صاحب نے کہا ہے کسی گستاخ رسول ﷺ کو کافر کہنے کا دور گزر گیا ہے
(جمال کرم جلد۳ صفحہ ۶۹۴)

الجواب المعقول بعون الله والرسول

مرزا قادیانی کہتا رہا ہے کہ "جہاد کا وقت گزر گیا اب جہاد حرام ہو گیا ہے (درثمین صفحہ ۵۳) اور بھیروی صاحب نے کہا ہے کہ گستاخ رسول ﷺ کو کافر کہنے کا دور گزر گیا ہم کہتے ہیں جو گستاخ رسول کو کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر ہے۔

بھیروی صاحب نے کہا ہے کہ اندھیرا کسی چیز کا نام نہیں روشنی نہ ہونے کا نام اندھیرا ہے......ایک چھوٹی سی دیا سلائی جلانے سے بھی کمرے کا اندھیرا ہر کونے سے ختم ہوجاتا ہے۔ (جمال کرم جلد۳ صفحہ ۶۹۵)

الجواب المعقول بعون الله والرسول

یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی احمق اور جاہل یہ کہے کہ روشنی کسی چیز کا نام نہیں، اندھیرا نہ ہونے کا نام روشنی ہے ایک بڑے سے بڑا فانوس اگر گل کر دیا جائے تو کمرے کے ہر کونے کی روشنی ختم ہوجاتی ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

الحمد لله الذی خلق السموت والارض وجعل الظلمت والنور۔ (الانعام،۱)

ترجمہ کنزالایمان: سب خوبیاں اللہ کو جس نے آسمان اور زمین بنائے اور اندھیریاں اور روشنی پیدا کی۔

بھیروی صاحب کی روش سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قرآن واحادیث سے بالکل کورے تھے اس لیے ان سے ایسی حرکات کا صدور ہوتا رہا اہل ایمان حضرات تو قرآن و احادیث اور کتب فقہ کے مطالعہ کا مشورہ دیتے ہیں اور اس کو ضروری سمجھتے ہیں لیکن بھیروی صاحب نے کہا ہے کہ علامہ اقبال کی کتب اردو اور فارسی کے مطالعہ کو اپنا فرض اولین سمجھیے۔ (جمال کرم ج۱ ص۶۰۱) اور اپنے طلباء کو کلیات اقبال فارسی سبقاً پڑھاتے تھے آپ کلیات اقبال اپنے ساتھ رکھا کرو یہ ہر مشکل اور کٹھن وقت میں تمہاری راہنمائی کرے گی اور زندگی کے ہر حصے میں تمہارے لیے خضر راہ ثابت ہوگی۔
(جمال کرم جلد۳ صفحہ ۶۴۲)

گویا کرم شاہ بھیروی صاحب کے نزدیک قرآن واحادیث اور کتب فقہ زندگی کے ہر حصہ کے لیے خضر راہ نہیں ہیں۔ العیاذ باللہ۔

دنیوی لالچ کی بنا پر اور دنیوی مال حاصل کرنے کے لیے جوان کا اصل مشن تھا کبھی تو غیر مقلد شوکانی کی کتاب کا مطالعہ کرنے کا حکم صادر کیا جا رہا ہے۔
(جمال کرم جلد۱ صفحہ ۵۹۹)

اور کبھی غلام جیلانی برق کی منتخب کتب کے مطالع کو سودمند بتایا جارہا ہے۔

(جمال کرم جلد اصفحہ ۶۰۰)

اور کبھی شورش کاشمیری کی کتاب کو بہت مفید بتایا جارہا ہے۔

(جمال کرم جلد اصفحہ ۶۰۱)

اور کبھی یہ بتایا جارہا ہے کہ اہل سنت جس انتشار کا شکار ہیں اور اس کے باعث جس زبوں حالی میں مبتلا ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔

۔ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ روشنی کی ایک کرن ہے جس سے اب پوری قوم (مرزائی، دیوبندی، غیر مقلدین) کی امیدیں وابستہ ہیں۔(جمال کرم جلد اصفحہ ۶۰۶)

اور کبھی یہ تحقیق پیش کی جارہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کو ہمارے تصنع کی ضرورت نہیں اس کا اپنا وعدہ ہے ورفعنا لک ذکرک، اذا ذکرت معی۔

(جمال کرم جلد اصفحہ ۵۸۰)

گویا بھیروی صاحب کی ساری عمر کے کلی علم کی تحقیق یہی ہے کہ قرآن مجید کی آیات ورفعنا لک ذکرک نبی کریم ﷺ کی شان میں نازل نہیں ہوئی بلکہ دین کے لیے نازل ہوئی ہے۔ کاش کہ جمال کرم کی بجائے نبی کریم ﷺ کی شان میں کوئی کتاب شائع کر کے اپنی عاقبت کو سنوارتے۔ جمال کرم کی طرح جمال کرم سے بھی بڑی کتاب اشرفعلی تھانوی کے بارے میں شائع کی جاسکتی ہے یہ کوئی خدمت دین نہیں۔

(اللہ ورسولہ اعلم)

فقیر محمود احمد

سنی حنفی قادری نعیمی بریلوی گجراتی عفی اللہ عنہ

======

علامہ مفتی عبدالقیوم قادری ہزاروی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

کا خط

بنام مولانا حسن علی رضوی آف میلسی برنظریات پیر کرم شاہ بھیروی

مکرمی ومحترمی علامہ مولانا برادرم محمد حسن علی صاحب رضوی دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

خیریت مطلوب، آپ کی مرسلہ کتب وصایا شریف اور عجائب انکشاف موصول ہوئی ہیں۔ وصایا شریف پر اعتراضات کا مسکت جواب ہے۔ جزاکم اللہ تعالی۔ عام طور پر جوں کا توں طبع ہوتا رہا ہے اس لیے یہ جوابات ضروری تھے۔ عجائب انکشاف کی تقدیم میں آپ نے مصنف علیہ الرحمۃ کا تعارف اور ضیاء الرحمٰن فاروقی اور عرض ناشر کا تعاقب خوب ہے اللہ تعالیٰ آپ کے قلم اور تحقیق میں مزید برکت فرمائے مجھے خوشی ہوئی کہ آپ نے تمام ریکارڈ محفوظ فرما رکھا ہے کہ ہر بات باحوالہ لکھی گئی ہے۔ ان شاء اللہ دشمن کو جواب کی ہمت نہ ہوگی۔

اکابرین اہلسنت کی طرف سے ترجمانی پر خوشی کی انتہاء ہوئی لیکن پیر کرم شاہ صاحب کے متعلق مجھے اب تک تشویش ہے انہوں نے تحذیر الناس میری نظر میں۔ گول مول بات کی ہے۔ تاہم مخالفین کو آپ نے خاموش کر دیا ہے اور یہ کافی ہے۔ کاش کہ وہ صراحتاً رجوع کی بات کرتے اور اپنی تفسیر کے مقدمہ سے قابل اعتراض عبارت کو نکال دیتے تاکہ شرعی طور پر اطمینان ہوجاتا جس طرح شیخ الاسلام حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے دوٹوک فیصلہ فرمایا اس کے بعد امید تھی کہ مرید بھی ان کی اتباع

میں واضح طور پر فیصلہ فرماتے۔

دعوت فکر کو آپ نے شروع سے آخر تک پڑھ لیا ہوگا۔ آخری ایڈیشن زرد رنگ ٹائٹل والی آپ تک پہنچی یا نہیں اگر نہیں تو وہ ایڈیشن ضرور حاصل کریں یہ کتاب ان لوگوں کا صحیح اور لاجواب علاج ہے۔ آپ اپنے صاحبزادے کو پابند فرمادیں کہ گھر جاتے وقت مجھ سے حاصل کرے۔ مجھے مصروفیت کی وجہ سے بات بھول جاتی ہے۔

السلام

محمد عبدالقیوم ہزاروی لاہور

==========

مولانا حسن علی رضوی کے تاثرات

خط بنام مولانا محمد کاشف اقبال مدنی رضوی

(1) فقیر پیر کرم شاہ ازہری کی اس تحریر سے متفق نہیں جو انہوں نے "تحذیر الناس میری نظر میں" میں لکھی ہے کہ عبارات تحذیر الناس سے ختم نبوت کے انکار کا پہلو نہیں نکلتا۔ یہ غلط ہے باطل ہے ناقابل قبول ہے۔۔۔۔۔ پیر کرم شاہ صاحب نے جو کچھ اپنی تفسیر میں لکھا اور رضائے مصطفیٰ میں اس کے رد میں جو کچھ چھپتا رہا ہے وہ حق ہے۔۔۔ ایسے شخص (پیر کرم شاہ) سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔

خط بنام حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان

محررہ ۱۶ ماہ ربیع الآخر ۱۴۲۵ھ

(2) کہیں کرم شاہ کا تحذیر الناس کی تائید وحمایت ووکالت میں کرم شاہی فتنہ ہے۔۔۔ ہر کوئی سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت علیہ الرحمۃ کا نام لے کر پروان چڑھتا ہے اور پھر جدت پسندی اور تحقیق جدید کے نام پر اہلسنت کی بنیادوں کو کمزور کرنے کی سعی لاحاصل کرتا ہے ایسے لوگ دنیا سے یقیناً نامراد جائیں گے۔ اور دنیا اور آخرت میں نشان عبرت بن جائیں گے۔

....

(3) مولوی پیر کرم شاہ ازہری تحذیر الناس کی کفریہ عبارات کو کفر قرار نہیں دیتے عدم تکفیر کے قائل ہیں۔

===========

استاذ العلماء علامہ مولانا مفتی محمد سردار علی نقشبندی

(آف گوجرہ) کا تبصرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(کرم شاہ) بھیروی کی بے راہروی سے اعلان بیزاری علماء اہلسنت و جماعت کی غیر جانبداری اور انصاف پسندی کی بیّن دلیل ہے۔

ان حضرات کے اس سلسلے میں صادر کردہ فتاویٰ کو کتابی صورت میں جمع کر کے مولانا محمد ہارون الرشید زید مجدہ نے معاندین کی طرف سے اہل سنت و جماعت پر ناانصافی اور جانبداری جیسے متوقع اعتراضات کا سد باب کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس سعی جمیل کو مشکور فرمائے۔ آمین

راجی رحمۃ الرحمن الرحیم

محمد سردار علی نقشبندی

۱۷ رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ

===========

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب

صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

کا

اظہار برأت

اس (وجاہت رسول صاحب) کا یہ عقیدہ ضرور ہے کہ علمائے حرمین الشریفین زاداللہ شرفھما کے فتاویٰ (حسام الحرمین) کا جو منکر ہے وہ حق سے بھٹکا ہوا ہے۔ خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ تحذیر الناس (مصنف قاسم نانوتوی) کی بعض گستاخانہ عبارات بلاشبہ کفر ہیں۔ پیر صاحب کے جو اقوال اور تحریرات آپ نے لکھی ہیں ان سے فقیر لاتعلقی کا اعلان اور برأت کا اظہار کرتا ہے۔ اور امام احمد رضا قدس سرہ اور علمائے حرمین الشریفین کے فیصلہ کو صدق دل سے تسلیم کرتا ہے اور اسی مسلک اور عقیدے کی تشہیر و تبلیغ فقیر کا مقصد حیات ہے۔ والسلام مع الکرام

وجاہت رسول قادری

قلمی خط محررہ ۱۲ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ بمطابق ۲۲ فروری ۲۰۰۵ء

===========

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

صدر ادارہ مسعودیہ کراچی

کی

لاتعلقی

فقیر چونکہ مفتی نہیں اس لیے کوئی فتویٰ نہیں دے سکتا
مگر مذکورہ عبارات کی (کرم شاہ صاحب کی عبارات) تائید بھی نہیں کرسکتا۔
(قلمی خط بنام ماسٹر محمد فاضل صاحب)

===========

مولانا پیر محمد چشتی چترالی آف پشاور کے تأثرات

پیر کرم شاہ صاحب جیسی علمی شخصیت کا حلقہ اثر ہے حضرت مرحوم تحذیر الناس جیسی رسوائے زمانہ کتاب کو اسلامی کتاب ثابت کرنے اور اس کے قطعی ویقینی کفریات سے چشم پوشی فرما کر گھٹا ٹوپ اندھیری رات کو دن کی روشنی سے تعبیر کرنے کی کوشش کر کے اپنی عمر بھر کی علمی اور عملی پاکیزگیوں کو جو دھبہ لگایا تھا اس پر مٹی ڈال کر چھپانے یا ولائتی صابن سے دھو کر حضرت مرحوم کی روح کو راحت پہنچانے کی بجائے مریدوں کے ہاتھوں پیروں کی لغزشوں کو بطور کرامت مشہور کرنے کی غیر سنجیدہ روایت کو یہاں پر بھی ہر طرف دہرایا گیا۔ جس کا سو فیصد نقصان صرف اور صرف اسی جماعت (اہل سنت و جماعت) کو ہے۔ (ماہنامہ آواز حق، صفحہ ۱۹، فروری ۲۰۰۵، محرم ۱۴۲۶ھ)

===========

کرم شاہ الازہری کی ضیاء پاشی یا ضیاع کاری

از قلم:

مولانا مفتی ظہور احمد جلالی

بندۂ ناچیز آج سے تقریباً دس سال قبل ایک صاحب کی خدمت میں حاضر تھا۔ وہ صاحب موجودہ دور میں اہلسنّت کی پہچان بھی ہیں اور عظمت کا نشان بھی۔ اُن کو دیگر کمالات کے علاوہ یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ صغرسنی سے ہی اکابر میں شمار کئے جانے لگے اس بناء پر وہ تمام اکابر کی نظر میں ہمیشہ محبت وشفقت کا مرکز بنے رہے۔

ان ممدوح المشائخ کی خدمت میں حاضری کے دوران ضیاء الامت/ ضیاع الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری کا ذکر خیر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ میں حضرت پیر صاحب بھیروی کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو مدارس دینیہ اور نصاب تعلیم کا ذکر شروع ہوگیا۔ تو پیر صاحب بھیروی ازہری فرمانے لگے کہ صاحبزادہ صاحب میں نے جو پروگرام شروع کیا ہے اُس میں سو فیصد کامیاب ہوا ہوں مگر مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ میں عالم ایک بھی تیار نہیں کرسکا۔

راقم الحروف نے جب یہ کلمات سنے تو بھیرہ شریف اور اُس سے ملحقہ مدارس کے نصاب تعلیم کو بنظر غائر دیکھا تو حضرت ضیاء الامت/ ضیاع الامت کے قلق کی اصل وجہ سمجھ آگئی۔ کیوں کہ حضرت ضیاء الامت/ ضیاع الامت قدیم درسیات کو اپنے وقت کے یگانہ روزگار مدرسین سے پڑھا تھا اور وہ کتب معقول ومنقول سے خوب آشنا تھے۔ اور وہ اس حقیقت سے بھی آگاہ تھے کہ اُن کے اپنے تخلیق کردہ نصاب سے کس قدر علمی پختگی آتی ہے اور اُن کا فارغ التحصیل کس قدر ثقہ عالم تیار ہوتا ہے اور اُسے درسیات کے

حوالے سے ماہر فنون عالم کہہ سکتے ہیں یا نہیں اور وہ تفاسیر وشروح حدیث میں درج اصطلاحات، فنون اور اُن پر متفرع ہونے والے مسائل سے کس قدر استفادہ کرسکتا ہے اور نصاب پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ نے اسے اپنے لفظوں میں واضح فرمادیا کہ میں عالم ایک بھی تیار نہیں کرسکا۔

ناچیز کو قصیدہ بردہ شریف سے ایک خاص انس حاصل ہے۔ جب ممتاز عالم دین حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم سکندری دامت برکاتہم العالیہ نے درگاہ شریف پیر گوٹھ ضلع خیر پور سندھ سے ۱۴۰۶ھ میں قصیدہ شریف کی عظیم شرح الزبدۃ العمدۃ شائع کی تو راقم نے اپنے ذوق کی تکمیل کے پیش نظر اس کا اُردو ترجمہ کردیا۔ اشاعت کے وسائل کی عدم دستیابی کی بناء پر یہ ترجمہ تقریباً سات سال تک اشاعت کا منتظر رہا۔ پھر ایک جماعت نے اشاعت کی ذمہ داری قبول فرمائی تو اس دوران حضرت ضیاء الامت (؟) کے ایک قابل فخر شاگرد مولانا حافظ محمد افضل منیر صاحب کا ترجمہ بازار میں آگیا تو فقیر کا ترجمہ پھر معرض التوا میں چلا گیا۔ فقیر نے سوچا کہ بندہ اپنے ترجمہ کا مطبوعہ ترجمہ سے تقابل تو کرے تاکہ جہاں کہیں اشتباہ پڑتا ہے اس کی اصلاح کرلی جائے تو راقم نے قصیدہ بردہ شریف کے پہلے شعر کی تشریح کا پہلا جملہ پڑھا جو کہ یوں ہے:

اَمِنْ تَذَكُّرِ جِيْرَانٍ بِذِيْ سَلَمٍ

مَزَجْتَ دَمْعًا جَرٰى مِنْ مُقْلَةٍ قِدَمِ

اس کی شرح میں علامہ امام سیدی ملا علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

همزة الاستفهام للتقرير منصبة على مزجت وقدمت للصدارة

یعنی ہمزۂ استفہام تقریری ہے جو کہ (اصل کے اعتبار سے تو) مَزَجْتَ پر

داخل ہوا ہے جبکہ صدارت کلام کے پیش نظر اسے مقدم کر دیا گیا ہے۔اس عبارت کا پہلا جملہ ہے۔ہمزۃ الاستفہام للتقریر جس کا مطلب یہ ہے کہ آمن کا ہمزہ استفہامیہ یہاں تقریر کیلئے ہے۔یعنی مضمون کلام کو برقرار رکھنے کیلئے ہے۔مضمون کلام اسی طرح ہی ہے جیسے أزید قائم کیا زید کھڑا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ زید کھڑا ہے یہ بات اسی طرح ہے۔

دوسرا جملہ ہے **منصبة علی مزجت وقدمت للصدارة**

جو کہ مزجت پر آنے والا ہے اترنے والا ہے داخل ہونے والا ہے۔

چونکہ استفہام صدارت کلام کا تقاضا کرتا ہے اس لئے شروع کلام میں لے آئے ہیں۔اس کے بعد آپ دار العلوم غوثیہ بھیرہ شریف کے فارغ فاضل حضرت ضیاء الامت (؟) کے معتمد تلمیذ مولانا حافظ محمد افضل منیر صاحب کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

لکھتے ہیں: یہاں پر ہمزہ الاستفہام مضمون کا پختہ کرنے کیلئے ہے اس کو صدارت کی وجہ سے مقدم کہا گیا ہے۔

اس ترجمہ کا پہلا جملہ ہے ہمزۃ الاستفہام مضمون کو پختہ کرنے کیلئے ہے۔

علم معانی کا ذوق رکھنے والے حضرات اس فرق کو بخوبی جانتے ہیں کہ مضمون کلام کو پختہ کرنا حرف تحقیق وتاکید وغیرہ کا مفاد ہے، جبکہ استفہام تقریری کا یہ مفاد نہیں ہے بلکہ اس کا مفاد ہے مضمون کلام کو برقرار رکھنا ہے، ثابت رکھنا۔

اس ترجمہ کا دوسرا جملہ ہے اس کو صدارت کلام کی وجہ سے مقدم کیا گیا۔پڑھنے والا یہ جاننا ضروری سمجھتا ہے کہ یہ ہمزہ اصل میں کہاں واقع تھا؟ جس سے مقدم کیا گیا ہے۔یہ چیز حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کی عبارت سے تو واضح ہے۔

آپ فرما رہے ہیں:

منصبة علی مزجت و قدمت للصدارة

جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہمزہ کا اصل مدخول تو مزجت ہے جن پر یہ داخل ہونے والا ہے۔چوں کہ استفہام کیلئے ضروری ہے کہ کلام کے شروع میں آئے، اس لئے اسے مقدم کر دیا گیا ہے۔

ناچیز ہر اہل انصاف علمی ذوق رکھنے والے کی خدمت میں دست بستہ عرض کرتا ہے کہ آپ فاضل بھیرہ شریف کا ترجمہ بغور ملاحظہ فرمائیں۔کہ کیا اس ترجمہ سے یہ مفہوم اخذ ہو رہا ہے یا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

فاضل بھیرہ شریف کے ترجمہ میں ایسی بوالعجبیاں بکثرت پائی جاتی ہیں۔یہ ایک جھلک تھی جو حضرت ضیاء الامت/ ضیاع الامت کے وضع کردہ نصاب میں تشنگی کو عیاں کر رہی ہے۔

فقیر یہ مضمون دراصل ایک اور افسوس ناک صورتحال کو پیش کرنے کیلئے لکھ رہا ہے تا کہ اصلاح احوال کی کوئی تدبیر کی جا سکے۔

آمدم بر سر مطلب:

فقیر ایک حدیث شریف عرصہ ۱۵ سال سے شائع کر کے "حدیث والے" کہلانے والے حدیث کے دشمنوں کی سرکوبی کر رہا ہے۔الحمد للہ علی ذلک اس حدیث شریف کو فقیر کے والد ماجد علیہ الرحمۃ ایٹم بم حدیث کا نام دیتے تھے۔

وہ حدیث مع ترجمہ یہ ہے:

حدیث شریف:

عن حذیفة بن الیمان رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وعلی اله وسلم ان مما اتخوف علیکم رجل قرء القران حتی اذا رؤیت بهجته علیه وکان رداءه الاسلام اعتراه الی ماشاء الله انسلخ منه ونبذه ظهره وسعی علی جاره بالسیف ورماه بالشرک قال قلت یا نبی الله ایهما اولی بالشرک المرمی اوالرامی ؟ قال بل الرامی هذا سناد جید والصلت بن بهرام کان من ثقات الکوفیین ولم یرم بشیء سوی الارجاء وقد وثقه الامام احمد بن حنبل ومعین وغیرهما۔ (تفسیر ابن کثیر جلد۲، ص ۲۶۵)

ترجمہ: صاحب سرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تم پر اس شخص کا ڈر ہے جو قرآن پڑھے گا جب اس پر قرآن کی رونق آجائے گی اور اسلام کی چادر اس نے اوڑھ لی ہوگی تو اسے اللہ جدھر چاہے بہکا دے گا وہ اسلام کی چادر سے صاف نکل جائے گا اور اسے پس پشت ڈال دے گا اور اپنے پڑوسی پر تلوار چلانا شروع کردے گا اور اُسے شرک سے متہم و منسوب کردے گا (یعنی شرک کا فتویٰ لگائے گا) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے پوچھا اے اللہ کے نبی! شرک کا زیادہ حق دار کون ہے؟ شرک کی تہمت لگایا ہوا یا شرک کی تہمت لگانے والا؟ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ شرک کی تہمت لگانے والا شرک کا زیادہ حق دار ہے۔

یہ سند جید ہے اور صلت بن بہرام ثقہ کوفی لوگوں میں سے ہے اور ارجاء کے سوا اس پر کسی الزام کی تہمت نہیں۔ امام احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین اور دیگر حضرات نے ان

کو ثقہ قرار دیا ہے۔

فقیر گذشتہ دنوں اپنے عم مکرم مولانا حکیم محمد احمد رضوی مدظلہ پتوکی ضلع قصور کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ تمہاری شائع کردہ حدیث شریف کا حوالہ دینے کیلئے میں تفسیر ابن کثیر لایا ہوں۔ اس پر حوالہ درج کردیں۔ فقیر نے تفسیر ابن کثیر کو دیکھا جو کہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور کی مطبوعہ ہے۔

جس میں ترجمہ متن حضرت ضیاء الامت (؟) کا ہے اور تفسیر کے مترجمین اسماء یوں درج ہیں۔

علامہ محمد اکرم الازہری

علامہ محمد سعید الازہری

علامہ محمد الطاف حسن الازہری

کتاب کے ٹائیٹل پر یوں بھی درج ہے:

زیر اہتمام: ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

حضرت ضیاء الامت (؟) کی ان تینوں کرنوں یعنی تین علاموں کا ترجمہ یوں ہے:

مجھے تمہارے بارے میں اُس آدمی کا سا اندیشہ ہے جو قرآن کا علم رکھتا تھا' یہاں تک کہ قرآن کی رونق اور شگفتگی اس کے چہرہ پر عیاں تھی' اس کی چادر اسلام تھی' جس کو اس نے اوڑھے رکھا۔ پھر وہ کترا کر اُس سے نکل گیا اور اُس نے اُسے پس پشت ڈال دیا۔ اپنے پڑوسی کو تلوار لے کر قتل کرنے کے درپے ہوگیا اور اس پر شرک کی تہمت لگانے لگا۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی ان دونوں میں کون شرک کا زیادہ مستحق ہے، تہمت لگانے والا یا جس پر تہمت لگائی گئی؟ فرمایا: ''بلکہ تہمت لگانے والا''۔

قارئین اس ترجمہ کو بغور ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں ہے کہ اُس آدمی کا سا اندیشہ'' کاسا'' کس کا ترجمہ ہے۔

آگے لکھا ہے: جو قرآن کا علم رکھتا ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قبل کون آدمی ہو گزرا ہے، جس کو قرآن کا علم تھا اور وہ کون سا قرآن تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نازل ہو چکا تھا۔

آگے لکھا ہے: رونق اور شگفتگی اُس کے چہرہ پر عیاں تھی۔ حدیث شریف میں اِذَا رُؤِیَتْ کے الفاظ ہیں۔

آج تک تو اذا زمانہ مستقبل کا فائدہ دیتا رہا ہے یہ کتنی مدت سے ماضی کا معنی دینے لگا ہے۔

الغرض قارئین اس ترجمہ کو بغور دیکھیں اور اصل ترجمہ جو کہ پہلے درج ہوا اسے بھی ملاحظہ فرمائیں پتہ چل جائے گا کہ دارالعلوم بھیرہ شریف کے فضلاء حدیث فہمی کی کس قدر لیاقت رکھتے ہیں۔ دارالعلوم کی انتظامیہ کو چاہیئے کہ اس صورت احوال کا ادراک کرتے ہوئے اپنے نصاب میں ایسی چیزیں بھی شامل فرمائیں جن سے حضرت ضیاء الامت (؟) کے افسوس کا تدارک کیا جا سکے۔

ورنہ پیر صاحب کے وضع کردہ نصاب تعلیم سے اتفاق کرنے والوں کا یہ کہنا بجا ثابت ہو رہا ہے کہ پیر صاحب کے تلامذہ اُردو نویسی سکول کی تعلیم اور کلرک کی صلاحیت سے ضرور مالا مال ہوتے ہیں لیکن علمی پختگی والا گوشہ خال ہی نظر آتا ہے۔ اس بناء پر انہیں ضیاء الامت کی بجائے ضیاع الامت کہنا ہی موزوں ہوگا۔

ظہور احمد جلالی

دارالعلوم محمدیہ اہلسنت مانگا منڈی لاہور

==========

فتاوٰئے علمائے اہل سنّت

بر نظریات

کرم شاہ بھیروی

استفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ کرم شاہ بھیروی کے متعلق حکم شرعی بیان فرمایا جائے اس کے عقائد ونظریات یہ ہیں۔

1......اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ سمیت عرب وعجم کے سینکڑوں علماء نے دیوبندیوں کی کفریہ عبارات کی بنا پر ان پر کفر کا فتویٰ دیا اور یہ کہ جو شخص ان کے کفریات پر مطلع ہو کر بھی ان کے کفر میں شک کرے یا ان کو کافر نہ مانے وہ بھی کافر ہوگا۔ (حسام الحرمین)

مگر یہ شخص دیوبندیوں کی ضروریات دین میں اہلسنت وجماعت کے ساتھ کلی موافقت بتلاتا ہے اور ان کے ساتھ اختلافات کو فروعی اور ان کی تکفیر کو عمر کا ضیاع قرار دیتا ہے، اس کی اصل عبارت یہ ہے:

''اس باہمی اور داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہلسنت والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے جس نے انہیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے۔ دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں، اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی وصفاتی حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت قرآن کریم قیامت اور دیگر ضروریات دین میں کلی موافقت ہے لیکن بسا اوقات طرز تحریر میں بے احتیاطی اور انداز تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور باہمی سوظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے اگر تقریر وتحریر میں احتیاط واعتدال کا مسلک اختیار کیا جائے اور اس بدظنی کا قلع قمع کر دیا جائے تو اکثر وبیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے اور اگر چند امور میں اختلاف باقی رہ بھی

جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصر حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کیے آستینیں چڑھائے لٹھ لیے **ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد** کرتے رہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن ج ا ص ۱۱)

2......یہی شخص اللہ تعالیٰ کو ستم ظریف قرار دیتا ہے اس کی اصل عبارت یہ ہے:

''قدرت کی کرشمہ سازی ملاحظہ ہو ایک طرف مظاہر فطرت کو اتنا حسین بنا دیا کہ دل بے ساختہ ان کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں اور دوسری طرف ان میں اتنا غموض رکھ دیا کہ لاکھ سر پٹخیے ان کی دل کشی اور حسن کا راز معلوم نہیں ہوتا اور اس پر **ستم ظریفی** یہ فرمائی کہ کھوج لگانے کی تڑپ اور سراغ رسانی کے بے تابیاں مضمر کر دیں''۔

(تفسیر ضیاء القرآن ج ا ص ۱۳۰)

3......اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ سمیت عرب وعجم کے سینکڑوں علماء نے دیوبندیوں کے مولوی قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کی گستاخانہ عبارات کی بنا پر اس کی تکفیر کی اور اسے منکر ختم نبوت قرار دیا اور یہ کہ جو اس کے کفر میں شک کرے اسے بھی کافر قرار دیا مگر شخص مذکور لکھتا ہے کہ ''حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمیٰ بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور وتامل سے پڑھا ہر بار نیا لطف وسرور حاصل ہوا۔ ضیاء القرآن سے چھپنے والی کتاب ''جمال کرم'' میں لکھا ہے۔

''حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ فرمایا کہ ایسی عبارات (تحذیر الناس کی) انسان کو ایمان سے محروم کر دیتی ہیں۔ جبکہ حضور ضیاء الامت (پیر کرم شاہ صاحب) نے نانوتوی موصوف کی عبارات کو قضیہ فرضیہ پر محمول کرتے ہوئے اسے کفریہ کہنے میں احتیاط برتی ہے''۔ (جمال کرم ج ا ص ۶۹۶)

4.....کرم شاہ صاحب کے ملفوظات ہیں:

(۱)......فرمایا: کسی گستاخ رسول کو کافر کہنے کا دور گزر گیا۔ (جمال کرم ج ۳ ص ۲۹۴)

(۲)......فرمایا: کسی گستاخ رسول کو کافر کہنے کا دور گزر گیا۔

(ملفوظات ضیاء الامت ص ۳۶، مطبوعہ مکتبہ جمال کرم)

5......پوری امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ بیک وقت طلاق ثلاثہ دینے سے تینوں طلاقیں واقع ہوتی ہیں مگر مذکور شخص ایک مجلس کی دی گئی تین طلاقوں کو وہابیہ کی حمایت میں واحد طلاق قرار دیتا ہے۔ ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق تسلیم کرنے کے باوجود فیصلہ یہ دیتا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقوں کے واحد ہونے والے قول پر عمل کرنا ارجح ہے۔

(دعوت فکر ونظر، جمال کرم ج ۱ ص ۶۴۸)

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ تکفیر دیوبندیوں کے بارے میں حق ہے تو یہ شخص ان عبارات کے پیش نظر "من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر" کے زمرہ میں آتا ہے یا نہیں؟

اللہ تعالیٰ کو ستم ظریف قرار دینے اور گستاخ رسول کو کافر کہنے کا دور گزر گیا، ان عبارات کے پیش نظر مذکور شخص پر حکم شرعی کیا ہے؟ مسئلہ طلاق ثلاثہ میں اجماع امت سے انحراف کرنے پر مذکور شخص گمراہ ہے یا نہیں۔ اظہار حق فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

السائل

فقیر محمد رضا قادری

(لاہو، پاکستان)

فیصلہ شرعیہ مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

۸۲ سوداگران

الجواب

حضور سید عالم ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ضروریات دین میں سے ہے۔ اور حضور رحمت عالم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا انکار یا شک کرنا کفر ہے کہ ضروریات دین کا انکار ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ وخاتم النبین۔ تتمۃ الفتاوی اور الاشباہ والنظائر میں ہے ان لم یعرف ان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات اور تفسیر روح البیان میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے تحت ہے ومن قال بعد نبینا نبی یکفر لانہ انکر الرضی کذلک لوشک فیہ لان الحجۃ تبین الحق من الباطل ۔ وتنبأ رجل فی زمن ابی حنیفہ وقال امہلونی حتی اجیٔ بالعلامات فقال ابوحنیفۃ من طلب منہ علامۃ فقد کفر لقولہ علیہ السلام (لانبی بعدی) اہل سنت وجماعت کا اجماع قطعی قائم کہ باری تعالیٰ سے ظلم ممکن نہیں شرح فقہ اکبر میں ہے۔ لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لایدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ انہ یقدر ولا یفعل اور ایک مجلس میں تین طلاقیں ہوجانے پر جمہور صحابہ وتابعین وائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا جماع ہے ہرگز امام شافعی یا کوئی امام اس کے خلاف قائل نہیں۔ امام اجل ابوزکریا نووی شافعی شرح صحیح مسلم شریف میں فرماتے ہیں قال الشافعی ومالک وابوحنیفہ واحمد وجماہیر العلما من السلف والخلف یقع الثلث لہٰذا صورت مسئولہ میں شخص مذکور خارج از اسلام ہے اور اس کی

کتابوں کا پڑھنا بھی ناجائز ہے اوران کی اشاعت وخرید وفروخت بھی ناجائز ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

مہرودستخط: کتبہ(مفتی) محمد مظفر حسین قادری رضوی

مرکزی دارالافتاء ۸۲سوداگران بریلی شریف ۲۹صفرالمظفر ۱۴۲۷ھ۔

تصدیقات:

(۱) دستخط ومہر: **صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم**

(حضرت تاج الشریعۃ، قاضی اسلام) الفقیر محمد اختر رضا قادری غفرلہ

(۲) دستخط ومہر: **صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم**

(مفتی) قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

(۳) **الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم**

(مفتی) محمد یونس رضا الاویسی الرضوی غفرلہ

(۴) ۷۸۶، **الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم**

(مولانا) محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی

(۵) ۷۸۶ **صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم**

(مولانا) محمد کوثر علی رضوی

(۶) ۷۸۶ **الجواب الصحیح والمجیب مصاب**

(شیخ الفقہ مفتی) محمد عبداللطیف قادری (جکنہ، گوجرانوالہ)

(۷) ۷۸۶ **ذالک کذالک انی مصدق لذالک**

(مفتی) راشد محمود رضوی غفرلہٗ (لاہور)

(۸) ۷۸۶ **الجواب الصحیح والمجیب مصاب**

(مولانا مفتی) محمد عابد جلالی (لاہور)

فیصلہ شرعیہ جامعہ منظر اسلام بریلی شریف

یو۔پی۔بھارت

۷۸۶/۹۲ الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مجدد دین وملت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا فتوئ تکفیر جو دیوبندیوں کے متعلق ہے یا دوسرے مرتدین کے لیے ہے وہ بالکل حق اور صحیح ہے اور شخص مذکور فی السوال اپنی کفری بکواس نیز سب کچھ جان بوجھ کر **من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر** کے تحت قطعاً یقیناً خارج از اسلام مرتد ہے۔**واللہ تعالیٰ اعلم**

۲۔ **الجواب** اس شخص نے جو اللہ رب العزت سبوح وقدوس عزوجل کو معاذاللہ (ستم ظریف) کہا یقیناً اس نے اللہ جل شانہ کی توہین کی اور اللہ عزجلالہ کی توہین کفر ہے تو شخص مذکور بلاشک کافر ومرتد ہے پھر یہ کہ اس ملعون نے اللہ کے محبوب عزجلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کو کافر ومرتد نہ جانا اور صاف صاف کہہ دیا کہ (گستاخ رسول کو کافر کہنے کا دور گزر گیا) یعنی اب کوئی ملعون شیطان کا چیلا جہنمی چاہے منہ بھر بھر کر گستاخیٔ رسول کرے اسے کافر نہ کہا جائے۔معاذاللہ رب العالمین۔ اس ملعون جہنمی کے نزدیک (و۔) مسلمان ہی رہے گا بہرحال شخص مذکور فی السوال اپنی کفریات کے سبب خارج از اسلام ہے اس کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہے اور جو شخص اس ملعون کے کفریات کو جانتے ہوئے اسے مسلمان جانے گا بلکہ اس ملعون کے کفر وعذاب میں ادنیٰ شک کرے گا وہ بھی مسلمان نہیں رہے گا۔اس خبیث جہنمی ملعون کی کفری بکواس کے ہوتے ہوئے اس کی طلاق ثلاثہ کے متعلق گفتگو کا کیا لحاظ=احناف

کے نزدیک بیک وقت طلاق ثلاثہ سے طلاق مغلظہ ہی کا حکم ہے اور اسی پر ہمارے دیگر ائمہ کرام علیہم الرضوان متفق ہیں۔ جو اس کے خلاف ہے یقیناً گمراہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ فقیر قادری محمد فاروق غفرلہ

خادم الافتاء منظر اسلام بریلی شریف

۳ ربیع النور شریف ۱۴۲۶ھ

(مہر)

تصدیقات:

(۱) الجواب الصحیح وعلیہ الفتویٰ

فقیر قادری محمد غفران علی صدیقی

خادم مسند افتاء وارشاد دار العلوم نیو پارک انک۔ برونکس نیویارک۔ امریکہ

(۲) الجواب الصحیح والمجیب مصیب

احقر محمد عبد اللطیف غفرلہ

خادم علوم دینیہ بدار العلوم جامعہ نعیمیہ لاہور

۲۰ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ۔

(۳) ذالك كذالك انی مصدق لذلك ۱۲

حررہٗ عبد المصطفےٰ سید حبیب الرحمن شاہ

ریٹائرڈ رجسٹرار لاء شریعت۔ آزاد کشمیر مظفر آباد

(۴) محمد یعقوب شاہ

جامع مسجد توکلی منڈی بہاؤالدین

(۵) الجواب الصحیح والمجیب مصیب

فقیر محمد شریف غفرلہ

جامعہ سراجیہ رضویہ جھنگ روڈ بھکر

(۶) الجواب الصحیح والمجیب مصیب

محمد عبد الرشید رضوی

مہتمم جامعہ قطبیہ رضویہ جھنگ

(۷) **الجواب صحیح**

ابو الحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

دار الافتاء اہلسنت دار العلوم نقشبندیہ غوثیہ

متصل مرکزی جامع مسجد شہیدیہ قلعہ دیدای مصطفےٰ ﷺ گوجرانوالہ

(۸) الجواب صحیح

محمد حنیف قریشی

جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

دستخط ومہر

(۹) الجواب صحیح والمجیب مصیب

ابو العطا محمد الیاس

جامعہ غوثیہ رضویہ جڑانوالہ

(۱۰) اصاب من اجاب

محمد عبدالشکور ہزاروی

وزیرآباد

(۱۱)الجواب صحیح والمجیب مصیب

الفقیر محمد نعیم اختر نقشبندی غفرلہٗ

دارالعلوم رضویہ کامونکے ضلع گوجرانوالہ

۳صفر المظفر ۱۴۳۲ھ

(۱۲)الجواب صحیح

محمد کاشف اقبال مدنی رضوی

خادم دارالافتاء جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام سمندری

(۱۳)

مجیب مصیب کا جواب مبنی برحق ہے۔والحق احق ان یتبع

فقیر محمد نور عالم قادری

دارالافتاء جامعہ چشتیہ رضویہ سمن آباد فیصل آباد

============

فتویٰ

شارح بخاری، نائب حضور مفتی اعظم ہند حضرت العلام

مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ

مسئلہ مسئولہ عبدالباسط حسینی، مخد منڈو کیلاش پورہ سری نگر، جموں، کشمیر۱۹۰۲

مفسر قرآن پیر کرم شاہ الازہری کے بارے میں کیا موقف ہے کہ وہ اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں بریلوی اور دیوبندی لوگوں کو اہلسنت کے دو بڑے گروہ تصور کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی تکفیر بازی پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں؟

الجواب

پیر کرم شاہ ہوں یا ان سے بھی بڑا ہو وہ اگر اپنی مصلحتوں کے پیش نظر دونوں ہاتھ میں لڈو رکھنا چاہتے ہیں تو اس کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں۔ پیر کرم شاہ کا میں صرف نام سنتا ہوں ان کی کوئی کتاب پڑھنے کا مجھے موقع نہیں ملا۔اب کی بار سفر میں کسی نے ان کی کتاب دکھائی تھی جو سیرت پر تھی اس کے چند صفحات میں نے پڑھے جس میں مجھ کو سطحیت نظر آئی۔ بہرحال مجھے اس سے انکار نہیں کہ اہلسنت و دیوبندیوں کے درمیان صلح کلیوں کی بھی اچھی خاصی تعداد ہے۔ پیر کرم شاہ صاحب انہیں لوگوں میں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔یکم محرم ۱۴۱۹ھ

منقول از قلمی فتاویٰ حضرت شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ

سابق صدر شعبہ فتاویٰ جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی۔ بھارت مہر

محمد نسیم

خادم دارالافتاء جامعہ اشرفیہ، ۱۵رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ

فتویٰ

حضور اجمل العلماء

علامہ محمد اجمل سنبھلی قادری رضوی علیہ الرحمۃ

دربارۂ تحذیر الناس

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ

ایک مولوی صاحب جو اپنے کو سنی حنفی کہتے ہیں ان کا ارشاد ہے کہ تحذیر الناس میں نے پڑھی میرے خیال میں شروع سے آخر تک کوئی غلطی معلوم نہ ہوئی، کتاب ہذا میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیّن کی صفت سے سرفراز فرمایا گیا ہے، اور مصنف کی کافی تعریف کی اور مصنف کو بزرگ اور قابل ہستی تسلیم کرتے ہیں، ان مولوی صاحب کے متعلق کیا حکم ہے؟۔

(المستفتی، محمد سعید کرنیل گنج گونڈہ)

الجواب اللھم ھدایة الحق والصواب

تحذیر الناس میں خاتم النبیّن کے معنی آخر الانبیاء ہونے کا صاف انکار متعدد جگہ موجود ہے۔ چنانچہ تحذیر الناس کے صفحہ ۱۲ پر موجود ہے:

''بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے''۔ پھر اسی تحذیر الناس کے صفحہ ۲۸ پر ہے:

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی

زمین میں کوئی اور نبی تجویز کرلیا جائے۔

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ جب زمانہ نبوی میں یا اس زمانہ اقدس کے بعد اور کسی نبی کا پیدا ہونا تجویز کیا جائے گا تو پھر خاتم النبیّن بمعنیٰ آخر الانبیاء ہونے کا صاف طور پر انکار ہو گیا۔ علاوہ بریں ابتدائے کتاب تحذیر الناس کی عبارت ملاحظہ ہو!

بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیّن معلوم کرنے چاہییں تا کہ فہم جواب میں کچھ وقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیّن فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار زمانی صحیح ہوسکتی ہے۔

اس عبارت میں مصنف تحذیر الناس نے خاتم النبین کے متواتر وقطعی معنی آخر الانبیاء کے جو آیات واحادیث وآثار صحابہ واجماع امت سے ثابت ہیں، انہیں خیال عوام بتایا، اور اس معنی کے بیان کرنے والوں کو عوام اور نافہم ٹھہرایا۔ تو اس مصنف کے نزدیک تمام سلف صالحین، صحابہ وتابعین بلکہ رسول کریم علیہ التسلیم بلکہ خود رب العلمین جل جلالہ بھی معاذ اللہ عام اور نافہم قرار پائے گا لہٰذا حضرات سلف صالحین، صحابہ وتابعین کو حتی کہ خدا اور رسول ﷺ کو عوام ونافہم کہنا کیا ان کی کھلی ہوئی گستاخی اور توہین نہیں۔ اور آیات واحادیث اور آثار صحابہ واجماع امت کے بتائے ہوئے معنی کو خیال عوام کہنا اور اہل فہم کے خلاف ٹھہرانا کیا صریح غلطی نہیں۔ اور اس میں خاتم النبیّن بمعنی

آخر الانبیاء ہونے کا انکار کیا صاف الفاظ میں موجونہیں اور کتب فقہ میں ہے۔ کہ جو ہمارے نبی کو آخر الانبیاء نہ جانے وہ مسلمان نہیں۔

چنانچہ فتاوٰی عالمگیری صفحہ ۴۸۴ اور الاشباہ والنظائر صفحہ ۴۶۷ میں ہے "اذالم یعرف ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٰخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات"

اس عبارت سے مصنف تحذیر الناس کا کافر ہونا آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہوگیا لہٰذا اب اس سنی حنفی مولوی کا حکم معلوم ہوگیا کہ جو ایسے کو بزرگ وقابل تعریف سمجھے اور قول کفری کی تائید وحمایت کرے اور اس پر رضا ظاہر کرے وہ خود کافر ہے۔ کتب عقائد کا مشہور عقیدہ ہے "الرضا بالکفر کفر" بالجملہ اس مولوی کا دعویٰ سنیت وحنفیت غلط ہے اس کو چاہئے کہ وہ اس غلط تخیل سے باز آئے اور توبہ کرے تجدید ایمان کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۲۷ رجب المرجب ۱۳۷۲ھ

کتبہ: المعتصم بذیل سید کل نبی ومرسل، الفقیر الی اللہ عزوجل

العبد محمد اجمل غفرلہ الاول

ناظم المدرسۃ اجمل العلوم فی بلدۃ سنبھل

(فتاویٰ اجملیہ ج ۱ ص ۲۴۹، ۲۵۰)

============

فتوی

نبیرہ صدر الشریعۃ وابن محدث کبیر جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ مولانا

مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی مدظلہ العالی

امجدی دارالافتاء دارالعلوم صادق الاسلام (بریلوی ٹرسٹ) ۲۸۳/۱۰ لیاقت آباد کراچی

الجواب بعون الملک الوہاب استغفر اللہ العظیم اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

اصل جواب سے پہلے اس بات کا جاننا بے حد ضروری ہے کہ ایمان کی بقاء کا دارومدار اسلام کے بنیادی امور اور ضروریات دین پر ہے ان میں سے کسی ایک کا انکار کرنا یا نصوص قطعیہ یقینیہ میں کسی قسم کی تاویل وتخصیص کرنا باجماع مسلمین یقیناً کفر ہے اگرچہ کروڑ ہا کلمہ پڑھے، پیشانی پر گھٹے ڈال لے، بدن اس کا روزوں میں ایک خاک رہ جائے عمر میں ہزار حج وعمرے کرے لاکھ پہاڑ سونے کے راہ خدا میں دے، واللہ ہرگز کچھ مقبول نہیں جب تک حضور پرنور ﷺ کی ان تمام ضروری باتوں میں جو وہ اپنے رب کے پاس سے لائے تصدیق نہ کرے ضروریات اسلام اگر مثلاً ہزار ہیں تو ان میں سے ایک کا بھی انکار ایسا ہے جیسا نوسو ننانوے کا آج کل بعض بددینوں نے یہ طریقہ نکالا ہے کہ بات بات پر کفر وشرک کا حکم لگا کر مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرتے مطلقاً نہیں ڈرتے اسی طرح بعض مداہنوں میں یہ بلا بھی پائی جاتی ہے کہ ایک دشمن خدا سے صریح کلمات توہین آقائے عالمیان حضور پرنور سید المرسلین الکرام ﷺ یا اور ضروریات دین کا انکار سنتے جائیں اور اسے سچا پکا مسلمان بلکہ ان میں کسی کو افضل العلماء کسی کو امام الاولیاء کسی کو شیخ الاسلام کسی کو ضیاء الامت مانتے یا جانتے ہیں اور مانتے نہیں کہ اگر انکار ضروریات بھی کفر نہیں تو عزیز! بت پرستی میں کیا زہر گھل گیا ہے وہ بھی آخر اسی لئے کفر ٹھہری کہ اول ضروریات دین یعنی توحید

باری تعالیٰ کے خلاف ہے کہتے ہیں وہ کلمہ گو ہے نماز پڑھتا ہے روزے رکھتا ہے ایسے ایسے مجاہدے کرتا ہے ہم کیونکر اسے کافر کہیں ان لوگوں کے سامنے اگر کوئی کلمہ پڑھے افعال اسلام ادا کرے با ایں ہمہ دوخدا مانے شاید جب بھی اسے کافر نہ کہیں گے مگر انہیں اتنا نہیں معلوم کہ اعمال تو تابع ایمان ہیں پہلے ایمان تو ثابت کرلو تو اعمال سے احتجاج کرو ابلیس کے برابر بھی تو اس کے مجاہدے نہیں تو جب اس کے کسی کام نہ آئے تو ان کے کیا کام آئیں گے کیا منافقین خوب زور و شور سے کلمہ نہیں پڑھتے کیا حضور اقدس ﷺ کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھتے اور جہاد میں شریک نہ ہوتے باوجود ان کے حضور ﷺ نے انہیں فرمایا مومن نہیں ان کے لئے **فی الدرک الاسفل من النار** کا فرمان ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا اور رب تبارک وتعالیٰ کی جمیع صفات کو ذاتی وقدیم ماننا اس کے لئے جھوٹ ظلم تمام عیوب محال ماننا حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرنا آپ ﷺ کو خاتم النبیین ماننا کہ اب تک آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ پیدا ہوا ہے نہ ہوگا یہ بھی سب ضروریات دین سے ہیں لہذا جو بھی نقص وعیب کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرے یا اس کے رسول ﷺ خاتم النبیین ﷺ کے متعلق کہے کہ (اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا) تو وہ شخص مرتد و بے دین ہے اور جو بھی اس عبارت کی تاویل کرے یا اس کے قائل کو مسلمان گمان کرے یا تکفیر کرنے میں پس وپیش سے کام لے وہ شخص بھی مرتد و بے دین ہے۔ اسی طرح رسول پاک ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرنا کہ آپ ﷺ کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی اسلام وایمان سے خارج کردیتی ہے۔ سیدی وسندی ومرشدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ تمہید ایمان میں آیت مبارکہ کہ:

"لتومنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃ

واصیلا"۔ (پ ۲۶، سورۂ فتح آیت ۹)

تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مسلمانو! ان تینوں جلیل باتوں کی جمیل ترتیب تو دیکھو، سب سے پہلے ایمان کو ذکر فرمایا اور سب میں پیچھے اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے حبیب ﷺ کی تعظیم کو، اس لئے کہ بغیر ایمان تعظیم کار آمد نہیں، بہتیرے نصاریٰ ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتکریم اور حضور ﷺ پر سے دفع اعتراضات کافران لئیم میں تصنیفیں کر چکے، لیکچر دے چکے مگر جبکہ ایمان نہ لائے کچھ مفید نہیں کہ ظاہری تعظیم ہوئی دل میں حضور اقدس ﷺ کی سچی عظمت ہوتی تو ضرور ایمان لاتے پھر جب تک نبی اکرم ﷺ کی سچی تعظیم نہ ہو عمر بھر عبادت الٰہی میں گزارے سب بے کار ومردود ہے۔ بہتیرے جوگی اور راہب ترک دنیا کرکے اپنے طور پر ذکر وعبادت الٰہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں بلکہ ان میں بہت وہ ہیں کہ "لا الہ الا اللہ" کا ذکر سیکھتے اور ضربیں لگاتے ہیں مگر از آنجا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم نہیں کیا فائدہ؟ اصلا قابل قبول بارگاہ الٰہی نہیں، اللہ تعالیٰ ایسوں ہی کو فرماتا ہے:

"وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلنه هباء منثورا".

(پ ۱۹ سورۂ فرقان آیت ۲۳)

جو کچھ اعمال انہوں نے کئے تھے ہم نے سب برباد کردیئے۔

اور ایسوں ہی کو فرماتا ہے:

"عاملة ناصبة تصلی نارا حامية".

(پ ۳۰، سورۂ غاشیہ آیت ۳،۴)

عمل کریں مشقتیں بھریں اور بدلہ کیا ہوگا؟ یہ کہ بھڑکتی آگ میں بیٹھیں گے۔

الجواب الاول:

پیر کرم شاہ ازہری بھیروی کے چند عقائد ونظریات انہیں کی کتابوں کے حوالے کے ساتھ ہمارے دارالافتاء میں انجمن فکر رضا پاکستان کی طرف بھیجے گئے پیر جی کی تمام کتابوں سے تمام حوالے ملائے گئے جو بالکل من وعن ان کی کتب میں موجود ہیں۔ پہلی عبارت تفسیر ضیاء القرآن میں پیر جی نے اللہ جل مجدہ کے لئے ستم ظریفی کا لفظ استعمال کیا جس کے معنی مذاق مذاق میں ظلم کرنے کے ہیں اردو کی مشہور لغت فیروز اللغات میں ستم ظریفی کے دو معنی بیان کئے گئے ہیں (۱) مذاق مذاق میں ظلم کرنا (۲) ظلم میں مذاق کا پہلو رکھنا۔

(ص ۷۷۹ مطبوعہ فیروز سنز)

یہ دونوں ہی معنی اللہ تعالیٰ کے لئے ہرگز ہرگز روا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے یہ دونوں معنی مراد لینا محال ہے پیر جی کی عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ ظالم اور مذاق کرنے والا قرار دیا جو اللہ تعالیٰ کی شان میں صریح گستاخی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے ظلم ناممکن بلکہ محال ہے جس پر اہل سنت وجماعت کا اجماع قطعی ہے اور خود اللہ تعالیٰ قران مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

"وما انا بظلام للعبید". (پ ۲۶ سورۂ ق آیت ۲۹)

اور نہ میں بندوں پر ظلم کروں۔

اور فرماتا ہے:

"ولا یظلم ربک احدا". (پ ۱۵ سورۂ کہف آیت ۴۹)

اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

ان آیات بینات میں اللہ تعالیٰ نے عدم ظلم سے اپنی مدح فرمائی کیوں جناب بھلا جو ظلم پر قدرت ہی نہ رکھے اس کی بے ظلمی کی کیا تعریف؟ شرح فقہ اکبر میں ہے:

"لایوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لایدخل

تحت القدرة وعند المعتزلة انه يقدر ولايفعل".

(منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر باب لایوصف الخ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ص ۱۳۸)

اللہ تعالیٰ کو ظلم کی قدرت سے متصف نہیں کیا جا سکتا اس لئے کہ محال قدرت کے تحت داخل نہیں ہوتا اور معتزلہ کے نزدیک وہ قادر ہے اور کرتا نہیں۔ پیر جی تو گمراہ معتزلہ سے بھی دو ہاتھ آگے بڑھ گئے کہ معتزلہ تو اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ظلم پر قدرت ہے مگر کرتا نہیں لیکن پیر جی نے اللہ تعالیٰ کو ظلم پر قادر اور اس کا کرنے والا قرار دے دیا جو ان کی عبارت "ستم ظریفی فرمائی" سے ظاہر وباہر ہے نیز بیضاوی وعمادی وغیرہما تفاسیر میں ہے کہ:

"الظلم يستحيل صدوره عنه تعالیٰ اه ملخصا".

(بیضاوی آل عمران آیت وما اللہ یرد ظلما للعالمین مطبوعہ مصطفےٰ البابی مصر ص ۶۹)

اللہ تعالیٰ سے ظلم صادر ہونا محال ہے:

"ان شئتم التفصيل فارجعوا الى العطايا النبويه فى الفتاوى الرضويه".

(ج ۱۵ ص ۳۸۷)

الجواب الثانی:

پیر جی نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے ہندی مصری اور یونانی دیوتاؤں کی طرح اس کے اختیارات محدود نہیں ہیں۔

(تفسیر ضیاء القرآن ج ۱ ص ۳۹)

اس عبارت میں پیر جی نے ہندی مصری اور یونانی دیوتاؤں کے لئے محدود اختیارات کو ثابت مانا جب کہ معبودان باطل کے لئے کسی قسم کا کچھ اختیار نہیں چنانچہ

قرآن کریم میں کئی مقامات پر معبودان باطلہ کے اختیار کا بطلان واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔

"قل افاتخذتم من دونه اولياء لايملكون لانفسهم نفعا ولا ضرا".

(پ۱۳ سورۃ الرعد آیت ۱۶)

تم فرماؤ تو کیا اس کے سوا تم نے وہ حمایتی بنا لئے ہیں جو اپنا بھلا برا نہیں کر سکتے ہیں اس کی تفسیر میں صدر الافاضل بدر الاماثل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں کہ بت جب ان کی یہ بے قدرتی و بے چارگی ہے تو وہ دوسرے کو کیا نفع وضرر پہنچا سکتے ہیں۔

"قل ادعوا الذين زعمتم من دونه فلا يملكون كشف الضر عنكم ولا تحويلا".

تم فرماؤ پکارو انہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا گمان کرتے ہو تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور کرنے اور نہ پھیر دینے کا۔

(پ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت ۵۶)

"ولا يملكون لانفسهم ضرا ولا نفعا ولا يملكون موتا ولا حيوة ولا نشورا".

اور خود اپنی جانوں کے برے بھلے کے مالک نہیں اور نہ مرنے کا اختیار نہ جینے کا نہ اٹھنے کا۔

ان مذکورہ بالا آیات کریمہ کے علاوہ (پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیت ۱۷، پارہ ۲۲ سورہ فاطر آیت ۱۳، پارہ ۲۲ سورۃ سبا آیت ۲۲ اور پارہ ۲۴ سورۃ زمر آیت ۳۸)

میں بھی ان معبودان باطلہ کے لئے اختیارات باطل قرار دیئے گئے ہیں تعجب اور صد ہزار افسوس اس کے عقل وفہم پر کہ خالق حقیقی کی قدرت کا اقرار کر رہا ہے یا معبودان باطلہ کو صحیح قرار دے رہا ہے اس طرح کے طرز تحریر کے شعلے تو دیوبند کی سرزمین سے بلند ہوئے تھے کہ انہوں نے بھی اللہ کی قدرت کے اقرار کا ظاہری لبادہ

اوڑھ کر اس بے عیب، سچے اور اعلیٰ صفات پر کذب کا بہتان گڑھا اور کفر کے عمیق گڑھے میں اوندھے جا گرے اور کرم شاہ صاحب نے ان مرتد وبدمذہب ظالموں کا ذکر اپنی تفسیر میں اچھے القابات سے کیا ہے۔ یقیناً جس سے محبت ہوگی اسی کی روش وبولی اختیار کی جائے گی۔

"عقلمنداں را اشارہ کافی است".

الجواب الثالث:

جناب کرم شاہ صاحب کا اہل سنت اور دیوبند کے اختلافات کے بارے میں یہ کہنا کہ اس باہمی اور داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہل سنت والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے جس نے انہیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی وصفاتی حضور ﷺ کی رسالت وختم نبوت، قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریات دین میں کلی موافقت ہے لیکن بسا اوقات طرز تحریر میں بے احتیاطی اور انداز تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور باہمی سوءظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے اگر تقریر وتحریر میں احتیاط واعتدال کا مسلک اختیار کیا جائے تو اکثر وبیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے اور چند امور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فرقے عصر حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کیے آستین چڑھائے لٹھ لئے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں۔

(تفسیر ضیاء القرآن ج ۱ ص ۱۱)

اب موصوف کی اس عبارت میں خیانت ودروغ گوئی اور بہتان عظیم شمار کرتے جائیں کہ موصوف کس کی تائید کر رہے ہیں اور کس کو جھٹلا رہے ہیں۔ پہلی دروغ گوئی دیوبندیوں کو اہل سنت کے گروہ میں شمار کیا جبکہ وہ خود دیوبندی وخارجی

ہونے کے قائل ہیں دوسرا جھوٹ دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں جبکہ اصولی مسائل ہی میں اختلافات ہیں تیسرا جھوٹ کہ اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی وصفاتی میں متفق ہیں جبکہ اس میں بھی اختلاف ہے کہ الحمدللہ اہل سنت اپنے رب تبارک وتعالیٰ کو بے عیب مانتے ہیں اور اس کی طرف کذب یا ظلم کی نسبت نہیں کرتے اور اگر کوئی کرے تو اس مرتد و بے دین گردانتے ہیں جبکہ دیوبند رب تعالیٰ کی طرف کذب کی اور موصوف خود ظلم کی نسبت کر چکے ہیں چوتھا جھوٹ کہ حضور ﷺ کی رسالت وختم نبوت کے معاملے میں دونوں متفق ہیں جبکہ اہل سنت رسول اکرم ﷺ کی تعظیم وتوقیر کو عین ایمان قرار دیتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں کہ آپ کے بعد نہ کوئی نبی پیدا ہوا ہے نہ ہوگا اور آپ ﷺ کی غیب دانی کے قائل ہیں بلکہ بحمد اللہ تعالیٰ اہل سنت رسول اکرم ﷺ کو تمام مخلوق میں افضل واعلیٰ وارفع مقام والا مانتے ہیں اور شافع روز جزا مانتے ہیں جبکہ دیوبندی اس بات کے قائل ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد نبی پیدا ہو تو خاتمیت میں فرق نہیں پڑتا اور دیوبند اس بات کے بھی قائل ہیں کہ رسول پاک کو معاذ اللہ علم غیب نہیں تھا اور رسول پاک سے زیادہ اپنے سردار شیطان کا علم ثابت کرتے ہیں بلکہ رسول پاک ﷺ کے علم کو معاذ اللہ چوپائے کے مثل قرار دیتے ہیں اور ان دیوبندیوں کے یہاں تو کبھی کبھی امتی نبی سے مرتبے میں بڑھ جاتے ہیں ان کے یہاں کلمے میں کوئی محمد رسول اللہ کی جگہ اشرف علی رسول اللہ پڑھے تب بھی اس کا ایمان سلامت رہتا ہے اور اگر رسول پاک کی تعظیم وتوقیر کرے تو مشرک کہلاتا ہے۔ الامان والحفیظ۔

اور موصوف خود بھی تو اس بات کے قائل ہیں کہ گستاخ رسول کو کافر کہنے کا دور گذر گیا اور تحذیر الناس میں ہے کہ حضور ﷺ کے بعد نبی پیدا ہو تو خاتمیت میں فرق نہیں پڑتا موصوف اس کتاب کے دل سے مداح ہیں۔ پانچواں جھوٹ اور بہتان

عظیم اور الفاظ کی بناوٹوں میں ہر ایک گروہ کی تکفیر کر گئے لکھتے ہیں کہ بے احتیاطی بے اعتدالی اور بدگمانی ان غلط فہمیوں کو بھیانک شکل دے دیتی ہے یعنی ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں اس میں موصوف نے دونوں گروہ کو کم علم قرار دیا ہے اور گستاخ و بے ادب کی گرفت کرنا ان کی نظر میں غلط فہمی ہے یا پھر ہمارے جید ومعتمد علماء وفقہاء وصلحاء نے ان کی تکفیر بدگمانی کی بنیاد پر فرمائی ہے؟ بالفاظ دیگر وہ کافر نہ تھے ذاتی بغض وعناد کی بنیاد پر تکفیر کی گئی نتیجہ یہ ہوا کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ جنہوں نے تکفیر کی تھی انہی پر کفر لوٹا یعنی وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے اور آخر میں تو صاف صاف تحریر کرڈالا کہ جنہوں نے تکفیر کی انہوں نے اپنی عمریں برباد کرڈالیں معاذ اللہ یہ ہے پیر جی کا کھلا ہوا دھوکہ وفریب کہ حق وباطل کا فرق وامتیاز مٹ جائے اور اس کے دوستوں کی تکفیر پر علماء عرب وعجم کا جو متفقہ فیصلہ ہے اسے لغو وباطل قرار دے دیا جائے۔ حیرت کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی شان میں اتنی واضح اور کھلی ہوئی کفریہ بکواس پر تو پیر جی کو کوئی درد، دکھ، غم وغصہ نہیں آیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ پیر جی کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں سے دلی محبت اور بہت حد تک میلان وجھکاؤ ہے اور کفار ومرتدین سے دلی محبت واخلاص کفر ہے پیر جی سے پہلے تین سو سے زائد چوٹی کے علماء حرمین شریفین اور شام وعراق اور اب بھی بے شمار علماء تحذیر الناس وغیرہا کی کفریہ عبارات پر حکم تکفیر ہی کرتے چلے آ رہے ہیں اس زمانے میں کچھ صلح کلی مولوی پیدا ہو گئے ہیں جو لایعنی تاویلات بلکہ تحریف کا سہارا لے کر خود بھی گمراہ ہیں اور عوام اہل سنت کو بھی گمراہ کر رہے ہیں جبکہ ان علماء دیوبند (جنکی کفریہ عبارات ہیں) سے ان کے دور کے علمائے حقہ نے باز پرس ہی نہیں بلکہ تاویل بھی چاہی تھی لیکن خود لکھنے والوں نے ان عبارات کی کوئی تاویل نہ پیش کی اور نہ ہی ان سے توبہ ورجوع کیا لہذا ایسے گمراہ کن مولویوں اور ان کے چیلوں سے تمام

مسلمانوں کو دور رہنے کا حکم ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"و اما ینسینک الشیطن فلاتقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین".

اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔

(پ ۷ سورۃ الانعام آیت ۲۸)

اس آیت کے تحت تفسیرات احمدیہ میں عالمگیر کے استاد ملا احمد جیون صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"ان القوم الظالمین یعم المبتدع والفاسق والکافر والقعود مع کلھم ممتنع".

بے شک قوم ظالم میں بدعتی اور فاسق اور کافر وغیرہ شامل ہیں ان سب کے ساتھ بیٹھنا ممنوع ہے۔

(ص ۲۸۸)

اور اس کا جیتا جاگتا ثبوت ملاحظہ ہو مقدمہ تحذیر الناس ص ۳۰ مطبوعہ گوجرانوالہ میں پیر جی دیوبندیوں کی کفریہ عبارات کی پردہ پوشی کرتے ہوئے صلح کلیت واعلیٰ درجہ کے ثالث کا لبادہ اوڑھ کر فرماتے ہیں کہ دونوں فریقین عصر حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کئے آستین چڑھائے لٹھ لئے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن ج ۱ ص ۱۱)

پیر جی ثالث کی حیثیت سے اگر میدان میں آئے تھے تو ان پر حق ثالثی کی پوری پاسداری فرض تھی اور احقاق حق وابطال باطل کو ملحوظ رکھتے ہوئے حق کو حق اور باطل کو باطل بابانگ دھل بیان کرنا تھا لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہاں کچھ ذاتی مفاد اور اغیار کی نوازشات نے ان کے رخ کو موڑ دیا اور حق سے روگردانی پر کمربستہ کر دیا جس کا نتیجہ ان کی عبارات سے ظاہر ہونے لگا اور حق وباطل میں امتیاز کو مٹانے کے لئے

معاملات کو رفع دفع کرنے کی ناپاک سعی کی حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ ذاتی مفاد کو پس پشت ڈال کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا وخوشنودی کے لئے اور آخرت میں اپنے رب کے حضور مقبول ہونے کے لئے حق کا اظہار کرتے کہ کفریہ عبارات کے قائل تو اپنی قبروں میں پہنچ گئے اب تم ان کے پیچھے اپنا اور اپنے متبعین کے ایمان کو کیوں برباد کرتے ہو ان کا دامن تھامنا یا ان کی یا ان کی کتب کی تعریف وتوصیف کرنا تم پر فرض وواجب تو نہیں ہے ویسے بھی عقائد میں تقلید نہیں کی جاتی۔ لہذا ہماری التجا ان کے متبعین سے ہے کہ خدارا اپنے ایمان کی حفاظت کرو اور آخرت کی فکر کرتے ہوئے پیر جی کی اتباع وحمایت سے باز رہو کہ وہ تو اپنے انجام کو پہنچ چکے۔

الجواب الرابع:

پیر جی کا کہنا ہے کہ کسی گستاخ رسول کو کافر کہنے کا دور گذر گیا۔

(جمال کرم ج ۳ ماہنامہ ضیاء الامت نمبر ص ۳۶۱ ملفوظات ضیاء الامت ۳۶)

تعجب ہے کرم شاہ صاحب کی علمی لیاقت، احوال زمانہ سے واقفیت، قرآن وحدیث واجماع امت کی بصیرت پر کس قدر بے احتیاطی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور اجماع امت کی خلاف ورزی کے مرتکب ٹھہرے۔ کیا شیطان مردود مرکھپ گیا؟ یا اس نے اسلام کی مخالفت ترک کر دی؟ یا پھر اس نے توبہ کر لی ہے؟ یا پھر نفس بدکار نے اپنی بدکاری چھوڑ دی؟ یا شیطان اور اس کے چیلوں نے بھولے بھالے مسلمانوں کے ایمان کو لوٹنے کی نئی ترکیب بنائی ہے؟ اور یقیناً یہی ہے کہ کسی بھی طرح مسلمانوں کو ایمان سے دور کر دیا جائے اور ایمان کی اساس وبنیاد تعظیم رسول ﷺ سے روک دیا جائے اور مسلمانوں کو گستاخی رسول پر ابھارا جائے کہ جتنی چاہے گستاخی کریں ایمان سے محروم نہ ہونگے کہ دور تو گذر چکا ہے کرم شاہ صاحب کی عبارت کو آپ اس طرح بھی سمجھ سکتے ہیں کہ اب کسی والدین کی بے ادبی کرنے

والے کو یا ان کو گالی دینے والے کو یا ان کو دھکے دے کر گھر سے باہر نکالنے والے کو یا ان کے ساتھ مار پیٹ کرنے والے کو بے ادب و گستاخ والدین کہنے کا دور گذر گیا یا اسی طرح کرم شاہ صاحب کو جو شخص خنزیر کہے یا بدتر از بول کہے یا دیوبندیوں یا کفار بد اتوار کا ایجنٹ کہے یا جہل مرکب کہے یا پاگل دیوانہ، کتا، خبیث، شیطان کا وکیل و چیلہ کہے تو اسے گستاخ کرم شاہ صاحب کہنے کا دور گذر گیا۔ جناب آپ کی یا کسی بھی ملک کی عدالت میں مجرم کا جرم ثابت ہونے پر اسے ملزم کہا جاتا ہے یا مجرم؟ اور پھر جب جرم ثابت ہو جائے تو اسے سزا دی جاتی ہے یا چھوڑ دیا جاتا ہے؟ اگر سزا دی جاتی ہے تو کیوں؟ کہ یہ آپ کے قاعدے کے خلاف ہے اور اگر سزا نہیں دی جاتی تو پھر بیکار اتنا سارا وقت اور پیسہ برباد کیا۔

الجواب الخامس:

موصوف کتاب تحذیر الناس اور اس کے مصنف قاسم نانوتوی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا۔ اور جناب نے قاسم نانوتوی کو پاکان امت میں شمار کیا اور دیوبندی مولوی محمود الحسن کو شیخ الہند قرار دیا ہے۔ یہ وہی کتاب ہے جس کے لکھنے والے کی علمائے حرمین طیبین اور شام و یمن و عراق اور برصغیر نے تکفیر فرمائی اس کتاب میں ختم نبوت کا انکار اور خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہونے کو جاہلوں کا خیال بتایا اور نص قرآنی و حدیث متواتر کو جھٹلایا جس کی قدرے تفصیل یہ ہے حضور پرنور خاتم النبیین علیہ وعلیہم اجمعین کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء و مرسلین بلا تاویل و تخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنیٰ شک و شبہ کو بھی راہ دے کافر مرتد ملعون ہے آیت کریمہ "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" (پ۲۲ سورۂ احزاب آیت ۴۰) لیکن آپ اللہ کے

رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں۔

اور حدیث متواتر ہے: "لانبی بعدی" (بخاری کتاب الانبیاء باب ماذکر عن بنی اسرائیل ج۱ ص۴۹۱) میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ سے تمام امت نے سلفاً و خلفاً یہی معنی سمجھا کہ حضور اقدس ﷺ بلاتخصیص تمام انبیاء میں آخری نبی ہوئے حضور کے ساتھ یا بعد قیام قیامت تک کسی کو نبوت ملنی محال ہے کتب فقہ میں ہے:

"اذا لم یعرف الرجل ان محمدا ﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات"۔

(عالمگیری باب احکام المرتدین ج۲ ص۲۶۳، الاشباہ والنظائر باب الردۃ ج۱ ص۲۹۶)

جو شخص یہ نہ جانے کہ محمد ﷺ تمام انبیاء میں سب سے پچھلے نبی ہیں وہ مسلمان نہیں کہ حضور کا آخر الانبیاء ہونا ضروریات دین سے ہے۔

شفاء شریف امام قاضی عیاض علیہ الرحمۃ میں ہے:

"کذلک (یکفر) من ادعی نبوۃ احد مع نبینا علیہ الصلوۃ والسلام او بعدہ (الی قولہ) فھولاء کلھم کفار مکذبون للنبی ﷺ لانہ اخبر انہ خاتم النبیین ولانبی بعدہ واخبر عن اللہ تعالیٰ انہ خاتم النبیین وانہ ارسل کافۃ للناس واجمعت الامۃ علی حمل ان ھذا الکلام علی ظاھرہ وان مفھومہ المراد بہ دون تاویل ولاتخصیص فلاشک فی کفر ھولاء الطوائف کلھا قطعا اجماعا وسمعا"۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل فی تحقیق القول فی الکفار المتاولین ج۲ ص۲۷۰، ۲۷۱)

جو ہمارے نبی ﷺ کے زمانہ میں خواہ حضور کے بعد کسی کی نبوت کا دعوی

کرے کافر ہے (ان کے اس قول تک) یہ سب نبی ﷺ کی تکذیب کرنے والے ہیں کہ نبی ﷺ نے خبر دی کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور ان کی رسالت تمام لوگوں کو عام ہے اور امت نے اجماع کیا ہے کہ یہ آیات واحادیث اپنے ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی خدا اور سول کی مراد ہے نہ ان میں کوئی تاویل ہے نہ کچھ تخصیص تو جو لوگ اس کا خلاف کریں وہ بحکم اجماع امت وبحکم قرآن وحدیث سب یقیناً کافر ہیں اور امام غزالی قدس سرہ نے تو النبیین کو اپنے عموم واستغراق پر نہ ماننے اور تاویل وتخصیص کرنے والے کو مجنون سامی کی بہک، کافر اور نص قرآنی کا جھٹلانے والا قرار دیا۔

(الاقتصاد فی الاعتقاد ص ۱۱۴)

غرض سلف وخلف کے تمام اکابرین نے یہی بیان فرمایا لیکن نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں نبی کریم ﷺ کے بیان کردہ معنی کو جاہل وعوام کا خیال بتایا اور تمام نصوص کا کھلا انکار کیا جس کو پیر کرم شاہ متعدد بار غور وتامل سے پڑھ کر ہر بار نیا لطف وسرور حاصل کرتا رہے ہیں بلکہ اس مرتد وبے دین کو اعلیٰ القابات سے نواز رہے ہیں کیا یہ نص قرآنی حدیث متواتر اور ائمہ سلف وخلف سے کھلی بغاوت کر کے اور جھٹلا کر کفر کے مرتکب نہیں ہو گئے؟ ضرور ہوئے لہذا یہ شخص بھی کسی طرح مسلمان نہیں ہوسکتا بلکہ جو بھی اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے کہ اس ظالم ومردود نے ہمارے دین اسلام میں ایک اور فتنے کی بنیاد رکھی ہے بلکہ ضروریات دین کا انکار کیا تمام مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے کہ خود کو اس سے اور اس کے پیروکاروں سے دور رکھیں اور اپنے ایمان کی حفاظت کریں۔

الجواب السادس:

جمہور علمائے اہل سنت کے نزدیک جب بھی ایک مجلس میں تین طلاقیں دی جائیں گی تین ہی شمار کی جائیں گی اور مطلقہ بغیر حلالہ کے حلال نہ ہوگی اور ائمہ اربعہ امام اعظم، امام شافعی، امام احمد، امام مالک بھی اسی کے قائل ہیں فقہاء نے صحابہ وتابعین وتبع تابعین کا فتویٰ وموقف بھی یہی نقل کیا ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں تین ہی واقع ہوتی ہیں اور پیر کرم صاحب کی دلیل سن کر بچہ بھی کھلکھلا جائے پڑھتے ہوئے اگر کوئی ایک لفظ میں یوں کہا "سبحان اللہ تینتیس بار" تو کیا وہ تینتیس بار سبحان اللہ کہنے کا اجر وثواب کا مستحق ہوگا اور یہ بھی پیر صاحب نے ابن تیمیہ اور اس کے متبعین کی اتباع وپیروی میں کہی کہ یہ دلیل اسی نے سب سے پہلے دی تھی یہ دلیل خود انہیں کے قول سے باطل ومردود ہے کہ اگر ایک ہی مجلس میں کوئی شخص الگ الگ الفاظ سے تین طلاقیں دے جیسے تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق یا میں نے فلانہ کو طلاق دی میں نے فلانہ کو طلاق دی میں نے فلانہ کو طلاق دی۔ تب بھی ان کے نزدیک ایک ہی طلاق ہوتی ہے حالانکہ ان کی اپنی ہی دلیل کی بنیاد پر تو اب تین طلاقیں ہونی چاہیں ابن تیمیہ اور اس کے تمام متبعین خواہ کرم شاہ ہوں یا کوئی اور ان تمام کے مؤقف قرآن کریم، احادیث صحیحہ مشہورہ اور عقل کے بھی بالکل خلاف ہیں قرآن کریم ہیں ہے:

"فان طلقها فلاتحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره".

(پ۲ سورۂ بقرہ آیت ۲۲۹)

پھر اگر تیسری طلاق دی تو وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے۔

حدیث عسیلہ جو ایک مشہور حدیث ہے جس کو بخاری ومسلم ودیگر محدثین نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا فرماتی ہیں:

"جائت امراة رفاعة القرظی الی رسول الله ﷺ فقالت انی کنت عند رفاعة فطلقنی فبت طلاقی فتزوجت بعده عبد الرحمن بن زبیر ومامعه الا کھدبة الثوب فقال اتریدین ان ترجعی الی رفاعة قالت نعم قال لاحتی تذوقی عسیلته ویذوق عسیلتک".

(ص۸۰۱، ج۲، مطبوعہ قدیمی)

رفاعہ قرظی نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دے دی تھی اس کے بعد اس عورت نے عبدالرحمٰن ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کیا پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے شوہر ثانی کی نامردی کی شکایت کی اور شوہر اول سے پھر نکاح کرنا چاہا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ تو شوہر ثانی کا مزہ نہ چکھے اور وہ تیرا مزہ نہ چکھے یعنی جب تک دخول اور جماع نہ ہو تو شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہوسکتی۔

نیز حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ ہے:

"ان رجلا قال لعبد الله بن عباس انی طلقت امراتی مائة تطلیقة فماذا تری علی قال له ابن عباس طلقت منک بثلث وسبع وتسعون اتخذت بها آیات الله هزوا وفی روایة فقال ثلاث تحرمها علیه".

ایک شخص نے عبداللہ بن عباس سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیدیں آپ مجھ پر کیا حکم فرماتے ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا کہ وہ عورت تین طلاقوں سے مغلظہ و محرمہ ہوگئی اور ستانوے طلاقوں سے تو نے کتاب اللہ کے ساتھ ٹھٹھا کیا۔

(موطا امام مالک) ایک اور حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباس فتویٰ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے تو اس کی طلاق لازم ہوگئی اور وہ عورت اس پر حرام ہوجائے گی چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

"عن مالک بن الحارث قال جاء رجل الی ابن عباس فقال ان عمی طلق امراته ثلاثة فقال ان عمک عصی الله فاتمه الله واطاع

الشیطن فلم یجعل له مخرجا فقال کیف تری فی رجل یحلها له فقال من یخادع الله یخادعه".

حضرت مالک بن حارث فرماتے ہیں ایک شخص حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا میرے چچا نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدی ہیں آپ نے فرمایا تمہارے چچا نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی پس اللہ تعالیٰ نے اس طلاق کو پورا کردیا اور اس نے شیطان کی پیروی کی تو حضرت ابن عباس نے اس کے لئے راستہ نہیں بتایا راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو اس عورت کو حلال جانے تو ابن عباس نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے دھوکہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ دیگا۔

تنویر الابصار در مختار میں ہے:

"لاینکح مطلقة بهاای بثلث حتی یطاء غیره اه ملتقطا".

(درمختار ص۴۰، ۴۱، مطبوعہ امدادیہ ملتان)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"فالذی یعود الی العدد ان یطلق ثلاثا فی طهر واحد بکلمة واحدة او بکلمات متفرقة او یجمع بین التطلقتین فی طهر واحد بکلمة واحدة او بکلمتین متفرقتین فاذا فعل ذلک وقع الطلاق وکان عاصیا".

(ج۱ ص۳۴۹، مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ)

یہ مذہب صرف حنفیہ کا نہیں بلکہ باجماع مذاہب اربعہ تین طلاق مغلظہ ہو جاتی ہیں اور شافعی امام مالک اور احمد ائمہ متبوعین سے کوئی امام اس باب میں اصلا مخالف نہیں یہاں تک کہ ائمہ دین نے فرمایا کہ اگر قاضی شرع حاکم اسلام بھی ایسے مسئلے میں ایک طلاق دینے کا حکم دے تو وہ حکم باطل و مردود ہے وہابیہ غیر مقلدین کہ اب اس مسئلہ میں اختلاف اٹھارہے ہیں گمراہ بددین ہیں ان کی تقلید حلال نہیں۔ فتح القدیر میں ہے:

''ھذا مذھب جمھور الصحابة ومن بعدھم من ائمة المسلمین الی انه یقع ثلث واللہ تعالیٰ ورسوله اعلم بالصواب''۔

عطاء المصطفیٰ اعظمی

امجدی دارالافتاء دارالعلوم صادق الاسلام ۱۰/۴۸۳

لیاقت آباد کراچی

تاریخ اجراء ۱۹ شوال المکرم ۱۴۳۲ھ/ ۱۸ ستمبر ۲۰۱۱ء

فتویٰ

جانشین خلیل العلماء حضرت علامہ

مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ

شیخ الحدیث جامعہ احسن البرکات، حیدرآباد

۷۸۶

الجواب سائل نے جو حقائق پیش کئے ہیں، وہ اظہر من الشمس ہیں، اور بقول سائل زندگی میں موصوف نے ان سے رجوع نہ فرمایا۔ فقیر قادری رضوی کو بھی یہی صدمہ ہے اور رہے گا۔ اور امام اہلسنت علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ نہایت معتبر اور محقق ہیں ان کی تحریر کے سامنے فقیر کسی تیسری دوسری تحریر کو اہمیت نہیں دیتا جو احکام ان کی تحریروں سے مستنبط ہیں وہی حق ہیں خواہ کوئی بھی اس کی زد میں آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دستخط و مہر

ابوحماد مفتی احمد میاں برکاتی

مہتمم و شیخ الحدیث دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد

۲۸۔ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ، ۱۴ ستمبر ۲۰۰۴ء

==========

فتویٰ

مرکزی دارالافتاء جامعہ ارشد العلوم

اوجھا گنج، ضلع بستی، یو، پی، بھارت

از

جانشین فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی ابرار احمد امجدی برکاتی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

(۱) سوال میں درج عبارت سے ظاہر یہ ہے، کہ جس پیر کے اقوال سوال میں نقل کئے گئے ہیں وہ دیوبندیوں کے کفری عقائد جانتا ہے اگر یہی امر واقع ہے تو مذکور بھی انہیں میں سے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''انکم اذا مثلھم'' واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) رب تبارک وتعالیٰ ظلم وستم سے پاک ومنزہ ہے، اس سے ظلم ممکن ہی نہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کو ستم ظریف کہنا ظلم ہے کہ اس میں قرآن مجید کی متعدد آیتوں کا انکار ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وما انا بظلام للعبید'' میں بندوں کے حق میں ستم گر نہیں۔

اور فرماتا ہے: ''لایظلم مثقال ذرۃ'' بیشک اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔ شرح فقہ اکبر میں ہے: لایوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علیٰ الظلم لان المحال لایدخل تحت القدرۃ، اھ۔ تفسیر بیضاوی میں ہے: الظلم یستحیل صدرہ عنہ تعالیٰ، اھ۔ اور تفسیر کبیر میں ہے: الذی یدل علی ان الظلم محال من اللہ تعالیٰ ان الظلم عبارۃ عن التصرف فی ملک الغیر والحق سبحانہ

لایتصرف الا فی ملک نفسہ فیمتنع کونہ ظالما وایضا الظالم لایکون الٰھا والشئی لایصح الا اذا کانت لوازمہ صحیحۃ فلو صح منہ الظلم لکان زوال الٰھیۃ صحیحا وذلک محال''اہ ملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) تحذیر الناس میں حضور سید عالم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا انکار کیا گیا۔ آیت کریمہ ''وخاتم النبیین'' سے آخری نبی سمجھنا نافہموں کا خیال بتایا گیا ہے۔ حالانکہ یہی معنی رسول اللہ ﷺ نے سمجھا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے سمجھا، ساری امت نے سمجھا، اور پوری امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے۔ تحذیر الناس کی عبارات ملاحظہ کریں صفحہ۳ پر ہے۔

سوا اسی طور پر رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کو تصور فرمایئے، یعنی موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں۔ اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے، پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں، اھ۔ پھر صفحہ۱۴ پر ہے۔

غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا ہے تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا، بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے، اھ۔ اور صفحہ۲۸ پر یوں ہے۔

''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے،، اھ۔۔۔۔۔۔ یہ بلاشبہ حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے کا انکار ہے جو کفر ہے اور قائل کافر ہے۔

امام قاضی عیاض شفا میں فرماتے ہیں:

''لانہ اخبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ خاتم النبیین، لانبی

بعدهٗ واخبر من الله تعالیٰ انه خاتم النبین وانه ارسل کافة للناس، اجمعت الامة علی حمل هذا الکلام علی ظاهره وان مفهومه المراد به دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر هولاء الطوائف کلها قطعاً‘‘۔

حجۃ الاسلام امام غزالی کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں:

’’ان الامة فهمت من هذا اللفظ انه افهم عدم نبی بعده ابداوعدم رسول بعده ابداً وانه لیس فیه تاویل ولا تخصیص ،ومن اوله بتخصیص فکلامه من انواع الهذیان لایمنع بتکفیره لانه مکذب بهذا النص الذی اجمعت الامة علی انه غیر مؤول ولامخصوص‘‘۔

حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی شرح الفوائد میں لکھتے ہیں:

’’فساد مذهبهم غنی عن البیان مجاهدة العیان کیف وهو یؤدی الی تجویز نبی مع نبینا صلی الله علیه وسلم اوبعده وذلک یستلزم تکذیب انا العاقب ولا نبی بعدی،واجتمعت الامة علی ابقاء هذاالکام علی ظاهره وهذه احدی المسائل المشهورة،کفرنا بها الفلاسفة لعنهم الله تعالی‘‘۔

لہذا جوشخص ان کفریات پر راضی ہو،انہیں پڑھ کر مسرور ہووہ بھی کافرو مرتد ہے۔ والله تعالیٰ اعلم

گستاخ رسول یقیناً کافرومرتد ہے اس پراجماع امت ہے حتی کہ دیوبندی بھی اسے کافرتسلیم کرتے ہیں جیسا کہ اکفار الملحدین میں ہے:

’’ایمارجل مسلم سب رسول الله صلی الله علیه وسلم اوکذب اوعابه اوتنقصه فقد کفر بالله تعالیٰ وبانت منه امرأته...اجمع المسلمون علی ان شاتمه صلی الله علیه وسلم کافر ومن شک فی عذابه وکفره کفر‘‘اھ(ص ۴۵ ،مطبع المجلس العلمی)

اورالمہند میں ہے:

’’ونتیقن ان من قال ان فلانا اعلم من النبی علیه السلام فقد کفروقد افتی مشایخنا بتکفیر من قال ان ابلیس اللعین اعلم من النبی علیه السلام‘‘اھ(ص٦٦)

جوگستاخ رسول کوکافرنہ مانے وہ خودکافرہے والله تعالیٰ اعلم

ایک مجلس میں تین طلاق تین ہی ہیں۔یہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ سے ثابت ہے،اس پرصحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجماع بھی ہے اورسواداعظم اہل سنت وجماعت کا یہی مذہب ہے۔فتح القدیر میں ہے’’فاجماعهم ظاهر‘‘(ج۳ص۳۳۳)لہذاجواس سے انحراف کرے وہ ضرورگمراہ ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ محمدابراراحمدامجدی برکاتی

خادم الافتاء مرکزتربیت افتاءاوجھاگنج

۲۔محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

=========

فتویٰ

دارالافتاء

مرکزی جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف

الجواب بعون الوھاب منه الهداية والصواب

لف استفتاء میں جسٹس محمد کرم شاہ صاحب بھیروی سے متعلق جو باتیں ذکر کی گئی ہیں اور ان پر علماء حق اہلسنّت و جماعت پر فتاویٰ بالخصوص مرکز اہلسنّت بریلی شریف کا فتویٰ مبنی برحق ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے بارے میں ستم ظریفی کے الفاظ کا استعمال صراحۃً بے ادبی ہے اور مولوی قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس والی عبارت صراحۃً ختم نبوت کا انکار ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مقتدر علماء عرب وعجم نے اسے صریح کفریہ قرار دیا ہے۔

گستاخ رسول کو کافر نہ کہنے کا قول نصوص شرعیہ قطعیہ کے خلاف ہے۔ اطلاع و افہام کے باوجود ایسے عقائد پر قائم رہنا خروج از اسلام ہے۔ ایسے ہی گستاخانِ رسول کی کفریہ عبارات کا محاسبہ کرنے کو تضییع عمر سے تعبیر کرنا ان کی تائید ہے مسئلہ طلاق ثلاثہ میں مذکورہ موٴقف (ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک طلاق ہے) فقہ حنفی سے خروج اور غیر مقلدیت میں دخول ہے۔ یہ مسئلہ فقہ حنفی میں قرآن وحدیث کے سینکڑوں دلائل سے مزین ہے۔ لہٰذا علماء اہلسنّت و جماعت کا موٴقف بالکل مبنی برحق ہے اوراہم اس موٴقف پر قائم ہیں۔ یہاں تفصیلی دلائل کی گنجائش نہیں۔

اللھم احینا علی السنة والجماعة وامتنا علیه بکرمک یا رب

العالمین بجاہ سید المرسلین .ھذاماعندی والله ورسوله اعلم بالصواب

جمیل احمد صدیقی

خادم تدریس وافتاء

مرکزی جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف منڈی بہاؤالدین

5.5.2008

تصدیق:

مناظر اسلام حضرت علامہ

مولانا پروفیسر محمد انوار حنفی

"فقیر علماء حق اہلسنّت کے ان فتاویٰ کے ساتھ متفق ہے"

دستخط ومہر

پروفیسر محمد انوار حنفی

کوٹ رادھا کشن

==========

فتویٰ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

الجواب

نمبر۱ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا فتویٰ برحق ہے یہ صرف آپ کا ہی نہیں بلکہ عرب وعجم کے تمام علماء کرام فتویٰ ہے اور شخص مذکور اس زمرے میں آتا ہے۔

نمبر۲ اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے متعدد آیات قرآنیہ اس کی شاہد ہیں اللہ تعالیٰ کو ستم ظریف کہنا کفر ہے گستاخ رسول کو کافر قرار نہ دینا بھی کفر ہے۔

نمبر۳ طلاق ثلاثہ پر اجماع امت ہے اور اجماع امت کا منکر گمراہ وبددین ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ

کتبہ فقیر ابوالصالح محمد بخش رضوی

جامع رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

14.2.2005

(مہر)

تصدیق:

مفسر قرآن، حضرت علامہ مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ الرحمۃ

بہاولپور

الجواب صحیح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۱۱ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

فتویٰ

جامعہ نعمانیہ لاہور

از

استاذ العلماء حضرت مولانا

مفتی محمد حبیب رضا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب:

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مستفتی نے جو عبارت تحریر کی ہے اس میں لفظ ''ستم ظریف'' بظاہر اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کیا گیا ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں، کیونکہ اس کا معنیٰ بہت قبیح ہے اور شریعت میں اس کا استعمال بھی وارد نہیں جیسا کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ اپنے فتاویٰ رضویہ شریف جلد نمبر۹ صفحہ۶۱ میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو عاشق کہنا ناجائز ہے کہ معنیٰ عشق اللہ عزوجل کے حق میں محال قطعی ہے اور ایسا لفظ بے ورود ثابت شرعی حضرت عزت کی شان میں بولنا ممنوع قطعی ہے۔اور فتاویٰ رضویہ شریف جلد نمبر۱۲ قدیم صفحہ نمبر۱۸۴ رضا اکیڈمی بمبئی میں ''شرک وکفر وفسق سے نفرت اسے'' کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ نفرت بھاگنے اور بدکنے کو کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت حلال نہیں۔اور اصلاح فرماتے ہوئے فرمایا کہ ''شرک وکفر وفسق سے ناراض ہے'' لہٰذا ثابت ہوا کہ لفظ ''ستم

ظریف'' اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کرنا حلال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(۲) تحریر کردہ عبارت میں بظاہر بتوں کے محدود اختیارات کو تسلیم کیا گیا ہے۔

(العیاذ باللہ)

اور یہ قرآن پاک کی متعدد آیات مبارکہ کی تکذیب ہے۔ جبکہ نصوص قرآنیہ میں بتوں کے اختیارات کی مطلقاً نفی وارد ہے جیسا کہ اللہ رب العزت جل وعلا نے ارشاد فرمایا:

''قل افاتخذتم من دونہٖ اولیآء لا یملکون لانفسھم نفعا ولا ضراً،

(پارہ ۱۳ سورہ رعد، آیت ۱۶)

تم خود ہی فرماؤ تو کیا اس کے سوا تم نے وہ حمایتی بنالیے ہیں جو اپنا بھلا برا نہیں کرسکتے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

''قل ادعوا الذین زعمتم من دونہٖ فلا یملکون کشف الضرعنکم ولا تحویلاہ (پارہ ۱۵، بنی اسرائیل آیت نمبر ۵۶)

تم فرماؤ! پکارو انہیں جن کو اللہ کے سوا گمان کرتے ہو تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور کرنے اور نہ پھیر دینے کا۔ پھر ارشاد فرماتا ہے:

''والذین تدعون من دونہٖ مایملکون من قطمیر''

(پارہ ۲۲ سورہ فاطر ۱۳)

اور اس کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو، دانہ خرما کے چھلکے تک کے مالک نہیں۔

(۳) لف استفتاء میں جو عبارت نقل کی گئی ہے اس میں کئی احتمالات ہیں۔ جیسے اہل سنت کے دوگروہوں سے کون سے دوگروہ مراد ہیں۔ اور عصر حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی سے کیا مراد ہے؟ اور چند امور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے ......الخ۔

سے کون سے اختلاف مراد ہیں وغیرہ۔ جب تک مراد متعین نہ ہو اس کا جواب نہیں دیا جاسکتا ہے۔

(۴) قاسم نانوتوی مصنف تحذیر الناس کے متعلق اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ اور علماء عرب وعجم کا جو حتمی فیصلہ ہے کہ ''من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر'' وہی حق وصواب ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۹ قدیم ص ۳۱۳ میں فرماتے ہیں جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر انہیں کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہے۔

نقل کردہ عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ تحذیر الناس کے مصنف کے کفر میں شک ہی نہیں بلکہ اس کے کفر کی تائید کی گئی ہے گویا کہ اس کے کفر کو کفر ہی نہیں مانا۔ تو یہ بھی اسی حکم کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر میں داخل ہے۔

(۵) جو شخص حرام اور قرآن کی تکذیب اور کفر کا مرتکب ہوا اس کے لیے باقی مسائل کا پوچھنا ان کے جوابات کی حاجت۔

لہٰذا لف استفتاء میں تحریر عبارات جن کا جواب دیا گیا۔ کا جو بھی معتقد ہے یا تھا اور اسی اعتقاد پر وہ چاہے کرم شاہ ہو یا کوئی اور حکم شرح سب کے لیے برابر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہٗ

محمد حبیب رضا

۲۸ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ ۲۹ ستمبر ۲۰۰۸ء

مہر

دارالعلوم انجمن نعمانیہ دارالافتاء

اندرون ٹکسالی گیٹ لاہور، پاکستان

تصدیق:

صاحبزادہ محمد غوث رضوی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ سمندری شریف

الجواب ھوالصحیح

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وآلہ وسلم

الفقیر ابوالحسن محمد غوث رضوی عفی عنہ

خادم آستانہ ودارالعلوم مظہر اسلام سمندری شریف

=======

فتویٰ

از

علامہ مفتی فضل احمد چشتی لاہوری

باسمہ تعالیٰ وبالصلوۃ والسلام علی سیدنا المصطفیٰ

الجواب بعون الملک الوھاب ھوالموافق للصواب

(۱) قاسم نانوتوی علیہ ماعلیہ نے خاتم النبیین کی جو تفسیر وتاویل کی ہے اور جن الفاظ کے ساتھ کی ہے وہ صریح کفر ہے **کماصرح بہ علماء الحرمین الشریفین وسیدی الامام البریلوی علیھم الرحمۃ والرضوان** بندہ ناچیز اپنے مشائخ کرام کے فتاویٰ شریف کے ساتھ پورا اتفاق کرتا ہے۔لہٰذا جو شخص بھی نانوتوی علیہ ماعلیہ کی تفسیر وتاویل کو کفریہ نہ کہے وہ بھی بلاشبہ اس کے ساتھ کا ہے۔اور مشائخ کے فتویٰ کی زد میں ضرور ہے۔تو کرم شاہ کا نانوتوی مشرب ہونا بلاریب ہے۔

(۲) اب طلاق ثلاثہ کے وقوع کے خلاف فتویٰ دینے والا تعزیر کے قابل ہے اور گمراہ ہے اور فتویٰ امام خیرالدین رملی علیہ الرحمۃ میں ہے **مانصہ**

(وسئل مرۃ اخری) فی رجل طلق زوجتہ ثلاثا مجتمعا فی کلمۃ واحدۃ فافتاہ حنبلی المذھب بعدم الوقوع فاستمر معاشراً لزوجتہ بسبب الفتویٰ المذکورۃ مدۃ سنین فھل یعمل بافتاء الحنبلی المذکورام لاولو اتصل بہ حکم منہ کیف الحال؟

(اجاب) لاعبرۃ بالفتویٰ المذکورۃ ولا ینفذ قضاء القاضی

بذالک ولو نفذه الف قاض ويفترض على حكام المسلمين ان يفرقوا
بينهما قال بعض العلماء وحكي عن الحجاج بن ارطاة وطائفة من
الشيعة والظاهرية انه لايقع منها الا واحدة واختاره من المتاخرين من
لايعبأبه فافتى به واقتدى به من اضله الله تعالىٰ اه. والله اعلم

(۳) یہ کلام بے نظام کہ گستاخ رسول ﷺ کو (معاذ اللہ) کافر کہنے کا دور گذر گیا ہے صریح کفر ہے بلکہ بدترین کفر ہے۔ لایتفوه به الا من لادين ولا ايمان له والله تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ

فضل احمد چشتی لاہوری

پنڈی شاپ لاہور

(۴ جمادی الثانیہ ۱۴۲۵ھ بروز جمعرات)

==========

فتوی

ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری

بانی و شیخ الحدیث جامع رضویہ ٹرسٹ و سابق صوبائی وزیر اوقاف زکوۃ وعشر
پنجاب ماڈل ٹاؤن لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم اما بعد فيقول الفقير الحقير الدكتور المفتي غلام سرور القادرى ان الشيخ بير محمد كرم الشاه الازهرى ما كتب فى تفسير ضياء القرآن المجلد الاول ص ۱۱ وملفوظه كمافى جمال الكرم المجلد الثالث ص ۲۹۴ وما اظهر بعد خيالاته لكتاب تحذير الناس هذا ضرر عظيم له ولجميع الاسلام ونحن نتأسف عليه تأسفا كبيرا ونحن على ما فى الحسام الحرمين الشريفين والصوارم الهنديه فمن لم يتفق بهما اتفاقا كليا فهو مصداق فتوىٰ الكتاب الشريف حسام الحرمين الشريفين والصوارم الهنديه بلا ريب واناقول هذابلا خوف لومت لائم وانا على هذاالحق قائم ودائم فقط الدكتور المفتي غلام سرور القادرى

16-1-2005

ترجمہ:

حمد وصلوٰۃ کے بعد بندۂ محتاج، ڈاکٹر غلام سرور قادری کہتا ہے کہ پیر کرم شاہ

الازھری کی تفسیر ضیاء القرآن جلد اول صفحہ ۱۱ میں جو لکھا گیا ہے اور جو ان کے ملفوظات میں لکھا گیا ہے۔ جیسا کہ جمال کرم جلد ۳ صفحہ ۶۹۴ میں اور جن بعض خیالات کا انہوں نے اظہار کیا ہے کتاب تحذیر الناس کے لیے یہ ان کے لیے اور تمام اہل اسلام کے لیے نقصان دہ ہے۔ ہم اس پر بہت رنجیدہ ہیں اور ہم اسی مؤقف پر ہیں جو حسام الحرمین شریفین میں اور الصوارم الہندیہ میں مذکور ہے۔ پس جس نے کلیتًا ان دونوں پر اتفاق نہیں کیا تو بلاشبہ وہ کتاب حسام الحرمین شریفین اور الصوارم الہندیہ میں مندرج فتوے کا مصداق ہے۔ میں یہ سب بغیر کسی خوف اور ملامت کے کہتا ہوں اور میں اس حق پر قائم ودائم ہوں۔

دستخط ومہر

مفتی غلام سرور قادری

۱۶۔ جنوری ۲۰۰۵ء

==========

فتویٰ

استاذ العلماء حضرت علامہ

مفتی محمد جمیل رضوی

خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ بریلی شریف

پیر محمد کرم شاہ بھیروی کی عبارات تسعہ کے پیش نظر فقیر کا نقطہ نظر یہ ہے کہ یہ عبارات توہین خداوند قدوس عزوجل وتوہین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کرتی ہیں۔ نیز طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں اہلسنت کے فیصلہ سے انحراف کر کے غیر مقلدین کی تقویت میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی گئی۔

نیز گستاخان رسالت کو کھلی چھٹی دی گئی، ہمارا اہلسنت و جماعت کا مؤقف ہے جو بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اشارۃً یا عبارۃً یا کنایۃً گستاخی و بے ادبی کرے یا لکھے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل ہے۔ خواہ کسی بھی مکتبہ فکر سے متعلق ہو۔

نیز حسام الحرمین شریف جس پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سمیت عرب کے جید علماء ومحدثین وفقہاء کے دستخط موجود ہیں' پوری اُمت کا شرعی فیصلہ ہے۔

جو شخص حسام الحرمین شریف کے فتاویٰ سے متفق نہیں ہم اُسے قطعاً سنی نہیں مانتے' خواہ وہ خودساختہ پیرومفسر قرآن ''ضیاء الامت'' جیسے القابات کا مدعی ہو۔

ہمارے نزدیک معیار اہلسنت یہ ہے کہ تمہید ایمان اور حسام الحرمین کو دل و جان سے مانتا ہو۔ کرم شاہ کے متعلق شروع ہی سے ہمارے شبہات تھے لیکن منفی پروپیگنڈا تھا کہ انہوں نے رجوع کر لیا ہے جبکہ اس کی وفات کے بعد جمال کرم کی

طباعت اور ضیاء القرآن کی اشاعت سے ثابت ہو رہا ہے۔ کہ رجوع نہیں بلکہ فضول و جھوٹ پر مبنی خلاف حقیقت شور وغل ہے۔

کرم شاہ سے ذاتی کوئی عناد نہیں' صرف خدا اور رسول سے ڈرتے ہوئے اپنے تاثرات وخیالات کا اظہار کر رہے ہیں تاکہ کوئی بد عقیدہ لوگ دیابنہ' وہابیہ بطور دلیل پیش نہ کر سکیں۔ کرم شاہ کی گستاخانہ عبارات سے اہلسنت لاتعلقی کا اعلان کرتے ہیں۔ کرم شاہ کی عبارات کے ہم ذمہ دار نہیں۔

ساتھ دل سوزی سے ان کے بیٹے امین الحسنات کے طرز عمل سے بھی تشویش ہے وہ اپنے والد اور اپنے متعلق واضح کریں۔ متنازعہ عبارات سے رجوع کریں یا اہلسنّت سے خارج ہونے کا اعلان کریں۔ بصورت دیگر اہلسنّت شرعی فیصلہ کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔

کرم شاہ شروع ہی سے عقائد کے متعلق متذبذب ومتزلزل تھا اور نہایت ہی عقائد میں ناپختہ تھا۔

هذا ما عندی و الله ورسوله اعلم بالصواب

کتبہ: **مفتی محمد جمیل رضوی**

رئیس دارالافتاء جامعہ بریلی شریف شیخوپورہ شہر

=======

فتویٰ

از

مفتی محمد نعیم اختر نقشبندی

(کاموکی، ضلع گوجرانوالہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

الجواب بعون الملک العلام الوھاب۔

مذکورہ عبارات کفر اور ضلال پر مبنی ہیں۔ اگر کوئی ان عبارات پر التزام کرے تو اس کے کفر وگمراہی میں کوئی شک نہ ہے۔ اگر کفر وضلالی کو اسلام کہہ دیا جائے تو اس کا مطلب کفر واسلام کی تفریق ختم کرنا ہے۔ جو بہت ہی سنگین جرم ہے۔ **واللہ الھادی ومھدی السبیل واللہ ورسولہ اعلم جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم۔**

حررہ

الفقیر محمد نعیم اختر نقشبندی غفرلہٗ

==========

علمائے نیپال کا شرعی فیصلہ

جامعہ حضرت عائشہ صدیقہ انسٹی ٹیوٹ

جنک پور دھام نمبر ۷ زیرو مائل، ضلع دھنوشہ نیپال

آج بتاریخ ۲۷ اپریل ۲۰۱۱ء بمقام جامعہ عائشہ انسٹی چیوٹ جانکی نگر جنک پور نمبر ۷ ضلع دھنوسا نیپال میں کرم شاہ ازہری پاکستان کے نظریات کے تعلق سے مفکر اسلام محقق دوراں حضرت علامہ الحاج مفتی محمد عابد جلالی صاحب، قبلہ مدظلہ العالی پاکستان کے زیر صدارت ایک میٹنگ ہوئی جس میں مندرجہ ذیل علمائے کرام ومفتیان عظام وارکین آل نیپال سنی جمعیۃ العلماء نے شرکت فرمائی:

(۱) فخر نیپال حضرت علامہ مفتی محمد اسرائیل صاحب قبلہ رضوی

امین شریعت وصدارتی نیپال سنی جمعیۃ العلماء جنکپور (نیپال)

(۲) محمد عثمان الرضوی القادری

جنرل سیکٹری آل نیپالی سنی جمعیۃ العلماء ومفتی نوری دار القتاء ادارہ شرعیہ جنکپور (نیپال)

(۳) حضرت علامہ مولانا محمد مستقیم صاحب برکاتی

صدر المدرسین مدرسہ حنفیہ برکاتیہ جانکی نگر جنکپور نمبر ۷ صلع دھنوسا (نیپال)

(۴) حضرت علامہ مفتی محمد عثمان برکاتی صاحب

صدر المدرسین دار السلام فیضان مدینہ جنکپور نمبر ۱۲ ضلع دھنوسا

(۵) حضرت علامہ مولانا مفتی عبد العزیز صاحب رضوی

صدر المدرسین دار السلام عطائے المصطفیٰ بیلا جنکپور (نیپال)

(۶) حضرت علامہ مولانا محمد داؤد صاحب مصباحی

صدر المدرسین دار السلام رضویہ اصلاح المسلمین بھمر پورہ ضلع مہوتری (نیپال)

(۷) حضرت علامہ مولانا محمد علیم الدین صاحب بواری

بانی جامعہ عائشہ انسٹی چیوٹ جنکپور نمبر ۷ (نیپال)

(۸) حضرت علامہ مولانا محمد شمس الدین نوری صاحب

شیخ الحدیث دار العلوم حنفیہ برکاتیہ جانکی نگر جنکپور (نیپال)

(۹) حضرت علامہ مولانا محمد اسلم القادری صاحب

صدر المدرسین جامعہ مدینۃ الاسلام آنند نگر جنکپور (نیپال)

(۱۰) حضرت علامہ مولانا محمد سعادت حسین صاب اشرفی

ناظم اعلیٰ جامعہ مانیہ امان السلام علی پٹی ضلع مہوٹری (نیپال)

(۱۱) حضرت علامہ مولانا محمد الیاس منظری صاحب

صدر المدرسین مدرسہ امانیہ امان الخائفین علی پٹی ضلع مہوٹری (نیپال)

(۱۲) حضرت مولانا محمد ظاہر حسین صاحب

صدر المدرسین دار العلوم حسانیہ حسین گنج سہوان بہار

(۱۳) حضرت علامہ مولانا قمر الھدیٰ صاحب

مدرس مدرسہ رضویہ اصلاح المسلمین بھمر پورہ ضلع مہوٹری (نیپال)

(۱۴) حضرت علامہ مولانا جمال الدین صاحب

صدر جامعہ عائشہ صدیقہ جنکپور ضلع دھنوسا (نیپال)

(۱۵) حضرت مولانا محمد نعمان رضوی صاحب

مدرسہ جامعہ عائشہ صدیقہ جنکپور ضلع دھنوسا (نیپال)

(۱۶) حضرت مولانا ذاکر حسین صاحب

بانی محسن اعظم کانفرنس سگھارا ضلع دھنوسا (نیپال)

حکم:

مذکورہ بالا علمائے کرام ومفتیان عظام نے کرم شاہ ازہری پاکستان کی گستاخانہ عبارات کی وجہ شان الوہیت ورسالت کے تعلق سے اس کو خارج از اسلام کا فرقرار دیا اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ والرضوان کی مشہور ومعروف تصنیف "حسام الحرمین" کے اندر جواحکام دیابنہ وہابیہ کے تعلق سے علمائے عرب کے فتاوے تحریر فرمائے ہیں ان سے کماحقہ بالکلیہ متفق ہیں۔

دستخط

علمائے ومفتیان مذکورین

(نیپال)

===============

فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الوهاب

حضرت مولانا مفتی محمد اشرف قادری صاحب

شیخوپورہ

مندرجہ بالا استفتاء میں جو عبارات درج کی گئی ہیں ان کی بناء پر نام نہاد پیر کرم شاہ بھیروی کا مسلک اہلسنت سے کوئی تعلق نہ ہے بلکہ ان کی بعض عبارات سے کفر ثابت ہے اور جمال کرم کی تازہ اشاعت سے ثابت ہوگیا کہ کرم شاہ صاحب کی توبہ کا غلط پروپیگنڈہ تھا۔ ہمارا اہلسنت کا اصولی مؤقف ہے کہ سنی وہ ہے جو حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ کے شرعی فیصلے کو دل وجان سے برحق تسلیم کرتا ہو۔ جس میں اعلیٰ حضرت، کشتہ عشق رسالت، محدث بریلوی نور اللہ مرقدہٗ سمیت سینکڑوں علمائے شریعت کے جید علماء اور پاک وہند کے مفتیان عظام کے فتاویٰ جات اور مواہیر تصدیق ثبت ہیں۔ اس میں انہوں نے قاسم نانوتوی، رشید گنگوہی، خلیل انبیٹھوی، اشرفعلی تھانوی، مرزا غلام قادیانی کے متعلق فتویٰ کفر صادر فرمایا ہے۔ نیز مزید یہ کہا ہے کہ من شک فی کفرہٖ و عذابہ فقد کفر۔ جو اس کے کفر اور عذاب میں شک ہے وہ بھی کافر ہے۔

اور اس شخص (کرم شاہ بھیروی) نے اللہ سبحانہ کو ستم ظریف کہہ کر توہین باری تعالیٰ کا ارتکاب کیا ہے اور قاسم نانوتوی کو پاکان اُمت اور قاسم العلوم کہہ کر اور تحذیر الناس کی بے جا حمایت کر کے جمہور اہلسنت کے مؤقف سے انحراف کیا ہے۔

اور گستاخان رسول کی حمایت کا جرم کیا ہے جو کہ ناقابل معافی ہے۔ علاوہ

ازیں اس شخص نے طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں ائمہ اربعۂ اجماع اُمت کا خلاف کر کے اپنی جہالت کا فتویٰ دیا ہے اور فرقہ وہابیہ غیر مقلدین کے غلط مؤقف کو تقویت دی ہے جو کہ انتشار اُمت کے زمرہ میں آتا ہے۔ جمال کرم کی اشاعت کے بعد ثابت ہوگیا ہے امین الحسنات اور حافظ احمد بخش بھی اس گناہ میں برابر کے شریک ہیں اور اتحاد اُمت کو پارہ پارہ کر رہے ہیں اور اہلسنت کو ان سے اجتناب کرنا چاہیئے تاکہ اپنے ایمان اور عقیدے کو محفوظ کیا جائے۔

(ھذا ما عندی واللہ ورسولہ اعلم بحقیقۃ الحال)

خادم اہلسنت

احقر عبد المصطفیٰ ابوالحسن فقیر محمد اشرف قادری

شیخوپورہ

==========

مفصل فتویٰ

استاذ العلماء، شیخ المیراث حضرت مولانا
مفتی غلام محمد شرقپوری صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الوھاب

الحمدلله الذى ارسل رسوله ابرهانه وانزل عليه قرانا والصلوٰة والسلام على رسوله ومن سبه يقتل ولا تقبل توبته ويدخل الله تعالىٰ سقر خالد افيها ابدا وسودالله وجهه وعلى آله الاطهار وصحبه الاخيار والائمة المجتهدين والمقلدين ومن اعرض اجتهادهم وانكر تقليدهم ضرب الله مقاطيع الحديد على عنقه ضربا شديدا۔اما بعد

پیر کرم شاہ صاحب کے افکار نحیفہ وانظار خسیسہ کو منصۂ شہود پر لا کر حکم شرعی نافذ کرنے اور احقاق حق اور ابطال باطل کرنے سے پہلے تمہیداً کچھ مقدمات انیقہ اور عمیقہ بیان کرنا مستحسن ہیں تاکہ حکم شرعی نافذ کرنا میسر ہو۔

المقدمة الاولى:

ايما امرئ قال لاخيه كافر افقد باء بها احدهما زاد مسلم ان كان كما قال والا رجعت اليه۔

جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے دونوں میں ایک پر بلاضرور پڑے گی اگر جسے کہا گیا وہ حقیقت میں کافر ہے تو خیر ورنہ یہ کفر کا حکم اسی قائل پر پلٹ آئے گا۔

(صحیح بخاری فی مسائل کلمات الکفریہ جلد۲صفحہ۱۰۹،صحیح مسلم جلد۱صفحہ۵۷ بحوالہ فتاویٰ رضویہ جدید جلد۱۱صفحہ۳۸)

خلاصۃ العبارۃ:

مفہوم عبارت عیاں ہے عیاں رابیان چہ معنی دارد مگر تطہیر الاذھان تحدید الافہام کے لیے اتنا ضرور دلنشین ہو جانا چاہیئے کہ مسئلہ تکفیر میں طریق احوط اختیار کرنے میں ہی فلاح وخیر مضمر ہے مگر جب کسی کا کفر آفتاب مہتاب کی طرح عیاں ہو جائے تو مسئلہ تکفیر میں احتیاط کرنا باعث کفر ہوا کرتا ہے۔

المقدمۃ الثانیہ:

من تلفظ بلفظ کفر یکفر وکذا کل من ضحك علیه اواستحسنه اورضی به یکفر۔

جس نے کلمہ کفریہ بولا اس کو کافر قرار دیا جائے یونہی جس نے کلمہ کفریہ پر ہنسی کی یا اس کی تحسین کی اور اس پر راضی ہوا اس کو بھی کافر قرار دیا جائے گا۔

(اعلام بقواطع الاسلام ترکی ص۳۶۹،بحوالہ فتاویٰ رضویہ جدید جلد۱۱صفحہ۳۹۱)

توضیح العبارۃ:

عبارت مذکرہ صافیہ شافیہ سے بداھۃً معلوم ہو رہا ہے کہ جو گستاخی پر راضی ہو اور عبارات کفریہ کے قائلین کی تعظیم کرتا ہے۔وہ بھی کافر ہے۔

المقدمۃ الثالثہ:

ازالۃ الشبہ:

اگر کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے(۹۹) وجوہ کفر کی ہوں اور اسلام کی صرف ایک وجہ کا احتمال ہو تو فقہاء کا قول ہے کہ کفر کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔فقہاء کے اس قول کے پیش نظر اکثر لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے وجہ کفر کی ہوں اور اسلام کی صرف ایک وجہ کا احتمال ہو تو ان کا کافر نہیں کہنا چاہیئے اور مسلمان کو کافر کہنے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔اس شبہ کا ازالہ ملاحظہ فرمائیں کہ فقہاء کے اس قول کا یہ معنیٰ ہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں (۹۹) ننانوے وجوہ کفر کا صرف احتمال ہو اور کفر صریح نہ ہو۔لیکن جو کلام مفہوم توہین میں صریح ہو اس میں کسی وجہ کو ملحوظ رکھ کر تاویل کرنا جائز ہے۔اس لیے کہ لفظ صریح میں تاویل ناممکن ہے۔قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں:

قال حبیب ابن الربیع لان ادعاء التاویل فی لفظ صراح لایقبل

حبیب بن ربیع نے فرمایا کہ لفظ صریح میں تاویل کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔

المقدمۃ الرابعہ:

جو لوگ حضور سید عالم ﷺ کی توہین کی تاویل کر کے اس کے مرتکب کو کفر سے بچانا چاہیں بالکل اسی طرح قتل کے مستحق ہیں جیسا کہ خود توہین کرنے والا مستوجب حد ہے۔

قال محمد بن سحنون اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی الله علیه وسلم المتنقص له کافر والوعید جار علیه بعذاب الله وحکمه عندالامة

القتل ومن شك فى كفره وعذابه كفر۔ (الشفاء جلد۲ صفحہ ۲۱۵، ۲۱۶، نسیم الریاض شرح الشفاء جلد۴ ص ۱۳۳۸، الردالمحتار جلد۳ صفحہ ۳۱۷، الصارم المسلول صفحہ۴)

محمد بن سحون نے فرمایا: علماء امت کا اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر ہے اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید جاری ہے اور امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے کافر ہے۔

المقدمة الخامسه:

امام شہاب الدین خفاجی حنفی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں:

المدار فى الحكم بالكفر على الظواهر ولا نظر للمقصود والنيات ولانظر لقرائن حاله۔ (نسیم الریاض شرح الشفاء جلد۴ صفحہ ۲۲۶)

توہین رسالت پر حکم کفر کی مراد ظاہر الفاظ پر ہے توہین کرنے والے کے قصد ونیت اور اس کے قرائن حال کو نہیں دیکھا جائے گا۔

خلاصة المفاهيم:

امام خفاجی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت مذکورہ سے معلوم ہوگیا کہ گستاخی کی مدار عرف اور ظاہر پر ہے نہ کہ متکلم کی نیت پر ہے اور نہ ہی توہین میں قرائن حال کو دیکھا جاتا ہے ورنہ توہین رسالت کا دروازہ کبھی بند نہ ہو سکے گا کیونکہ ہر گستاخ یہ کہہ کر بری ہو جائے گا کہ میری نیت اور ارادہ توہین نہ تھا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ توہین صریح میں کسی گستاخ نبوت کی نیت اور قصد کا اعتبار نہ کیا جائے۔

المقدمة السادسه:

ایک بار تین طلاق دینے سے نہ صرف حنفیہ کے نزدیک بلکہ اجماع مذاہب اربعہ تین طلاقیں مغلظہ ہو جاتی ہے۔ امام شافعی، امام مالک اور احمد رضی اللہ عنہم ائمہ متبوعین سے کوئی امام اس بات میں اصلا مخالف نہیں۔ (فتح القدیر باب طلاق السنۃ جلد۳ صفحہ ۳۳۰، مطبوعہ نوریہ رضویہ، بحوالہ فتاویٰ رضویہ جدید)

ذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انى يقع ثلث

جمہور صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد والے مسلمانوں کے ائمہ کرام کا مسلک ہے کہ بیک لفظ تین طلاقیں ہی ہوں گی۔

مفہوم عبارت:

فقہاء کی عبارت رافعہ اور نافعہ سے طلاق ثلاثہ کا مسئلہ عیاں ہے کہ ایک وقت میں تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی اسی پر صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔

المقدمة السابعه:

قیاسات سے نتائج حاصل کرنا:

تمہیداً یہ بات دلنشین ہو جانی چاہیئے کہ قیاس کے دو مقدمے ہوا کرتے ہیں۔

قیاس حملی میں پہلے کو مقدمہ صغریٰ اور دوسرے کو کبریٰ کہتے ہیں اور جو چیز دونوں مقدموں میں تکرار سے آئے اسے حد اوسط کہتے ہیں۔

نتیجہ اخذ کرنے کا طریقہ:

قیاس سے نتیجہ اخذ کرنے کا طریق یہ ہے کہ حد اوسط کو گرا دیتے ہیں تو نتیجہ حاصل ہو جاتا ہے۔

ضابطہ انیقہ:

قیاس کے دونوں مقدموں کو تسلیم کرنے کے بعد نتیجہ تسلیم کرنا جزماً ہوگا جبکہ یہ ناممکن ہے، کہ دونوں مقدموں کو تسلیم کرنے کے بعد نتیجہ کا انکار کیا جائے ہاں مدعی کے مقدمات پر دلیل طلب کی جاسکتی ہے۔ اگر دیابنہ اور وہابیہ کی تمام عبارات شنیعہ قبیحہ کو قیاس کی صورت دے کر ان کی عبارات کو کفریہ ثابت کرنا ممکن ہوگا۔

التمثیل:

اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید وعمرو وبکر ہر صبی (بچے) ومجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات (بھینس وگدھے وغیرہ) وبہائم (بچھو، سانپ وغیرہ) کے لیے بھی حاصل ہے۔

دعویٰ:

عبارت مذکورہ خبیثیہ ابلیسیہ کفریہ ہے؟

آخر کیوں؟

اس عبارت کا ہم برھان بین سے کفر ثابت کرتے ہیں۔

البرہان اللامع:

صغریٰ......ھذا الکلام مشتمل علیٰ شتم النبی ﷺ

یہ کلام النبی المختار ﷺ کی گستاخی پر مشتمل ہے

کبریٰ......وکل مایشتمل علی شتم النبی فھو کفر

ہر بات جو نبی مکرم کی گستاخی پر مشتمل ہو وہ کفر ہے۔

نتیجہ......ھذاالکلام کفر یہ کلام (ایسا علم تو......) کفر ہے۔

الضابطة الخامسة:

یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیئے کہ کسی کلام کا کسی کی توہین وتنقیص پر دلالت کرنا صرف قضیہ حملیہ واقعیہ سے خاص نہیں بلکہ قضیہ شرطیہ اور قضیہ فرضیہ بھی توہین اور تنقیص پر دال ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ ہر وہ کلام جس سے عرف ومحاورے میں توہین کے معانی مفہوم ہوتے ہیں توہین ہی قرار پائے گا خواہ اس میں ہزار تاویلیں ہی کیوں نہ کی جائیں۔ عرف اور محاورہ کے خلاف تاویل معتبر نہ ہوگی۔

الحاصل:

قائل کا کلام قضیہ حملیہ کا مصداق ہو یا شرطیہ کا ہو دیکھیں گے کہ یہ کلام عرف اور محاورے میں توہین ہے تو وہ کلام جزماً توہین ہی ہوگا۔

التمثیل الاول: ان کان الفلان خنزیراً فیأکل قاذورات

ترجمہ: اگر فلاں آدمی خنزیر ہوتا تو نجاستیں کھاتا۔

خلاصۃ المرام: عرف اور محاورے میں یقیناً یہ کلام اس شخص کی توہین اور تحقیر پر دلالت کرے گا اگرچہ یہ جملہ شرطیہ ہے اس کی شرط کا واقع ہونا ضروری نہیں ہے۔

الحاصل ارباب علم اور اہل انصاف یقیناً اس کلام کو اس شخص کی توہین سمجھیں گے۔

التمثیل الثانی: ان کان الفلان حماراً فکان ناھقا۔

ترجمہ: اگر فلاں آدمی گدھا ہوتا تو وہ ہینگنے والا ہوتا۔

القول الفیصل: کلام قضیہ شرطیہ اور فرضیہ ہو یا خبریہ واقعیہ ہو بہر صورت توہین کا مدار عرف اور محاورے پر ہے۔ ہر ذی عقل سلیم اور منصف شخص کے نزدیک کلام مذکور یقینا فلاں کی توہین اور تحقیر پر دال ہوگی۔

التمثیل الثالث: ان کان الفلان ملکاً فیکون من الملائکۃ المقربین۔

متکلم کا یہ کلام اس شخص کی عظمت شان پر دلالت کرے گا اگرچہ اس کا مقدم (پہلا جز) ممکن الوقوع نہیں ہے۔

پیر کرم شاہ کے نظریات کا شرعی جائزہ

ہم قارئین کی خدمت میں تمہیداً کچھ مقدمات کے بیان کرنے کے بعد پیر کرم شاہ کے نظریات کا شرعی جائزہ پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں!

۱۔ ”اگر چند امور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصر حاضر کے تمام تقاضوں سے چشم پوشی کیے آستینیں چڑھائے لٹھ لیے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں“۔

(ضیاء القرآن جلد ۱ صفحہ ۱۱، طبع ۱۹۹۵ء)

اقوال: کرم شاہ کا یہ قول بدتر از بول ہے۔ اس قول سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ عصر حاضر میں وقت کا تقاضا یہ ہے کہ کوئی گستاخ رسول جیسی بھی گستاخی کرے اس کو کافر نہیں

کہنا چاہیئے حالانکہ ہر دور میں جو بھی گستاخی کرے علماء حق کا فریضہ ہے کہ اس پر کفر کا فتویٰ لگائیں۔ ہر عصر میں شریعت مصطفوی کا تقاضا یہ ہے کہ ہر گستاخ کو کافر قرار دینا از حد ضروری ہوگا گستاخی گستاخی ہی شمار ہوگی مثلاً اگر کوئی شخص آج پیر کرم شاہ کی گستاخی کرتا ہے اور اس کے بارے میں یہ کہنا کہ اس کا سر خنزیر جیسا ہے اور اس کا منہ کتے جیسا ہے تو جزما اور بداھۃ یہ گستاخی ہی ہوگی عام ازیں قائل کا یہ قول زمانہ ماضی میں ہو یا حال میں ہو۔

پیر کرم شاہ کا قول بلاریب وشبہ کفر ہے جبکہ اس قول سے انبیاء کی گستاخی کرنے والوں کو گستاخی پر برانگیختہ کرنا ہے۔

۲۔ ”قدرت کی کرشمہ سازی ملاحظہ ہو ایک طرف مظاہر فطرت کو اتنا حسین بنا دیا کہ دل بے ساختہ ان کی طرف کھچے چلے جاتے ہیں۔ دوسری طرف ان میں اتنا غموض رکھ دیا کہ لاکھ سر پٹخیے ان کی دل کشی اور حسن کا راز معلوم نہیں ہوتا اور اس پر ستم ظریفی یہ فرمائی کہ کھوج لگانے کی تڑپ اور سراغرسانی کی بے تابیاں مضمر کریں“۔

لغوی تحقیق:

پیر کرم شاہ کے مندرجہ بالا قول پر حکم شرعی نافذ کرنے سے پہلے ہم ناظرین کی خدمت میں ”ستم ظریفی“ کی لغوی تحقیق پیش کرتے ہیں تاکہ اس قول پر حکم شرعی عیاں ہو جائے۔

لفظ ”ستم“ لفظ فارسی ہے اس کے متعدد معانی ہیں۔

۱۔۔۔۔ ظلم۔ ۲۔۔۔۔ تکلیف۔ ۳۔۔۔۔ بے انصافی۔ ۴۔۔۔۔ بڑا غضب

لفظ ”ظریفی“ میں اصل لفظ ظریف ہے اور ”یا“ آخر میں ملحق ہے لفظ ظریف لغت عربیہ

اور اردو یہ دونوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ لغت عربیہ میں اس کا معنیٰ عقلمند اور دانا کے ہیں اور لفظ ظریف کی جمع ظرفاء، ظرف، ظراف، اور ظروف آتی ہے۔

لغت اردو یہ میں ''ظریف'' کا معنیٰ امیروں کا دل بہلانے والا، مصائب وغیرہ کے ہیں اب لفظ مرکب ''ستم ظریفی'' کا معنیٰ ہنسی ہنسی میں ظلم ہونا کے ہیں لفظ ''ستم ظریفی'' کا ستعمال اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے کیونکہ ظلم عیب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر عیب سے منزہ اور مقدس ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کو کوئی شخص جہالت یا عاجزی یا نقص کی طرف منسوب کرے تو وہ کافر ہوگا۔

فتاویٰ عالمگیری جلد۲ صفحہ ۲۵۸، مطبوعہ کوئٹہ میں ہے:

یکفر اذو صف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق............ او نسبہ الی الجھل العجز او النقص

اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کو ایسی صفت کے ساتھ موصوف کیا جو اس کی شان کے لائق نہیں ہے یا اللہ تعالیٰ کو جہالت یا عاجزی یا نقص اور عیب کی طرف منسوب کیا تو وہ کافر ہوگا۔

عبارت مذکورہ کے پیش نظر پیر کرم شاہ کی تکفیر از حد ضروری ہے جبکہ اس قول سے عدم رجوع بھی عیاں ہے کیونکہ رجوع کے بعد تفسیر میں اس کلمہ کا ثابت رہنا چہ معنی دارد؟

ناقدانہ تبصرہ:

پیر کرم شاہ نے تفسیر ضیاء القرآن میں بوستان ادب سے خوشہ چینی کرتے ہوئے اور گلستان تحریر کے انواع مختلفہ کے رنگین پھولوں سے اپنے انظار وافکار کو اس قدر معطر کیا کہ حواس ظاہرہ اور باطنہ مفلوج ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کے لیے ''ستم ظریفی'' کا لفظ

استعمال کر کے اپنا ایمان ضائع کر بیٹھے۔ یہ امر تو مسلم ہے کہ پیر کرم شاہ رئیس التحریر اور عین الادباء ہے مگر اسلوب تحریر اور انداز بیان میں اس قدر ضلالت اور گمراہی ہے کہ اس کو بیان کرنا دشوار ہے۔

لفظ ''ستم ظریفی'' کا استعمال

تفسیر ضیاء القرآن میں لفظ ستم ظریفی کے استعمال کی صرف دو ہی وجہیں ممکن ہیں۔

الوجہ الاول:

مفسر ضیاء القرآن کو لفظ ستم ظریفی استعمال کرتے وقت اس کے معنیٰ کا علم تھا کہ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی شایان شان نہیں ہے تو پھر باوجود علم کے یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ آخر کیوں؟

الوجہ الثانی:

لفظ ''ستم ظریفی'' استعمال کرتے وقت اس کے معنیٰ کا علم نہیں تھا وجہ ثانی کی صورت میں انتہائی تاسف ہے کہ بزعم خویش مفسر کو لفظ کا معنی تو معلوم نہیں ہے مگر وہ بلا تامل اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسا لفظ استعمال کر رہا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی توہین ہو رہی ہے۔ آخر کیوں؟

دور حاضر کی منفرد تفسیر:

تفسیر ضیاء القرآن عالم اسلام کی تفاسیر میں سے منفرد اور بے مثل تفسیر باور کرائی جاتی ہے۔ اس تفسیر میں اللہ تعالیٰ کی صریح توہین اور گستاخان رسول کی مدح کی گئی ہے نیز بیسیوں اغلاط نحویہ اور صرفیہ سے مزین ہے (علامہ مفتی غلام سرور قادری سابق

صوبائی وزیر اوقاف نے بھی ایک محفل میں یہی شکایت کی کہ پیر صاحب کی تفسیر میں صرفی نحوی اغلاط کثرت سے ہیں (ہارون)۔) اذھان سافلہ کے لیے اس تفسیر کا پڑھنا موجب ضلالت اور گمراہی ہے اور اذھان متوسطہ کے لیے باعث تشریش ہے۔

پیر کرم شاہ کی عبارات پر کفر عاشق ہے

اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ ''کسی کو گستاخ رسول کہنے کا دور گزر گیا''۔

(ملفوظات ضیاء الامت صفحہ ۳۶، مطبوعہ مکتبہ جمال کرم)

عبارت مذکورہ سے پیر کرم شاہ کا مطلب واضح ہے کہ دور حاضر میں گستاخ رسول کو گستاخ رسول کہنے کا دور نہیں اس قضیہ سے یہ واضح ہوگیا کہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی ادوار و اعصار کے گزرنے سے گستاخی نہیں رہے گی حالانکہ ہم مقدمہ ثالثہ میں بیان کر چکے ہیں کہ جو کلام مفہوم توہین میں صریح ہو اس میں کسی وجہ کو ملحوظ رکھ کر تاویل کرنا جائز نہیں ہے۔

الحاصل صریح توہین میں تاویل ناممکن ہے نہ دور کے بدلنے سے اسمیں تاویل کی جائے گی اور نہ کسی کی نیت کا اعتبار ہوگا صریح توہین ہر دور میں توہین ہی ہوگی نیز ہم مقدمہ ثانیہ میں بیان کر چکے ہیں ''جس شخص نے کلمہ کفریہ پر ہنسی کی یا اس کی تحسین کی اور اس پر راضی ہوا اس کو بھی کافر قرار دیا جائے گا''۔

اس عبارت مذکورہ سے مسئلہ واضح ہوگیا کہ جو شخص کلمہ کفریہ پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔ المقدمہ الرابعہ میں بیان ہو چکا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی اور توہین کرنے والا کافر ہے یہ قضیہ مطلقہ ہے کسی زمانہ اور نیت سے مقید نہیں ہے۔ ان مقدمات مذکورہ میں نظر و فکر کرنے کے بعد نتیجہ یہ اخذ ہوگا کہ گستاخی رسول کفر ہے اور جو گستاخ رسول کی تعظیم کرے اس لحاظ سے کہ وہ گستاخ اور مرتد ہے وہ بھی کافر ہے جو

گستاخ رسول کو گستاخ نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

گستاخان رسول کی حوصلہ افزائی کے لیے ایسا کلمہ کہنا جزماً کفر ہے۔ اور بلا ریب و شک من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر کے زمرے میں آتا ہے۔ ہم قارئین کی خدمت میں پیر کرم شاہ کی اور عبارت پیش کرتے ہیں امید ہے کہ وہ نظر انصاف سے فیصلہ فرمائیں گے:

''کسی گستاخ رسول کو کافر کہنے کا دور گزر گیا ہے''۔

(جمال کرم جلد ۳ صفحہ ۶۹۴، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

العیاذ باللہ ہلاکت اور تباہی ہے ایسے مقولہ کے قائل کی جس کے نظر و فکر نے ایسے قضیہ کی اجازت دی اور گستاخان رسول کی مدد کر کے ایمان ضائع کر لیا۔ اہلسنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عہد نبوی سے لے قیامت تک کسی شخص نے بھی رسول اللہ ﷺ کی معمولی بھی تنقیص اور توہین کی یا گستاخان رسول کی مدد کی یا گستاخی رسول کے کفر ہونے کا انکار کیا ان سب صورتوں میں فتویٰ تکفیر اس پر نافذ ہو جائے گا۔ جیسا کہ ہم ''المقدمۃ الرابعۃ'' میں اس مسئلہ کی توضیح کر چکے ہیں ناظرین ''المقدمۃ الرابعۃ'' کا مطالعہ فرمائیں تو رفع الاشتباہ ہو جائے گا۔

القول الفیصل:

پیر کرم شاہ اگر عبارت مذکورہ سے بغیر رجوع اور توبہ کے دنیا سے چلا گیا ہے تو پھر بلا ریب و شک اس پر فتویٰ تکفیر نافذ ہو جائے گا مگر قرائن و حالات دال ہیں کہ وہ بغیر توبہ اور رجوع کے گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

مسئلہ طلاق ثلاثہ

پیر کرم شاہ نے طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں یہ رائے قائم کی ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دینے سے صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے باقی لغو ہوتی ہیں۔

توضیح المرام مع الف اکرام   مسلمان مکلف دو نوع پر مشتمل ہے۔

النوع الاول مجتہد:

مجتہد ایسے شخص کا نام ہے جس میں اس قدر علمی استعداد علم اور مہارت ہو کہ اشارات قرآنیہ اور رموز و سرائر عربیہ اور الاشباہ والنظائر فرقانیہ کا علم رکھتا ہو جو علم صرف نحو اور بلاغت وغیرہ میں اس کو ملکہ اور استعداد ہو احکام کی تمام آیات اور احادیث پر اس کو دسترس حاصل ہو ورنہ وہ غیر مجتہد ہے۔

تفسیرات احمدیہ صفحہ ۵۲۴ (مطبوعہ حقانیہ) میں ہے:

ان یکون لہ قدرۃ علی معرفۃ وجوھہ ومعانیہ وطرفہ واحکامہ ......اما ان یکون لہ مع ذلک ملکۃ الاستنباط والقدررۃ والتامۃ علی استخراج المسائل ھو المجتھد۔

مجتہد کے لیے یہ ضروری ہے کہ کتاب وسنت کے احکام اور طرق اور معانی پر قدرت ہونے کے ساتھ ساتھ مسائل پر قدرت ہونے کے ساتھ ساتھ مسائل کے استخراج پر ملکہ اور قدرت رکھتا ہو۔

شرط الاجتہاد:

شرح شریف میں جسے اجتہاد سے موسوم کرتے ہیں اس کی شرط یہ ہے اس کے لیے کتاب وسنت کا علم ہو جیسا حاشیہ نمبرا علی التفسیرات الاحمدیہ صفحہ ۵۲۴ (مطبوعہ حقانیہ)

میں اس مسئلے کی تصریح اور توضیح ہو چکی ہے۔ حاشیہ کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں!

شرط الاجتھاد ان یحوی علم الکتاب بمعانیہ اللغویہ والشرعیہ ووجوھہ التی من الخاص والعام والامرو النھی......ولکن لایشترط علم جمیع مافی الکتاب بل قدرما یتعلق بہ الاحکام......وعلم السنۃ......وذلک ایضاً قدرما یتعلق بہ للاحکام اعنی ثلاث الاف۔

اجتہاد کی شرط یہ ہے کہ وہ حاوی ہو کتاب کے علم پر اس کے معانی لغویہ اور شرعیہ کے ساتھ اور کتاب کی وجوہ خاص اور عام وغیرہ کے ساتھ لیکن اجتہاد کے لیے جو کچھ کتاب میں ہے ان سب چیزوں کا علم ہونا شرط نہیں بلکہ وہ آیات جن کا تعلق احکام سے ہے ان کا علم ضروری ہے اسی طرح اس سنت کا علم بھی ضروری ہے جس کا تعلق احکام سے ہے اور وہ تین ہزار ہیں۔

مذاہب اربعہ سے خروج گمراہی ہے:

تفسیر صاوی سورۃ کہف میں ہے

ولا یجوز تقلید ماعدا المذاھب الاربعۃ ولو وافق قول الصحابۃ والحدیث الصحیح والآیۃ فالخارج عن المذاھب الاربعۃ ضال مضل وربما اداہ ذلک لکفرلان الاخذ بظواھر الکتاب والسنۃ من اصول الکفر۔

مذاہب اربعہ کے علاوہ کسی کی تقلید جائز نہیں ہے۔ اگرچہ وہ صحابہ کے قول اور صحیح حدیث اور آیت کے موافق ہی ہو اور جو ان چار مذہبوں سے خارج ہے وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے اور اکثر یہ کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ کیونکہ حدیث وقرآن کے محض

ظاہری معنی لینا کفر کی جڑ ہے۔

تفسیر صاوی کی عبارت مذکورہ کی روشنی میں پیر کرم شاہ مذاہب اربعہ سے خروج اختیار کر کے ضال اور مضل ہو گیا۔ نیز پیر کرم شاہ بزعم خویش مجتہد بنتا ہے جبکہ مجتہد کے چھ طبقات میں سے کسی میں شمار کرنا عقل نقل کے خلاف ہے اور اجتہاد کی توہین ہے۔

مقدمہ شامی بحث طبقات الفقہاء، جلد اصفحہ ۵۷، مطبوعہ کوئٹہ میں ہے:

الاول طبقة المجتهدين فی الشرع كالائمة رضی الله عنهم......الخ

پہلا طبقہ مجتہد فی الشرع کا ہے جیسے ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم۔

خلاصۃ العبارۃ:

مجتہد کے چھ طبقات ہیں۔

(۱) مجتہد فی الشرع۔ (۲) مجتہد فی المذہب۔ (۳) مجتہد فی المسائل۔ (۴) اصحاب التخریج۔ (۵) اصحاب الترجیح۔ (۶) اصحاب التمیز۔

تحقیق المرام:

الطبقۃ الاولیٰ مجتہد فی الشرع:

مجتہدین کا ایسا طبقہ ہے جنھوں نے اجتہاد کرنے کے قواعد بنائے جیسے امام اعظم نعمان بن ثابت، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

الطبقۃ الثانیہ مجتہد فی المذہب:

ایسے فقہاء کو کہتے ہیں جو ان قواعد اور اصول میں تقلید فرماتے ہیں اور ان اصول سے مسائل شرعیہ فرعیہ خود استنباط کر سکتے ہیں جیسے امام ابو یوسف و محمد و ابن مبارک رحمہم اللہ تعالیٰ کہ یہ قواعد میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں اور مسائل میں خود مجتہد ہیں۔

الطبقۃ الثالثہ مجتہد فی المسائل:

ایسے ائمہ کو کہتے ہیں جو قواعد اور مسائل فرعیہ دونوں میں مقلد ہیں مگر وہ مسائل جن کے متعلق ائمہ کرام کی تصریح نہیں ملتی ان کو قرآن و حدیث وغیرہ دلائل سے نکال سکتے ہیں جیسے امام طحاوی، قاضی خاں، شمس الائمہ سرخسی وغیرہ۔

الطبقۃ الرابعہ اصحاب تخریج:

ایسے فقہاء کرام کا نام ہے جو اجتہاد تو بالکل نہیں کر سکتے ہاں، ائمہ میں کسی کے مجمل قول کی تفصیل فرما سکتے ہیں جیسے امام کرخی وغیرہ۔

الطبقۃ الخامسہ اصحاب ترجیح:

ایسے فقہاء کرام کا نام ہے جو امام صاحب کی چند روایات میں سے بعض کو ترجیح دے سکتے ہیں یعنی اگر کسی مسئلہ میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے دو قول روایت میں آئے تو ان میں سے کس کو ترجیح دیں یہ وہ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح جہاں امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف ہو تو کسی کے قول کو ترجیح دے سکتے ہیں کہ ھذا اولیٰ یا ھذا اصح وغیرہ جیسے صاحب قدوری اور صاحب ہدایہ۔

الطبقہ السادسہ اصحاب تمیز:

ایسے فقہاء کو کہتے ہیں جو ظاہر مذہب اور روایات نادرہ اسی طرح قول ضعیف اور قوی میں فرق کر سکتے ہیں کہ اقوال مردودہ اور روایات ضعیفہ کو ترک کر دیں اور صحیح روایات اور معتبر قول کو لیں جیسے کہ صاحب کنز اور صاحب درمختار وغیرہ۔

الحاصل جن میں ان چھ وصفوں میں سے کچھ بھی نہ ہو وہ مقلد محض ہیں جیسے ہم اور ہمارے زمانہ کے عام علماء کہ ان کا صرف یہی کام ہے کہ کتاب سے مسائل دیکھ کر لوگوں کو بتا دیں فقط۔

دعوت نظر و فکر

ناظرین نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائیں تو اس نتیجہ کو ضرور حاصل کر لیں گے کہ آج ان چھ طبقات میں سے کسی بھی مرتبہ کو پانے والا نہیں۔ تو پھر پیر کرم شاہ کس طبقہ میں داخل ہوگا۔ پھر اس دور میں قول اور قلم سے عصمت انبیاء پر حملہ کرے اور ائمہ اربعہ کی مخالفت کرے کوئی اسے روکنے والا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ دینی جذبہ عطا فرمائے اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی محبت رسول ﷺ سے ہمارے صدور اور قلوب کو روشن کرے۔ الحاصل یہ تو ایک پیر کرم شاہ ہے۔ جس کا یہ نظریہ ہے کہ ”کسی گستاخ رسول کا کافر کہنے کا دور گزر گیا“ اگر ایسے کروڑوں پیر کرم شاہ ہوں تو ان کے لیے ہم نے میزائل فاروقی تیار کر لیے ہیں جو ان کی سرنگوں میں گھس کر انہیں راکھ کر دیں گے۔ وللہ الحمد

”ضیاء الامت“ کے مؤقف کی تائید:

”ضیاء الامت“ کی عبارات مذکورہ سے عدم رجوع پر اس سے بڑھ کر اور ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ پیر کرم شاہ کے بعد منظر عام پر آنے والی کتاب ”جمال کرم“ کے رائٹر پروفیسر حافظ احمد بخش، پیر کرم شاہ کے مؤقف کی تائید کرتے ہوئے یوں رقمطراز

ہیں۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

”دونوں کی رائے میں صرف اتنا اختلاف ہے کہ تحذیر الناس کی الجھی ہوئی متنازعہ بحث کے متعلق حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ فرمایا کہ ایسی عبارت انسان کو ایمان سے محروم کر دیتی ہیں جبکہ حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ نے نانوتوی موصوف کی عبارت کو قضیہ فرضیہ پر محمول کرتے ہوئے اسے کفریہ کہنے میں احتیاط برتی ہے اور رائے میں اس نہج کا اختلاف کوئی نئی بات نہیں“۔

(جمال کرم جلد اول، صفحہ ۶۹۵، ۶۹۶)

عبارت مذکورہ بالا میں پروفیسر کا قول بدتر از بول انتہائی شنیع اور قبیح ہے اور مولوی قاسم کے قول کی اس طرح توجیہ کرنا نفس الامر اور واقع کے خلاف ہے۔

قارئین کی خدمت میں تحذیر الناس کی اصل عبارت پیش کی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیں!

”خاتم النبیین کے معنی یہ سمجھنا غلط ہے کہ حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں بلکہ یہ معنی ہیں کہ آپ اصلی نبی ہیں باقی عارضی لہٰذا اگر حضور علیہ السلام کے بعد اور بھی نبی آجاویں تو بھی خاتمیت میں فرق نہ آوے گا۔

(تحذیر الناس مصنف مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند)

توضیح العبارۃ:

لفظ خاتم کی معنوی حیثیت

الخاتم بفتح التاء الفوقانیه بنقطتین و کسرھا الذی یختم به.

(جامع العلوم جلد۱ صفحہ۲۷)

خاتم تاء کی فتح کے ساتھ اور کسر کے ساتھ ایسی چیز کو کہتے ہیں جس کے ساتھ کوئی مہر لگائی جاتی یا جس کے ساتھ کسی چیز کو ختم کیا جاتا ہے۔

توضیح المعانی:

لفظ خاتم تا پر زبر بھی پڑھی جاتی ہے اور زیر بھی پڑھی جاتی ہے۔ خاتم زبر کے ساتھ ہو یا زیر کے ساتھ بہر صورت ایسی چیز کا نام ہے جس کے ساتھ کسی چیز کو ختم کیا جاتا ہے۔ اور جس کے ساتھ مہر لگائی جاتی ہے۔ نیز خاتم کا معنی مہر، انگوٹھی اور ہر چیز کا آخر اور منتہی ہے۔

والمراد بانها خاتم الانبياء انه لانبي بعده صلى الله عليه وسلم وبه تمت امور النبوة۔ (جامع العلوم جلدا صفحہ۴۷)

خاتم الانبیاء سے مراد یہ ہے کہ اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور اسی کے ساتھ ہی امور نبوت پورے ہوگئے۔

عبارۃ مذکورہ سے خاتم النبیّن کا معنی عیاں ہے کہ خاتم النبیّن سے مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی نبی کا آنا ممکن ہی نہیں، صفت خاتم النبیّن خاصہ ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور کسی غیر کی صفت بننا محال ہے اور ممتنع ہے۔

"خاصة الشئى مايوجد فيه ولايوجد فى غيره"

کسی شئی کا خاصہ ایسی چیز کا نام ہے جو اسی شئی میں ہی پایا جائے اور اس کے غیر میں نہ پایا جائے۔

صفت خاتم النبیین قرآن کی روشنی میں:

ماكان محمد اباآحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيّن

حضور سید عالم ﷺ تم میں سے کسی ایک کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ تو اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

خلاصۃ العبارۃ:

اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم ﷺ کی اس آیہ میں مدح فرمائی مقام مدح میں ممدوح کی وصف خاص کا ذکر کیا جاتا ہے ورنہ مدح مدح نہیں ہوگی۔ لہٰذا خاتم النبیّن حضور سید عالم ﷺ کا وصف خاص ہے اور کسی غیر کا پایا جانا ممتنع اور محالہ ہے۔

تحذیر الناس کی عبارت کا علمی محاسبہ:

مولوی قاسم دیوبندی کی تحذیر الناس کی اصل عبارت ہم نے ابھی ذکر کی ہے۔ اس عبارت میں دو جزئیں ہیں اول کا خلاصہ یہ ہے "خاتم النبیّن" کا معنی یہ ہے کہ آپ اصلی نبی ہیں اور باقی عارضی نبی ہیں۔ جز اول قضیہ حملیہ کا مصداق ہے قضیہ حملیہ میں محمول کا ثبوت محمول کے لیے ہوا کرتا ہے۔ جب خاتم النبیّن کا معنی "اصلی نبی" سے کردیا (حالانکہ خاتم کا معنی "اصلی" کرنا کسی لغت میں بھی نہیں ہے بلکہ یہ معنی اختراعی ہے) تو اس صورت میں حضور سید عالم ﷺ کے لیے اصلی نبی کا ثبوت ہوگا اور آخری نبی کی نفی ہوجائے گی جس سے اللہ تعالیٰ کے لیے کذب کا ثبوت اور نص قطعی کا انکار لازم آئے گا جو صریح کفر ہے اور یہ محل توجیہ اور تاویل نہیں ہے۔ اس قضیہ سے مولوی قاسم کا ارتداد واضح ہوگیا۔

جزء ثانی کا خلاصہ یہ ہے کہ جب خاتم النبیّن کا معنی اصلی نبی کے ہیں تو پھر اگر آپ کے بعد اور بھی نبی آجائے تو بھی خاتمیت میں فرق نہیں آئے گا جبکہ خاتم کا معنیٰ اصلی ہے آخری ہے ہی نہیں۔ الحاصل مولوی قاسم کی عبارت کا جزء ثانی پہلی جزء کے لیے موید

ہے اور پہلی جز متفرع ہے۔ اور جو عبارت کفر کے لیے موید ہو وہ بھی کفریہ ہوا کرتی ہے۔ خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ یہاں قضیہ شرطیہ کا استعمال پہلی جز کی توضیح اور تائید کے لیے ہے۔

قضیہ شرطیہ کی صورت میں عبارت کا شرعی تصور:

مولوی قاسم دیوبندی کی تحذیر الناس کی عبارت اگر قضیہ شرطیہ پر محمول کی جائے تو پھر مفہوم یہ ہوگا۔ توضیح مفہوم سے پہلے اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں!

"اگر حضور علیہ السلام کے بعد اور بھی نبی آجاویں تو بھی خاتمیت میں فرق نہ آوے گا"۔ اس جملہ کا مفہوم بالکل غلط ہے یہ کس طرح ممکن ہے اگر حضور سید عالم ﷺ کے بعد کوئی نبی آجاوے تو آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہ آئے یہ جملہ تو عقل ونقل کے خلاف ہے۔ کیونکہ جب آپ کے بعد کوئی نبی آئے تو خاتم النبیین وہ ہوگا اور آپ سے صفت سلب ہو جائے گی جو اللہ تعالیٰ کے کاذب ہونے کو مستلزم ہوگی جبکہ اللہ تعالیٰ کا کاذب ہونا محال اور ممتنع ہے۔

الحاصل حضور سید عالم ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کی دو ہی صورتیں ہیں:

الصورۃ الاولیٰ:

واقع اور نفس الامر میں بالفعل نبی کا آنا

الصورۃ الثانیہ:

حضور سید عالم ﷺ کے بعد بالفعل نبی تو نہیں آئے گا مگر نبی کا آنا ممکن تو ہے اور اللہ تعالیٰ کسی اور نبی کے بھیجنے پر قادر تو ہے اگرچہ بھیجے گا نہیں۔

تنویر صورۃ اولیٰ:

صورۃ اولی کی تشریحی اور تعارفی حیثیت یہ ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کی صورت میں آپ خاتم النبیین نہیں رہیں گے۔ کیونکہ آنے والے نبی خاتم النبین ہو جائیں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاتم النبین فرمایا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ اپنی کلام میں کاذب ہو جائے گا اور کذب کا ثبوت اللہ تعالیٰ کے لیے لازم آئے گا جبکہ کذب عیب ہے اور ہر عیب سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف کسی عیب کی نسبت کرتا ہے اس پر فتویٰ تکفیر نافذ ہو جائے گا۔

کذب باری تعالیٰ کی تحقیقی نوعیت:

اما اصحابنا بدليلهم انه لو كان كاذباً لكان كذبه قديماً ولو كان كذبه قديما لا متنع زوال كذبه لامتناع العدم على القديم ولو امتنع زوال كذبه قديماً لامتنع كونه صادقاً لان وجود احد الضدين يمنع وجود الاخر فلو كان كاذباً لامتنع ان يصدق لكنه غير ممتنع لانا نعلم بالضرورة ان كل من علم شياء فانه لايمتنع عليه ان يحكم عليه بحكم مطابق للمحكوم عليه والعلم بهذه الصحة ضروری فاذا كان امكان الصدق قائماً كان امتناع الكذب حاصلاً لا محالة. (تفسیر کبیر۔ مواقف، شرح مقاصد بحوالہ سبحان السبوح، ص ۴۰، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور)

ہمارے اصحاب کی دلیل یہ ہے کہ اگر باری تعالیٰ کذب سے متصف ہو تو اس کا کذب اگر ہوگا تو قدیم ہی ہوگا کہ اس کی کوئی صفت حادثہ نہیں اور جو قدیم ہے وہ معدوم نہیں ہو سکتا اگر کذب جو قدیم ہے اس کا زوال ممتنع ہو تو لازم آئے گا کہ صدق الٰہی

محال ہو جائے کیونکہ دونوں ضدوں میں سے کسی ایک کا پایا جانا دوسرے کے وجود کے لیے مانع ہوتی ہے لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ کاذب ہوا تو اس کا صدق ممتنع ہو جائے گا حالانکہ اس کا صدق تو قدیم ہے۔اس کا زوال ممتنع ہے تو اللہ تعالیٰ کے لیے کذب کا حصول جزماً ممتنع ہوگا۔

خلاصۂ کلام:

حضور سید عالم ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا یہ مستلزم ہوگا کذب باری تعالیٰ کو اور کذب باری تعالیٰ محال اور ممتنع ہے۔ان مقدمات میں نظر وفکر کرنے سے نتیجہ یہ اخذ ہوگا۔

حضور سید عالم ﷺ کے بعد کسی نبی کا محال اور ممتنع ہے۔

تنویر صورۃ ثانیہ:

ہم ناظرین کی خدمت میں پہلے صورۃ ثانیہ کا مفہوم واضح کرتے ہیں تا کہ صورت ثانیہ کی تنویر کا مفہوم واضح اور آشکار ہو جائے۔صورۃ ثانیہ کا مفہوم یہ ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کے بعد بالفعل نبی تو نہیں آئے گا مگر نبی کا آنا ممکن تو ہے اور اللہ تعالیٰ کسی اور نبی کے بھیجنے پر قادر تو ہے۔الحاصل بالفعل نبی تو نہیں آئے گا مگر نبی کا آنا ممکن تو ہے۔

بطلان امکان سے پہلے کچھ ضابطے بیان کیے جاتے ہیں تا کہ وہ خاتم النبیین کے بعد کسی نبی کے آنے کے امکان کو باطل کرنے کے لیے معینہ مدت ثابت ہوں۔وللہ الحمد۔

الضابطۃ الاولیٰ:

جو ممکن محال کو مستلزم ہو وہ ممکن بھی محال ہو جاتا ہے۔

الاتری انہ یستلزم المحال بالذات فلایکون ممکنا فتدبر (سلم)

خبردار جو ممکن محال بالذات کو مستلزم ہو وہ ممکن نہیں ہوگا۔فتدبر

الضابطۃ الثانیہ:

اللہ قدوس کی صفت قدرت کا تعلق ممتنع،قدیم اور واجب سے نہیں ہے۔

القدیم لایستند الی القدرۃ قدیم قدرت کی طرف منسوب نہیں ہوتا

مواقف بحوالہ سبحان السبوح یعنی قدرت کا تعلق قدیم سے نہیں ہوا کرتا۔

اس طرح شرح مقاصد میں ہے:

لاشئی من الواجب والممتنع بمقدور (شرح مقاصد)

واجب اور ممتنع میں سے کوئی شئی مقدور نہیں ہے۔

اسی طرح امام یافعی فرماتے ہیں:

جمیع المستحیلات العقلیۃ لاتعلق للقدرۃ بھا

تمام محالات عقلیہ سے قدرت کا تعلق نہیں ہے۔

کنز الفوائد میں ہے:

خرج الواجب والمستحیل فلا یتعلقان ای القدرۃ والا رادۃ بھا (کنز الفوائد)

واجب اور محال مستثنیٰ ہیں کیونکہ قدرۃ اور ارادہ کا تعلق ان دونوں سے نہیں ہے۔

مایمتنع بنفس مفھومہ کجمع الضدین وقلب الحقائق واعدام القدیم لایدخل تحت القدرۃ القدیمۃ۔ (شرح فقہ اکبر)

جو چیز اپنے نفس مفہوم کے اعتبار سے ممتنع ہوگی جیسے اجتماع ضدین حقائق کا

بدلنا اور قدیم کا معدوم ہونا تو وہ اللہ تعالیٰ کی قدرۃ قدیمہ کے تحت داخل نہیں ہے۔

الضابطہ الثالثہ:

اللہ تعالیٰ کی صفت علم کا تعلق ہر شئی سے ہے عام ازیں کہ وہ واجب ہو یا ممکن، قدیم ہو یا حادث، موجود ہو یا معدوم، مفروض ہو یا موسوم ہو جیسے اللہ فرماتا ہے: **وھو بکل شئی علیم** اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔ یہ قضیہ موجبہ کلیہ ہے ہر شئی اور مفہوم کو محیط ہے اس قضیہ کے دائرہ وسیعہ سے کوئی چیز خارج نہیں ہے۔ الحاصل مفہومات عامہ (واجب، ممکن اور ممتنع) کے ہر فرد کو شامل ہے۔ اس قضیہ کے عموم سے کوئی چیز مخصوص نہیں ہے۔

شرح مواقف میں ہے:

علمہ تعالیٰ یعم المفہومات کلھا الممکنہ والواجبہ والممتنعہ فھو اعم من القدرۃ لانھا تختص بالممکنات دون الواجبات والممتنعات

اللہ قدوس کی صفت علم تمام مفہومات ممکنہ واجبہ اور ممتنعہ سب کو شامل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم قدرت سے عام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت قدرت تو ممکنات سے خاص ہے اور واجبات اور ممکنات سے متعلق نہیں۔

تحقیق المرام:

اللہ تعالیٰ کے معلومات مقدورات سے زیادہ ہیں کیونکہ اللہ کی مقدورات صرف اشیاء ممکنہ بنتی ہیں جبکہ معلومات عامہ میں فتدبر۔ مثلاً شریک باری، کذب اور تمام معیوبات اللہ کے معلومات تو ہیں مگر مقدورات نہیں ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات

اور صفات اللہ تعالیٰ کی معلومات تو ہیں مگر مقدورات نہیں۔ کیونکہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی مقدور ہوا کرتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور حادث ہوا کرتی ہے۔ لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات اللہ تعالیٰ کی مقدورات ہوں تو پھر وہ مخلوق اور حادث ہوں گے جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات حدوث سے منزہ ہیں۔

الضابطہ الرابعہ:

جو چیز اللہ تعالیٰ کے لیے بالفعل محال ہے وہی چیز بالقوہ بھی محال ہے لہٰذا کسی معمولی عیب کا اللہ تعالیٰ کے لیے ہونا محال ہے تو اللہ تعالیٰ کے لیے کسی عیب کا بالقوہ پایا جانا اور ممکن ہونا بھی۔ الحاصل کذب ایک عیب جس طرح اللہ تعالیٰ میں بالفعل محال ہے اس طرح بالامکان بھی محال ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کسی عیب اور نقص سے بالفعل متصف ہونا اظہر من الشمس محال ہے اور اللہ تعالیٰ کا کسی عیب کے ساتھ متصف ہونا ممکن بھی نہیں یہی کمال تنزیہ اور تقدیس ہے۔

الضابطہ الخامسہ:

اگر اللہ تعالیٰ کذب اور جھوٹ سے متصف ہو سکے کہ اس کا کذب اگر ہوگا تو قدیم ہی ہوگا کہ اس کی کوئی صفت حادثہ نہیں ہے اور جو قدیم ہے معدوم نہیں ہو سکتا تو اس صورت میں لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کا صدق محال ہو جائے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا صدق محال ہونا بالبداہۃ باطل ہے۔ لہٰذا ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کا کذب سے متصف ہونا ممکن نہیں ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا ذب ہوگا تو پھر کذب اس کی صفت قدیمہ ہوگی کیونکہ اللہ قدوس کی صفات ذاتیہ قدیمہ میں جب کذب صفت قدیمہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ کا صدق محال ہو جائے گا۔ حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہے۔ اگر صدق بھی اللہ

تعالیٰ کے ساتھ قائم ہوگا تو ظاہر ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی صفت قدیمہ ہی ہوگی تو لازم آئے گا متضادۃ الصفات قدیمہ کا اجتماع جسے اجتماع نقیضین کہتے ہیں جبکہ اجتماع نقیضین باطل ہے۔ یہ اجتماع نقیضین اس لیے لازم آیا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے صفت کذب کا محال ہوگا۔

الضابطہ السادسۃ:

امکان کذب فعلیت کذب بلکہ دوام کذب بلکہ وجوب کذب کو مستلزم ہے۔ ناظرین کی خدمت میں ہم ضابطہ سادسہ کے تحت یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جھوٹ بولنا ممکن ہے تو اسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ اللہ قدوس کے لیے جھوٹ بولنا واجب ہے۔ قبل ازیں کہ ہم یہ بیان کریں کہ امکان کذب مستلزم ہے وجوب کذب کو تمہیدی مقدمے ہدیہ ناظرین کیے جاتے ہیں۔

المقدمۃ الاولیٰ:

اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی حالت منتظرہ نہیں ہے جو بھی حالت اللہ تعالیٰ کے لے ثابت کی جائے وہ حالت واقعیہ فعلیہ اور واجبہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے لیے حالت منتظرہ ہونے میں خرابی لازم آئے گی وہ اس طرح کہ مثلاً اللہ تعالیٰ کے لیے حالت علم منتظرہ تسلیم کی جائے تو ایک وقت ایسا ہوگا کہ اس وقت میں اللہ تعالیٰ کیلئے صفت علم کی نفی ہوگی اللہ تعالیٰ کے لیے صفت علم کا ثبوت ضروری ہے حالت منتظرہ تسلیم کرنے میں اللہ کے لیے صفات ازلیہ کی نفی ہو جس کا فساد ظاہر ہے۔

المقدمۃ الثانیہ:

قدیم اور ممکن میں فرق یہ ہے کہ قدیم کی تمام صفات بھی قدیمہ ہوا کرتی ہیں اور ممکن کی تمام صفات بھی ممکنہ ہوا کرتی ہیں۔ قدیم کی کوئی صفت بھی ممکن نہیں ہوسکتی

اور ممکن کی کوئی صفت قدیم نہیں ہوسکتی۔

ان تمہیدی مقدموں کے بعد ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے امکان کذب ماننے سے وجوب کذب لازم آئے گا وہ اس طرح کہ ہم نے مقدمہ اولی میں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی حالت منتظرہ نہیں ہے سب حالتیں بالفعل ہیں۔ اب اس صورت میں جب اللہ تعالیٰ کے لیے امکان کذب تسلیم کریں گے تو کذب اللہ تعالیٰ کی صفت بن جائے گی اور تمام صفات اللہ تعالیٰ کے لیے بالفعل ہوتی ہیں لہٰذا کذب بالفعل اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہو جائے گا۔ اور یہ امر بھی مسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات اللہ تعالیٰ کے لیے واجب ہیں اور اللہ تعالیٰ سے جدا ہونا محال ہے۔ اب ان مقدمات کی ترتیب سے نتیجہ یہ اخذ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے امکان کذب تسلیم کرنے سے وجوب کذب لازم آئے گا۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کے لیے امکان کذب سے کذب بالفعل لازم آئے گا اور کذب بالفعل سے کذب بالوجوب لازم آئے گا۔

بالفاظ دیگر امکان کذب سے فعلیت کذب لازم آئے گا اور فعلیت کذب سے امتناع صدق (صدق کا ممتنع ہونا) لازم آئے گا اور جب امتناع صدق ہوگا تو لازماً جزماً کذب ثابت ہو جائے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تو نہیں ہوسکتا ہے کہ صدق بھی لازم ہو کذب بھی لازم یہ تو بالبداہۃ محال ہے تو جب محال امکان کذب سے فعلیت کذب لازم آئے گا اور فعلیت کذب سے امتناع صدق لازم آئے گا اور امتناع صدق سے ضرورت کذب متحقق ہو جائے گی۔ فتدبر فانہ ادق من الدقائق ومن مزال الاقدام۔

الضابطہ السابعہ:

قدیم اور ممکن میں فرق یہ ہے کہ ممکن کی مدح اور تعریف کا مدار یہ ہے کہ ممکن (مرد وزن) تمام برائیوں پر قادر ہونے کے باوجود نہیں کرتا لہٰذا انسان کی یہی مدح اور خوبی ہے کہ انسان ہر برائی کر سکتا ہے مگر ہر برائی سے رکتا ہے لہٰذا یہی کمال انسان ہے۔ مثلاً انسان چوری، زنا اور شراب وغیرہ کے افعال کا ارتکاب کرنے پر قادر ہے مگر اپنے نفس کو ان برائیوں سے روک لیتا ہے۔ انسان کا حق کمال یہی ہے کہ برائی پر قادر ہونے کے باوجود برائی نہ کرے۔

قدیم کی حمد اور تعریف کا مدار اس پر ہے کہ اس ذات قدیم سے تمام عیوب اور نقائص کی نفی کرنا ہی حمد اور تعریف ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا تمام نقائص اور عیوب سے متصف ہونا ممتنعات عقلیہ اور مستحیلات ذاتیہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ عیوب اور نقائص پر قادر نہیں ہے مگر اس کے باوجود شان الٰہی کی انتہائی تعریف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کسی عیب اور نقص سے موصوف تجویز عقلی میں ممکن نہیں ہے۔ اللہ قدوس کے لیے یہی کمال تنزیہہ اور تقدیس ہے۔ الحاصل ممکن اور قدیم کی مدح میں فرق واضح ہو گیا کہ ممکن کی مدح کی مدار اس پر ہے کہ کسی برائی پر قادر ہونے کے باوجود نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی مدار اس پر ہے کہ باوجود عین اور نقص پر قادر نہ ہونے کے اس ذات سے عیوب اور نقائص کی نفی کرنا کمال حمد ہے۔

الضابطہ الثامنہ:

اللہ تعالیٰ کے عجز کا معنیٰ

اللہ تعالیٰ کے لیے عجز کا معنیٰ یہ ہے جس شئی کی شان یہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہو

اس پر اللہ تعالیٰ کا قادر نہ ہونا یہ عجز ہے۔ اور ممتنعات عقلیہ اور مستحیلات ذاتیہ پر قادر نہ ہونے کا نام عجز نہیں ہے۔ الحاصل ممتنعات عقلیہ اور مستحیلات ذاتیہ (عیوب اور نقائص وشریک باری اور اجتماع نقیضین وغیرہ) کے ساتھ جب قدرت اور ارادہ کا تعلق ہی نہیں تو پھر ان پر قادر نہ ہونے سے عجز کیسے لازم آئے گا عجز تو تب متحقق ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کے ارادہ اور قدرت کا تعلق ہو جائے اور وہ چیز کر نہ سکے۔

الضابطہ التاسعہ:

لزوم کفر اور التزام کفر کی شرعی تصویر

کلمات کفریہ دو قسموں میں منحصر ہیں:

(1) القسم الاول: لزوم کفر۔

(2) القسم الثانی: التزام کفر۔

القسم الاول:

لزوم کفر ایسے کلمہ کفریہ کو کہتے ہیں جس میں کسی معنیٰ صحیح کا بھی احتمال ہو۔ بالفاظ دیگر لزوم کفر کا معنیٰ یہ ہے کلمہ تو کفریہ ہے مگر اس کلمہ میں معنی صحیح کا بھی احتمال ہو۔ یعنی کلمہ کے کئی مطالب اور معانی بن سکتے ہیں مگر تمام کے تمام کفر تک پہنچانے والے ہیں مگر اس کلمہ میں ایک معنیٰ صحیح کا بھی احتمال ہے۔

القسم الثانی:

التزام کفر ایسے کلمہ کفریہ کا نام ہے جس میں کوئی ایسے معنیٰ نہیں بنتے جو قائل کو کفر سے بچائے۔ بالفاظ دیگر ایسے کلمہ کفریہ کو کہتے ہیں اس کے قائل کو یقیناً کافر کہا جاتا

ہے اس میں کسی ایسے معنیٰ کی گنجائش نہیں ہوتی کہ اس کے قائل کو اس معنی کی وجہ سے کفر سے بچایا جا سکے۔

اختلاف فقہاء اور متکلمین کی تشریحی نوعیت

لزوم کفر کی صورت میں فقہاء اور متکلمین کا اختلاف ہے۔ فقہاء کا مؤقف تو یہ ہے کہ لزوم کفر کی صورت میں حکم تکفیر دیا جائے گا۔ متکلمین کا نظریہ یہ ہے کہ لزوم کفر کی صورت میں سکوت کیا جائے۔ متکلمین فرماتے ہیں جب تک کفر کی صورت نہ ہو قائل کو کافر کہنے سے سکوت اختیار کیا جائے۔

نتیجہ العبارت:

اختلاف کی تشریحی نوعیت کے بعد ہم نتیجہ پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

فقہاء اور متکلمین کے مذہب میں سے احوط مذہب اور جس میں زیادہ احتیاط کی گئی ہے وہ متکلمین کا ہی مذہب ہے۔ (فتاویٰ امجدیہ جلد ۴ صفحہ ۵۱۳،۵۱۲)

مسئلہ لزوم کفر اور التزام کفر کی تفصیلی حیثیت

مسئلہ لزوم کفر اور التزام کفر کی تفصیل کے لیے ہم شیر بیشہ اہل سنت عین المناظرین حضرت علامہ مولانا حشمت علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحقیق بیان کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں!

حضرت علامہ مولانا حشمت علی علیہ الرحمۃ اور ایک دیوبندی کے درمیان مناظرہ ہوا، دوران مناظرہ دیوبندی مناظر نے شکست سے بچنے کے لیے یہ کہا کہ مولانا احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اسماعیل دہلوی کے کلام میں ستر سے زیادہ وجوہ سے کفر ثابت کیا ہے مگر پھر بھی اسے کافر نہ قرار دیا لہٰذا وہ خود کافر ہو گئے (معاذ اللہ) کیونکہ کافر کو کافر کہنا

ضروریات دین سے ہے۔ اس کے جواب میں حضرت علامہ مولانا حشمت علی خاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اصل بات یہ ہے کہ یہاں تین چیزیں ہیں (۱) کلام (۲) متکلم (۳) تکلم۔
ان تین میں سے جس کسی ایک میں احتمال پیدا ہوگا وہی احتمال شخص کی تکفیر کرنے سے مانع ہوگا۔

الکلام:

کلام میں تو اس طرح ہے کلام تو کھلا ہوا نا قابل توجیہ و تاویل کفر صریح ہو مگر اس بات کا قطعی یقینی ثبوت نہ ہو کہ وہ کلام اسی قائل کا ہے تو کلام اگرچہ قطعی کفر ہوگا اس شخص کو کافر نہیں کہیں گے۔

المتکلم:

متکلم میں یوں کہ قول تو ایسا کفر صریح ہو جس میں تاویل بعید بھی متعذر ہو مگر قائل کی اس قول سے توبہ مسموع ہو پھر اس کا ثبوت شرعی متحقق ہو جائے تو قائل کی تکفیر حرام بلکہ عند الفقہاء خود کفر ہوگی اور اگر اس کا ثبوت شرعی نہ ہو مگر شہرت ہو تو کیف و قیل کی بنا پر اس قول کو قطعی یقینی کفر کہیں گے لیکن اس قائل کو کافر کہنے سے احتیاط برتیں گے۔

(مبلغ وہابیہ کا گریز بحوالہ کفریات بابائے وہابیہ صفحہ ۲۱،۲۲)

ازالۃ الشبہ:

عوام الناس کے دل میں خدشہ کھٹکتا ہے اور انہیں پریشان کر دیتا ہے کہ ممتنعات ذاتیہ پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نفی سے اس کے عجز کا قول لازم آتا ہے بہت

بڑی جہالت ہے کیونکہ جو چیز اللہ تعالیٰ کا مقدور بننے کی صلاحیت رکھتی ہو اس پر قدرت نہ ہونے کو عجز کہتے ہیں اور ممتنع ذاتی مقدور بننے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا اس پر قدرت نہ ہونے سے اللہ تعالیٰ کا عجز لازم نہیں آئے گا۔ مثلاً: اگر کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی نظیر یا اپنے شریک کے پیدا کرنے یا اجتماع نقیضین یا ارتفاع نقیضین کرنے پر قادر نہیں ہے تو نہیں کہا جاسکتا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے عاجز ہونے کا قول کیا ہے اب رہیں وہ آیات جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عموم پر دلالت کرتی ہیں جیسے: ان اللہ علی کل شئی قدیر۔ تحقیق اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قادر ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان:

وکان اللہ علی کل شئی مقتدرا اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قادر ہے۔

المختصر اس طرح کی جتنی آیات اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عموم پر دلالت کرتی ہیں ممتنعات عقلیہ کو شامل نہیں ہیں کیونکہ ممتنع عقلی شئی نہیں ہے، شئی اسے کہتے ہیں جس سے مشیت کا تعلق ہو سکے اور وہ لازماً ممکن ہی ہوگی ممتنع نہیں ہو سکتی حتی کہ وہ کل شئی کے عموم میں داخل ہو۔ اگر کوئی شخص ممتنعات ذاتیہ اور مستحیلات عقلیہ پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نفی سے گریز اور اجتناب کرتا ہے اور اسے بارگاہ الٰہی کی بے ادبی گمان کرتا ہے تو اسے ایمان اور توحید کو ایک طرف رکھنا پڑے گا بلکہ اسے ایمان اور توحید سے ہاتھ دھونا پڑے گا اور اللہ تعالیٰ کے شریک اور اس کے عدم کے امکان اور اللہ تعالیٰ کے نقائص اور قبائح سے اتصاف، جسم ہونے، مکان میں ہونے اور تغیر پذیر ہونے کے امکان کا عقیدہ رکھنا پڑے گا کیونکہ یہ سب ممتنع ذاتی ہیں اگر اس کی قدرت میں ہوں گے تو لازماً ممکن ہوں گے۔

المختصر القول الفیصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ممکن ذاتی پر قادر ہے ممتنع ذاتی چونکہ مقدور بننے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا اس لیے مقدور نہیں ہے۔ قدرت الٰہی کا ممتنعات ذاتیہ کو شامل نہ ہونا معاذ اللہ اس کے عجز کی بنا پر نہیں ہے بلکہ اس لیے ہے کہ ممتنعات ذاتیہ میں وجود کی صلاحیت ہی نہیں ہاں اگر کوئی بے دین ممکن ذاتی سے قدرت الٰہی کی نفی کرے تو وہ کافر ہے اور قدرت الٰہی کا منکر ہے۔ نعوذ باللہ تعالیٰ من ذٰلک

ان مقدمات رفیعہ انیقہ کے بعد ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ پروفیسر مولف جمال کرم کا فاضل عرب وعجم امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے موقف اور پیر کرم شاہ کے موقف میں موازنہ کرنا یہ عقل ونقل کے خلاف ہے۔

پروفیسر کی اصل عبارت ہم قارئین کی خدمت میں دوبارہ پیش کرتے ہیں تا کہ ناظرین کے سامنے مسئلہ واضح ہو جائے اور کوئی شبہ باقی نہ رہے۔

اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں!

''دونوں کی رائے میں صرف اتنا اختلاف ہے کہ تحذیر الناس کی الجھی ہوئی متنازعہ بحث کے متعلق حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ فیصلہ فرماتے ہیں کہ ایسی عبارت انسان کو ایمان سے محروم کر دیتی ہیں جبکہ حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ نے نانوتوی موصوف کی عبارت کو قضیہ فرضیہ پر محمول کرتے ہوئے اسے کفریہ کہنے میں احتیاط برتی ہے اور رائے میں اس نہج کا اختلاف کوئی نئی بات نہیں''۔

تنقیح المقال:

پروفیسر مولف جمال کرم نے اپنی علمی تحقیق پیش کی اور فاضل عرب وعجم امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ اور پیر کرم شاہ کی آراء پیش کی ہیں اور ان کے نظریات میں

موازنہ کیا ہے اور ہم اس موازنہ کو اوپر بیان کر چکے ہیں۔

ہم ذیل میں تحذیر الناس کی عبارت ناظرین کی خدمت میں دوبارہ پیش کرتے ہیں تا کہ موازنہ کی حقیقت منکشف ہو جائے۔ اور پروفیسر کی علمی تحقیق منظر عام پر آ جائے۔

''خاتم النبیین کے معنی یہ سمجھنا غلط ہے کہ حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں بلکہ یہ معنی ہیں کہ آپ اصلی نبی ہیں باقی عارضی۔ لہٰذا اگر حضور علیہ السلام کے بعد اور نبی آجاویں تو بھی خاتمیت میں فرق نہ آویگا''۔

قاسم نانوتوی کی مندرجہ بالا عبارت سے ہر ذی عقل سلیم اور صاحب رائے مصیب یہی اخذ کرے گا کہ اس عبارت سے خاتم النبیین (آخری نبی ہونے کا) انکار لازم آتا ہے اس خاتم النبیین کے انکار سے اللہ تعالیٰ کے کلام کا انکار لازم آئے گا جبکہ اللہ تعالیٰ اپنی کلام میں فرماتا ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں تو اللہ تعالیٰ کی کلام کا انکار کفر ہے لہٰذا اس عبارت پر فتویٰ تکفیر نافذیوں جائے گا۔ خاتم کا معنی اصلی کرنا کسی لغت میں بھی موجود نہیں ہے۔ یہ محض عقل ابلیسی کا اختراع ہے۔

پروفیسر کے موازنہ کا شرعی اور علمی جائزہ:

پروفیسر موصوف نے محقق العرب والعجم امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ اور پیر کرم شاہ کی آراء میں موازنہ کرنے کی ناکام کوشش کی ہے موازنہ کا مدلول اور مفہوم یہ ہے کہ پروفیسر کے نزدیک دونوں کی آراء درست ہیں یعنی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی رائے بھی مصیب ہے اور پیر کرم شاہ کی رائے بھی درست ہے یہ کیونکہ ممکن ہے دونوں کے نظریات صحیح ہوں یعنی اس عبارت کا قائل ایمان سے محروم ہو اور اسی عبارت کا قائل ایمان سے محروم نہ بھی ہو۔ یہ دونوں صحیح ہوں یہ ممتنع ہے۔

مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کی مندرجہ بالا عبارت کے بارے میں میرے

حضور امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ اس عبارت سے شخص کافر ہو جائے گا کیونکہ اس عبارت میں خاتم النبیین کا انکار ہے جو کہ صریح کفر ہے اور پیر کرم شاہ کا موقف ہے کہ ایسی عبارت کے قائل کے کفر میں احتیاط برتی جائے یعنی کافر نہ کہا جائے۔

اقول پروفیسر کی ذاتی منطق پر جتنا افسوس کیا جائے اتنا ہی کم ہے وہ اس طرح کہ مولوی قاسم دیوبندی کی مندرجہ بالا عبارت کے متعلق کفر کہنے والا بھی صحیح ہوا اور اس عبارت کفر میں احتیاط برتنے والا بھی صحیح ہو تو اس سے اجتماع النقیضین لازم آئے گا جو کہ باطل ہے اور وہ اس طرح کہ جب اس عبارت کے قائل کو کافر کہنے والا اور نہ کہنے والا دونوں صحیح ہیں جبکہ کافر اور لا کافر ایک دوسرے کی نقیض ہیں کافر کی نقیض لا کافر اور لا کافر کی نقیض کافر ہوا کرتی ہے۔

الحاصل پروفیسر کا یہ کہنا کہ اس نہج کا اختلاف کوئی نئی بات نہیں ہے واضح طور پر جہالت ہوگی کیونکہ اس نہج میں کج ہے اور اس طرح کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک ہی شخص کافر بھی ہو اور لا کافر بھی، اگر ایک شخص کافر ہے تو اس کا کافر نہ ہونا باطل ہوگا لہٰذا پروفیسر کا یہ کہنا کہ دونوں حضرات اپنی اپنی جگہ درست ہیں یہ قضیہ باطل ہے اور جس نظر وفکر پر یہ نتیجہ ہے وہ افکار وانظار شیطانیہ ہیں اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے۔ وللہ الحمد

خویدم العلوم مفتی غلام محمد شرقپوری بندیالوی
مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ ناظر کالونی
نئی آبادی، فیض پور خورد، شرقپور روڈ

============

فتوی

استاذ العلماء والفضلاء مفتی محمد مختار علی رضوی سنی حنفی بریلوی

(گوجر خان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم.

فالجواب بعون اللہ تعالی عز اسمہ وجل شانہ واتم برھانہ .

الحمد للہ الذی انزل القرآن وھدانا بہ الی عقائد الایمان واظھر ھذا الدین القویم علی سائر الادیان والصلوۃ والسلام الاتمان فی کل حین وان علی سید الانس والجان خاتم النبیین والمرسلین محمد وعلی آلہ وصحبہ الکرام ومن تبعھم باحسان واجعلنا منھم یااللہ یارحمن.

امابعد:

اللہ جل شانہ کواحد صمد لاشریک لہ جاننا جس طرح ہر مسلمان پر فرض اول ہے یونہی محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین (آخری نبی) ماننا فرض اجل ہے۔قرآن عظیم میں اللہ جل شانہ کا فرمان نص قطعی ہے:

"ماکان محمدا ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما".

خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے۔تمام امت کا اس پر اتفاق ہے خاتم کا معنی پچھلا اور آخری ہے احادیث متواترہ میں حضور نبی کریم ﷺ نے خاتم النبیین کا معنی آخری نبی خود بیان فرمایا۔ 'انا خاتم النبیین ولانبی بعدی" میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

آپ کے ارشادات عالیہ میں خاتم کا معنی آخری نبی ہے کثرت کے ساتھ

کتب احادیث میں موجود ہے اس کا منکر کافر بلکہ شبہ کرنے والا بھی کافر ہے۔اور جو اس کے عقیدہ باطلہ پر مطلع ہوکر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر جو اس کے کافر اور جہنمی ہونے میں شک اور تردد کرے وہ بھی کافر ہے۔

بانی دارالعلوم دیوبند قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کے بارے میں فقیر مولوی محمد مختار علی رضوی سیرانی اور میرے تمام اساتذہ کرام فتاویٰ **حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین** سے مکمل اتفاق رکھتے ہیں اور بلاخوف لومۃ لائم اس کی تصدیق کرتے ہیں۔قاسم نانوتوی کا تحذیر الناس میں مرقوم کفران الفاظ میں موجود ہے۔اوراب بھی دیوبندی قوم بڑی بے باکی سے اس کفریہ کتاب کی اشاعت کررہی ہے۔تحذیر الناس کے الفاظ دیکھئے کس ڈھٹائی کے ساتھ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کا انکار کر کے اسلام کے اس بنیادی عقیدے کوعوام کا خیال قرار دیتا ہے۔

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخرزمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے بلکہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہوجاتا ہے اسی طور پر رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کوتصور فرمائیے آپ موصوف باوصف نبوت بالذات ہیں۔اور نبی موصوف بالعرض ایں معنی جو میں نے عرض کیا آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔

بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہوتو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز

کیا جائے‘‘۔

یہ نظریہ رکھنے والا شخص کافر مرتد، بے دین اور باجماع امت دائرہ اسلام سے خارج ہے کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفے '(جس سے مومنین کے قلوب کو شفا اور ایمانوں کو جلا ملتی ہے) میں امام ابوالفضل قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

”یکفر ایضا من کذب بشیء مما صرح فی القرآن من حکم او خبرا او اثبت مانفاہ او نفی ما اثبتہ علی علم منہ بذالک او شک فی شیء من ذلک“.

درمختار اور فتاویٰ بزازیہ میں ایسے مرتد کے کفر میں شک کرنے والوں کے بارے میں حکم ان الفاظ میں موجود ہے:

”من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر“.

فلہذا تحذیرالناس میں لکھے گئے ان کفریہ نظریات کی بناء پر تحذیرالناس کفریہ کتاب ہے اور مصنف کتاب قاسم نانوتوی دائرہ اسلام سے خارج ہے یہی فیصلہ علمائے حرمین شریفین نے حسام الحرمین میں اور علمائے پاک وہند نے الصوارم الہندیہ میں تحریر فرمایا ہے۔

۲۔ حسام الحرمین شریف اور اس کی تصدیقات الصوارم الہندیہ سے فقیر اور ہماری ساری جماعت اور تمام مسلمین متفق ہیں اور علمائے حرمین شریفین اور علمائے پاک وہند کے اس شرعی حکم کو صدق دل سے قبول کرتے ہیں اور ان کے حکم کے پابند ہیں۔ جو انہوں نے گستاخان رسول ان پانچ افراد پر لگایا ہے۔

قاسم نانوتوی، رشید گنگوہی، خلیل انبیٹھوی، اشرف تھانوی اور مرزا غلام احمد قادیانی۔ ان پانچ افراد کے بارے میں حسام الحرمین میں ان الفاظ میں شرعی حکم صادر

فرمایا گیا:

”حقیقت یہ ہے کہ ایسے نظریات رکھنے والے تمام فرقے سب کافر اور مرتد ہیں باجماع امت دائرہ اسلام سے خارج ہیں جو ان کے کفر وعذاب میں توقف کرے یا شک لائے وہ بھی کافر ہے“۔

یہ شرعی حکم مذکورہ پانچ افراد کے بارے میں ۳۳ علمائے حرمین نے ۱۳۲۴ھ میں فرمایا اور ۲۶۸ علمائے پاک وہند نے اس کی تصدیق فرمائی۔

۳۔ علمائے اعلام مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المشرفہ کے ۳۵ مفتیان کرام اور ۲۶۸ علماء ومفتیان پاک وہند کے شرعی حکم صادر فرمانے کے بعد جسٹس کرم شاہ کی کیا حیثیت باقی رہتی ہے جیسا کہ اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے حسام الحرمین شریف میں ان باطل نظریات رکھنے والے باطل فرقوں کی نقاب کشائی فرما کر امت کے لئے صحیح راہنمائی کہ فرقہ مرزائیہ، فرقہ وہابیہ امثالیہ خواتمیہ، فرقہ وہابیہ شطانیہ، فرقہ وہابیہ کذابیہ یہ تمام فرقے اپنے گستاخانہ نظریات اور اپنی کتب کی کفریہ عبارات کی بناء پر دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

پیر کرم شاہ بھیروی کا قاسم نانوتوی پر تین صد سے زائد مفتیان کرام کے جاری کردہ شرعی حکم کو تسلیم کرنے کے بجائے قاسم نانوتوی کی تائید وتحسین کرنا بلاشبہ بڑا غلیظ کفر ہے۔ کرم شاہ بھیروی نے دیدہ ودانستہ تین صد سے زائد حامیان دین مفتیان شرع متین کی پاک جماعت سے اعراض کرتے ہوئے قاسم نانوتوی کی حمایت وتحسین کر کے فرقہ باطلہ بھیرویہ کی بنیاد رکھی۔ جس کی وجہ سے کرم شاہ کے متبعین پروفیسر احمد بخش وغیرہ ضیاء المصنفین کے جتھے کے ساتھ اس کی فکر کا پرچار کر رہے ہیں کتاب جمال کرم جلد ۳ اس کا بین ثبوت ہے۔ اسی طرح کے بے دینوں کے بارے میں حسام الحرمین میں پہلے ہی شرعی جاری کیا گیا ہے:

”بحرالرائق میں لکھا ہے کہ جو بے دینوں کی بات کی تحسین کرے یا کہے کہ کچھ

معنی صداقت ومعرفت رکھتی ہے یا اس کلام کے صحیح معانی ہیں۔ اگر اس کہنے والے کی بات کفر تھی تو جو اس کفریہ عبارت کی تحسین کرے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ امام ابن حجر مکی نے اپنی کتاب الاعلام کی ایک فصل میں ایسی باتیں بتلائی ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے فرمایا جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہے جو اس بات کو اچھا کہے یا تائید کرے وہ کافر ہے۔

(حسام الحرمین ص ۲۸)

بانی فرقہ بھیرویہ کرم شاہ بھیروی نے تحذیر الناس کے بارے میں تبصرہ لکھ کر اس کی تصدیق کی تحسین کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

''حضرت مولانا قدس سرہ کی یہ نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کے لئے کحل بصیرت کا کام دے سکتی ہے''۔

یہ الفاظ لکھ کر اس رسوائے زمانہ کفریہ کتاب کی تحسین کی ہے جو کفر ہے۔

قاسم نانوتوی جس کے کفر پر تین سو سے زائد علما نے شرعی حکم تکفیر صادر فرما کر مرتد و بے دین قرار دیا اسے ضیاء القرآن کے مقدمہ میں پاکان امت کی پاک جماعت میں شامل کرنا کفر نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے اور پھر تحذیر الناس میری نظر میں ص ۵۸ پر تحذیر الناس کو منکرین ختم نبوت کا فائدہ دینے والی اور لوگوں کو نعمت ایمان سے محروم کر دینے والی کتاب تسلیم کر لینے کے بعد بھی قاسم نانوتوی کی حمایت میں یہ کہنا کہ ''یہ درست نہیں سمجھتا کہ مولانا نانوتوی عقیدہ ختم نبوت کے منکر تھے''۔ عقیدہ ختم نبوت کا مطلب حضور نبی کریم ﷺ کے سب نبیوں میں آخری ہونے پر ایمان رکھنا ہے۔ خاتم النبیین کا معنی بھی آخری نبی ہے جس کا قاسم نانوتوی نے انکار کیا ہے۔

عقیدہ ختم نبوت اور خاتم النبیین کا جو مفہوم نانوتوی نے نکالا ہے وہ اگر کرم شاہ کا ہے تو بھی کافر ہے اور اگر نہیں ہے صرف شہرت اور مقبول عام حاصل کرنے کے لئے تین صد مفتیان کے فتاویٰ جات رد کرنے کی کوشش کی ہے تو بھی کفر ہے۔

دسمبر ۱۹۹۴ء میں فقیر نے خود بھی اور متعدد بار حضرت سید بادشاہ تبسم بخاری نے بھی پیر کرم شاہ بھیروی کو خبردار کیا لیکن پھر بھی کرم شاہ بھیروی نے توبہ اور رجوع کرنے کے بجائے قاسم نانوتوی کے نظریے کو ہی ترجیح دی اور اسے مسلمان ہی جانا جس کے کافر اور جہنمی ہونے میں شک کرنے والا بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ حسام الحرمین شریف ص ۱۶ میں یوں تحریر فرمایا گیا ہے:

''دین کے بنیادی حقائق کا منکر اسلام کا دعویٰ کرنے کے باوجود بھی کافر ہو جاتا ہے۔ اس کے پیچھے نماز جائز نہیں اس کا جنازہ جائز نہیں اس کے ساتھ لین دین اسی طرح کیا جائے گا جیسے کسی غیر مسلم سے کیا جائے گا''۔

شامی شریف، شرح نقایہ، فتاویٰ برجندی، حدیقہ ندیہ اور فتاویٰ عالمگیری میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ فتاویٰ حدیثیہ امام ابن حجر مکی میں ہے:

''التردد فی المعلوم من الدین بالضرورة کالانکار''۔

پیر کرم شاہ ہی نہیں کسے باشد جو بھی ان پانچ مذکورہ افراد کو ان کے کفر سے مطلع ہونے کے باوجود ان کے کفر میں شک بھی کرے گا کافر ہو جائے گا۔ **فتاویٰ حسام الحرمین** اور **الصوارم الهندیه** کے مفتیان پہلے ہی ''من شک فی کفرھم وعذابھم فقد کفر'' حکم صادر فرما چکے ہیں کہ جو ان پانچ کے کفر میں اور دوزخی ہونے میں شک بھی کرے گا کافر ہو جائے گا۔ فلہٰذا پیر کرم شاہ بھیروی نے قاسم نانوتوی کو اس کے کفر پر مطلع ہونے کے باوجود اسے مسلمان کہہ کر کفر کا ارتکاب کیا اسی بناء پر **حسام الحرمین** اور **الصوارم الهندیه** کے تین سو سے زائد مفتیان اسلام کے جاری کردہ فتویٰ کی روشنی میں خارج از اسلام ہے۔

"ھکذا عندی والعلم التام عند الله العلام والصلوة والسلام علی رسوله محمد وآله وصحبه الکرام والله تعالیٰ اعلم بالصواب".

حررہ
الفقیر القادری
مفتی محمد مختار علی رضوی سیرانی
گوجر خان
الجواب صحیح والمجیب مصاب
طارق محمود نقشبندی

چند شبہات کا ازالہ

(از مفتی ابوالحامد قادری رضوی)

پرستاران کرم شاہ نے حال ہی میں کرم شاہ کی حمایت میں چند شبہات پیش کئے ہیں جن کا ازالہ بھی ضروری ہے:

شبہ نمبر ا:

مقدمہ ضیاء القرآن کے صفحہ نمبر ۱۱ کے پیرا میں جو دیوبند اور اہل سنت و جماعت بریلوی دونوں کو اہل سنت کے دو گروہ کہا گیا اور کہا کہ ان دونوں میں اصولی عقائد میں کوئی اختلاف نہیں۔

اس پر پرستاران کرم شاہ کہتے ہیں کہ اس پیرا میں اہل سنت کے دوسرے گروہ سے مراد دیوبندی نہیں۔ ماہنامہ ضیائے حرم نومبر ۲۰۰۴ میں لکھا ہے:

"آپ (کرم شاہ) سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ.........مقدمہ ضیاء القرآن میں اہل سنت و جماعت کے جس گروہوں کے باہمی اختلاف کا ذکر ہے ان سے مراد کون لوگ ہیں؟

آپ نے فرمایا ان سے مراد گستاخان رسول نہیں جو رسول اللہ ﷺ کا گستاخ ہے اس کا شمار اہل سنت میں تو کجا اہل اسلام میں ہی نہیں کیا جا سکتا"۔

(ماہنامہ ضیائے حرم)

ازالہ شبہ:

اولاً: ہم پرستاران کرم شاہ کو بتانا چاہتے ہیں کہ یہ جواب اس صورت میں بن سکتا تھا کہ اگر جسٹس کرم شاہ دیوبندی اکابرین کو گستاخان رسول ﷺ سمجھتے ہوتے جب کرم شاہ بھیروی دیوبندی اکابرین کو گستاخان رسول ﷺ سمجھتے ہی نہیں تھے تو گستاخان رسول کی نفی کر دینے سے دیوبندیوں کی نفی کیسے ہوگئی۔

ثانیاً: اگر جسٹس کرم شاہ نے اس کی وضاحت کرنی ہی تھی تو صاف کہہ

سکتے تھے کہ اس عبارت میں دوسرے گروہ سے مراد دیوبندی نہیں ہیں۔

ثالثاً: یہ کہ اگر جسٹس کرم شاہ بھیروی دیوبندیوں کو گستاخان رسول سمجھتے ہوتے تو ان کے اکابرین کو پاکان امت میں شمار نہ کرتے؟

(صفحہ نمبر ۲۵)

اور بانی دار العلوم دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کی رسوائے زمانہ کتاب تحذیر الناس (جس میں حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت زمانی کا انکار کیا گیا ہے) کو پڑھ کر لطف و سرور حاصل نہ کرتے؟ مودودی کی گمراہانہ تفسیر تفہیم القرآن کے لطیف نکتے بیان نہ کرتے؟..........اگر یہ لوگ دیوبندیوں کو گستاخان رسول سمجھتے تو انہیں رحمۃ اللہ علیہ کی دعائیں نہ دیتے۔ دیکھئے جمال کرم جلد دوم ص ۸۳۱ پر شبلی نعمانی کو رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے..........جمال کرم جلد دوم ص ۸۴۴ پر مفتی شفیع دیوبندی کو رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے..........جب یہ بات واضح ہوگئی کہ کرم شاہ دیوبندیوں کو گستاخان رسول نہیں سمجھتے تو پھر گستاخان رسول کی نفی سے دیوبندیوں کی نفی سمجھنا توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ اور مدعی سست گواہ چست کے قبیل سے ہوگا۔

شبہ نمبر ۲

جسٹس کرم شاہ کے ایک حمایتی نے ایک اور مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے اور کہا کہ دیکھئے۔ مفتی محمد سعید بابصیل نے تقدیس الوکیل پر جو تقریظ لکھی تھی اس میں لکھا کہ براہین قاطعہ اور اس کے مؤیدین شیطانوں سے کمال مشابہ ہیں اور گمراہ بے دین ہیں اگر چہ یقیناً کافر نہ بھی ہوں اس کو اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے الدولۃ المکیۃ میں بھی نقل کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ دیوبندیوں کی تکفیر نہ کرنے والا من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کی زد میں نہیں آتا۔

ازالہ شبہ:

اسے کہتے ہیں نمازیں معاف کروانے گئے تھے روزے گلے پڑ گئے پہلے کرم شاہ کی حمایت کرتے کرتے تحذیر کی عبارت کے کفر ہونے کا انکار کر دیا اب براہین قاطعہ کے کفر ہونے کا بھی انکار جواباً عرض ہے کہ مفتی شافعیہ مفتی محمد سعید بابصیل کی مذکورہ عبارت سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ براہین قاطعہ کی عبارت کفر نہیں بلکہ وہ فرما رہے ہیں کہ یہ زندیقوں سے ہیں اور شیطان کے کمال مشابہ ہیں اور گمراہ بے دین ہیں۔

ثانیاً: مفتی مکہ کی تقدیس الوکیل پر یہ تقریظ تقریباً ۱۳۰۷ھ کے وقت کی ہے جس وقت ابھی اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ اور عرب و عجم کے علماء کرام نے علماء دیوبند بشمول مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب براہین قاطعہ کی تکفیر پر جزم نہ کیا تھا۔ ہاں جب ۱۳۲۴ھ کو اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے ذریعے اصل کتابیں بچشم خود دیکھیں اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا التزام کفر بھی ظاہر و باہر ہوگیا تو ۱۳۲۴ھ کو اس کے کافر و مرتد ہونے کا قطعی حکم دیا۔ حسام الحرمین میں دیوبندیوں کے کفر پر سب سے پہلا فتویٰ مفتی شافعیہ، مفتی محمد سعید بابصیل کا ہے جس میں واضح طور پر دیوبندیوں کا کافر ہونا بتایا ہے۔

اعلیحضرت امام اہل سنت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ، مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> یونہی قادیانی دجال کی کتابیں جب تک آپ نہ دیکھیں اس کی تکفیر پر جزم نہ کیا جب تک صرف مہدی و مثیل مسیح بننے کی خبر سنی تھی جس نے دریافت کیا۔ اتنا ہی کہا کہ کوئی مجنون معلوم ہوتا ہے پھر جب امرتسر سے ایک فتویٰ اس کی تکفیر کا آیا جس میں اس کی کفریہ عبارتیں بحوالہ صفحات

منقول تھیں اس پر بھی اتنا لکھا کہ اگر یہ اقوال مرزا کی تحریروں میں اسی طرح ہیں تو وہ یقیناً کافر

(رسالہ السو و العقاب علی مسیح الکذاب ص ۱۸)

ہاں جب اس کی کتابیں بچشم خود دیکھیں اس کے کافر ہونے کا قطعی حکم دیا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۳۰ ص ۳۵۶)

ایسے ہی جب دیوبندیوں کا التزام کفر واضح ہوگیا تو عرب وعجم کے علماء نے بالاجماع فتویٰ دیا کہ **من شک فی کفرھم وعذابھم فقد کفر**۔ اب ان مجمع علیہ فتاویٰ تکفیر کے بعد جو شخص دیوبندی اکابرین کی کفریہ عبارات پر اطلاع کے بعد بھی انہیں کافر نہ جانے تو خود کافر ہوگا۔

شبہ نمبر ۳:

جسٹس کرم شاہ صاحب نے تفسیر ضیاء القرآن میں جہاں اللہ تعالیٰ کو ستم ظریف کہا ہے۔ یہ کفر نہیں کیونکہ ستم ظریف کے کئی معانی ہیں جیسے
ظلم، غضب، تکلیف، فتنہ وغیرہ۔ لہذا ہم ستم کا ظلم کے علاوہ کوئی اور معنی لے لیتے ہیں۔

ازالہ شبہ :

اس کا جواب یہ ہے کہ ستم ظریفی کا معنی یہ ہے کہ مذاق مذاق میں ظلم کرنا، مطلب یہ نکلا کہ معاذ اللہ رب العلمین نے مذاق مذاق میں ظلم کردیا۔ جسٹس کرم شاہ نے ستم ظریفی کا لفظ خود اپنی تحریر میں اسی معنی کے لئے استعمال کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں (جمال کرم جلد اول ص ۶۴۳) پر کرم شاہ کے رسالہ دعوت فکر ونظر کا اقتباس جس میں جسٹس کرم شاہ حلالہ کی دعوت دینے والے علماء کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان علماء ذیشان کے بتائے ہوئے حل کو اگر کوئی بدنصیب قبول کرلیتا ہوگا تو اسلام ایسے کرم فرماؤں کی ستم ظریفی پر چیخ اٹھتا ہوگا اور دین سبز گنبد کے مکین کی دہائی

دیتا ہوگا۔ جسٹس کرم شاہ نے اپنی تحریر میں خود ستم ظریفی کا معنی ظلم متعین کیا ہے۔

ان کے علاوہ جسٹس کرم شاہ کے ماہنامہ ضیائے حرم لاہور ڈاکٹر عبدالقدیر خان نمبر............ کے ٹائٹل کے صفحہ پر یہ شعر بھی اسی معنی کو متعین کرتا ہے:

گزر گئی ہے حیات تیری اے قدیر
مگر ستم ظریف بے درد کوفیوں میں گزری

شبہ نمبر ۴:

عام طور پر جسٹس کرم شاہ کے حمایتی تحذیر الناس میری نظر میں جو کہ ۱۹۸۶ء کو چھپی اور ضیائے حرم اکتوبر ۱۹۸۶ء میں موجود تحریروں سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کرم شاہ نے تحذیر الناس کی حمایت سے رجوع کرلیا تھا۔ اور افسوس کا اظہار بھی کیا تھا۔

ازالہ شبہ :

یہ بات بالکل سراسر غلط ہے کہ کرم شاہ نے کتاب تحذیر الناس میری نظر میں قاسم نانوتوی کی حمایت اور تحذیر الناس کی حمایت سے رجوع کرلیا تھا بلکہ وہ تو تحذیر الناس میری نظر میں صفحہ ۵۸ پر یوں لکھتے ہیں:

یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا نانوتوی عقیدہ ختم نبوت زمانی کے منکر تھے کیونکہ یہ اقتباسات بطور عبارۃ النص اور اشارۃ النص اس امر پر بلاشبہ دلالت کرتے ہیں کہ مولانا نانوتوی ختم نبوت زمانی کو ضروریات دین سے یقین کرتے تھے اور اس کے دلائل کو قطعی اور متواتر سمجھتے تھے۔

اور جمال کرم جلد ا صفحہ ۶۹۵ تا ۶۹۶ پر ہے کہ دونوں کی رائے میں صرف اتنا اختلاف ہے کہ تحذیر الناس کی الجھی ہوئی متنازعہ بحث کے متعلق مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ نے فیصلہ فرمایا کہ ایسی عبارت انسان کو ایمان سے محروم کردیتی

ہے۔جبکہ حضور ضیاء الامت نے نانوتوی موصوف کی عبارت کو قضیہ فرضیہ پر محمول کرتے ہوئے اسے کفریہ کہنے سے احتیاط برتی ہے اور رائے میں اس نہج کا اختلاف کوئی نئی بات نہیں لہذا کرم شاہ نے مرتے دم تک اپنے کفر سے رجوع و توبہ نہ کی۔
باقی رہا کرم شاہ کی اس تحریر سے توبہ ثابت کرنا کہ مجھے افسوس ہے کہ جب پہلی بار میں نے تحذیر الناس کا مطالعہ کیا تو میری توجہ ان خطرناک نتائج کی طرف مبذول نہ ہوئی جو مولانا کی بعض عبارات پر مرتب ہوتے ہیں۔

(تحذیر الناس میری نظر میں ص ۴۴)

یہ اس لئے غلط ہے کہ اس مقام پر بھی کرم شاہ نے تحذیر الناس کی عبارتوں اور قاسم نانوتوی کے کفر کو تسلیم نہیں کیا۔ایسی بات لفظ افسوس کو ندامت کہہ کر توبہ ثابت کی وہ ایسے ہی ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا۔
جب سال بھر لاش کو لئے پھرتا رہا اور سمجھ نہ آئی کہ اس کی لاش کو کیسے چھپائے تو اللہ تعالیٰ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کھودرہا تھا تا کہ وہ اسی کو دکھائے کہ وہ اس طرح اپنے بھائی کی لاش کو چھپائے:

"قَالَ يَا وَيْلَتَا أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَـٰذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِي فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ".

(سورۃ مائدۃ آیت ۳۱)

اس نے کہا افسوس میں اس کوے جیسا بھی نہ ہوسکا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپا دیتا پس وہ پچھتانے والوں میں سے ہوگیا۔

کیوں جناب یہاں تو کلمہ افسوس کے ساتھ ساتھ "فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ" ہے کہ وہ نادمین سے ہوگیا۔اب کیا اسے قابیل کی توبہ کہو گے اس کا جواب امام قرطبی اس طرح لکھتے ہیں:
قابیل کا پچھتانا اس کی توبہ نہیں تھی ایک قول یہ ہے کہ وہ اس پر افسوس کر رہا تھا

کہ بھائی کے دفن کرنے کے طریقہ کو نہیں جان سکا تھا اس کے قتل پر افسوس نہیں کیا تھا۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہنے فرمایا اگر وہ اس کے قتل پر نادم ہوتا تو یہ ندامت توبہ ہوجاتی وہ اس وجہ سے نادم تھا کہ اس قتل سے اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ماں، باپ، بہن اور بھائی ناراض ہوئے اور مقصد حاصل نہ ہوا۔یا اس وجہ سے کہ ایک سال تک بھائی کی لاش دفن نہ ہوسکی۔

(الجامع الاحکام القرآن جلد ۳ ص ۹۷)

حدیث مبارکہ میں ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص کو بھی ظلماً قتل کیا جائے گا تو اس کے خون (گناہ) کا ایک حصہ پہلے ابن آدم پر ہوگا کیونکہ وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل کو ایجاد کیا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث ۳۳۳۵، مسلم رقم الحدیث ۱۶۷۷)

لہذا کرم شاہ بھیروی کا تحذیر الناس میری نظر میں کتاب میں افسوس کرنا اس پر نہیں تھا کہ اس نے کفری بات کو اسلام لکھ دیا بلکہ افسوس اس بات پر تھا کہ اب اس کفر کی حمایت کو میں چھپاؤں کہاں ورنہ اگر حقیقی توبہ و ندامت تھی تو واضح کہتا کہ تحذیر الناس کی عبارت بھی کفر ہے اور قاسم نانوتوی بھی کافر ہے مگر جسٹس کرم شاہ تو نانوتوی کو ختم نبوت کا منکر ہی نہیں سمجھتے۔
آیئے ذرا دیکھتے ہیں کہ توبہ کسے کہتے ہیں اعلیٰحضرت امام اہل سنت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: توبہ کے لئے بھی دو رخ ہیں ایک جانب خدا اس کا رکن اعظم بصدق دل اس گناہ سے ندامت ہے۔فی الحال اس کا ترک اور اس کے آثار مٹانا اور آئندہ کبھی نہ کرنے کا صحیح عزم یہ سب باتیں سچی پشیمانی کو لازم ہیں۔لہذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"النّدم توبة".

ندامت توبہ ہے۔

(مسند امام احمد ج ۱ ص ۳۷۶)

یعنی وہی سچی صادقہ ندامت کہ بقیہ ارکان توبہ کو خود مستلزم ہے اسی کا نام توبہ السر ہے۔ دوسرا جانب خلق کہ جس طرح ان پر گناہ ظاہر ہوا اور ان کے قلوب میں اس کی طرف سے کشیدگی پیدا ہوئی اور معاملات میں اس کے ساتھ اس کے گناہ لائق انہیں احکام دیئے گئے۔ اسی طرح اس کی توبہ ورجوع ظاہر ہو کہ ان کے دل اس سے صاف ہوں اور احکام حالت برات کی طرف مراجعت کریں یہ توبہ علانیہ ہے توبہ سر سے تو کوئی گناہ خالی نہیں ہوسکتا اور گناہ علانیہ کے لئے شرع نے توبہ علانیہ کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"اذا عملت سيئة فاحدث عندها توبة السر بالسر والعلانية بالعلانية".

(کنز العمال حدیث ۱۲۴۸، جلد ۴ ص ۲۲۰)

جب تو کوئی گناہ کرے اس وقت توبہ کر خفیہ کی خفیہ اور اعلانیہ کی اعلانیہ۔

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد ۲۱ ص ۱۴۲،۱۴۱)

لہٰذا جسٹس کرم شاہ سے توبہ کا کوئی ثبوت نہیں اور علماء و مفتیان اہل سنت وجماعت نے کرم شاہ کے خلاف جو فتاویٰ دیئے وہ بالکل حق و سچ ہیں اور استفتاء بالکل حقیقت پر مبنی ہے اور توبہ ورجوع کہنے والوں کے پاس کوئی دلیل موجود نہیں۔

مدیر افکار رضا بمبئی محمد زبیر قادری صاحب

لکھتے ہیں:

مسلم کتابوی پر میری ملاقات ایک نوجوان ہارون رضوی سے ہوئی۔ جب اس نے اپنا تعارف کرایا تو معلوم ہوا کہ یہی وہ صاحب ہیں جنہوں نے میرے پاس کرم شاہ ازہری کے رد میں ایک طویل خط ای میل سے بھیجا تھا۔ ہوا یوں کہ ہمارے کسی رسالے اور ایک کتاب میں پیر کرم شاہ ازہری صاحب کے نام کے ساتھ علیہ الرحمۃ شائع ہوگیا اور ان کا نام بھی ادب واحترام سے لکھا گیا تھا اس پر ہارون رضوی نے پیر صاحب کی تحریروں کو بنیاد بنا کر ان کا رد لکھ بھیجا۔

محمد ہارون رضا برکاتی رضوی ایک نوجوان طالب علم ہے۔ عمر مشکل سے ۲۰۔۲۲ سال ہوگی مگر اس نوجوان کا مطالعہ کافی وسیع ہے۔ میں نے دینی طالب علموں میں بہت کم ایسے افراد دیکھے ہیں جن کا مقصد خالص دینی تعلیم کا حصول ہو ورنہ اکثریت ان طلبہ کی ہوتی ہے جن کے والدین مدارس میں اپنے بچوں کو پڑھنے کے لئے نہیں بلکہ پلنے کے لئے بھیجتے ہیں اسی لئے ان میں دینی تعلیم کے حصول کی طرف اس قدر رغبت نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ آج مدارس سے فارغ طلباء کی اکثریت نیم ملاؤں کی طرح ہوگئی ہے۔

لیکن ہارون رضوی کئی کتب فتاویٰ، کتب تفاسیر اور کتب سیرت کا سیر حاصل مطالعہ کر چکے ہیں ان سے گفتگو کے دوران ان کے استحضار علم کا پتہ چلا انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ پہلے اپنے کاموں سے فارغ ہولیں پھر میں آپ کو پیر کرم شاہ صاحب کے بارے میں حقائق بتلاؤں گا ان شاء اللہ آپ ان کی کتب دیکھنے کے بعد یقیناً اپنی رائے میں تبدیلی لائیں گے۔

رات میں فرصت ملنے پر جناب ہارون صاحب نے مجھے پیر صاحب کی تفسیر

اور دیگر کتب کے حوالوں سے بتایا کہ پیر کرم شاہ صاحب کے بارے میں عرض ہے کہ پیر صاحب کے بہت سے نظریات جمہور اہل سنت کے خلاف ہیں۔ مثلاً وہ اہل سنت حنفی بریلوی اور فرقہ دیوبندیہ دونوں کو اہل سنت میں سے گردانتے ہیں اور ان کے درمیان اختلافات کو فروعی بتلاتے ہیں۔ نیز اپنی تفسیر ضیاء القرآن کے جلد اول ص ۳۵ میں قاسم نانوتوی کو پاکان امت میں شمار کرتے ہیں اس کے علاوہ اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں وہابیہ دیابنہ کے کثیر حوالہ جات نقل فرماتے ہیں اگر مسلک اہل سنت کی تائید میں ایسا کرتے تو کچھ حرج نہ تھا مگر وہ اپنی بات کو مضبوط کرنے کے لئے اکثر تفہیم القرآن، تفسیر ماجدی، تفسیر عثمانی، معارف القرآن، بیان القرآن وغیرہ کے حوالے دیتے ہیں۔

طلاق ثلاثہ یعنی بیک وقت تین طلاقوں کے تین ہونے کے منکر ہیں اور بیک وقت تین طلاقوں کے ایک ہونے کے قائل ہیں، جو کہ ابن تیمیہ اور وہابیہ کا مذہب ہے اس موضوع پر موصوف کی ایک پوری کتاب ''دعوت فکر ونظر'' ہے جو پاکستان میں وہابیہ کے نعمانی کتب خانہ، اردو بازار لاہور نے شائع کی ہے اور غالباً بھارت میں بھی کسی غیر مقلد مکتبے نے شائع کی ہے نیز اب کرم شاہ کے حالات پر چھپنے والی کتاب ''جمال کرم'' کی جلد اول میں بھی اس بات کا اقرار کیا گیا ہے پیر صاحب موصوف تحذیر الناس کے حامی تھے اور بیک وقت تین طلاقوں پر وہابیہ والا موقف رکھتے تھے کرم شاہ صاحب کی دونوں کتابیں ''دعوت وفکر ونظر'' اور ''تحذیر الناس میری نظر میں'' اس کتاب ''جمال کرم'' میں شامل ہیں۔

اب آپ فرمائیے کہ یہ کونسی تحریک فکر رضا ہے کہ امام احمد رضا تو تحذیر الناس کے بارے میں فرمائیں کہ یہ کفر ہے اور جو اس کے مصنف کے کفر یا عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر۔ مگر آپ کے نزدیک وہ شخصیت جو قاسم نانوتوی کے کفر میں شک

ہی نہیں کر رہی بلکہ اسے مسلمان قرار دے رہی ہے علیہ الرحمۃ ہے۔ امام احمد رضا بیک وقت تین طلاقوں کو ایک قرار دینے والے کو گمراہ قرار دیں اور آپ علیہ الرحمۃ فیا للعجب۔

پھر آپ نے بڑے طمطراق سے اس شمارہ میں چھاپنے کا اعلان فرمایا جس میں انہوں نے بغیر دلیل وحوالہ کرم شاہ کی حمایت کرنے کی کوشش کی ہے ان سے پوچھیں کہ اگر پیر صاحب اپنی عبارتوں پر نادم تھے تو وہ عبارتیں کتابوں سے نکالی کیوں نہیں؟ راقم نے کرم شاہ پر دو دفعہ رجسٹری خطوط بھیج کر اتمام حجت کی۔ مولانا سید بادشاہ تبسم بخاری آف اٹک نے کرم شاہ کے مرنے سے ۸، ۷ ماہ قبل اسے سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ نہ سمجھا اور کہنے لگا کہ آپ حضرات سے جو ہو سکتا ہے آپ کر لیں میں کسی مسلمان (نانوتوی وغیرہ) کو کافر نہیں کہتا۔ پھر حضرت علامہ سید بادشاہ تبسم بخاری صاحب نے ماہنامہ کنز الایمان لاہور کے ختم نبوت نمبر ۱۹۹۷ء ستمبر میں ایک مبسوط مضمون ''پیر کرم شاہ بھیروی کی صلح کلیت کا انجام'' کے نام سے تحریر فرمایا جو ۶۴ صفحات پر مشتمل بہترین تحقیقی مضمون تھا مگر پیر صاحب اس کا جواب دیئے بغیر ہی آنجہانی ہو گئے۔ حالانکہ یہ مضمون کرم شاہ صاحب کو بذریعہ رجسٹری ارسال کیا گیا تھا نیز لاہور کے ہی ایک معروف عالم مفتی ڈاکٹر محمود احمد ساقی صاحب نے پیر کرم شاہ کے مرنے سے چند ماہ قبل دربار مارکیٹ میں کھڑے ہو کر عرض کیا کہ پیر صاحب! یہ آپ نے کیا گند ڈال دیا ہے؟ (تحذیر الناس اور طلاق ثلاثہ پر وہابی موقف کی حمایت کا) تو پیر صاحب نے فرمایا میں نے گند ڈال دیا ہے آپ میرے مرنے کے بعد اسے صاف کر دینا۔

جناب مفتی عبد المجید صاحب سعیدی اپنی کتاب ''احمد البیان فی رضاء کنز الایمان'' میں ص ۲۴۱ میں پیر کرم شاہ کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا بڑا باغی اور من

شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر میں شامل بتلاتے ہیں۔ اس قدر اتمام حجت کے بعد میرا انہیں خیال کہ لکھنا کہ پیر کرم شاہ صاحب اپنے کئے پر نادم تھے صحیح ہے اور اب کرم شاہ کے حالات پر چھپنے والی کتاب ''جمال کرم'' نے تو صورت حال اور بھی واضح کردی ہے۔ یہ اس خط کے ساتھ ہم نے ایک استفتاء کرم شاہ صاحب کے نظریات کے متعلق مرتب کیا تھا وہ بھی حاضر خدمت ہے ضرور بالضرور مطالعہ فرمائیں۔ کرم شاہ صاحب کی حمایت اور فکر رضا دو متضاد چیزیں ہیں اور آپ ماشاء اللہ صاحب علم ہیں خوب جانتے ہیں کہ اجتماع ضدین محال ہے۔

کرم شاہ کے نظریات پر ہم نے دنیا کے تمام اہم سنی دارالافتاء سے رابطے کر رکھے ہیں۔ بھارت میں بھی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف، جامعہ منظر الاسلام بریلی شریف، جامعہ اشرفیہ مبارکپور، امجدی دارالافتاء جامعہ فیض الرسول براؤن شریف وغیرہ سے مسلسل رابطہ ہے۔ حضرت جانشین ریحان ملت علامہ سبحان رضا خان سبحانی مدظلہ العالی کی لاہور آمد پر ہم نے تمام دستاویزات اور کتب مع استفتاء ان کے حوالے کی ہیں اس کے علاوہ حضرت علامہ ہاشمی میاں صاحب کی خدمت میں بھی معاملہ عرض کیا ہے پاکستان کے کئی مفتیان کرام سے بھی رابطے کئے ہیں سب ہی ان عبارتوں کو غلط کہتے ہیں کچھ علماء نے ان عبارتوں پر فتویٰ صادر فرما دیا ہے کچھ کی طرف سے جواب کا انتظار ہے (اطلاع ملی ہے کہ حال ۲۰۰۷ء ہی میں پیر کرم شاہ صاحب کے نظریات کے رد میں ایک کتاب شائع ہوئی ہے تفصیل کا علم نہیں)۔

مولوی شوکت سیالوی صاحب کے چند مغالطات اور ان کے جوابات

از : مفتی ابوالحامد قادری رضوی

نحمدہ ونصلی نسلم علی رسولہ الکریم اما بعد

ماہنامہ ضیائے حرم فروری ء میں جسٹس کرم شاہ صاحب کے چودھویں سالانہ عرس کی تقریب کی رپورٹ محبوب الرحمٰن نامی شخص نے پیش کی جس میں مولوی شوکت سیالوی صاحب آف خانیوال کی تقریر کے چند اقتباسات بھی درج کئے۔ اس تقریر میں مولوی شوکت سیالوی صاحب نے جسٹس کرم شاہ صاحب کی مدح سرائی وتائید وتوثیق میں دقیقہ فروگزاشت نہ چھوڑی۔ نہ صرف یہ بلکہ علماء اہلسنت کی طرف سے جو الزامات وشرعی مواخذات جسٹس کرم شاہ صاحب کی شخصیت پر وارد ہوتے ہیں ان کو مختلف مغالطات وشبہات کے ذریعے اٹھانے کی ناکام کوشش بھی کی۔ سیالوی صاحب کی یہ گفتگو کافی حد تک سطحی اور عامیانہ ہے جو قابل التفات نہیں۔ البتہ چند باتیں ایسی ہیں جو عوام کے لیے تشویش کا باعث ہیں۔

لہذا بندہ ناچیز ان شبہات کو خلاصتاً ذکر کرکے بحمدہ تعالیٰ دلائل وحقائق کی روشنی میں ان کا ازالہ کریگا۔

شبہ نمبر 1 دیکھیں جی اگر دیگر علماء اہلسنت اپنی کتابوں میں مخالفین کی کتابوں سے اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے ان کی کتب کا حوالہ دیں تو یہ بات ان کی مدح میں بیان ہوتی ہے۔ اگر جسٹس کرم شاہ صاحب دوسروں کی کتابوں کے حوالے دیں تو لوگ

ان پر اعتراض کرتے ہیں۔ جو باتیں **مسلمات عندالخصم** ہیں ان کا حوالہ دے کر اپنے موقف کو ثابت کیا جا سکتا ہے۔

ازالہ یہ بات درست ہے کہ **الزام الخصم بما ھو قائلہ** کے تحت مخالف کے مسلمات سے حوالہ دے کر اپنے موقف کو بیان کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اسے بطور سند و حجت اور ان کی مدح و تعریف کے لیے نہیں بلکہ وھابی، دیوبندی و بریلوی اور شیعہ و سنی کے امتیاز کو باقی رکھتے ہوئے حوالہ دیا جاتا ہے۔

آج تک کسی سنی صحیح العقیدہ عالم دین نے بغیر فرق ظاہر کیے مثبت مسائل میں ترجمہ و تفسیر کرتے ہوئے بطور سند و حجت کسی بد مذہب وھابی، دیوبندی یا شیعہ کا حوالہ نہیں دیا اور نہ انہیں وزنی القاب دیئے ہیں۔

جبکہ جسٹس کرم شاہ صاحب نے اکابرین دیوبند کے لیے شیخ الھند اور پاکان امت جیسے وزنی القابات تفسیر ضیاء القرآن میں لکھے ہیں۔ سیرت کی کتاب ضیاء النبی میں شبلی نعمانی اور مفتی شفیع خلیفہ تھانوی جیسوں کے لیے رحمۃ اللہ علیہ کے دعائیہ جملے لکھے ہیں۔

مودودی کی گمراہ کن تفسیر تفہیم القرآن کے لطیف نکتے اور مفید عبارتیں بیان کر کے اس کی اہمیت کو بڑھایا ہے اور ویسے بھی جسٹس کرم شاہ دیوبندیوں کو اپنا مخالف ماننے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ضیاء القرآن کے ص ۱۱ پر صاف لکھا ہے کہ۔

"اس باہمی اور داخلی انتشار کا سب سے الم ناک پہلو اہلسنت و جماعت کا آپس میں اختلاف ہے۔ جس نے انہیں دو گروہوں (سنی بریلوی اور دیوبندی وھابی) میں بانٹ دیا ہے۔ دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں۔۔۔۔۔۔ اور دیگر ضروریات دین میں کلی موافقت ہے۔۔۔ اگر چند امور میں اختلاف رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت

ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصر حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کیے آستینیں چڑھائے لٹھ لیے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں۔"

ثابت ہوا کہ جسٹس کرم شاہ کا وھابی دیوبندی علماء کا حوالہ دینا انہیں اہلسنت اور بزرگ و معتبر سمجھنے کی بنا پر ہے نہ کہ مخالف سمجھنے کی وجہ سے۔ اگر ایسا نہیں تو مولوی شوکت سیالوی صاحب مذکورہ تصریحات کے ہوتے ہوئے وجہ فرق بیان کریں۔

جسٹس کرم شاہ صاحب تو انہیں اپنا مخالف سمجھتے ہی نہیں ہیں اور سیالوی صاحب ان کو مخالف کہہ رہے ہیں۔ اسے کہتے ہیں

مدعی سست گواہ چست۔

جسٹس کرم شاہ صاحب نے ان حوالہ جات کو ادب و احترام سے ذکر کیا ہے۔ بھیرہ سے چھپنے والی کتاب ضیاء الامت مشاہیر کی نظر میں مرتب محمد خرم شہزاد جس پر اسلم رضوی صاحب ناظم ضیاء الامت فاؤنڈیشن کے حروف تحسین بھی موجود ہیں۔ اس کتاب کے ص ۱۳۰ پر حافظ سعد اللہ لکھتے ہیں

"استدلال کے لیے جہاں ان حوالہ جات کی ضرورت پیش آئی کھلے دل سے اور انتہائی احترام کے انداز میں ان کا حوالہ دے کر اپنے بڑے پن کا ثبوت دیا"۔

سیالوی صاحب نے یہ بھی کہا کہ بتائیں یہاں بھیرہ میں دارالمصنفین کے فاضلین کی تصانیف فکر رضا اور فکر اہلسنت و جماعت کے علاوہ کس کی ترجمانی کرتی ہیں؟

سیالوی صاحب کے سوال کا جواب حقائق کی روشنی میں یہی دیا جا سکتا ہے کہ خود جسٹس کرم شاہ صاحب اور ان کے مریدین و متوسلین کے نظریات اور ان کی تصنیفات صلح کلی فکر ہی کی ترجمانی کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ 24 مارچ 1988 کو مینار پاکستان کے

سبزازار میں جسٹس کرم شاہ صاحب نے اتحاد امت کا 12 نکاتی فارمولا بیان کیا۔

نکتہ نمبر 6 بیان کیا کہ تمام مکاتب فکر کے علماء وخطبا و واعظین اور مصنفین ایک دوسرے کے مسالک اکابرین اور معاصر علماء کا نام لے کران کی تحقیر اور طعن وتشنیع سے کلیۃ اجتناب کریں۔

نکتہ نمبر 7 بیان کیا کہ تمام مکاتب فکر کے علماء، خطبا و واعظین اور مصنفین مثبت انداز سے اپنے موقف اور نقطہ نظر کا پرچار کریں اور دوسرے مسالک پر تحریر اور تقریر، طعن وتشنیع کے طریقے کو ہرگز نہ اپنائیں اور نہ کسی مسلک کا نام لے کراس کی تذلیل کریں۔

نکتہ نمبر 11 تمام مکاتب فکر کے علماء، اساتذہ، طلباء آپس میں ایک دوسرے کے دینی مراکز اور جامعات کا دورہ کیا کریں تا کہ باہمی ملاقات اور تبادلہ خیال سے ایک دوسرے کو سمجھنے اور آپس میں قریب ہونے کے مواقع میسر آئیں۔ (حضور ضیاء الامت ایک ہمہ جہت شخصیت ص ۶۹، ۷۰، ۷۱)

اب میں سیالوی صاحب سے سوال کرتا ہوں کہ کیا وہ اپنے ممدوح جسٹس کرم شاہ کے ان بیان کردہ نکات پر عمل کرتے ہوئے کم ازکم ہفتہ میں ایک دورہ شیعہ کے مدرسہ میں، ایک وھابیہ اور دیابنہ کے مدرسہ میں لگا کر آیا کریں گے؟ اور مناظرہ کے شعبہ سے بھی توبہ کر لیں گے؟ تا کہ عناد وعداوت کی فضا پیدا نہ ہو اور کیا وھابیہ دیابنہ کو گستاخ رسول ثابت کرنے کی بجائے ان کو سچا محب رسول ثابت کریں گے؟

اگر جواب نہ میں ہے تو بتائیں کہ آپ کے ممدوح جسٹس کرم شاہ کے یہ نکات فکر رضا پر مبنی ہیں یا صلح کلیت پر؟

مزید بھیرہ کے فاضل محمد خرم شہزاد نے کتاب "ضیاء الامت مشاہیر کی نظر میں" کے مختلف

صفحات پر دیوبندی، وھابی اور شیعہ علماء کی تعریفوں کے پل باندھے ہیں اور ان کے لیے تعریفی کلمات لکھ کران کی خدمات کو سراہا ہے۔ اب بتائیں صلح کلیت اور کس بلا کا نام ہے؟

شبہہ مولوی شوکت سیالوی نے کرم شاہ صاحب کی ستم ظریفی والی عبارت کی تاویل کرتے ہوئے سیدنا نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ ایسے لوگ حال کے اعتبار سے جوکلام کریں ان کے مقصد کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ الفاظ میں جہاں تک شریعت کے دامن میں وسعت ہو اس کو فائدہ پہنچایا جائے۔

استیصال شبہہ سیدنا نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے واقعہ کو جسٹس کرم شاہ کی عبارت سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ اور شریعت کے دامن میں وسعت والی بات بھی اپنی جگہ درست ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ستم ظریف کہنے کے حوالے سے کیا شریعت کے دامن میں وسعت ہے کہ کوئی آدمی اللہ کو ستم ظریف کہے اور شریعت اسے اجازت دے اور اس پر گرفت نہ کرے تو جواب نہ میں ہی ملتا ہے۔ کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

وما انا بظلام للعبید ترجمہ رضوی میں بندوں کے حق میں ستمگر نہیں

اور فرماتا ہے

لا یظلم ربک احدا تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا

اور فرماتا ہے

اللہ لا یظلم مثقال ذرہ بے شک اللہ تعالیٰ ایک ذرے برابر ظلم نہیں فرماتا۔

شرح فقہ اکبر **باب مالا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم** ص ۱۳۸ پر ہے **لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لا یدخل**

تحت القدرة و عند المعتزلة انه يقدر و لا يفعل

باری تعالیٰ کو ظلم پر قادر نہیں کیا جائے گا کہ محال زیرِ قدرت نہیں اور معتزلہ کے نزدیک قادر ہے اور کرتا نہیں۔

تفسیر بیضاوی میں ہے۔

الظم يستحيل صدوره عنه تعالىٰ   اللہ تعالیٰ سے ظلم صادر ہونا محال ہے

(انوار التنزیل ص ۶۹)

ان تصریحات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کو ستم ظریف کہنے کی کسی فرد کو کسی صورت میں اجازت نہیں لہذا تفسیر کرتے ہوئے جسٹس کرم شاہ کے ہاتھ سے اردو ادب کا دامن تو نہ چھوٹا ہوگا مگر اللہ کریم کو ستم ظریف کہہ کر ایمان کا دامن ہاتھ سے ضرور چھوٹ گیا۔

مولوی شوکت سیالوی صاحب نے اپنی تقریر میں اردو لغت کو دیکھنے کی دعوت بھی دی ہے کہ اردو لغت ملاحظہ فرمائیں۔ فیروز اللغات ہی کو دیکھ لیجیے اس میں ستم ظریف کا معنی کیا کیا گیا ہے؟

لیجیے ہم جناب شوکت سیالوی صاحب کی دعوت پر فیروز اللغات جو کہ اردو کی معروف لغت ہے کو پھر سے دیکھ لیتے ہیں وہاں ستم ظریف کے کیا معانی لکھے ہیں؟ ملاحظہ فرمائیں۔

ستم ظریف : ہنسی ہنسی میں ستانے والا، ہنس ہنس کر ظلم توڑنے ولا، ایسا ظریف جس کی باتوں یا حرکتوں میں شرارت بھی شامل ہو، ظلم میں ہنسی کا پہلو رکھنے والا۔

ستم ظریفی : مذاق مذاق میں ظلم کرنا، ظلم میں مذاق کا پہلو رکھنا

(فیروز اللغات ص ۷۷۹ پبلیشرز: فیروز اینڈ سنز لاہور، کراچی)

اب شوکت سیالوی صاحب ہی بتائیں ان معانی میں سے کون سا معنی ہے جو معنی مراد لے کر جسٹس کرم شاہ نے ستم ظریفی کی نسبت اللہ تعالیٰ سبوح وقدوس کی طرف کی ہے۔

فیروز اللغات کے علاوہ فرہنگ آصفیہ، فرہنگ عامرہ، نسیم اللغات، علمی اردو لغات میں بھی ستم ظریفی کے معانی اس کے قریب قریب کیے گئے ہیں۔ لہذا ستم ظریفی کو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرنے کی نہ شریعت اجازت دیتی ہے اور نہ لغت میں اجازت دی گئی ہے۔

سیالوی صاحب کی خدمت میں چھوٹی سی عرض ہے کہ لفظ ستم ظریفی کے معنی کے تعین کے لیے لغت چھوڑ کر ہم جسٹس کرم شاہ سے کیوں نہ پوچھ لیں کہ وہ ستم ظریفی کے لفظ کو کن مواقع پر استعمال کرتے ہیں اور اس کا معنی کیا کرتے ہیں تاکہ معنی کی تعین میں آسانی ہو۔ لیجیے ملاحظہ فرمائیں۔

جسٹس کرم شاہ حلالہ کی دعوت دینے والے علماء کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "ان علماء ذیشان کے بتائے ہوئے حل کو اگر کوئی بدنصیب قبول کر لیتا ہوگا تو اسلام اپنے کرم فرماؤں کی ستم ظریفی پر چیخ اٹھتا ہوگا اور دین سبز گنبد کے مکین کی دھائی دیتا ہوگا۔"

(جمالِ کرم جلد اول ص ۶۴۳)

جسٹس کرم شاہ صاحب خود ستم ظریفی کو ظلم کے معنی میں استعمال کرتے ہیں تو اب لغت کا سہارا لینے کا کیا مطلب۔ جب متکلم نے اپنے کلام میں معنی خود متعین کر دیا تو دوسرے آدمی کی تاویل فاسد کیا کام دے گی؟

سیالوی صاحب کا تعجب والا مغالطہ بھی مردود ہے۔ اس لیے کہ تعجب والی بات پر حیران ہوا جاتا ہے۔ چیخا نہیں جاتا۔ چیخا تو ظلم پر جاتا ہے۔

ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیں جو اس معنی کو متعین کرتا ہے۔

ماہنامہ ضیائے حرم لاہور ڈاکٹر عبدالقدیر خان نمبر کے ٹائٹل پیج پر یہ شعر لکھا ہے۔

گزر تو گئی ہے تیری اے قدیر
مگر ستم ظریف بے درد کوفیوں میں گزری۔

مذکورہ شعر میں لفظ ستم ظریف کا استعمال ظلم والے معنی کو متعین کرتا ہے۔

اب شوکت سیالوی صاحب ہی بتائیں کہ وہ کون سے اہل لغت ہیں؟

جنہوں نے ستم ظریفی کے وہ معانی بیان کیے ہیں جن کا استعمال اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے جائز ہے۔

شبہہ کہتے ہیں دیکھیے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کا قول حکایت فرمایا **ان هی الا فتنتک** یہ اور کچھ ہے ہی نہیں یہ تیری طرف سے بڑا فتنہ ہے۔

فتنہ تو قرآن پاک میں قابل گرفت مواد کے لیے بھی استعمال ہوا ہے جیسے **الفتنة اشد من القتل** تو کیا فتنہ کا یہی مذموم معنی مراد لے کر موسیٰ علیہ السلام پر بھی فتویٰ جاری کر دیں گے؟ نہیں بلکہ سیاق وسباق کو دیکھیں گے اور اس خاص مقام کو ملاحظہ کریں گے یہاں فتنہ وہی حیرانی میں ڈالنے والی بات اور آزمائش کے معنی میں ہے۔

ازالہ واہ جی مفتی صاحب واہ اب جسٹس کرم شاہ کے اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کردہ لفظ ستم ظریفی کو صحیح ثابت کرنے کے لیے قرآن کی آیت کا سہارا لے رہے ہیں۔ کم از کم مفتی کے منصب کا لحاظ کرتے ہوئے اتنا تو خیال کریں کہ

اپنے کلام کو خالق کے کلام پر قیاس کرنا باطل ہے۔

امام ابوعبداللہ محمد بن محمد المشہور ابن الحاج مکی علیہ رحمۃ التوفی ۷۳۷ھ المدخل میں فرماتے ہیں

قد قال علمائنا رحمة الله عليهم ان من قال عن نبی من الانبیآء علیهم الصلوة والسلام فی غیر التلاوة والحدیث انه عصی او خالف فقد کفر نعوذ بالله من ذالک

ہمارے علماء رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا ہر وہ شخص جو تلاوت قرآن وحدیث رسول پڑھنے کے علاوہ کہے کہ فلاں نبی نے نافرمانی کی یا شریعت کی مخالفت کی وہ کافر ہو جائے گا۔

(المدخل لابن الحاج فصل فی مولد النبی مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۲/۱۵)

دیکھیے جب لفظ **عصی** آیت مبارکہ **عصی آدم ربه فغوی** میں آیا ہے لیکن تلاوت قرآن وحدیث کے علاوہ اس کو آدم علیہ السلام کے لیے استعمال کرنے کو علماء نے کفر لکھا۔ بتائیں جو لفظ تمام لغات میں اچھے معنی میں ہے ہی نہیں وہ اللہ تعالیٰ کے لیے بولنا کیونکر جائز ہوگا؟ لغت کی کس کتاب میں کونسا معنی ہے جس کو مراد لے کر ستم ظریفی کا کلمہ اللہ تعالیٰ کے لیے بولنا جائز ہے؟ اگر لغت میں ستم ظریفی کا کوئی ایسا معنی ہوتا تو سیالوی صاحب ضرور بیان کرتے لیکن بیان کیسے کرتے ایسا معنی ہے ہی نہیں۔

ثانیا لفظ فتنہ قرآن کریم میں متعدد جگہ پر ذکر ہوا ہے مثلاً

۱۔ **والفتنة اشد من القتل** البقرہ ۱۹۱

۲۔ **حتی لاتکون فتنة ویکون الدین لله** البقرہ ۱۹۳

۳۔ وما جعلنا الرویا التی اریناک الافتنة اللناس اسرا ۶۰

۴۔ انا جعلنا ھا فتنة للظالمین ۶۳ الصفات

۵۔ ربنا لا تجعلنا فتنة للذین کفرو الممتحنة ۵

۶۔ وما جعلنا عدتھم الافتنة للذین کفروا مدثر ۳۱

اب دیکھیے قرآن کریم میں ہی فتنہ کا کلمہ کبھی آزمائش امتحان اور حیرانی کے معانی میں استعمال ہوا ہے اور کبھی گمراہی اور فساد کے معنی میں

جب قرآن مجید میں ہی کلمہ فتنہ آزمائش اور امتحان اور حیرانی کے معنی میں استعمال ہے تو ان ھی الا الفتنتک میں فتنة کا معنی گمراہی یا فساد لینے کی ہرگز اجازت نہیں۔

اسی طرح دیکھیے لفظ مکر عربی زبان کا لفظ ہے۔

اعلحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں۔

کفار معاذ اللہ قرآن عظیم پر اعتراض کرتے ہیں کہ اس میں خدا کو عیاذاًباللہ (خاک بدھن ملعونان) "مکار" بتایا ہے۔ قال تعالیٰ "ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین" (آل عمران ۵۴) ان کافروں نے یہ نہ جانا کہ لفظ کے معنی اختلاف زبان ومحاورہ سے مختلف ہو جاتے ہیں۔ مکر بمعنی فریب ودغا وایصال ضرر خفیہ بنا مستحق مذموم ہے اور اردو میں اسی معنی پر شائع اور بمعنی تدبیر خفیہ اضرار مستحق سزا ہرگز مذموم نہیں اور عرب اسی معنی پر اس سے تمدح کرتے ہیں۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار سے فرمایا کہ "اگر تم مکر چاہو تو واللہ کہ ہم جڑ ہیں مکر کی۔ پھر صدور فعل اور شے ہے اور اطلاق مشتق کہ مفید معنی عادت ہو چیزے دیگر۔

انبیاء کرام گناہ سے پاک ہیں ص ۱۷ ۔۱۸ مطبوعہ ادارہ تحفظ عقائد اہل سنت لاہور

اب دیکھیں لفظ مکر اردو زبان میں فریب ودغا کے معنی میں مستعمل ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ مکار کہنا گستاخی اور بے ادبی ہوگا۔ اگرچہ محاورات عرب میں مکر بمعنی خفیہ تدبیر سے لوگ تمدح کرتے ہیں۔ تو ان ھی الا فتنتک محاورات عرب کے مطابق ہے۔ اردو میں اللہ تعالیٰ کو فتنہ باز کہنا گستاخی اور بے ادبی ہے۔ جبکہ ستم ظریف کا لفظ اردو میں کسی بھی اچھے معنی میں استعمال نہیں ہوتا۔ بلکہ ہنسی ہنسی میں مذاق کرنا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ لہذا اردو زبان میں اللہ تعالیٰ کو ستم ظریف کہنا گستاخی اور بے ادبی ہے۔

شبہہ ایک ہی لفظ جب صرفی بولتے ہیں تو ایک معنی مراد لیتے ہیں اور جب نحوی بولتے ہیں تو دوسرا معنی مراد لیتے ہیں۔ پیر صاحب چونکہ مجمع البحرین تھے۔ محقق عالم بھی تھے اور صاحب حال صوفی بھی تھی۔ ان کا دل بڑا اصاف تھا۔ وہ ہر چیز کے مثبت پہلو کو ہی دیکھتے تھے۔ چونکہ تحذیر الناس میں نبی کریم ﷺ کی فعتیں اور عظمتیں بیان کی گئی ہیں لہذا پیر صاحب نے اس پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے مثبت رائے کا اظہار فرمایا۔ جب آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروائی گئی کہ اس کتاب میں مسئلہ ختم نبوت پر بھی منفی طریقے سے کلام کیا گیا ہے تو آپ نے تحذیر الناس کا دوبارہ مطالعہ کیا اور کتابچہ "تحذیر الناس میری نظر میں" تصنیف کیا چوں کہ پیر صاحب پر علی وجہ البصیرت نانوتوی کا کفر ظاہر نہ ہوا لہذا آپ نے نانوتوی کو کافر نہ کہا پیر صاحب کسی کام کی بنیاد سنی سنائی باتوں پر نہیں رکھتے تھے۔ ملخصاً۔

ازالہ قارئین کرام جواب پڑھنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ جسٹس کرم

شاہ کی تاریخ پیدائش یکم جولائی 1918ء ہے۔۱۹۴۲ء کو صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ کے پاس مراد آباد تقریباً ۲۴ سال کی عمر میں گئے۔

۱۹۶۴ء کو تحذیر الناس کے بارے میں اپنے تاثرات تحریر کیے۔جبکہ اس وقت جسٹس کرم شاہ صاحب کی عمر ۴۶ سال کے قریب تھی۔

اب سوچیں کہ امام اہلسنت علیہ الرحمۃ کے شاگرد رشید سیدنا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ جیسی شخصیت وہ کہ دیوبندیوں کی کفریہ عبارات کا رد کرنا جن کا مشغلہ ہے۔جیسا کہ ان کی کتب التحقیقات لدفع التلبیسات اور اطیب البیان فی رد تقویۃ الایمان سے صاف ظاہر ہے۔ان جیسی بزرگ ہستی سے دورہ حدیث کرنے والے طالب علم کو دیوبندی اکابرین کی کفریہ عبارات کا ہی علم نہ ہو اور شاگرد بھی وہ جو خاص صحبت یافتہ طالب علموں میں سے ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

یقیناً جسٹس کرم شاہ کو اکابرین دیوبند کی کفریہ عبارات اور ان کے قائلین کا علم تھا اور تحذیر الناس کے بارے میں بھی معلوم تھا کہ یہ وہ کتاب ہے جس کے کفر پر علماء حرمین طیبین اور ہندوستان کے تقریباً پونے تین سو علماء کا فتوی ہے۔لہذا یہ کہنا سرے سے ہی غلط ہے کہ جسٹس کرم شاہ کو تحذیر الناس کی حمایت کرتے وقت اس کے کفریات کا علم نہ تھا۔

پھر یہ کہ جسٹس کرم شاہ نے اس خط کے شروع میں لکھا ہے کہ "میں نے اس کتاب کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا۔"

تو کیا جب جسٹس کرم شاہ نے نانوتوی کی تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا تھا اس وقت عبارات کفریہ جن سے حضور ﷺ کی ختم نبوت زمانی کا انکار ثابت ہے وہ

نظروں سے اوجھل ہو گئیں تھیں اگر نہیں تو کیا یہ عبارات؛

"سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔" "بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا ختم ہونا بدستور رہتا ہے"۔ "بلکہ اگر بالفرض فی بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔

اب آپ ہی بتائیں کہ ان عبارات میں نبی کریم ﷺ کی عظمتیں اور رفعتیں بیان کی گئی ہیں یا کہ ان عبارات میں نبی پاک ﷺ کی ختم نبوت زمانی کا انکار ہے۔

اور سیالوی صاحب کا یہ کہنا کہ یہ ایسی ہستیاں ہوتی ہیں جب تک علی وجہ البصیرت کوئی معاملہ ان پر ظاہر نہ ہو جائے یہ کسی کام کی بنیاد سنی سنائی باتوں پر نہیں رکھتے۔

اس کے جواب میں ہم سیالوی صاحب سے الزاماً یہ ہی سوال کریں گے کہ اگر آج جسٹس کرم شاہ کا کوئی شاگرد یا مرید کہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا کفر علی وجہ البصیرت مجھ پر ظاہر نہیں ہو سکا لہذا علماء اہلسنت کا مرزا کے کفر پر فتوی برحق ہے لیکن میں تکفیر نہیں کرتا۔تو سیالوی صاحب اس مرید کے بارے میں کیا فتوی دیں گے۔یقیناً یہی کہیں گے کہ مرزا کا کفر مجمع علیہ ہے اس کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے ایسے ہی دیوبندیوں کے اقانیم اربعہ کا کفر بھی مجمع علیہ ہے عبارات کفریہ پر اطلاع کے باوجود جو کافر نہ سمجھے خود کافر ہے۔

شبہ سیالوی صاحب نے یہ بھی کہا کہ "جیسے ہی ان چیزوں کی طرف آپ کی توجہ مبذول ہوئی تو آپ نے تحذیر الناس کا دوبارہ مطالعہ کیا اور کتابچہ "تحذیر الناس میری

نظر میں" تصنیف فرمایا۔۔۔۔۔۔اس کتابچہ میں یہاں تک تحریر فرما دیا کہ اس کتاب کے اندر ایسی عبارتیں موجود ہیں جو واضح طور پر ایک مسلمان کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتی ہیں اور اسے مسخ کر دیتی ہیں۔ چونکہ اس کتاب کے آخر میں مصنف نے ایک عبارت دی ہے جو اس کو مفاد پہنچا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ختم نبوت مرتبی کا وہ قائل تو بن ہی رہا ہے۔ ختم نبوت زمانی کے انکار کو بھی چونکہ وہ خود کفر کہہ رہا ہے اس لیے میں رک گیا اور احتیاط کا پہلو تھام لیا۔ یوں آپ نے اس کے خلاف کفر کا فتوی نہیں دیا۔

ازالہ جسٹس کرم شاہ کے حمایتوں میں سے پہلے تو وہ لوگ تھے جو کرم شاہ کے تحذیر الناس کی حمایت والے عمل سے رجوع کا دعوی کرتے تھے۔ لیکن شوکت سیالوی نے ڈنکے کی چوٹ پر یہ بات کھل کر کہہ دی ہے کہ کرم شاہ نے نانوتوی کی تکفیر نہیں کی اور نہ رجوع کیا اور وہ اپنے اس عمل میں حق بجانب تھے۔ میں شوکت سیالوی صاحب سے یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ اگر چند مقامات کی عبارات کفریہ، ایمان پر ڈاکہ ڈالنے والی ہوں تو کیا ایک اسلامی عبارت قائل کو کفر سے بچا سکے گی۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو مرزا قادیانی کس ضابطے سے کافر و مرتد قرار پاتا ہے کیونکہ ختم نبوت کے اقرار پر اس کی کتب میں بیسیوں عبارات موجود ہیں۔ پتہ چلا جب تک وہ اپنی ان عبارات سے رجوع اور توبہ نہیں کر لیتا جن سے ختم نبوت کا انکار ثابت ہوتا ہے۔ اقراری عبارات اسے مفید نہیں۔ پھر یہ بھی کہ جسٹس کرم شاہ نے تو "تحذیر الناس میری نظر میں" کتاب میں نانوتوی کی عبارات کو کفر تسلیم ہی نہیں کیا۔ بلکہ وہ لکھتے ہیں۔

اگر اور بالفرض جیسے الفاظ سے صرف وہ لوگ جن کے پیش نظر تلاش حق اور بیان حق ہے وہ تو مولنا کے مقصد کلام کو سمجھنے کے لیے ان قواعد کو پیش نظر رکھیں گے کہ یہاں قضیہ فرضیہ

ہے اور قضیہ فرضیہ اور ہوتا ہے اور قضیہ واقعیہ اور ہوتا ہے۔

تحذیر الناس میری نظر میں ص ۵۱

مذکورہ بالا عبارت کا صاف مطلب یہی نکلتا ہے کہ جسٹس کرم شاہ کے نزدیک علماء حرمین طیبین اور ہندوستان کے تقریباً پونے تین سو علماء بشمول اعلحضرت علیہ الرحمۃ جنہوں نے تحذیر الناس کی بالفرض والی عبارت کو ختم نبوت کے منافی اور کفر قرار دیا معاذ اللہ ان کے پیش نظر تلاش حق اور بیان حق نہ تھا اور انہیں یہ بھی معلوم نہ تھا کہ قضیہ فرضیہ اور ہوتا ہے اور قضیہ واقعیہ اور ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ بات اھل علم سے مخفی نہیں کہ تجویز محال اور تعلیق بالمحال کے طور پر قضیہ فرضیہ لایا جا سکتا ہے۔ قرآن کریم میں ایسی مثالیں موجود ہیں۔

جیسے **لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا** اگر زمین و آسمان میں اللہ کے مغایر کوئی الہ ہوتا تو زمین و آسمان میں فساد واقع ہو جاتا۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ تعلیق بالمحال سے نتیجہ بطلان و فساد آتا ہے۔ صحت و درستگی نہیں جبکہ نانوتوی صاحب لکھتے ہیں

" بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔

حالانکہ اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو حضور ﷺ کی ختم نبوت میں فرق آتا ہے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا محال ہے۔

مزید لکھتے ہیں۔

اگرچہ تحذیر الناس میں متعدد ایسی عبارات ہیں جو عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں اپنے

قاری کو تذبذب میں مبتلا کر دیتی ہیں اور جن سے منکرین ختم نبوت نے بجا یا بے جا فائدہ اٹھایا ہے اور بہت سے لوگوں کو نعمت ایمان سے محروم کر دیا ہے لیکن مندرجہ ذیل اقتباسات پڑھنے کے بعد یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولنا نانوتوی عقیدہ ختم نبوت کے منکر تھے کیونکہ یہ اقتباسات بطور عبارۃ النص اور اشارۃ النص اس امر پر بلاشبہ دلالت کرتے ہیں کہ مولنا نانوتوی ختم نبوت زمانی کو ضروریات دین سے یقین کرتے تھے۔اور اس کے دلائل کو قطعی اور متواتر سمجھتے تھے۔انہوں نے اس بات کو صراحت سے ذکر کیا ہے کہ جو حضور ﷺ کی ختم نبوت زمانی کا منکر ہے وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ تحذیر الناس میری نظر میں ص ۵۸

جسٹس کرم شاہ صاحب نے مذکورہ بالا عبارت کو نانوتوی کی عدم تکفیر کا سبب قرار دیا۔اگر یہی بات نانوتوی کے کفر کا اٹھا دیتی ہے کہ اس نے دوسرے مقامات پر صراحت کے ساتھ ختم نبوت زمانی کا اقرار کیا ہے اور منکر کو کافر کہا ہے تو یہ بات تو مرزا کی کئی کتابوں میں موجود ہے کہ اس نے وضاحت سے اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔

"حضور اقدس ﷺ خاتم النبین ہیں یعنی آخری نبی ہیں جو حضور ﷺ کو آخری نبی نہ مانے وہ کافر ہے"۔

حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

روحانی خزائن ۱۴/۳۹۲-۳۹۳ ۳/۲۱۴ ۵/۳۷۷ ۷/۲۴۴-۲۴۳

مرزا قادیانی کی ان اقراری عبارات کے حوالے سے دیو بندی مولوی مرتضی حسن در بھنگی لکھتا ہے۔

"جو عبارات مرزا صاحب اور مرزائیوں کی لکھی جاتی ہیں جب تک ان مضامین سے

صاف توبہ نہ دکھائیں یا توبہ نہ کریں تو اُن کا کچھ اعتبار نہیں" (اشد العذاب ص ۱۵)

لہذا جن عبارات سے ختم نبوت زمانی کا انکار ثابت ہے جب تک ان سے توبہ نہیں کرتا مرزا مرتد و کافر ہی رہے گا اگرچہ ہزار بار اقرار کرے۔

تو نانوتوی کی کسی کتاب میں بھی صراحت کے ساتھ ختم نبوت زمانی کا اقرار اس وقت تک اسے فائدہ نہیں دے گا جب تک تحذیر الناس کی ان کفریہ عبارات سے توبہ نہیں کرتا۔ جن میں ختم نبوت زمانی کا انکار ہے۔

شبہہ شوکت سیالوی صاحب نے ایک اور مغالطہ دینے کی کوشش کی اور کہا کہ مفتی محمد سعید باصیل نے تقدیس الوکیل پر تقریظ لکھی۔لیکن کفر کا فتوی نہیں دیا۔تقریظ میں آپ نے لکھا کہ میں نے یہ ساری کتابیں دیکھی ہیں۔براھین قاطعہ جو خلیل احمد انبیٹھوی اور رشید احمد گنگوہی نے باہم مل کر لکھی ہے اور جس نے صاحب براھین پر اعتراضات کیے ہیں ان کے کلام میں بھی نظر کی ہے پس چونکہ وہ اعتراضات کتب اہل سنت و جماعت سے منقول و محفوظ ہیں تو بے شک و شبہ حق و صفا معترض کے ساتھ ہے علامہ دستگیر قصوری برحق ہیں لیکن صاحب براھین اور اس کے موید ین ہر چند وہ یقینی کافر نہیں مگر شیطانوں اور اہل زیغ زندیقوں میں سے ہیں انہوں نے فرمایا کہ ان دونوں کو اس کتاب کی تائید کرنے والوں کو زندیق اور شیطان کا گروہ مانتا ہوں لیکن یقینی کافر نہیں کہتا میں یقین کے اس درجے پر نہیں پہنچ پایا کہ ان پر کفر کا فتوی لگا دوں اب آپ یہ بات ذہن میں رکھ کر اعلحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی الدولۃ المکیہ کے صفحہ ۸۶ پر متن کے اندر دیکھیں جس میں اعلحضرت اسی تقریظ کا حوالہ دے رہے ہیں۔فرماتے ہیں۔

قال سیدنا شیخ علماء الحرم مفتی شافعیه مولنا الاجل محمد سعید بالبصیل مانصه اما صاحب براهین والمویدین فهم الشبه بالشیطن واهل الذیغ والذندقه ان لم یکونو کفاراً بالیقین

کہ ہمارے سردار حرم کے علماء کے شیخ مفتی شافعیہ مولانا الاجل یعنی محمد سعید ان کے الفاظ یہ ہیں کہ صاحب براہین خلیل احمد انبیٹھوی، رشید احمد گنگوہی اور اس کے مویدین جو اس کی تائید کرنے والے ہیں وہ شیطن اور اہل ذیغ اور زندقہ کے مشابہ ہیں تاہم وہ یعنی کافر نہیں ہیں یعنی میں یقین کے اس درجے تک نہیں پہنچا کہ انہیں کافر کہہ دوں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہلے یہ تقریظ لکھی گئی۔ اعلیٰ حضرت علامہ محمد سعید جیسی ہستی کو تو بھولے ہوئے نہیں تھے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تو اپنے فتوی **من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر** کا اطلاق علامہ محمد سعید شافعی علیہ الرحمۃ پر کیوں نہیں کر رہے؟

بلکہ آپ نے تو فتوی کفر کے بجائے علامہ محمد سعید کی تکریم میں ان کے لیے سیدنا ومولنا الاجل کے کلمات لکھے اور ان کی عبارت کو اپنی تائید میں لائے۔ وقت وصال تک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علامہ سعید بابصیل کی عزت وتکریم کرتے رہے۔

اس سے پتہ چلا کہ جسٹس کرم شاہ بھی نانوتوی کی تکفیر نہ کرنے میں حق بجانب ہیں۔

ازالہ شبہہ جواباً عرض ہے۔ اسے کہتے ہیں نمازیں معاف کروانے گئے تھے روزے گلے پڑ گئے۔ چلئے کرم شاہ کی حمایت کرتے ہوئے تحذیر الناس کی عبارت کے کفر ہونے کا انکار کر دیا۔ اب براہین قاطعہ کے کفر ہونے کا انکار جواباً عرض ہے کہ مفتی شافعیہ محمد سعید بابصیل کی مذکورہ عبارت سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ براہین قاطعہ کی عبارت کفر نہیں

بلکہ وہ تو فرما رہے ہیں کہ یہ زندیقوں سے ہیں اور شیطن کے کمال مشابہ ہیں اور گمراہ بے دین ہیں۔

ثانیاً مفتی مکہ کی تقدیس الوکیل پر یہ تقریظ تقریباً ۱۳۰۷ھ کے وقت کی ہے جس وقت ابھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے بھی خلیل احمد انبیٹھوی پر کفر کا فتوی نہ دیا تھا۔ ہاں جب ۱۳۲۴ھ کو اعلحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے ذریعے اصل کتابیں بچشم خود دیکھیں اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا التزام کفر بھی ظاہر وباہر ہوگیا۔ تو ۱۳۲۴ھ کو اس کے کافر و مرتد ہونے کا قطعی حکم لگایا۔ ۱۳۲۴ھ میں علماء دیوبند بشمول مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی کفریہ عبارات پر علماء حرمین طیبین نے جو فتاوی کفر دیئے ان کے مجموعہ **حسام الحرمین علی منحر الکفر والمبین** میں سب سے پہلا فتوی مفتی شافعیہ محمد سعید بابصیل کا ہے جس میں واضح طور پر دیوبندیوں کا کافر ہونا بتایا ہے۔

سیالوی صاحب نے یہ بھی کہا کہ اعلحضرت اپنے فتوی **من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر** کا اطلاق علامہ سعید بابصیل پر کیوں نہیں کر رہے؟ سیالوی صاحب کو یہ علم ہی نہیں کہ **من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر** کا فتوی علماء حرمین طیبین کا ہے۔ جو کہ حسام الحرمین میں موجود ہے۔

ثالثاً اعلحضرت امام اہلسنت الشاہ مولنا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"یونہی قادیانی دجال کی کتابیں جب تک آپ نہ دیکھیں اس کی تکفیر پر جزم نہ کیا جب تک صرف مہدی ومثیل بننے کی خبر سنی تھی جس نے دریافت کیا اتنا ہی کہا کہ کوئی مجنون معلوم ہوتا ہے پھر جب امرتسر سے ایک فتوی اس کی تکفیر کا آیا جس میں اس کی کفریہ

عبارتیں بحوالہ صفحات منقول تھیں اس پر بھی اتنا لکھا کہ اگر یہ اقوال مرزائی تحریروں میں اس طرح ہیں تو وہ یقیناً کافر

رسالہ السوء والعقاب علی مسیح الکذاب ص ۱۸

ہاں جب اس کی کتابیں بچشم خود دیکھیں اس کے کافر ہونے کا قطعی حکم دیا۔ فتاوی رضویہ جلد ۳۰ ص ۳۵۶

ایسے ہی جب علماء دیوبند کا التزام کفر واضح ہو گیا تو عرب وعجم کے علماء نے بالاجماع فتویٰ دیا کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر ان مجمع علیہ فتاوی تکفیر کے بعد جو شخص دیوبندی ملاؤں کی کفریہ عبارات پر اطلاع کے بعد بھی انہیں کافر نہ جانے تو وہ خود کافر ہوگا۔

شوکت سیالوی صاحب نے کہا کہ ۱۳۰۷ھ میں لکھی جانے والی تقریظ میں مفتی محمد سعید باصیل نے حتمی جزمی تکفیر نہیں کی۔ حالانکہ خود اعلحضرت امام اہلسنت علیہ الرحمۃ نے بھی ابھی انبیٹھوی کی تکفیر نہیں کی تھی۔

پھر بعد میں مفتی محمد سعید نے تکفیر کی اور اعلی حضرت نے بھی انبیٹھوی کی تکفیر کی۔

خود اعلحضرت علیہ الرحمۃ اپنی کتاب تمھید ایمان میں فرماتے ہیں

(جو کہ ۱۳۳۱ میں طبع ہوئی)

اسمٰعیل دھلوی کو بھی جانے دیجیے۔ یہی دشنامی لوگ جن کے کفر پر اب فتوی دیا ہے جب تک ان کی صریح دشناموں پر اطلاع نہ تھی مسئلہ امکان کذب کے باعث ان پر اٹھہتر وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے سبحان السبوح ۱۳۰۹ھ میں بالآخر طبع اول پر یہی لکھا کہ حاش اللہ حاش للہ ہزار بار حاش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا ان مقتدیوں یعنی

مدعیان جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت وضلالت میں شک نہیں۔ تمہید الایمان فتاوی رضویہ جلد ۳۰ ص ۳۵۴

مزید فرماتے ہیں

مسلمانو یہ روشن ظاہر واضح قاہر عبارات تمہارے پیش نظر ہیں جنہیں چھپے ہوئے دس دس اور بعض کو سترہ اور تصنیف کو انیس سال ہوئے اور ان دشنامیوں کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی ۱۳۲۰ھ سے ہوئی جب سے المعتمد المستند چھپی ان عبارات کو بغور نظر فرماؤ اور اللہ ورسول کے خوف کو سامنے رکھ کر انصاف کرو یہ عبارتیں فقط اُن مفتریوں کا افترا ہی رد نہیں کرتیں بلکہ صراحۃً صاف صاف شہادت دے رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا۔ جب تک یقینی واضح روشن جلی طور سے ان کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہولیا۔ جس میں اصلاً اصلاً ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکی کہ آخر یہ بندۂ خدا وہی تو ہے جو ان کے اکابر پر ستر ستر وجہ سے لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی کہتا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔ جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سے ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے

یہ بندہ خدا وہی تو ہے جو خود ان دشنامیوں کی نسبت (جب تک ان کی ان دشنامیوں پر اطلاع یقینی نہ ہوئی تھی) اٹھہتر وجہ سے بحکم فقہائے کرام لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا۔

فتاوی رضویہ جلد ۳۰ ص ۳۵۵

اب اس پوری وضاحت کے بعد شوکت سیالوی صاحب خود ہی بتائیں المعتمد المستند اور

حسام الحرمین یعنی علماء حرمین طیبین بشمول مفتی محمد سعید اور علماء ہندوستان کے مجمع علیہ فتاوی تکفیر کے بعد تقدیس الوکیل کی تقریظ اور سبحان السبوح والے موقف کو پیش کرنا سوائے مغالطے کے اور کیا ہوسکتا ہے؟

شبہہ علامہ فضل حق خیر آبادی نے شاہ اسماعیل دھلوی کے خلاف کفر کا فتویٰ دے دیا لیکن مولانا احمد رضا فاضل بریلوی نے کفر کا فتوی نہیں دیا اور آج تک اعلحضرت سے تعلق رکھنے والے کوئی بریلوی عالم فتوی نہیں دیتے۔ وہ کہتے ہیں کہ عبارتیں کافرانہ ہیں اس مسئلہ میں ہی صدر الافاضل کو اہل سنت نے اعلیٰ حضرت کا ترجمان مقرر کیا تھا۔ صدر الافاضل نے اطیب البیان کے آخر میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی وہ ساری ترجمانی کی ہے۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اسماعیل دھلوی پر کفر کا فتوی نہیں دیا حالانکہ علامہ فضل حق خیر آبادی ان سے پہلے فتویٰ دے چکے تھے تو علامہ فضل حق نے چونکہ کفر کا فتویٰ دے دیا اور اعلحضرت خود تو فتوی کفر جاری نہیں کرتے تو کیا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ علامہ فضل حق خیر آبادی کی نظر میں کافر ہوگئے۔؟ نہیں ہر ایک جب اپنا فریضہ شرعی سمجھ لیتا ہے اور اعلیٰ وجہ البصیرت یقین کامل کی حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اس شخص سے کفر صادر ہونے کے بعد لزوم کے بعد التزام بھی لازم آگیا ہے۔ پھر وہ کفر کا فتویٰ جاری کرتے ہوئے اپنی شرعی ذمہ داری پوری کرتا ہے کہ من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر کی سرحد کب شروع ہوتی ہے؟ کیا تحریر پڑھتے ہی، سنتے ہی اگر اسے شک ہو جائے گا تو وہ کافر ہو جائے گا؟ نہیں بلکہ پوری عبارت علم میں آئے گی۔ سیاق وسباق علم میں آئے گا۔ پوری تحقیق کرے گا، جب یقین کامل کو بھی پہنچ جائے گا۔ تب جا کر یہ

نوبت آئے گی۔ کیا خیال ہے علامہ محمد سعید مفتی شافعیہ شیخ علماء حرم کے بارے میں اعلحضرت کے سامنے وفات تک ایسے اسباب رہے۔ لیکن آپ نے کفر کا فتوی نہیں دیا۔ شاہ اسماعیل کے خلاف اعلیحضرت کو یہ رعایت مل جاتی ہے اور شرعی رعایت کا یقین تک نہ پہنچنے کا یہ دروازہ صرف پیر محمد کرم شاہ الازھری پر ہی کیوں بند ہوا ہے؟

استیصال شبہہ صلح کلیوں اور مولوی شوکت سیالوی کا یہ مخالطہ بھی عامۃ الورود ہے۔ قاسم نانوتوی کے کفر کو اسماعیل دھلوی کے کفر پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے کیوں کہ دونوں کے کفر میں لزوم والتزام کا فرق ہے۔ لزوم کفر پر تکفیر اختلافی ہے اور التزام کفر پر تکفیر اتفاقی ہے۔ اب اتفاقی تکفیر کو اختلافی پر قیاس کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے۔

قارئین اوراق کی تفہیم اور شوکت سیالوی صاحب کو دعوت فکر دینے کے لیے لزوم والتزام کی مختصر سی بحث پیش خدمت ہے۔ تا کہ فہم جواب میں آسانی ہو۔

لزوم والتزام کے حوالے سے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمہ وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ التزامی یہ کہ ضروریات دین میں سے کسی شے کا تصریحاً کفر ہے۔ اگر چہ نام کفر سے چڑے اور اسلام کا دعوی کرے کفر التزامی کے لیے یہی معنی نہیں کہ صاف صاف اپنے کافر ہونے کا اقرار کرتا ہو جیسا کہ بعض سمجھتے نہیں۔ یہ اقرار تو بہت طوائف کفار میں بھی نہ پایا جائے گا۔ ہم نے دیکھا ہے، بہتیرے ہندو کافر کہنے سے چڑتے ہیں بلکہ اس کے یہ معنی کہ جو انکار انہیں سے صادر ہوا یا جس بات کا اس نے دعویٰ کیا وہ بعینہٖ کفر و مخالف ضروریات دین ہو جیسے طائفہ تالفہ نیچریہ کا وجود ملک و جن وشیطن و آسمان و نار و جنان و معجزات انبیاء علیہم افضل الصلوۃ والسلام سے ان معانی پر کہ اہل اسلام کے نزدیک حضور ہادی برحق صلوات اللہ وسلامہ علیہ متواتر ہیں انکار کرنا اور اپنی

تاویلات توہمات عاطلہ کو لے مرنا ہرگز ہرگز ان تاویلوں کے شوشے انہیں کفر سے بچائیں گے نہ محبت اسلام و ہمدردی قوم کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے۔ قاتلھم اللہ انی یوفکون (اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں) اور لزومی یہ کہ جو بات اس نے کہی عین کفر نہیں۔ منجر بکفر ہوتی ہے یعنی مآل سخن ولازم حکم کو ترتیب مقدمات وتتمیم تقریبات کرنے لے چلئے تو انجام کار اس سے کسی ضروری دین کا انکار لازم آئے جیسے روافض کا خلافتِ حقہ راشدہ خلیفہ رسول ﷺ حضرت جناب صدیق اکبر وامیر المومنین حضرت جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انکار کرنا کہ تضلیل جمیع صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف مودی اور وہ قطعاً کفر۔ مگر انہوں نے صراحۃً اس لازم کا اقرار نہ کیا تھا بلکہ اس سے صاف تحاشی کرتے اور بعض صحابہ یعنی حضرات اہلبیت عظام وغیرہم چند اکابر کرام علی مولاھم وعلیہم الصلوۃ والسلام کو زبانی دعووں سے اپنا پیشوا بناتے اور خلافت صدیقی وفاروقی پر ان کے توافق باطنی سے انکار رکھتے ہیں اس قسم کے کفر میں علماء اہلسنت مختلف ہوئے جنہوں نے مآل ولازم سخن کی نظر کی حکم کفر فرمایا اور تحقیق یہ ہے کہ کفر نہیں بدعت وبدمذھبی وضلالت وگمراہی ہے۔ العیاذ باللہ رب العلمین۔

(فتاوی رضویہ جلد ۱۵ صفحہ ۴۳۱، ۴۳۲)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ لکھتے ہیں۔ اقوال کفر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جسمیں کسی معنی صحیح کا بھی احتمال ہو۔ دوسرے وہ کہ اس میں کوئی ایسے معنی نہیں بنتے جو قائل کو کفر سے بچاوے۔ اس میں اول کو لزوم کفر کہا جاتا ہے اور قسم دوم کو التزام کفر ۔ التزام کفر کی صورت میں میں فقہا کرام نے حکم کفر دیا مگر متکلمین اس سے سکوت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں جب تک التزام کی صورت نہ ہو قائل کو کافر کہنے سے سکوت کیا جائیگا

اور احوط یہی مذہب متکلمین ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی امجدیہ جلد دوم، حصہ چہارم صفحہ ۵۱۲، ۵۱۳)

علامہ امام قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ نے بھی الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ میں لزوم والتزام کی وضاحت فرمائی ہے۔

اب علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمۃ کی کتب مثلاً تحقیق الفتوی اور امتناع النظیر کی عبارات کو بغور دیکھنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ علامہ نے دھلوی کی تکفیر کلامی نہیں بلکہ فقہی کی ہے اور دھلوی کی عبارات سے لزوم کفر ثابت کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمۃ تحقیق الفتوی میں تحریر فرماتے ہیں "این قائل کہ شفاعت محبت در بارگاہِ کبریاء از آنحضرت یا حضرات انبیاء علیہم السلام واولیاء می کند از دو حال خالی نیست یا اعتقاد دارد کہ ______ او سبحانہ وآنحضرت یا حضراتِ دیگر انبیاء واولیاء محبت نیست ______ این خود کفر صریح است۔ یا محبت را از اسبابِ قبول شفاعت نمی داند ______ این ہم بانکارِ نصوص صریحہ واحادیث صحیحہ می کشید۔

ترجمہ : یہ قائل جو بارگاہِ الٰہی میں حضرات انبیاء وحضور سید الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور اولیاء عظام کے لیے شفاعت محبت نہیں مانتا وہ حال سے خالی نہیں یا تو اس کا عقیدہ ہے کہ ______ اللہ تعالیٰ کو ان حضرات سے محبت ہی نہیں ______ یہ خود صریح کفر ہے ______ یا محبت کو قبول شفاعت کا سبب نہیں مانتا ______ یہ عقیدہ بھی نصوصِ صریحہ اور احادیث صحیحہ کے انکار تک لے جاتا ہے۔ (تحقیق الفتوی اردو ۱۳۹ فارسی ۳۳۴ مکتبہ قادریہ لاہور)

مزید فرماتے ہیں

پس ایں کلام مسوق است برائے نفی آثار محبوبیت کہ مستلزم نفی محبوبیت است

(تحقیق الفتویٰ ص ۳۹۱)

ترجمہ : اس کلام سے محبوبیت کے آثار کی نفی مقصود ہے جس سے محبوبیت کی نفی لازم ہے۔ (تحقیق الفتویٰ اردو ص ۲۰۱)

صفحہ ۳۷۷، ۳۷۸ پر فرماتے ہیں

بر مضمون کلام وحاصل مرام او اثرے مترتب می شود کہ با ستخفاف و بے اعتنائی می کشد اعتقاد بہ مفاد ایں کلامِ ناتمام مجوزِ ارتکاب بے ادبی ہا و بے اعتنائی ہا است

ترجمہ : اس کے مضمون کلام وحاصل مقصود پر ایک اثر مترتب ہو رہا ہے جو بے اعتنائی واستخفاف شان کی طرف مودی ومفضی ہے۔ اس کلام ناتمام کے معنی پر اعتقاد بے ادبیوں اور بے اعتنائیوں کا راستہ کھول دے گا۔ (تحقیق الفتوی ۱۸۶)

امتناع النظیر میں فرماتے ہیں۔

باید دانست کہ ازیں قائل تا ایں مقام چند موجبات کفر او سرزد شدہ اند۔ اگر ایں قائل بعد متنبہ شدن براں موجبات کفر باعلان تمام توبہ نصوح نماید در دین اسلام باز در آید

(امتناع النظیر ص ۲۵۸)

جاننا چاہیے کہ اس قائل سے شروع کتاب سے یہاں تک چند امور اُس کے کفر کے سرزد ہوئے ہیں اگر یہ قائل ان موجباتِ کفر پر متنبہ ہو کر باعلان تمام سچی توبہ کرے تو دین اسلام میں واپس آجائے گا۔

مذکورہ بالا عبارات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ کے

نزدیک بھی دہلوی کا کفر التزامی نہیں بلکہ لزومی تھا۔

اور اعلیحضرت عظیم البرکت نے بھی دھلوی کے لزوم کفر کو تسلیم کیا ہے۔ اپنی کتاب الکوکبۃ الشھابیہ میں جو کہ کفر فقہی میں لکھی گئی ہے فرماتے ہیں۔

بلاشبہ وھابیہ مذکورین اور اُن کے پیشوائے مسطور پر بوجوہ کثیر قطعاً یقیناً کفر لازم ----- بلاشبہ جماہیر فقہا کرام کی تصریحات واضح پر یہ سب کے سب مرتد کافر۔

(کوکبۃ شھابیہ ص ۱۰-۶۲)

اب چونکہ لزوم کفر کی صورت میں تکفیر اختلافی ہے۔ جمہور فقہا تکفیر کے قائل اور متکلمین لزوم پر کف لسان فرماتے ہیں مسئلہ تکفیر میں متکلمین کا مذہب چونکہ احتیاط والا ہے اس لیے امام اہلسنت علیہ الرحمۃ نے محتاط مذہب اختیار کر کے دھلوی کی تکفیر سے کف لسان فرمایا اور اس کو مثل یزید کے قرار دیا جس کی تکفیر اختلافی ہے۔ جیسا کہ مسایرہ میں امام ابن ہمام علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

واختلف فی اکفار یزید فقیل نعم و قیل لا اذلم یثبت لناعنه تلک الاسباب الموجبة وحقیقة الامر التوقف فیه ورجع امره الی الله سبحانه

یزید کی تکفیر میں اختلاف ہے بعض نے اسے کافر کہا۔ بعض نے کہا کافر نہیں کیونکہ وہ موجب کفر اسباب یزید کی نسبت ہمیں پایہ ثبوت کو نہ پہنچے اور حقیقت حال یہ ہے کہ اس کے بارے میں توقف ہو اور اس کا معاملہ اللہ سبحانہ تعالیٰ پر چھوڑا جائے۔

(مسایرہ مع شرح مسامرہ ص ۳۷۳)

لہٰذا جس طرح مرزا قادیانی کو یزید پر قیاس کر کے اس کو کفر سے نہیں بچایا جا سکتا ویسے ہی قاسم نانوتوی اور دیوبندیوں کے دوسرے اقانیم ثلاثہ کو اسماعیل دھلوی پر قیاس کر کے

کفر سے نہیں بچایا جاسکتا۔

کیونکہ یزید اور دھلوی کا کفر اختلافی ہے کلام و تکلم و متکلم کسی میں کفر کا تحقق نہ ہونے اور التزام کفر نہ پائے جانے کی وجہ سے جبکہ مرزا قادیانی اور دیو بندیوں کے اقانیم اربعہ بشمول نانوتوی کا کفر اتفاقی ہے احتمال فی الکلام واحتمال فی التکلم واحتمال فی المتکلم کے نہ پائے جانے اور التزام کفر کے پائے جانے کی وجہ سے۔ لہٰذا یہ مغالطہ بھی جسٹس کرم شاہ کو حسام الحرمین کے فتاوی سے نہیں بچا سکے گا۔

	دھلوی وتقویۃ الایمان اعلیٰ حضرت کی نظر میں		نانوتوی اور تحذیر الناس جسٹس کرم شاہ کی نظر میں
۱	سوال : زید اسماعیل دھلوی کو حضرت مولنا مولوی محمد اسماعیل صاحب شہید لکھتا ہے۔ جواب :صورت مذکورہ میں زید گمراہ، بددین، نجدی اسماعیلی اور بحکم فقہائے کرام اس پر حکم کفر لازم (فتاوی رضویہ جلد۲۹،ص۲۳۵)	۱	حضرت مولنا نانوتوی جن کو فرط عقیدت ومحبت سے قاسم العلوم والخیرات کے عظیم لقب سے تقریروں اور تحریروں میں یاد کیا جاتا ہے۔ (تحذیر الناس میری نظر میں)
۲	(تقویۃ الایمان) یہ ناپاک کتاب سخت ضلالت وبے دینی ہے اور کلمات کفریہ پر مشتمل ہے اس کا پڑھنا زنا اور شراب خوری سے بدتر حرام ہے کہ ان سے ایمان جاتا ہی نہیں بلکہ یہ ایمان زائل کرنے والی ہے۔ والعیاذ باللہ۔۔ وہ مردود کتاب تقویۃ الایمان نہیں بلکہ تفویۃ الایمان	۲	مولنا کی اس تالیف کا مطالعہ کرتے ہوئے جب بھی دلائل سامنے آتے ہیں جس نے مولنا نے حضور ﷺ کی عظمت شان اور رفعت مقام کو ثابت کیا ہے تو ہر مومن کا دل فرحت وانبساط سے لبریز ہو جاتا ہے۔ (تحذیر الناس میری نظر میں ص ۳۳)

	ہے یعنی ایمان فوت کرنے والی۔ (فتاوی رضویہ جلد۱۵، ص۱۶۵)		
۳	اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے دھلوی کی عبارات کو کفر کہا۔ دھلوی کے ستر سے زائد کفر گنوائے، اسے فقہی کافر قرار دیا، اسے مثل یزید کہا، ضال مضل کہا، صرف التزام کفر نہ ہونے کی وجہ سے تکفیر کلامی نہ کی۔	۳	جسٹس کرم شاہ صاحب لکھتے ہیں میں نے اس کتاب کو متعدد بار غور تامل سے پڑھا۔ ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا۔

اپنی تقریر کے آخر میں شوکت سیالوی صاحب نے اپنا ایک خواب بھی بیان کیا کہ جس میں جسٹس کرم شاہ کا ام المومنین سیدہ سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دائیں جانب ایک جیسی کرسی پر تشریف فرما ہونا بیان کیا اور اس خواب کو اپنے شرح صدر کا ذریعہ قرار دیا۔

اس پر بندہ کوئی لمبی گفتگو تو نہیں کرے گا ہاں اتنا ضرور کہوں گا کہ اگر خوابوں کے ذریعے ہی شرح صدر حاصل ہونے کی مثالیں دیکھنی ہوں تو تھانوی، گنگوہی اور مرزا قادیانی کی کتابوں میں بکثرت مثالیں ملیں گی۔ جن کو وہ اپنے شرح صدر کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ پھر شرح صدر کے سلسلے میں مرزا قادیانی، قاسم نانوتوی، تھانوی، گنگوہی، انبیٹھوی کے خوابوں کو رد کرنے کی کیا وجہ ہے۔ **فما جوابکم فھو جوابنا**

آخر میں شوکت سیالوی صاحب سے گزارش ہے کہ اگر میرے اس مضمون کا جواب لکھنا چاہیں تو جواب لکھنے سے پہلے اپنے مسلمات کو ضرور بیان کریں اور بتائیں کہ کیا؛

(۱) آپ حسام الحرمین اور الصوارم الھندیہ میں دیئے گئے فتاویٰ کو تسلیم کرتے ہیں یا نہیں؟

(۲) مرزا قادیانی کی تکفیر سے کف لسان کرنے والے شخص کے بارے میں آپ کی

کیارائے ہے؟

(۳) قاسم نانوتوی کے علاوہ دوسرے دیوبندی اقانیم ثلاثہ کو آپ کیا سمجھتے ہیں اور جواطلاع کے باوجود بھی ان کے کفر میں شک کرے اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

(۴) من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کا اجماعی واتفاقی حکم منکر ضروریات دین کے متعلق ہے کیا آپ اسے تسلیم کرتے ہیں یانہیں؟

تاکہ آپ کے مسلمات کی روشنی میں جواب دیا جائے۔

وما توفیقی الا باللہ

آئینہ حقائق

از : ابوالہادی قادری رضوی

پیر کرم شاہ ازہری کے نظریات باطلہ پر مشتمل کتاب "تحقیقی وتنقیدی جائزہ "2006ء میں منظر عام پر آئی تھی۔ اس دوران بعض احباب نے سطحی قسم کے اعتراضات کئے۔ جن کے زبانی جواب دے دیئے گئے تھے مگر حال ہی میں ایک جید علمی شخصیت نے انتہائی مغالطہ آمیز تاویلات کا اظہار کیا گیا چونکہ موصوف امت مسلمہ کو "صراط مستقیم" کی جانب دعوت دینے کے دعوے دار بھی ہیں لہذا ان کی جانب سے اس قسم کی کج فکری کا مظاہرہ انتہائی مضحکہ خیز تھا۔ چنانچہ ضروری سمجھا گیا کہ ان کی ان تاویلات باطلہ کا مسکت جواب دیا جائے تاکہ عوام اہلسنت کو کسی بھی قسم کی اعتقادی لغزش اور کج فکری سے بچایا جا سکے چونکہ کتاب طباعت کے آخری مراحل میں تھی لہذا جواب میں اختصار کوملحوظ رکھا گیا مفصل جواب انشاء اللہ آئندہ کسی وقت پر چھوڑا جاتا ہے۔

مغالطہ:

پیر کرم شاہ ازہری نے جب کفریہ عبارات لکھیں تو بڑے بڑے اکابرین مثلاً حضرت محدث اعظم پاکستان، حضرت مفتی اعظم سید ابوالبرکات حضرت غزالی زماں، حضرت حافظ الحدیث جلال الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم موجود تھے۔ جب انہوں نے پیر کرم شاہ پر ان عبارات کی بنا پر کوئی فتویٰ صادر نہ کیا تو آج پیر کرم شاہ کے مرنے کے بعد فتویٰ کیوں شائع کیا گیا؟

ازالہ:

اس مغالطہ کے جواب میں عرض ہے کہ مغالطہ دینے والی شخصیات انتہائی

ہوشیاری سے اہلسنت کے جذبات سے کھیلنے کی کوشش کر رہی ہیں

کیسے ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت محدث اعظم پاکستان رضی اللہ عنہ کی وفات یکم شعبان ۱۳۸۲ھ بمطابق ۲۹ دسمبر ۱۹۶۲ میں ہوئی۔ حضرت مفتی اعظم سید ابوالبرکات رضی اللہ عنہ کی وفات ۲۰ شوال ۱۳۹۸ھ بمطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۷۸ میں ہوئی اور حضرت حافظ الحدیث جلال الدین شاہ صاحب کی وفات ۱۶ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ بمطابق ۱۸ نومبر ۱۹۸۵ میں ہوئی۔ اور علامہ کاظمی رحمۃ اللہ کی وفات ۲۵ رمضان ۱۴۰۴ بمطابق ۴ جون ۱۹۸۶ میں ہوئی۔ لطف کی بات یہ ہے کہ پیر کرم شاہ ازھری کے کفریہ عبارت اپنے رسالہ "تحذیر الناس میری نظر میں" کے صفحہ 58 پر اگست 1986ء میں تحریر کی یعنی جب چوٹی کے سنی اکابرین وفات پا چکے تھے تب کرم شاہ ازھری نے اپنے نظریات باطلہ کی اشاعت کا راستہ ہموار دیکھ کر تحذیر الناس کی کھلم کھلا حمایت کی۔ یہ تمام اکابرین جن کی معترض نے نام لیئے کرم شاہ ازھری پر کفریہ عبارت لکھنے سے قبل ہی کیا فتوی داغ دیتے؟ پھر اس لیتے بھی انہوں نے سکوت اختیار کیئے رکھا کہ کرم شاہ ازھری کا خط "تحذیر الناس اور مصنف تحذیر الناس کی حمایت وتعریف میں ماھنامہ الرشید ساھیوال کے دارالعلوم دیوبند نمبر میں شائع ہوا تھا جس پر انھیں اہلسنت کے علماء کی شدید مخالفت کا سامنا تھا چنانچہ ان کی جانب سے اپنے اس خط سے رجوع کا شوشہ چھوڑا گیا تھا۔ مگر پیر صاحب نے جان بوجھ کر اکابرین اسلام کی موجودگی میں رجوع کی اشاعت سے اعتراز کیا۔ اور جب اکابرین اہلسنت کی عدم موجودگی کی صورت میں اپنے لیے راہ ہموار دیکھی تو پورا ایک کتابچہ بنام "تحذیر الناس میری نظر" میں لکھ مارا جس میں بظاہر صلح کلیت کا مظاہرہ کیا مگر آخری فیصلہ پھر قاسم

نانوتوی کے حق میں دے دیا یہی وہ صورت حال تھی جس میں حضرت ادیب اہلسنت سید بادشاہ تبسم بخاری مدظلہ العالی نے کرم شاہ ازھری صاحب کی زندگی میں ان پر اتمام حجت کیا اور انھیں رجوع کی دعوت دی مگر رجوع انکے نصیب میں نہ تھا نہ کیا۔ اس مضمون پر رضائے مصطفےٰ نے بھی "حضرت پیر کرم شاہ صاحب کرم فرمائیں" کے نام سے پیر صاحب کو دعوتِ رجوع دی مگر جواب ندارد۔ اسی صورت حال کی وضاحت مولوی علی احمد سندھیلوی نے اپنے ایک مضمون میں کی ان تمام دستاویزات کے ثبوت آپ کتاب ھذا میں ملاحظہ فرمالیں دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہوجائے گا۔

مغالطہ نمبر 2:

پیر کرم شاہ ازھری نے اہلسنت کی تعریف پر دستخط کردیئے تھے اور چونکہ اس موقع پر پیر افضل قادری صاحب، حضرت پیر سید جلال الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالی موجود تھے لہذا پیر کرم شاہ ازھری کے سنی ہونے پر اجماع ہوگیا تھا۔ لہذا آج اس شخص کو اہلسنت سے نکالنا اس اجتماع کی مخالفت اور گمراہی ہے (غالباً تاویل نگار نے اس دستخط کی تاریخ 1981ء یا 1982ء بتلائی ہے)

ازالہ:

پہلی بات تو یہ ہے کہ کرم شاہ بھیروی پر الزام ہے تحذیر الناس ومصنف تحذیر الناس کی حمایت وتعریف کا جس کے بارے علمائے حرمین شریفین وعلمائے برصغیر پاک و ھند کا متفقہ فیصلہ ہے "من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر" اور دستخط پیر صاحب اہلسنت کی تعریف پر (بقول تاویلی خوات) کر رہے ہیں جس میں غالباً یہ عبارت بھی ہے کہ "سنی وہ ہے جو امام احمد رضا بریلوی کے نظریات پر ہو" یہ دستخط بھی پیر

کرم شاہ بھیروی کا رجوع ہرگز ہوسکتی کیوں؟ آیئے علامہ فشا تابش قصوری صاحب کی زبانی سنیئے۔وہ اپنی کتاب دعوتِ فکر میں بحوالہ اشد العذاب کیا تحریر کرتے ہیں؟ لکھتے ہیں۔

(عکس دعوتِ فکر)

پتہ چلا کہ اگر پیر صاحب اہلسنت کی تعریف پر ایک لاکھ مرتبہ بھی دستخط کردیں تو بھی رجوع نہ ہوگا جب تک اپنی خاص اُس عبارت سے جس میں انہوں نے تحذیر الناس کی حمایت کی ہے رجوع وتوبہ نہ کرلیں۔

یہاں ایک قابل ذکر واقعہ یاد آیا سوچا لکھ دیا جائے تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔اس سے قبل یہ واقعہ راقم نے اپنی کتاب "جسٹس کرم شاہ ازہری کے اعتزالی نظریات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ" میں بھی اجمالاً لکھا تھا۔وھو ھذا

ایک مجلس میں حضرت علامہ قاری سید عرفان شاہ صاحب مشہدی دامت برکاتھم العالیہ نے بیان فرمایا کہ جب پیر کرم شاہ ازہری "تحذیر الناس میری نظر میں" لکھی تو اس کے بعد کرم شاہ صاحب بھکھی شریف اپنے کسی مرید کے گھر آئے تو میں (پیر سید محمد عرفان شاہ صاحب مدظلہا العالی) بھی اس بندے کے گھر گیا تاکہ پیر صاحب کو ان کے گمراہانہ نظریات سے رجوع کی دعوت دوں۔میں نے پیر کرم شاہ صاحب سے ان کفریہ عقائد ونظریات سے رجوع کا کہا تو اُن کا چہرہ سرخ ہوگیا اور اپنے اس مرید سے کہنے لگے کہ یا تو شاہ صاحب کو جانے کو کہو نہیں تو میں یہاں سے چلا جاتا ہوں ضیغم اہلسنت حضرت سید عرفان شاہ صاحب شہدی مدظلہ العالی ماشاء اللہ بقید حیات ہیں واقعہ کی تصدیق ان سے کیا جاسکتی ہے۔

اس واقعہ کی روشنی میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضرت حافظ الحدیث رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں کرم شاہ کے سُنی ہونے پر اجماع منعقد ہوگیا تھا تو حضرت ضیغم اہلسنت مد ظلہ العالی انھیں کس چیز سے رجوع کی دعوت دینے گئے تھے؟ جبکہ یہ واقعہ حضرت حافظ الحدیث رحمتہ اللہ کی وفات شریف کے بعد کا ہے (فافہم وتدبیر)

نیز جب سید بادشاہ تبسم بخاری صاحب کا شہرہ آفاق مضمون "پیر کرم شاہ بھیروی کی صلح کلیت کا انجام" ستمبر 1997ء میں شائع ہوا تو اس پر رضائے مصطفٰے نے بھرپور تبصرہ کرکے پیر صاحب کو تحذیر الناس کی حمایت سے رجوع کی دعوت دی اگر پیر صاحب کے سُنی ہونے پر اجماع منعقد ہوگیا تھا تو رضائے مصطفٰے جیسا موقر جریدہ انھیں دعوت رجوع دینے کے لیے سید بادشاہ تبسم بخاری صاحب کو اجتماع اہلسنت کا باغی قرار دے کر تنبیہ کرتا مگر ایسا نہ ہوا کیونکہ سرے سے انکے سنی ہونے پر کوئی اجماع نہ تھا انہیں مشکوک بنانا اہلسنت کے اجماع اعتقادات کے خلاف شرارت ہے۔اور کچھ نہیں۔

نیز مفتی احمد میاں برکاتی، مفتی غلام سرور قادری، مفتی فضل احمد چشتی مفتی احمد بخش صاحب رضوی آف جامعہ رضویہ فیصل آباد، علامہ فیض احمد اویسی رضوی نے 2004ء میں کرم شاہ ازہری کے نظریات باطلہ پر فتاویٰ صادر فرمایا تھا جن کا عکس کتاب ھذا میں موجود ہے بغور ملاحظہ فرمائیں ان تمام فتاویٰ کی عبارات پڑھنے سے پتہ چلتا ہے۔

1۔ سائل نے ہرگز مفتیان کرام سے کوئی بات چھپائی نہیں۔
2۔ مفتیان کرام اچھی طرح جانتے تھے کہ وہ یہ فتویٰ کس شخصیت پر دے رہے ہیں
3۔ مذکورہ بالا فتاویٰ حضرت تاج الشریعۃ مفتی اختر رضا خان ازہری مدظلہ کے

فتویٰ سے قبل کے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان تمام مفتیان کرام کو کرم شاہ کے سنی ہونے پر منعقد ہونے والے اجتماع کی خبر نہیں تھی یہ کیسا اجماع تھا جس سے واقفیت صرف تاویلی حضرات کو ہی تھی باقی دنیائے اہلسنت کو خبر ہی نہ رہی؟

مغالطہ 3:

پیر صاحب جماعت اہلسنت کی پریم کونسل کے چیئرمین تھے اور جماعت اہلسنت کا رکن ہونے کیلیے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے عقائد ونظریات پر کاربند ہونا ضروری ہے جب رکن کیلئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو ماننا ضروری ہے تو سپریم کونسل کا چیئرمین ہونیکے لئے ماننا کتنا ضروری ہوگا؟

ازالہ:

تاویلی حضرات نہ جانے کیوں اس طرح کی تاویلات کر کے اپنی مسلمہ حیثیت کو مجروح کرنے پر تلے ہوئے ہیں حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اسی جماعت اہلسنت کے مقتدر عہدوں پر تفصیلی حضرات کی اچھی خاصی تعداد موجود ہے جو علمائے اہلسنت اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے فتویٰ کے مطابق اہلسنت سے خارج ہیں اسی جماعت اہلسنت کے بڑے عہدیداروں میں اچھی خاصی تعداد شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر صلح کلی منہاجی کے حامیوں کی بھی ہے جو اکابرین اسلام کے فتویٰ کے تحت اپنے باطل نظریات کی بنا پر کم از کم درجہ گمراہیت پر ضرور فائز ہیں چنانچہ ان کی حامی اس گمراہی سے کیونکر بچیں گے (نوٹ: ان تفصیلی اور حامیں طاہری گروپ کے نام ہم نے سر دست نہیں لکھے وقت آنے پر جب تاویلی حضرات گفتگو کے میدان میں آئیں گے تو

انھیں ضرور مطلع کیا جائے گا اور بتایا جائے گا کہ ان میں بعض جماعت اہلسنت کے مقتدر عہدیدار وہ بھی ہیں جن کے نظریات کا رد وہ خود بھی مختلف مواقع پر فرما چکے ہیں) اسی طرح سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گستاخ بھی جماعت اہلسنت کے رکن ہیں پتہ چلا کہ سنی صحیح العقیدہ ہونے کے لئے نہ کسی جماعت کی رکنیت شرط ہے اور نہ ہی سپریم کونسل کی چیئر مینی بلکہ شرط تعلیمات اسلام وضروریات دین وسنت کما حقہ یقین کرنا اور عمل کرنا ہی سنی صحیح العقیدہ ہونے کی دلیل ہے۔

کیا مرنے کے بعد ان سب کے سنی ہونے پر اجماع متصور ہوگا؟

مغالطہ 4:

بریلی شریف سے جو فتویٰ نظریات کرم شاہ پر آیا وہ منگوانے والوں کی دھوکا دہی شیطانیت وغیرہ پر مبنی ہے انھوں نے (سائل نے) بریلی شریف جو سوالنامہ بھیجا اُس میں حقائق بیان نہیں کیے گئے نہ انھیں یہ بتایا گیا کہ کس شخصیت پر فتویٰ لیا گیا اور نہ ہی انھیں اس فرعوتہ اجماع کی اطلاع دی گئی۔ انھیں بتایا جاتا کہ یہ کرم شاہ کی کفریہ عبارات ہیں اور یہ علمائے پاکستان کا اُس کے سنی ہونے پر اجماع ہو گیا ہے اب اس پر کفر کا فتویٰ لگتا ہے یا نہیں؟ نیز نہ اس فتویٰ میں کرم شاہ کا نام ہے بس عبارتیں درج ہیں

ازالہ:

اگر معترض تاویلی حضرات پیر کرم شاہ کے نظریات پر اہلسنت کے مفتیان کرام کے فتاویٰ کا جائزہ لیتے تو انھیں پتہ چلتا کہ بریلی شریف کے دونوں مراکز سے فتویٰ کفر جاری ہونے سے قبل علمائے پاکستان نے فتویٰ کفر صادر فرمایا ملاحظہ فرمائیں ذیل میں

ان علماء کرام کے اسمائے گرامی پیش کیئے جاتے ہیں جنہوں نے بریلی شریف سے قبل اس معاملے میں فتاویٰ صادر فرمائے۔

1۔ حضرت مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ جانشین حضرت خلیل ملت مفتی خلیل خان برکاتی رحمتہ اللہ

2۔ حضرت جامع المعقول والمنقول مفتی غلام محمد شرقپوری بندیالوی

3۔ حضرت علامہ مفتی محمد بخش صاحب مفتی جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

4۔ تصدیق علامہ فیض احمد اویسی صاحب برفتویٰ مظہر اسلام فیصل آباد

5۔ مفتی غلام سرور قادری مہتمم جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور و مشیر وفاقی شرعی عدالت

6۔ مفتی فضل احمد چشتی لاہوری پنڈی سٹاپ

7۔ جناب علامہ سید وجاہت رسول قادری سربراہ وصدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کراچی

یاد رہے کہ سید صاحب موصوف مفتی نہیں چنانچہ انہوں نے فتویٰ تو نہیں دیا مگر ایک خط تحریر کیا ہے جو مولانا کاشف اقبال مدنی مدظلہ کے نام ہے اس کا عکس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں

ان تمام فتاویٰ میں پیر صاحب کا نام درج ہے نیز علماء کرام نے اس بات کی تصریح کی کہ جو حقائق ہم نے پیش کیے وہ اظہر من الشمس ہیں نیز موصوف نے زندگی میں بھی مسائل سے رجوع نہ کیا تھا۔ وغیرہ وغیرہ کیا یہ تمام فتاویٰ صاحب تاویلات کے مزعومہ اجماع کے رد کے لئے کافی نہیں؟ کیا یہ فتاویٰ جاری کرنے والے پاکستان کے علماء اہلسنت

نہیں؟ کیا بریلی شریف کے مفتیان کرام کی طرح انہیں بھی دھوکا دے دیا گیا؟ کیا انھیں پیر کرم کے سنی ہونے پر منعقدہ اجماع کی خبر نہ تھی؟ آخر کیا وجہ ہے کہ یہ سب مفتیان کرام بیک زبان کرم شاہ ازھری پر فتویٰ کو صادر فرما رہے ہیں؟ کیا تاویلی حضرات اہلسنت کے ان مقتدر علمائے کرام پر اپنے مزعومہ اجماع کے انکار پر کوئی فتویٰ دینے کی ہمت فرمائیں گے؟ اگر نہیں تو کیوں؟

اپنی بات بریلی شریف والوں کو دھوکا دینے کی تو غرض ہے کہ راقم الحروف، مولانا کاشف اقبال مدنی رضوی، حضرت مناظر اسلام علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی، حضرت علامہ مفتی محمد جمیل احمد رضوی صاحب مہتمم جامعہ بریلی شریف شیخوپورہ (خلیفہ حضور تاج الشریعہ صاحب، سجادہ مولانا سبحان رضا خان)، علامہ قاضی فطفر اقبال رضوی خطیب اونچی مسجد بھاٹی گیٹ وغیرہ ایک وفد کی صورت میں صاحب سجادہ بریلی شریف مولانا سبحان رضا خان دامت برکاتھم القدسیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور صاحب سجادہ صاحب کی خدمت میں ضیاء القرآن تفسیر کے پہلے ہے۔ مشتمل برسورۃ فاتحہ وبقرہ سمیت جمال کرم 3 ج سوانح کرم شاہ ازھری تحذیر الناس میری نظر میں مصنفہ کرم شاہ ازھری، رسالہ دعوت فکر ونظر مصنفہ کرم شاہ مطبوعہ لغمانی کتب خانہ سمیت دیگر دستاویزات وفتاویٰ پیش کیے نیز تین دن اس موضوع پر انھیں تکلیف دی اس دوران بعض علماء کا پیر کرم شاہ کی حمایت کرنا اور ہمیں دھمکانا اور اپنے علمی رتبے سے مرغوب کرنے کا سلسلہ بھی جاری رہا اور یہ تمام تاویلات سمیت تاویلی حضرات کی اجماعی دستاویز اہلسنت کی تعریف پر دستخط بھی زیر بحث آئیں۔ لیکن بالآخر بہت سوچ بچار کے بعد دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف سے جو فیصلہ آیا وہ سامنے ہے اب بھی اگر

کوئی یہ کہے کہ انہیں دھوکا دیا گیا تو اپنی عقل پر ماتم کرے۔ یاد رہے کہ بریلی شریف دار العلوم منظر اسلام کا فتویٰ جناب غلام اویس قرنی قادری رضوی مدظلہ بانی رضوی فاؤنڈیشن کی وساطت سے راقم کو موصول ہوا تھا۔

حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر خان ازہری مدظلہ العالی 2003ء میں جب پاکستان تشریف لائے تو راقم، مولانا کاشف اقبال مدنی رضوی، مولانا مفتی جمیل احمد رضوی، مرتب کتاب ھذا مولانا فاروق رضوی، مولانا علامہ مفتی راشد محمود رضوی ودیگر احباب پورے گروپ کی صورت میں حضرت کی خدمت میں غلام اویس قرنی قادری رضوی صاحب کی رہائش گاہ واقع شادباغ حاضر ہوئے۔ اس ضمن میں جملہ معترضہ کے طور پر یہ بھی عرض کردوں کہ مولانا رمضان سیالوی حال خطیب داتا صاحب سے بھی اس موقع پر ملاقات ہوئی تھی جب یہ معاملہ انھیں بتایا تو انہوں نے بھی کرم شاہ ازہری کے ان معاملات سے رجوع نہ کرنے کا کہا تھا۔

حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی خدمت میں تقریباً 150 احباب وعلمائے اہلسنت کی موجودگی میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ اس مسئلے پر مفصل گفتگو ہوئی جب میں کرم شاہ ازہری کی تمام متنازعہ تصانیف مع فتاویٰ علمائے اہلسنت حضرت کی خدمت میں پیش کی گئیں۔ (اس ملاقات کی گفتگو ریکارڈ ہے جو چاہے سن سکتا ہے)

پھر دوبارہ جب آپ اگست 2005ء میں کراچی تشریف لائے تو راقم، مولانا کاشف اقبال مدنی اور سید محمد عاصم شاہ صاحب کی معیت میں کراچی حضرت کے بلانے پر گیا جہاں حضرت نے خاص اس مسئلے پر حافظ اسلم رضوی صاحب کے گھر واقع کھتری کالونی کراچی میں فرمایا کہ کرم شاہ ضرور حسام الحرمین شریف کی زد میں آتا ہے اور اسکی تحریرات

کفر وضلال پر مبنی ہیں اس بات کے گواہ حضرت صاحبزادہ والد شان عسجد رضا خان مدظلہ العالی، جناب علام اویس قرنی قادری رضوی، ان کے برادر بزرگ جناب غلام مرشد صاحب، حافظ اسلم رضوی صاحب میزبان حضور تاج الشریعہ، جناب صابر رضوی صاحب برادر حافظ اسلم رضوی، علامہ عبدالحکیم شریف قادری (جوان دنوں علامہ غلام رسول سعیدی کے بعض معاملات پر رجوع کے سلسلے میں کراچی تشریف لائے تھے) حضرت علامہ سید مظفر حسین شاہ صاحب آف کراچی یہ سب حضرات اس بات کے گواہ ہیں بلکہ قبلہ علامہ سید مظفر حسین شاہ صاحب مدظلہ نے تو یہاں تک فرمایا تھا کہ آپ لوگ حضرت تاج الشریعہ مدظلہ کی بجائے مجھے بتائیں ہم اس موضوع پر مل کر کام کریں گے۔

پھر 2006ء میں حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی جب لاہور تشریف لائے تھے تب آپکے ہمراہ آپکے داماد حضرت مفتی محمد شعیب رضا قادری مدظلہ العالی بھی تھے اس موقع پر نہ صرف حضور تاج الشریعہ بلکہ آپکے ہمراہ آنے والے علمائے ھند خصوصاً آپکے داماد حضرت شعیب رضا قادری مدظلہ کی خدمت میں تفصیلاً کرم شاہ کی کتب اور دیگر تمام مواد پیش کیا تھا اور اس موقع پر بھی تقریباً 150 علمائے کرام موجود تھے پھر جب سیدی حضرت تاج الشریعہ مدظلہ مکھن پورہ حضرت علامہ سید خرم ریاض شاہ صاحب رضوی مدظلہ کی درخواست پر تشریف لے گئے تو وہاں بھی ان کی کوششوں سے مولانا شعیب رضا قادری داماد حضور تاج الشریعہ مدظلہ کو اس مسئلہ کی یاد دھانی کروائی گئی۔ کیا اس قدر کھل کر گفتگو کرنا اور پھر متنازعہ کتب کی متنازعہ عبارات پر نشان لگا کر ان مقتدر علمائے اہلسنت بریلی شریف کے حوالے کرنا دھوکا دہی ہے؟

مزید ایک بات ضمناً عرض کرتا چلوں کہ حضرت سیدی مولانا سبحان رضا خان سجادہ نشین بریلی شریف جب پاکستان تشریف لائے تو ان سے مولانا نور المصطفیٰ رضوی آف شاہ کوٹ کا پیر کرم شاہ بھیروی کا مرید ہونا بیان کیا گیا۔ گوجرہ جلسے کے موقع پر حضرت نے مولانا نور المصطفیٰ صاحب سے پیر کرم شاہ ازہری سے برات پر ایک تحریر لی تھی جس کا عکس اور اس تحریر کے متعلق علامہ حسن علی رضوی کے خطوط کا عکس کتاب ھذا میں ملاحظہ فرمالیں کیا یہ بھی ان کو دھوکا دینا تھا کم از کم نور المصطفیٰ رضوی آف خانقاہ ڈوگراں تو کرم شاہ ازہری کے سُنّی ہونے پر منعقدہ اجماع کے حوالے سے گفتگو کرتے اور ان کا داغدار دامن صاف کرنیکی کوشش کرتے۔ ایسا نہ ہونا تھا نہ ہوا۔

پھر جب حضور تاج الشریعہ مدظلہ نور فیصل آباد تشریف لے گئے تو ہمیں بھی حکم فرمایا کہ فیصل آباد پہنچیں تا کہ مولانا نور المصطفیٰ صاحب سے کرم شاہ ازہری کا مرید ہونے کی بابت پوچھ گچھ کی جا سکے مولانا نور المصطفیٰ صاحب سے جب حضرت تاج الشریعہ مدظلہ نے پیر کرم شاہ ازہری کا مرید ہونیکی بابت پوچھا تو موصوف نے نہ صرف انکار کیا بلکہ ان کے گمراہانہ نظریات و مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے خلاف تعلیمات سے جرات و نفرت کا اظہار کیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مولانا نور المصطفیٰ رضوی صاحب نے اس موقع پر حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے سامنے کرم شاہ کے سُنّی ہونے پر اجماع کے منعقد ہونے کا اظہار کیوں نہ فرمایا؟ کیا مولانا نور المصطفیٰ صاحب پاکستانی علماء میں شمار نہیں ہوتے؟ کیا انھیں بھی ہم نے دھوکا دیا تھا؟

مطالعہ:

معترفین حضرات نے اعتراض کیا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے حسام

الحرمین شریف میں دیوبندیوں پر فتویٰ کفر کی اشاعت کے تقریباً سات سال بعد تمہید ایمان شریف میں بایں الفاظ دیوبندی مولویوں پر فتوائے کفر سے رجوع کر لیا تھا۔ "ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید (خلیل انبھٹیوں واشید گنگوہی) کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں" لہذا اگر کرم شاہ ازہری نے نانوتوی کو مسلمان قرار دیا تو کیا فرق پڑتا ہے؟

ازالہ:

اللھم انی اعوذ بک من ھذا الخرافات: اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ یہ تاویلی حضرات صلح کلیوں کی حمایت میں اس پنچ پر پہنچ چکے کہ اہلسنت کی اجماعی یقینی دستاویز "حسام الحرمین شریف" کو مشکوک بنانے پر تُل گئے یعنی جو فیصلہ اجماعی تھا اُسے مشکوک بنا رہے ہیں اور جس معاملے پر اجماع نہ تھا اس پر اجماع کا رونا رو رہے ہیں یہ تاویل تو دیوبندیوں سمیت کسی بدترین صلح کلی (مولوی جلیل بجنوری) کو بھی نہ سوجھی تھی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ حضرات اس تاویل کی بنا پر اہلسنت و جماعت کی کونسی خدمت کر رہے ہیں؟ یا پھر اپنے ممدوح کے زیر اثر دیابنہ کے اہلسنت میں داخلے کا راستہ ہموار کر رہے ہیں؟

حاجی ابوداؤد صادق صاحب اوران کے متوسلین کرم فرمائیں

جب پیر کرم شاہ ازھری نے تحذیر الناس جیسی رسوائے زمانہ اور عبارات کفریہ پر مشتمل کتاب کی حمایت اور صلح کلی روش اختیار کی تو پیر کرم شاہ ازھری کا رد کرنے والے اوّلین افراد میں جو نام ہمیں سرفہرست نظر آتا ہے وہ مولانا حاجی ابوداؤد محمد صادق رضوی صاحب آف گوجرانوالہ کا ہے۔ اول اول جب تفسیر ضیاء القرآن شائع ہوئی تو حاجی صاحب کا ہی موقر جریدہ "رضائے مصطفٰے" ہی تھا جس میں ضیاء القرآن کی خلاف اہلسنت عبارات ونظریات کو طشت از بام کیا گیا تھا۔ بڑے زور وشور سے دلائل وبراہین سے مزین ادار یئے تحریر کیے گئے۔ "ضیاء القرآن اونچی دکان پھیکا پکوان"، "ضیائے حرم فتاویٰ رضویہ کی عدالت میں"، "پیر کرم شاہ صاحب کرم فرمائیں" وغیرہ جیسے مضامین نے اہلسنت کے اجتماعی عقائد ونظریات کے خلاف ضیاء القرآن جیسی تفسیر کے بے نقاب کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی گئی۔ درج بالا تمام مضامین قارئین ہماری اس کتاب میں ملاحظہ فرمالیں۔ نیز یہی وہ روش تھی جسکی وجہ سے پیر کرم شاہ ازھری نے اپنے ایک خط میں عبدالرسول ارشد کو لکھا کہ "احباب (حاجی ابوداؤد صادق صاحب) کی ہرزہ سرائی کی فکر نہ کریں۔ مکاتیب ضیاء الامت حضرت علامہ سید بادشاہ تبسم بخاری مدظلہ العالی کا نہایت ہی مدلل مضمون" پیر کرم شاہ ازھری کی صلح کلیت کا انجام "جب ماھنامہ کنز الایمان لاہور کے ستمبر 1997 کے شمارے میں شائع ہوا تو "رضائے مصطفٰے" میں بھی اس مضمون پر خصوصی تبصرہ کیا گیا اور پیر کرم شاہ ازھری کو انکے خلاف جمہور نظریات و عقائد سے رجوع کی دعوت بھی دی۔ یہ تمام کاروائی پیر کرم شاہ ازھری پر اتمام حجت کی

حیثیت رکھتی تھی۔ اور مسلک اعلیٰ حضرت کی آئینہ دار تھی۔ مگر نہ جانے وہ کون سی خفیہ مصلحتیں تھیں کہ یہ تمام کام کرنے اور ان خلاف جمہور نظریات کی موجودگی میں جب "جمال کرم" نامی کتاب میں تمام متنازعہ امور کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا اور عالمی سطح پر اسکی تشہیر کی گئی تو حاجی ابوداؤد صادق صاحب اور انکے ادارے کی طرف سے مسلسل خاموشی ومجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کیا گیا۔ احباب نے جب بھی رابطہ کیا تو حضرت نے فرمایا بریلی شریف سے فتاویٰ منگوائیں، فقیر تائید کرے گا۔ جب مرکز اہلسنت منظر اسلام بریلی شریف سے فتویٰ آیا تو حضرت نے سکوت نہ توڑا بلکہ ایک چھوٹی سی پرچی پر لکھ بھیجا کہ اس فتویٰ پر جامعہ نعیمیہ، جامعہ نظامیہ، جامعہ حزب الاحناف وغیرہ کی تصدیقات نہیں اور میں کوئی ان سے بڑھ کر تو نہیں۔ نیز اس فتویٰ پر علامہ ازھری میاں مدظلہ العالی کے دستخط نہیں۔ پھر جب حضرت تاج الشریعۃ مفتی محمد اختر رضا خان ازھری مدظلہ کی تصدیق سے مزین فتویٰ جامعۃ الرضا بریلی شریف سے شائع ہوا تو بھی حاجی صاحب نے اپنی اس روش (صلح کلی) پر نظر ثانی نہ فرمائی۔ نیز کرم شاہ ازھری صاحب کو ان تمام خلاف جمہور نظریات کا قائل ہونیکے باوجود "رضائے مصطفٰے" میں بعد از مرگ "رحمۃ اللہ علیہ" جیسے القاب سے یاد کرتے رہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا پیر کرم شاہ ازھری نے اپنے ان تمام خلاف جمہور وخلاف مسلک اہلسنت نظریات سے توبہ ورجوع کر لیا تھا؟ (ایک ٹیلی فونک گفتگو میں صاحبزادہ محمد داؤد رضوی صاحب نے فرمایا کہ انکے پاس پیر کرم شاہ ازھری کا کوئی رجوع نہیں ہے)۔ گفتگو محفوظ ہے بوقت مطالبہ پیش کی جاسکتی ہے۔ اگر مرنے سے 7 ماہ قبل حاجی صاحب پیر صاحب کو "پیر کرم شاہ صاحب کرم فرمائیں" نامی مضمون میں دعوتِ رجوع دے رہے تھے اور 7 ماہ بعد جب وہ رجوع وتوبہ کیے بغیر

آنجہانی ہوگئے اور انہیں "رحمۃ اللہ علیہ" جیسے القاب سے یاد کرنا مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے انحراف تو نہیں۔

کیا بالواسطہ طور پر حاجی ابوداؤد صادق تحذیر الناس جیسی کفری تصنیف کے حامی کی حمایت کرکے دیوبندیت کے پہنچنے کی راہ تو ہموار نہیں کر رہے؟

ان تمام امور کی موجودگی میں ہم مولانا حاجی ابوداؤد صاحب کو اپنی اس روش پر نظر ثانی کرنیکی دعوت دیتے ہیں۔ تاکہ انکی مسلمہ حیثیت برقرار رہے اور پوری زندگی وہ مسلک اعلیٰ حضرت کے علمبردار رہے اب عمر کے آخری حصے میں بھی مسلک امام احمد رضا سے وابستہ رہ کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں۔ برائے مہربانی حاجی صاحب اپنے کئے گئے وعدہ کے مطابق حضرت تاج الشریعۃ مفتی اختر رضا خان ازہری مدظلہ العالی کے جاری کردہ فتویٰ پر دستخط فرمائیں۔ اور اہلسنت کو اس افتراق اور انتشار سے بچائیں۔ ورنہ علماء اہلسنت و مفتیان کرام ان کے بارے میں بھی کرم شاہ کی حمایت کی وجہ سے دینی اور شرعی حکم بیان کرنے پر مجبور ہوں گے۔ ایسا نہ ہو کہ ایک نیا محاذ کھل جائے۔ ہماری حاجی صاحب سے کوئی ذاتی رنجش نہیں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اور اسکے رسول ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضری کو مدنظر رکھ کر یہ چند سطور تحریر کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین (ﷺ)

ضیغم اہلسنت مولانا محمد حسن علی رضوی آف میلسی کا مضمون ماہنامہ اعلیٰحضرت بریلی شریف دسمبر 2012 میں شائع ہوا، پیشِ خدمت ہے۔

تحذیر الناس اکابر دیوبند کی نظر میں

قاسم نانوتوی کی بدنام زمانہ کتاب "تحذیر الناس" میں درج کفری عبارت پر علمائے اہلسنت کے فتووں ہی پر اعتماد کرنے کی دعوت دیتی ایک قابل عمل تحریر

از مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی آف میلسی (پاکستان)

اپنے آپ کو جامعہ نعیمیہ مراد آباد کا فاضل بتانے والے، سرکار صدر الافاضل علیہ الرحمہ سے نسبت تلمذ رکھنے والے، جماعت اہلسنت کو تفسیر کے عنوان پر "ضیاء القرآن" سیرت کے عنوان پر کئی جلدوں پر مشتمل "ضیاء النبی" مختلف عناوین پر متعدد مقالات و مضامین اور کئی مشہور و معروف کتابیں دینے والے معروف محقق "جسٹس پیر کرم شاہ صاحب ازہری" نے نہ جانے کن جذبات کے تحت "تحذیر الناس میری نظر میں" تحریر فرما کر اپنی محققانہ شخصیت کو مجروح و مطعون بنا ڈالا کیونکہ مذکورہ کتاب میں ازہری صاحب نے جو "داد تحقیق" دی ہے ایک تو وہ آپ کے منفرد محققانہ اسلوب تحقیق سے لگا نہیں کھاتی دوسرے اس میں مندرج آپ کے نظریات جماعت اہلسنت کے اکابر علماء و مشائخ کے نظریات سے میل بھی نہیں کھاتے اس لئے ضروری ہے کہ "تحذیر الناس میری نظر میں" اس کتاب کی غیر معتبریت کو واضح کیا جاتا اور جماعت اہلسنت کے عوام و خواص کو علمائے اہلسنت کی جانب سے "تحذیر الناس" پر لگائے جانے والے احکام شرعیہ ہی پر عمل کرنے کی دعوت دی جاتی۔ قابل مبارکباد ہیں مبلغ مسلک اعلیٰ حضرت حضرت مولانا حسن علی صاحب بریلوی آف میلسی کہ آپ نے اس ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے ازہری صاحب کی مذکورہ کتاب کی غیر معتبریت کو اپنے اس مضمون کے ذریعہ واضح فرما کر تحذیر الناس کے رد میں اپنوں اور غیروں کے اقوال جامع انداز میں بیان فرمائے۔ اے کاش! حسن علی رضوی صاحب مدظلہ العالی اس کتاب کا تفصیلی رد تحریر فرما دیتے۔ (محمد سلیم بریلوی)

ملک کے اطراف واکناف اور بیرون ملک سے پیر کرم شاہ صاحب ازہری کی کتاب "تحذیر الناس میری نظر میں" کے مندرجات سے متعلق استفسار کیا جارہا ہے اس سے قبل برادر معظم حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب قادری رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مخلصم محبّ محترم صوفی محمد طفیل صاحب مدیر اعلیٰ ماہنامہ القول السدید لاہور اور ایک عزیز نے سیالکوٹ سے بھی ۱۰/۹ سال پیشتر فقیر کے تاثرات معلوم کرنے کے ساتھ اصل کتاب "تحذیر الناس میری نظر میں" بھی فقیر کو ارسال کی تھی نیز اس کے ساتھ ہی ایک کتابچہ بنام "جمال کرم" کی فوٹو کاپی بھی مختلف اطراف کے علماء نے برائے تبصرہ و تاثرات مجھ فقیر کو ارسال فرمایا تھا۔ فقیر نے اسی وقت اپنی آراء و تاثرات سے مطلع کر دیا تھا بلکہ نبیرۂ اعلیٰ حضرت سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف حضرت مخدوم محترم مولانا الحاج محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں صاحب۔ اطال اللہ عمرہ جب گوجرہ منڈی ضلع فیصل آباد تشریف لائے تھے تو ان سے بھی لکھوا دیا تھا اسی طرح فقیر نے برادرم حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ اور حضرت مولانا عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ کا "تحذیر الناس میری نظر میں" سے عدم اتفاق اور غیر مبہم واضح اختلاف تحریری شکل میں حاصل کر لیا تھا جس کی کئی حضرات نے فوٹو کاپی بھی حاصل کیں اب فقیر احباب علماء کے اصرار و حکم پر دوبارہ وسہ بارہ اپنی آراء و تاثرات سے مطلع کرتا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ پیر کرم شاہ ازہری صاحب کو "تحذیر الناس میری نظر میں" لکھنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ آخر انہیں کیا مجبوری تھی کہ تحذیر الناس کی تصنیف کے کم وبیش ڈیڑھ سو سال بعد اپنی ذاتی وانفرادی رائے کا اظہار کرتے اور باقاعدہ ایک کتاب چھاپ کر مخالفین اہلسنت کے ہاتھ مضبوط کرتے؟ دوسری اہم بات یہ ہے کہ جب کہ تحذیر الناس مصنفہ مولوی قاسم نانوتوی سے متعلق اہلسنت کے مسلمہ امام اور مجدد و محقق سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ اور اکابر و اعاظم علماء و فقہائے عرب وعجم

خاص کر علمائے حرمین طیبین کے فتاوی شرعیہ حسام الحرمین شریف میں موجود و مرقوم تھے۔ نیز الصوارم الہندیہ (مصنفہ و مرتبہ شیر بیشہ اہلسنت مولانا شاہ حشمت علی خاں صاحب قدس سرہ) میں متحدہ ہند کے جملہ صوبہ جات کے مقتدر و موقر علمائے اہلسنت اور مفتیان شریعت کی حسام الحرمین پر تصدیقات موجود ہیں تو ان سب کے ہوتے انہیں جملہ اکابر کے برعکس اور سب سے مختلف اپنی انفرادی رائے کی تائیدی اظہار و بیان کی کیا ضرورت تھی؟ پیر کرم شاہ صاحب کو دیکھنا اور سوچنا چاہیے تھا کہ وہ جن صدر الافاضل قدس سرہ سے نسبت تلمذ اور جس جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے فاضل و مستند ہونے کا اظہار و بیان کرتے ہیں وہ سیدنا صدر الافاضل مراد آبادی علیہ الرحمہ الصوام الہندیہ میں اور اپنی کتاب "التحقیقات لدفع التلبیسات" میں دیگر گستاخانہ کتابوں اور کفریہ عبارتوں کے ساتھ تحذیر الناس پر بھی حکم شرعی لگا چکے ہیں نیز جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے علماء و مدرسین اور مفتیان کرام تحذیر الناس سمیت دیگر گستاخانہ کتابوں کی کفریہ عبارات پر فتاوی شرعیہ دے کر حسام الحرمین کی تائید و تصدیق کر چکے ہیں ایسی صورت میں حضرت صدر الافاضل مراد آبادی اور جامعہ نعیمیہ کے اکابر علماء کے مقابلہ میں ازہری صاحب کی ذاتی "شخصی اور انفرادی رائے تحذیر الناس میری نظر میں" کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟ اور حضرت صدر الافاضل کے مقابلہ میں خود ان کا اپنا کیا وزن ہے؟

ایک اور اہم ضرری بات یہ ہے کہ تحذیر الناس کی اصل قدیمی کاپی جو مولوی قاسم نانوتوی کے زمانہ میں چھپی اس کو بعد میں کافی ترمیم اور ردوبدل کر کے چھپوایا گیا ہے مثلاً راشد کمپنی دیوبند کا چھاپہ دیکھ لیں، انارکلی لاہور کا چھاپہ دیکھ لیں، مکتبہ امدادیہ دیوبند کا چھاپہ دیکھ لیں اور گوجرانوالہ کا نیا ایڈیشن دیکھ لیں۔ اس کتاب کی متنازعہ عبارتیں بدل دی گئیں لہذا اگر اصل تحذیر الناس کی عبارات بے غبار تھیں تو انہیں کیوں بدلا گیا؟ اور دیکھئے تحذیر الناس کی قابل اعتراض عبارات کی جو مختلف النوع تاویلیں "المہند، عقائد علمائے

دیوبند، الشہاب الثاقب، معرکۃ القلم، عبارات اکابر" وغیرہ کتب اکابر دیوبند میں بھی تحذیر الناس کی متنازعہ عبارات میں جی بھر کر کتر و بیونت اور تبدیلی کی گئی ہے حد تو یہ ہے کہ انہوں نے نہ صرف تاویل کی، نہ صرف مفہوم بدلا بلکہ عبارات ہی بدل دیں۔ یہ سب خیانتیں کرم شاہ صاحب ازہری کی نظر سے کیوں اخفا میں رہیں؟

سب سے بڑھ کر اہم سے اہم تر اور خصوصی توجہ کی حامل یہ بات ہے کہ خود مسلمہ اکابر دیوبند میں کسی ایک نے بھی تحذیر الناس کے مندرجات اور متنازعہ عبارات کی تائید و حمایت نہ کی اس سنگین صورت حال کا یہ پہلو ازہری صاحب سے کیوں پوشیدہ رہا؟ جب وہ "تحذیر الناس میری نظر میں" لکھ رہے تھے تو ان پر لازم تھا کہ وہ تحذیر الناس کے بارے میں خود اکابر دیوبند اور نانوتوی صاحب کے معاصرین و معتقدین کی آراء اور ان کے تاثرات دیکھ لیتے تاکہ تحقیق کا فریضہ مکمل طور پر ادا ہو جاتا۔ اب ہم ذیل میں خود اکابر دیوبند کے وہ اقوال پیش کرتے ہیں کہ جو انہوں نے تحذیر الناس کے بارے میں بیان کئے۔

مولوی اشرفعلی تھانوی کا بیان :" جس وقت سے مولانا (قاسم نانوتوی) نے تحذیر الناس لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا (نانوتوی) کے ساتھ موافقت نہیں، بجز مولانا عبدالحئی صاحب کے" (الافاضات الیومیہ جلد چہارم ص ۵۸۰ زیر ملفوظ ۹۲۷)

نوٹ : یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ تھانوی صاحب نے اپنی ناواقفیت و عدم معلومات کے باعث یہ تو لکھ دیا کہ بجز مولانا عبدالحئی کے کسی نے موافقت نہ کی مگر حیف صد حیف تھانوی کو مولنا عبدالحئی صاحب کی توبہ اور رجوع تک رسائی نہ ہوئی۔ انہوں نے تحذیر الناس سے وارفتگی کے باعث اس کی تحقیق و تفتیش کو اہمیت نہ دی۔ حالانکہ رسالہ " اصلاح اغلاط قاسمیہ" میں مولانا عبدالحئی کا تحذیر الناس کی تائید سے رجوع و توبہ مذکور و موجود ہے۔ ہمیں اختصار ملحوظ ہے ورنہ تفصیل و جامعیت سے تحریر کرتے (میلسی)

سوانح قاسمی کی شہادت : مولوی حسین احمد صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند اور مولوی قاری محمد طیب قاسمی سابق مہتمم مدرسہ دیوبند کی تائید و تصدیق سے چھپنے والی مولوی مناظر احسن گیلانی کی کتاب "سوانح قاسمی" میں صاف صاف لکھا ہے "اسی (قاسم نانوتوی کے) زمانہ میں تحذیر الناس نامی رسالہ کے بعض دعاوی پر بعض مولویوں کی طرف سے خود سیدنا امام الکبیر (قاسم نانوتوی) پر طعن و تشنیع کا سلسلہ جاری تھا" (سوانح قاسمی جلد اول ص ۳۷۰)

ایک دوسری جگہ تھانوی صاحب رقم طراز ہیں "اسی طرح جب مولانا محمد قاسم صاحب (نانوتوی) نے کتاب تحذیر الناس لکھی تو سب نے مولانا محمد قاسم صاحب کی مخالفت کی" (قصص الاکابر ص ۱۵۹، والقول الجلیل ص ۳۰ م نمبر ۲۰)

ازہری صاحب بھیروی کی نظر سے یہ سب کچھ کیوں پوشیدہ رہا؟ اور تو اور خود مولوی انور شاہ کشمیری محدث دیوبند نے تحذیر الناس کے مندرجات پر جرم کردار کئے ہیں اور نانوتوی کا نام لئے بغیر استہزا اڑایا ہے (دیکھو فیض الباری شرح صحیح بخاری ص ۳۳۴، ۳۳۳)

اسی طرح قاسم نانوتوی صاحب کے ہم سبق و ہم درس، استاذ بھائی اور ہم وطن مولوی محمد احسن نانوتوی دیوبندی نے کتاب "اثر ابن عباس" اور تحذیر الناس کی قابل مواخذہ عبارات سے توبہ و رجوع بھی کیا تھا۔ (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۸۸، مصدقہ مفتی میں شفیع دیوبندی)

اس قسم کے متعدد حوالہ جات مزید نقل کئے جا سکتے ہیں مگر اختصار مانع ہے۔

جناب ازہری صاحب بھیروی تو آج تحذیر الناس کے مندرجات کو "اپنی نظر میں" دیکھ رہے ہیں حالانکہ حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ کے معرض وجود میں آنے سے بہت پہلے اکابر علمائے ہندوستان تحذیر الناس کے رد میں مندرجہ ذیل متعدد رسائل تحریر فرما چکے تھے ملاحظہ ہوں۔

☆ تحقیقات محمدیہ حل اوہام نجدیہ ۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲ء ☆ تنبیہ الجہال ۱۲۹۱ھ/ ۱۸۷۵ء ☆ الکلام الاحسن، قول الفصیح، افادات صمدیہ ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء ☆ ابطال اغلاط قاسمیہ ۱۳۰۰ھ/ ۱۸۸۲ء ☆ کشف الالتباس، قسطاس فی موازنۃ اثر ابن عباس، فتوی بے نظیر، الغرض تحذیر الناس کے مندرجات کے رد میں سولہ (۱۶) ردو جواب معلوم و معروف اور مشہور و محقق ہو کر شائع ہو چکے ہیں۔

اس کے باوجود پیر کرم شاہ ازہری صاحب کا "تحذیر الناس میری نظر میں" نامی کتاب کا لکھنا چہ معنی دارد؟ یہ کتاب تحریر کرتے وقت ازہری صاحب موصوف کو تحذیر الناس کے رد میں لکھی جانے والی اپنے اور غیروں کی کتابوں کو مدنظر رکھنا چاہیے تھا۔ ساتھ ہی ساتھ یہ دیکھنا چاہیے تھا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تعلق سے لکھی جانے والی قاسم نانوتوی کی ایک عبارت وہ ہے کہ جس پر کفر کلامی کا فتوی علمائے حرمین طیبین جاری فرما چکے ہیں۔ اس لئے اہلسنت کے عوام وخواص سے میری گزارش ہے کہ "تحذیر الناس میری نظر میں" اس کتاب پر اعتماد نہ کریں بلکہ اس سلسلہ میں صرف علمائے حرمین شریفین اور دیگر اکابر علمائے اہلسنت خصوصاً سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے فتووں پر عمل کریں۔

ضمیمہ

بھیرویوں کی صلح کلیت کا ایک اور ثبوت

ضیاء الامت مشاہیر کی نظر میں از محمد خرم شہزاد

یہ وہ کتاب ہے جسے مکتبۃ المجاہد بھیرہ نے دسمبر ۲۰۱۰ء میں بڑے فخر سے شائع کیا ہے اس کتاب پر کرم شاہ بھیروی صاحب کے لخت جگر م ڈاکٹر ابوالحسن محمد شاہ نے سر دلبراں کے عنوان سے اور رضاء الدین صدیقی چیئرمین زاویہ فاؤنڈیشن محمد اسلم رضوی ناظم ضیاء الامت فاؤنڈیشن پاکستان نے کلمات تحسین اور حرف تحسین سے نواز کر اس کی اہمیت واضح کر دی ہے اور صاحب کتاب نے بھیروی صاحب کے جانشین امین الحسنات صاحب کی خصوصی توجہ کا ذکر یوں کیا ہے راقم اس مشکل منزل کو عبور کرنے کے قائل ہرگز نہ ہوتا اگر اس سفر میں لحظہ بہ لحظہ حضور ضیاء الامت کی نظر کرم جانشین ضیاء الامت قبلہ پیر محمد امین الحسنات شاہ صاحب کی خصوصی توجہ اور ہر ہر موڑ پر ان کی راہنمائی۔ میرے لئے شامل حال نہ ہوتیں۔ (ص ۲۴)

اب یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہوگئی کہ کتاب مذکور بھیرویوں کی مستند اور معتبر ہے اس کتاب میں ہے کیا؟ وہی بھیرویوں کی صلح کلیت، اکابرین اہل سنت کے رشتہ سے انحراف، شیعوں، وہابیوں اور دیوبندیوں کی تعریفات کا ایک طویل سلسلہ جس کی ایک جھلک ہم اس وقت پیش کرنا چاہتے ہیں تاکہ کوئی پہلو تشنہ نہ رہ جائے۔

شیعہ رافضیوں کی مدح سرائی:

دشمنان اصحابہ واہلبیت رافضیوں کی مدح سرائی اور ان سے پرانے تعلقات کا ذکر درج ذیل ہے۔

صاحب کتاب نے کی ہے:

جناب علامہ طالب جوہری صاحب: میں نے اپنے محترم ڈاکٹر صاحب جو کہ اہل تشیع میں سے ہیں سے پوچھا کہ دور حاضر میں آپ کا سب سے بڑا عالم کون

ہے وہ فرمانے لگے علامہ طالب جوہری صاحب ہمارے انٹرنیشنل عالم ہیں جی ہاں یہ وہی ہیں جس کی مجلس شام غریباں کو ہر مسلک سے تعلق رکھنے والا سنتا ہے۔

(ص ۱۸۳)

کون ذمہ دار شخص جوہری کے شام غریباں سنتا ہے؟ شاید کوئی بھی نہ ہو لیکن اتنا تو ثابت ہو گیا کہ بھیرویوں کا یہ نمائندہ ضرور سنتا ہے۔ طالب جوہری نے بھیروی صاحب کے متعلق لکھا ہے محبت کا اظہار فرماتے رہے۔ (ص ۱۸۴)

(ص ۱۸۴)

یعنی وہ اس قدر غیرت مند تھے کہ صحابہ کے دشمنوں سے بھی محبت کرتے تھے یہاں یہ چیز ہرگز ذہن میں نہیں آنی چاہئے کہ یہ بات جوہری کہہ رہا ہے وہ کونسی محبت ہے کیونکہ ذمہ دار بھیرویوں نے کتاب پر مہر تصدیق ثبت کر کے جوہری کی بات کو معتبر بنا دیا ہے۔

غیر مقلد وہابی نجدیوں سے تعلقات:

صاحب کتاب نے ابتسام الٰہی ظہیر کی تعریف یوں کی ہے جوان فکر اور خوش مزاج طبیعت کے مالک ابتسام الٰہی ظہیر صاحب اہل حدیث مکتب فکر کے ممتاز عالم دین احسان الٰہی ظہیر صاحب کے صاحبزادے ہیں عظیم علمی ذخیرہ کے مالک۔

(ص ۱۸۵)

ابتسام ظہیر کے مضمون کا یہ جملہ قابل توجہ ہے:

پیر صاحب کی تحریریں کسی ایک خاص مسلک کے نکتہ نظر کی ترجمانی نہیں کرتیں

(ص ۱۸۵)

کسی بھیروی سے پوچھنے کے بجائے اہل علم و دانش اس عبارت کو خود سمجھنے کی کوشش کریں

دیوبندیوں سے پیار و محبت:

دیوبندیوں کے ساتھ تو ان لوگوں کے کتنے گہرے اور قریبی روابط ہیں اور ان

کے ساتھ کس قدر قلبی تعلق ہے اسی کا اندازہ ذیل کی عبارات میں لگایا جاسکتا ہے:

۱۔ مشاہیر دیوبند کے عنوان کے تحت اولا جناب ابوعمار زاہد الراشدی صاحب کی سرخی جما کر اس شخص کی تعریف یوں کی گئی ہے:

''محمد عبدالمتین خان المعروف ابوعمار زاہد الراشدی''۔ مولانا محمد سرفراز خان صفدر (مرحوم) کے ہاں پیدا ہوئے (طویل تعارف کے بعد) انہیں حضور ضیاء الامت کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا سرفراز صفدر کو مرحوم لکھ کر اپنے کرم بھیروی سے بھی غداری کا ثبوت دیا ہے کیونکہ اس نے عمدۃ الآثار میں بھیروی صاحب کو خوب رگڑا دیا ہے اور پھر بتا دیا کہ دیوبندی اور بھیروی بڑے قریب ہیں

زاہد راشدی کا یہ جملہ ملاحظہ ہو!

مجھے ان سے ملاقات و گفتگو کا شرف حاصل رہا ہے اور ایک بار میں ان کی خدمت میں مدرسہ محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف میں بھی حاضر ہوا ہوں اس موقع پر انہوں نے جس طرح عزت افزائی فرمائی اور خاص طور پر اپنے علمی کام کے بارے میں بریفنگ اور مشاورت سے نوازا اس کی یاد میرے ذہن میں ہمیشہ تازہ رہے گی۔

(ص ۱۸۸)

☆ اظہار شاہ بخاری دیوبندی کے بارے میں لکھا ہے :

انتہائی متحرک عالم خوبصورت تحریر کے مالک جناب بخاری صاحب رویت ہلال کمیٹی کے ممبر ہیں۔

(ص ۱۸۸)

☆ فضل الرحیم اشرفی کے متعلق لکھا ہے:

حضرت علامہ مولانا فضل الرحمٰن اشرفی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور کے منتظم اعلیٰ ہیں اپنے نام کی طرح بہت ہی رحیم شخصیت کے مالک ہیں۔

(ص ۱۹۲)

☆ فضل الرحیم نے اپنے مضمون میں لکھا ہے:

راقم الحروف تو حضرت پیر صاحب کی خدمت میں دار العلوم بھیرہ شریف میں بھی متعدد مرتبہ حاضر ہوا اور حضرت کو ہمیشہ اپنا مشفق اور مہربان پایا اس شفقت اور محبت کا ۔۔۔۔۔۔ دوسرا سبب ان کا وہ تعلق تھا جو

ان کو کھینچ کر مفتی محمد حسن کے دامن عقیدت تک لایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔مفتی صاحب کی خدمت میں حضرت ازہری کی حاضری جامعہ اشرفیہ میں اکثر و بیشتر ہوا کرتی تھی شرکائے محفل بتاتے ہیں کہ حضرت ازہری مفتی صاحب کی مجلسوں میں اس طرح بیٹھتے تھے جیسا کہ ایک طفل مکتب اپنے استاد کے سامنے دو زانو بیٹھتا ہے

(ص ۱۹۳)

دیکھ رہے ہیں آپ یہ کس قدر نیازمندی ظاہر کی جارہی ہے؟ کیا اب بھی کوئی شک وشبہ رہ گیا ہے۔

مزید سنیئے فضل الرحیم نے لکھا ہے:

میں ایک دفعہ بھیرہ شریف کسی ضروری کام سے گیا رات کو حاضری نہ ہوئی صبح حاضر خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میں آپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کا رات کو انتظار کرتا رہا لیکن آپ نہ آئے اور صبح سے اسی انتظار میں ہوں اس کے بعد گھر تشریف لے گئے اور اپنے ہاتھ سے ناشتہ لائے اور اپنے ہاتھوں سے ہی دسترخوان سجایا۔

(ص ۱۹۳)

کمی صرف یہ رہ گئی تھی کہ اپنے ہاتھ سے ان کے منہ میں نوالہ نہیں ڈالا ورنہ عشق ومحبت کی کوئی انتہا نہیں۔

مزید سنئے فضل الرحیم نے لکھا ہے:

پیر صاحب کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی تھی کہ آپ اتحاد امت کے داعی اور مبلغ تھے اسی سلسلہ میں ایک دفعہ لاہور تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ حقیقت حال یہ ہے کہ اس وقت دونوں بڑے مکاتب فکر میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اتحاد امت میں رکاوٹ ہیں لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ دونوں مکاتب فکر کے بڑے علماء مل بیٹھیں اور باہم دیگر پائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کریں تاکہ امت کو اجتماعی طور پر آگے بڑھایا جاسکے۔

(ص ۱۹۴)

یہ بالکل وہی بات ہے جو ضیاء القرآن جلد ا ص ۱۱ پر لکھی گئی ہے کہ یہ دونوں اہل سنت کے گروہ ہیں دونوں میں ضروریات دین میں کلی موافقت ہے اور اختلاف کی بنیاد کوئی اصولی چیز نہیں بلکہ باہم غلط فہمیاں

ہیں جنہیں دور کرنا چاہئے۔ یہی راگ یہاں الاپ کر دیوبندیوں کے ساتھ اتحاد کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنا چاہتے ہیں جس سے واضح ہے کہ وہ دیوبندیوں کو اہل سنت کی طرح ہی ایک بڑا گروہ سمجھتے تھے۔

☆ مفتی حافظ محمد نعیم کراچی کے بارے میں لکھا ہے:

حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ محمد نعیم صاحب خالص دینی تعلیم کے علاوہ مختلف سماجی تنظیموں۔۔۔۔۔علم دوست شخصیت کے مالک مفتی صاحب معتدل مزاج طبیعت کے مالک ہیں۔

(ص ۱۹۵)

نعیم مذکورہ نے لکھا ہے:

ان کے کردار کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ موصوف.........ملت اسلامیہ کے سارے گروہوں کو ملت کا حصہ سمجھتے تھے تفریق وتفرقے کو اس دور کا بڑا گناہ تصور کرتے تھے اور مذہبی تنگ نظری اور مسلکی تشدد کے سخت کبیدہ خاطر رہتے تھے مسلمانوں کے سارے مکتب ہائے فکر سے نہ صرف یہ کہ وہ نظری طور پر محبت کرتے تھے بلکہ وہ عملاً بھی اس محبت کا مظاہرہ کرتے تھے اس کا اندازہ ان کی اس تحریر سے لگایا جاسکتا ہے اپنی مشہور تفسیر ضیاء القرآن کے مقدمے میں رقمطراز ہیں اسی باہمی وداخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہل سنت وجماعت کا آپس میں اختلاف ہے الخ۔

(ص ۱۹۶)

بتایئے اس سے بڑھ کر صلح کلیت، دیوبند نوازی اور منافقانہ روش اور کیا ہوسکتی ہے؟

آخر میں ایک اور انکشاف بھی ہو جانا چاہیے حافظ سعد اللہ نے اپنے مضمون میں ایک بات لکھی ہے جو حقیقت حال کو خوب واضح کر رہی ہے۔ ملاحظہ ہو لکھا ہے قابل داد خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے پاکستان کے حد درجہ مسلکی اور فرقہ وارانہ تعصب وتشدد کے ماحول میں اپنے قلم کو نظریاتی اختلاف کے باوجود تکفیر مسلم کے فتوی سے آلودہ نہیں ہونے دیا۔

(ص ۱۲۹)

یہ دیوبندی، بریلوی اختلاف کی طرف اشارہ ہے اور اکابر اہل سنت جنہوں

نے دیوبندیوں کی گستاخیوں پر انہیں کافر قرار دیا ان کا مذاق اڑانا ہے کہ اگر چہ انہیں کافر کہا گیا ہے لیکن بھیرہ کے اس فرزند نے تمام اکابر اہل سنت سے دغا کرتے ہوئے دیوبندیوں کو مسلمان مانا اور انہیں کافر قرار نہیں دیا۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ

محوّلہ

اہم فتاوی جات وتصدیقات اور کتب

کے صفحات کا عکس

عکسی خط پیر محمد کرم شاہ صاحب

نحمدہ ونصلی ونسلم علی صفوۃ الخلق حبیب الالٰہ خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ
واصفیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین الی یوم الدین۔

حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمّٰی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا۔ علماء حق کے نزدیک حقیقت قدسیہ علی صاحبہا الف الف صلاۃ وسلام متشابہات سے ہے اور اس کی صحیح معرفت طاقت امکان انسانی سے خارج ہے لیکن جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہ کی یہ نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کیلئے سرمۂ بصیرت کا کام دے سکتی ہے۔ اور بے شک فریفتگان حسن مصطفیٰ ﷺ توان کے بے قرار دلوں اور بے تاب نگاہوں کی وارفتگیوں میں اضافہ کا بڑا سامان اس میں موجود ہے۔ (تحذیر الناس)

آپ نے اپنے علمی، دقیق اور محققانہ انداز میں یہ واضح کرنے کی سعی فرمائی ہے کہ ہر قسم کا کمال علمی ہو یا عملی، حسی ہو یا معنوی، ظاہری ہو یا باطنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذاتی کمال ہے اور جہاں کہیں کم و بیش اسکی جلوہ نمائی ہے وہ اثر نظر فیض حبیب کبریا علیہ اجمل التحیۃ واطیب الثناء۔

اسی طرح صفت نبوت و رسالت سے نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم متصف بالذات ہیں اور حضور کے علاوہ جن کو یہ شرف عظیم بخشا گیا ہے اس کیلئے حضور کی ذات ستودہ صفات واسطہ فی العروض ہے۔ اسی طرح تمام وہ علوم جو مختلف زمانوں میں مختلف انبیاء کرام اور رسل عظام کو دیئے گئے نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کا قلب منیر ان سب علوم الاولین والآخرین کا جامع اور امین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت علیم علم روح محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی [illegible] ہے اسی ضابطہ اور مسلمہ قاعدہ کی روشنی میں مولانا خاتم النبیین کی صفت کی تحقیق فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ ختم نبوت کے دو مفہوم ہیں۔ ایک وہ ہے جہاں تک عوام کی عقل و خرد کی رسائی ہے اور دوسرا وہ جسے خواص ہی خداداد نور فراست سے سمجھ سکتے ہیں۔ عوام کے نزدیک تو ختم نبوت کا تقاضا یہ مفہوم ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں اور حضور کے بعد اور کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور بے شک یہ درست ہے اس میں کسی کو کلام نہیں اور نہ کسی کو مجال شک ہے۔ اور اس میں شک کرنے والا دائرہ اسلام سے اسی طرح خارج ہے جس طرح دوسری ضروریات دین سے انکار کرنے والا لیکن اس کے علاوہ ختم نبوت کا دوسرا مفہوم بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح موصوف بالعرض کی علت اتصاف کا تجسس کیا جائے تو تلاش و جستجو انسان کو اس موصوف تک لے جاتی ہے جو اس صفت سے موصوف بالذات ہے اور اس تک پہنچنے کے بعد تلاش و تجسس کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ غور فرمائیے عالم کی اشیاء صفت وجود سے متصف ہیں لیکن صفت وجود ان میں بالذات نہیں پائی جاتی بلکہ بالعرض پائی جاتی ہے۔ اب اس صفت وجود سے متصف ہونے کی علت کی جب ہم تلاش شروع کریں گے تو یہ سلسلہ ذات باری تک پہنچے گا جو

بالذات صفت وجود سے متصف ہے اور یہاں پہنچ کر یہ سلسلہ ختم ہو جائیگا ورنہ ماننا پڑے گا کہ ذات خداوندی صفت وجود سے بالذات متصف نہیں۔ جو صراحۃً باغیانہ حرکت ہے۔ ایسے جیسے وصف وجود کا سلسلہ موجود بالذات پر آکر ختم ہو گیا اسی طرح ہر موصوف بالعرض کا سلسلہ موصوف بالذات پر اختتام پذیر ہو جاتا ہے۔

اسی طرح تمام انبیاء جو صفت نبوت سے بالعرض موصوف ہیں کی وجہ اتصاف بصفۃ النبوۃ کا سراغ لگایا جائے تو فہم رسا اس ذات قدسی صفات تک پہنچ کر رک جاتی ہے جسے حریم کبریا سے رحمۃ للعالمین کی خلعت مرحمت ہوئی ہے اور جن کے سر مبارک پر خاتم النبیین کا نورانی تاج نور افشاں ہے گویا عوام کی قاصر نگاہیں صرف اختتام کار حضور کی خاتمیت کو سمجھ سکیں لیکن مقبولان بارگاہ صمدیت کو اچھی طرح معلوم ہے کہ حضور مبدأ و مآلا دونوں طرح سلسلۂ نبوت کے خاتم ہیں۔ اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ واتباعہ وبارک وسلم الی یوم الدین

[illegible]

ختم نبوت کا یہ ہمہ گیر مفہوم جو مبدأ اور مآل ابتداء اور انتہاء کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے اگر امت مرزائیہ کی علمی سطح سے بلند تر ہو تو اس میں کسی کا کیا قصور؟

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہمیں جادۂ مستقیم پر ثابت قدم رکھے آمین ثم آمین۔

محمد کرم شاہ
من علماء الازہر الشریف
سجادہ نشین
بھیرہ۔ ضلع سرگودھا

۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ
۲۲ جون ۱۹۶۴ء

یہ دستخط حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب کے ہیں
[illegible]
من علماء الازہر الشریف
بھیرہ

[illegible]
۱۹۶۴ء

تحذیرُ النّاس
میری نظر میں

پیر محمد کرم شاہ الازہری
سجادہ نشین بھیرہ ضلع سرگودھا

ناشر
ضیاء القرآن پبلی کیشنز
گنج بخش روڈ ○ لاہور

جملہ حقوق محفوظ

تصنیف ——— تحذیر الناس میری نظر میں
مصنف ——— پیر محمد کرم شاہ الازہری سجادہ نشین بھیرہ
مطبع ——— کارواں پریس لاہور
طبع اول ——— اگست ۱۹۸۶ء
قیمت ——— 5 روپے
ناشر ——— ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔ گنج بخش روڈ لاہور
فون: ۶۳۴۶۴

مولوی قاسم نانوتوی کی تعریف

۱۵

کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں۔ اور اگر ان کا بس چلے تو وہ شمع جمال مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کے ان دل سوختہ پروانوں کو بیک بینی و دوگوش حلقہ ایمان و اسلام سے خارج کر کے دم لیں۔ شکر ہے کہ یہ اختیار اللہ تعالیٰ نے جو اپنے بندوں کے دلوں کے رازوں کو جاننے والا ہے۔ اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔

آئیے! دیکھیں کہ حضرت مولانا نانوتوی، جن کو فرط عقیدت و محبت سے قاسم العلوم والخیرات کے عظیم لقب سے تقریروں اور تحریروں میں یاد کیا جاتا ہے وہ اپنی اس تصنیف میں سرکار دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کن خیالات کا اظہار کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں۔

آیت ختم نبوت کا مفہوم:

حاصل مطلب آیت کریمہ کا اس صورت میں یہ ہوگا کہ ابوۃ معروفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر ابوۃ معنوی امتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے انبیاء کی نسبت تو لفظ خاتم النبیین شاہد ہے کیونکہ اوصاف معروض اور موصوف بالعرض، موصوف بالذات کے فرع ہوتے ہیں، موصوف بالذات اوصاف عدمیہ کی اصل ہوتا ہے اور وہ اس کی نسل اور ظاہر ہے کہ والد کو والد

تحذیر الناس کی تعریف

۱۵

کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں۔ اور اگر ان کا بس چلے تو وہ شمع جمال مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کے ان دل سوختہ پروانوں کو بیک بینی و دوگوش حلقہ ایمان و اسلام سے خارج کر کے دم لیں۔ شکر ہے کہ یہ اختیار اللہ تعالیٰ نے جو اپنے بندوں کے دلوں کے رازوں کو جاننے والا ہے۔ اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔

آئیے! دیکھیں کہ حضرت مولانا نانوتوی، جن کو فرط عقیدت و محبت سے قاسم العلوم والخیرات کے عظیم لقب سے تقریروں اور تحریروں میں یاد کیا جاتا ہے وہ اپنی اس تصنیف میں سرکار دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کن خیالات کا اظہار کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں۔

آیت ختم نبوت کا مفہوم:

حاصل مطلب آیت کریمہ کا اس صورت میں یہ ہوگا کہ ابوۃ معروفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر ابوۃ معنوی امتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے انبیاء کی نسبت تو لفظ خاتم النبیین شاہد ہے کیونکہ اوصاف معروض اور موصوف بالعرض، موصوف بالذات کے فرع ہوتے ہیں، موصوف بالذات اوصاف عدمیہ کی اصل ہوتا ہے اور وہ اس کی نسل اور ظاہر ہے کہ والد کو والد

پیر صاحب کا نانوتوی کے حق میں آخری فیصلہ

۵۱

جھوٹی نبوت کے حق میں غل غپاڑہ مچانے کا موقع میسر نہیں آگیا۔ اگر اور بالفرض جیسے الفاظ سے صرف وہ لوگ جن کے پیش نظر تلاش حق اور بیان حق ہے وہ تو مولانا کے مقصد کلام کو سمجھنے کے لئے ان قواعد کو پیش نظر رکھیں گے کہ یہاں قضیہ فرضیہ ہے اور قضیہ فرضیہ اور ہوتا ہے اور قضیہ واقعیہ حقیقیہ اور ہوتا ہے ان دونوں کے درمیان بعد المشرقین ہے لیکن ایسے جملوں کا لکھنا جن سے باطل کو تقویت ملے اور اسے اپنی کان سہلانے کا موقع میسر آئے ایک عالم کے لئے کسی طرح روا نہیں۔ اس آخری اقتباس کے خط کشیدہ جملے تو دل و دماغ کو لرزا دینے والے ہیں۔ بادی النظر میں تو یہ پتہ چلتا ہے کہ مولانا نانوتوی حضور ختمی مرتبت کے لئے ختم نبوت ہی ثابت کر کے صرف اس بات کی نفی کرنا چاہتے ہیں کہ کوئی نبی حضور کے مماثل ہو یا حضور سے افضل ہو ان فقروں کو پڑھ کر مرزا قادیانی دجال کے مکار و عیار پیروکار ببانگ دہل یہ اعلان کر سکتے ہیں بلکہ کرتے رہتے ہیں کہ ہم مرزا کو صرف نبی مانتے ہیں۔ نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مماثل بلکہ ہم تو یہ اعلان کرتے ہیں کہ حضور کی نگاہ فیض سے فیض یاب ہو کر مرزا نے دنیا کے گوشہ گوشہ میں آپ ہی کے دین کا پرچار کر رہے ہیں ہم نے کب دعوی کیا ہے کہ مرزا قادیانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہے یا حضور کا ہم مثل ہے اپنے اس

۵۱

جھوٹی نبوت کے حق میں غل غپاڑہ مچانے کا موقع میسر نہیں آگیا۔ اگر اور بالفرض جیسے الفاظ سے صرف وہ لوگ جن کے پیش نظر تلاش حق اور بیان حق ہے وہ تو مولانا کے مقصد کلام کو سمجھنے کے لئے ان قواعد کو پیش نظر رکھیں گے کہ یہاں قضیہ فرضیہ ہے اور قضیہ فرضیہ اور ہوتا ہے اور قضیہ واقعیہ حقیقیہ اور ہوتا ہے ان دونوں کے درمیان بعد المشرقین ہے لیکن ایسے جملوں کا لکھنا جن سے باطل کو تقویت ملے اور اسے اپنی کان سہلانے کا موقع میسر آئے ایک عالم کے لئے کسی طرح روا نہیں۔ اس آخری اقتباس کے خط کشیدہ جملے تو دل و دماغ کو لرزا دینے والے ہیں۔ بادی النظر میں تو یہ پتہ چلتا ہے کہ مولانا نانوتوی حضور ختمی مرتبت کے لئے ختم نبوت ہی ثابت کر کے صرف اس بات کی نفی کرنا چاہتے ہیں کہ کوئی نبی حضور کے مماثل ہو یا حضور سے افضل ہو ان فقروں کو پڑھ کر مرزا قادیانی دجال کے مکار و عیار پیروکار ببانگ دہل یہ اعلان کر سکتے ہیں بلکہ کرتے رہتے ہیں کہ ہم مرزا کو صرف نبی مانتے ہیں۔ نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مماثل بلکہ ہم تو یہ اعلان کرتے ہیں کہ حضور کی نگاہ فیض سے فیض یاب ہو کر مرزا نے دنیا کے گوشہ گوشہ میں آپ ہی کے دین کا پرچار کر رہے ہیں ہم نے کب دعوی کیا ہے کہ مرزا قادیانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہے یا حضور کا ہم مثل ہے اپنے اس

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب: جمال کرم (جلد اول)
مصنف: پروفیسر حافظ احمد بخش
اشاعت اول: مارچ 2003ء
تعداد: ایک ہزار
ناشر: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
کمپیوٹر کوڈ: 1Z362
ہدیہ: -/250 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010
9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350
14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی
فون:۔ 021-2210212-2212011-2630411
e-mail:- zquran@brain.net.pk
Website:- www.ziaulquran.com

جمالِ کرم

جلد اول

پروفیسر حافظ احمد بخش صاحب

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور ۔ کراچی ۔ پاکستان

حافظ احمد بخش کا علماء اہلسنت کو کوتاہ نظر کہنا

613

یہ تو تھا غیر مقلدین کا معاملہ۔ جہاں تک مقلد علماء کا تعلق ہے ان میں سے دیو بندی مکتبہ فکر کے سرفراز خاں گکھڑوی کا رویہ بھی علمی دیانت کے باب میں غیر مقلدین سے مختلف نہیں۔ موصوف نے جس بھونڈے سوقیانہ اور بہتان پر مبنی انداز میں محسن ملت و ملت حضرت ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ کے تلمذ کی نسبت بعض آزاد خیال مصری اساتذہ، مثلاً محمود شلتوت وغیرہ کی طرف کی ہے۔ اس سے علماء اہلسنت کے بارے جناب خاں صاحب کے اندرونی بغض و عناد کی عکاسی صاف نظر آ رہی ہے۔ واضح رہے مصری اساتذہ میں سے جن حضرات سے قبلہ پیر صاحب نے زیادہ اثر قبول کیا۔ ان میں سے شیخ ابو زہرہ اور استاذ مصطفیٰ علمی کے اسماء گرامی سر فہرست ہیں اور متذکرہ بالا متنازعہ بحث کے بارے آپ نے جو مصری علماء کا حوالہ دیا ہے۔ ان میں نہ تو محمود شلتوت کا ذکر ہے اور نہ کسی اور کا بلکہ یہ اس فیصلہ کا حوالہ ہے جو مختلف مکاتب فقہ کے نمائندہ علماء نے باہمی اتفاق سے بصورت اجماع کیا۔ اس میں تو کلام ہو سکتا ہے کہ ان کا اجماع ہمارے لیے باعث حجت ہے یا نہیں۔ لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضرت ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ نے کسی آزاد خیال استاد سے متاثر ہو کر یہ تحقیقاتی مقالہ تحریر کیا۔

اب رہا علماء احناف میں سے علماء اہلسنت والجماعت کا مسئلہ تو اس سلسلہ میں ان کا رویہ بھی باریک بین سوچ پر مبنی نہیں۔ ان کی ساری توجہ اس علمی بحث کی بنیاد پر مرکوز ہے جبکہ فقہ حنفی کی ایک امتیازی شان یہ بھی ہے کہ بوقت ناگزیر مجبوری کسی ایسے قول پر فتویٰ دیا جا سکتا ہے جس سے کوئی بنیادی اصول متاثر نہ ہوتا ہو۔

انہیں شاید اس بات کا احساس نہیں کہ ان کے مد مقابل مکاتب فکر کن کن حیلوں سے ان کے افراد کو اپنا ہمنوا بنا کر اہلسنت والجماعت کی فیصلہ کن قوت کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ ہم جس معاشرہ میں زندگی کے شب و روز بسر کر رہے ہیں۔ اس میں والدین اپنے بچوں کو انگریزی پڑھانے کے لئے حریص ہیں لیکن دین کے ابجد سے واقفیت ان کے لئے باعث ننگ و عار ہے۔ جہالت و ناواقفیت کی تہہ در تہہ ظلمتوں میں اسیر ہمارے ملک کے

پیر کرم شاہ کی طلاق ثلاثہ پر وہابیہ کے موافق رائے

648

ان المتاخرین افتوا بتحلیف الشهود اقامة له موقع التزكية على مذهب ابن ابی لیلی.

مسئلہ کے سارے پہلو آپ کے سامنے ہیں۔ اس کی عقلی اور نقلی دلیلیں اور ان پر ہر طرح کی رد و قدح بھی آپ نے ملاحظہ فرمالی۔ اب آپ خود اس کے متعلق فیصلہ فرما سکتے ہیں۔

اس ناچیز کی ناقص رائے میں تو ان حالات میں علماء مصر اور علماء جامع ازہر کے فتویٰ کے مطابق عمل کرنا راجح ہے۔

رویت ہلال اور اس کا شرعی ثبوت

مملکت خداداد پاکستان میں عرصہ دراز تک رویت ہلال کے سلسلہ میں حکومت کی طرف سے موزوں انتظام نہ ہونے کے باعث عوامی حلقوں میں بالعموم اور مذہبی حلقوں میں بالخصوص شدید قسم کا اضطراب اور پریشانی رہی۔ ماہ رمضان اور عید الفطر کے چاند کے سلسلہ میں عام طور پر چاند کے نظر آنے نہ آنے کے بارے اختلاف ہو جاتا اور اس کی بنیاد پر ایک ہی ضلع کے مختلف مقامات پر صورت حال مختلف ہوتی۔ ایک جگہ روزہ ہوتا۔ دوسری جگہ لوگ نماز عید پڑھ رہے ہوتے۔ اس قسم کی کیفیت کم رمضان کو بھی پیش آتی۔ دور ایوبی اور اس کے بعد کی حکومتوں نے رویت ہلال کے سلسلہ میں کمیٹیاں بنائیں لیکن ان میں شامل افراد حکومت کے ساتھ معاملات طے کرتے ہوئے کوئی اس قسم کی یقین دہانی حاصل کرنے میں ناکام رہے کہ رویت کے بارے جو اعلان ہوتا۔ وہ عام اناؤنسری کر دیتا۔ اس میں مرد یا عورت کی بھی کوئی شرط نہ تھی۔ اس کمزور انتظام کے باعث عام لوگ مقامی علماء کی طرف رجوع کرتے۔ جہاں کوئی مضبوط عالم دین ہوتا وہ رویت کے سلسلہ میں اہتمام بھی کرتا اور علاقہ کے افراد سے اس بارے شہادت حاصل کرنے کی کوشش بھی کی جاتی۔ جن علاقوں میں ایسے علماء موجود نہ تھے وہاں لوگ طرح طرح کے وسواس کا شکار رہتے۔ بہت کم ایسے مواقع آتے کہ پورے علاقہ نے اکٹھی عید کی ہو یا رمضان مقدس کا روزہ اکٹھا رکھا ہو۔ چاند کی رویت کے سلسلہ میں جب علمی مباحث کا آغاز ہوا تو چند نکات بنیادی اہمیت کے

پیر کرم شاہ کا نانوتوی کو مسلمان کہنا

693

دل تو گوارا نہیں کرتا کہ وہ دل خراش اور جذبات کو لہو لہان کرنے والے جملے لکھ کر قارئین کرام کو ایک روحانی کرب میں مبتلا کروں لیکن کیوں کہ ان جملوں کو لکھنے کی ذمہ داری انہوں نے میرے کندھوں پر ڈالی ہے اس لئے بامر مجبوری دل پر پتھر رکھ کر ان کو نقل کر رہا ہوں۔ علامہ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔

"اسے بار بار مطالعہ کریں اور مولانا احمد رضا خان کے علم و دیانت کی داد دیں۔ خان صاحب نے کس جہل و خیانت کا لباس پہن کر .... انکار ختم نبوت کا الزام لگایا ہے۔"

(ص 24)

کیا اہل تحقیق کا قلم اختلاف رائے کا اظہار کرتے وقت اس حد تک بہک جاتا ہے اور بھٹک جاتا ہے کہ سننے والوں کو شرم آنے لگتی ہے۔ ہم نے تو اہل علم سے سنا ہے اور ان کی کتابوں میں یہ پڑھا ہے کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی ایسی آراء ہیں جن سے ان کے مایہ ناز شاگردوں امام ابو یوسف اور امام محمد نے اختلاف کیا لیکن ہم نے کہیں نہیں پڑھا کہ امام اعظم نے اپنے تلامذہ کے اختلاف پر یوں برہمی کا اظہار کیا ہو یا ان پر جہل و خیانت کا الزام لگایا ہو۔ جب سے اپنے آپ کو عالم اور علامہ کہلانے والوں میں یہ تنگ نظری اور زود رنجی پیدا ہوگئی ہے اس وقت سے ہی امت میں علمی، فکری اور تحقیقی انحطاط و زوال کا آغاز ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے سلف صالحین کے نقوش پا پر چلنے کی حق کے لئے اختلاف کرنے کی اور فراخدلی و حوصلہ مندی سے اختلاف برداشت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

اگر چہ تحذیر الناس میں متعدد ایسی عبارتیں ہیں جو عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں اپنے قاری کو تذبذب میں مبتلا کر دیتی ہیں اور جن سے منکرین ختم نبوت نے بجا یا بے جا فائدہ اٹھایا ہے اور بہت سے لوگوں کو نعمت ایمان سے محروم کر دیا ہے لیکن مندرجہ ذیل اقتباسات پڑھنے کے بعد یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا نانوتوی عقیدہ ختم نبوت کے منکر تھے کیونکہ یہ اقتباسات بطور عبارۃ النص اور اشارۃ النص اس امر پر بلاشبہ دلالت

پیر کرم شاہ کا نانوتوی کو مسلمان کہنا

694

کرتے ہیں کہ مولانا نانوتوی ختم نبوت زمانی کو ضروریات دین سے یقین کرتے تھے اور اس کے دلائل کو قطعی اور متواتر سمجھتے تھے انہوں نے اس بات کو صراحۃً ذکر کیا ہے کہ جو حضور ﷺ کی ختم نبوت زمانی کا منکر ہے وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ص 47 کے آخر میں وہ رقم طراز ہیں۔

"سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی" انت منی بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبی بعدی او کما قال" جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے۔ اس باب میں کافی۔ کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا۔ گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ حدیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں۔ جیسا ان کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔" (ص 47)

یہ اقتباس تو بعد حسرت مولانا کے متعلق بھی یہ کہتا ہے کہ کاش وہ اس امر کو اتنی اہمیت نہ دیتے اور جتنا وقت انہوں نے اس کی وضاحت میں صرف کیا ہے کسی اور اہم موضوع کے الجھے ہوئے گیسو سنوارنے میں صرف کرتے۔ اس پرفتن دور اور ان پر آشوب حالات میں جبکہ اسلام کا چراغ گل کرنے کے لئے اور اس کے پرچم کو سرنگوں کرنے کے لئے الحاد و لادینیت کے طوفان امڈ کر آ رہے ہیں۔ ان کا رخ پھیرنے کے لئے اور طاغوتی قوتوں کو شکست دینے کے لئے میں اللہ تعالیٰ کے بندوں اور اس کے نبی کریم ﷺ کے شیدائیوں کی خدمت میں قرآن کریم کی یہ آیت پیش کر کے اپنی ان معروضات کو ختم کرتا ہوں۔

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ۖ وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿(الانفال: 46)

"اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ تم

695

کم ہمت ہو جاؤ گے اور اکھڑ جائے گی تمہاری ہوا اور (ہر مصیبت میں) صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔

خادم العلم والعلماء محمد کرم شاہ
ایم اے الازہر الشریف سجادہ نشین آستانہ عالیہ
امیریہ مہتمم دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ ضلع سرگودھا
7 شعبان المعظم 1406 ہجری
17 اپریل 1986ء

مندرجہ بالا اقتباسات میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ ایک مخصوص مکتبہ فکر کے بعض شاطر اور چالاک لوگوں نے امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کردار کشی کرتے ہوئے حضرت ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب کا سہارا لینے کی کوشش کی تو آپ نے فوراً اس کا نوٹس لیا اور نانوتوی موصوف کی عبارات کے خطرناک نتائج اور مضر اثرات سے پردہ کشائی کرتے ہوئے ایک طرف اپنے پہلے موقف سے رجوع فرمایا تو دوسری طرف مجدد وقت الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کو انتہائی حسین انداز میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔

تحذیر الناس کی عبارات پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شدید گرفت اور حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے مندرجہ تجزیہ کے بعد قاری باآسانی اندازہ لگا سکتا ہے کہ دونوں بزرگوں کے نزدیک کتاب مذکور کے الفاظ سے انتہائی ضرر رساں ہے۔

دونوں کی رائے میں صرف اتنا اختلاف ہے کہ تحذیر الناس کی الجھی ہوئی متنازعہ بحث

حافظ احمد بخش کی کذب بیانی

696

کے متعلق حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ فرمایا کہ ایسی عبارات انسان کو ایمان سے محروم کر دیتی ہیں جبکہ حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ نے نانوتوی موصوف کی عبارات کو قضیہ فرضیہ پر محمول کرتے ہوئے اسے کفریہ کہنے میں احتیاط برتی ہے اور رائے میں اس نہج کا اختلاف کوئی نئی بات نہیں۔

مجاہد جنگ آزادی مولانا فضل حق خیر آبادی نے "صراط مستقیم" کی عبارت کی بنیاد پر اسماعیل دہلوی پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ جبکہ امام اہلسنت نے ایسا کرنے میں احتیاط برتی۔ تحذیر الناس کی عبارت کے بارے حضرت ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طرف پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے موقف پر عمل کیا ہے تو دوسری طرف اس عبارت کو ایمان کے لئے خطرناک قرار دے کر حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کی تائید فرمائی۔ رائے کے اس ہلکے سے اختلاف کا مفہوم یہ نہیں کہ قبلہ پیر صاحب نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کی ہے۔ میرے نزدیک ان دونوں ہستیوں کے درمیان تفریق ڈالنے والے حضرات کسی مثبت رویے کا اظہار نہیں کرتے بلکہ اہلسنت والجماعت کے اجتماعی نقصان کا باعث بنتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مجدد وقت اعلیٰ پائے کے صوفی باصفا تھے۔ وہ ایک سچے عاشق رسول ﷺ اور جملہ شعبہ ہائے حیات میں اسلام کے طریقہ کار کے مطابق راہنمائی فرمانے والے کامل رہنما تھے۔ حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ ان سارے حوالوں سے امام اہلسنت کو بے پناہ قدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے ادارہ کے مقاصد تاسیس کی تختی پر جو دارالعلوم محمدیہ غوثیہ کے دارالحدیث ہال میں کندہ ہے عبارت تحریر کرتے ہوئے واضح فرمایا۔

☆ یہ دارالعلوم فقہی مسلک میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیرو ہوگا۔ جملہ سلاسل تصوف کا تہہ دل سے معتقد ہوگا۔ نظریاتی اعتبار سے ملت کے سواد اعظم اہل سنت وجماعت کا ہمنوا ہوگا۔ جس کی نظریاتی ترجمانی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ

پیر کرم شاہ صاحب کی صلح کلیت بزبان پیرزادہ اقبال فاروقی

(جمال کرم جلد 3)

96

مختلف علمی موضوعات پر مضامین لکھتا رہا۔ ان دنوں پیر صاحب ماہنامہ "ضیائے حرم" کو خصوصی توجہ دیتے، محنت کرتے۔ ایک ایک مضمون آپ کی نگاہ سے گزرتا۔ ایک ایک سطر پر آپ محاسبہ کرتے ان کی اس توجہ اور محنت کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہ ماہنامہ ساڑھے تین سال سے دینی صحافت میں ایک اہم مقام رکھتا ہے اور اب تک نہایت باقاعدگی سے جاری ہے۔

صدر ضیاء الحق مرحوم نے پیر صاحب کی اہلیت اور قابلیت کو تسلیم کیا۔ قدر افزائی کی اپنے قریب بلایا اور تفسیر "ضیاء القرآن" کے مطالعہ کے بعد آپ کو بھرپور خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا:

"اگر آج کے زمانے میں اہل علم و فضل کو سونے سے تولنے کا رواج ہوتا تو میں پیر کرم شاہ ازہری کو سونے سے تولتا۔"

صدر ضیاء الحق نے آپ کو وزارت کے عہدے کی پیش کش کی مگر آپ کو دلچسپی نہ تھی تو انہوں نے ملک کی سب سے بڑی شرعی عدالت کا جج مقرر کیا اور آپ کو دینی فیصلوں میں بڑا اختیار دیا۔ حکومتیں بدلنے کے باوجود یہ منصب آپ کے پاس رہا۔

محمد کرم شاہ الازہری خالص سنی العقیدہ، حنفی المسلک اور چشتی طریقت پر ساری زندگی رواں دواں رہے مگر وہ معتدل مزاج کے مالک تھے۔ مذہب میں تنگ نظری اور تعصب کے قائل نہیں ہوتے تھے۔ آپ کی اس اعتدالی روش کو بعض سخت گیر علماء کرام "نرم گوشے والا" کہہ کر "صلح کلی" کہا کرتے تھے۔ آپ کی ساری تصانیف میں اعتدالی روش نمایاں نظر آتی ہے۔ آپ نے سیاست میں بھی اعتدالی روش نمایاں اختیار رکھی کبھی مزاحمت، ہڑتال، نعرہ بازی یا انتہائی روش کو نہیں اپنایا۔

پیر کرم شاہ الازہری ہمارے لئے بہت کچھ چھوڑ کر گئے ہیں انہوں نے ہمارے لئے دارالعلوم "محمدیہ غوثیہ بھیرہ" چھوڑا۔ ہمارے لئے تفسیر "ضیاء القرآن" چھوڑی۔ ہمارے لئے سیرت رسول ﷺ "ضیاء النبی" چھوڑی۔ ہمارے لئے ضیاء القرآن پبلی کیشنز چھوڑا۔ ہمارے لئے ماہنامہ "ضیائے حرم" چھوڑا۔ یہ ہمارے بہت بڑے ورثے ہیں اور مرحوم مغفور کے

جمال کرم میں بعینہ ملفوظات ہونے کا دعویٰ

891

ترجو النجاۃ ولم تسلک مسالکھا
ان السفینۃ لا تجری علی الیبس

راہ نوردان علم و حکمت کے لئے مہر سپہر علم و عرفان کی چند ایمان افروز نصیحتیں

اب ہم علم و حکمت کے اس درخشندہ آفتاب کی زبان فیض ترجمان سے صادر ہونے والے چند ارشادات عالیہ نقل کرتے ہیں۔ اس بات کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے کہ بعینہ وہی الفاظ ذکر کئے جائیں جو آپ کی زبان مبارک سے صادر ہوئے کیونکہ اس مرد درویش کی زبان کیمیا اثر سے نکلنے والے ہر لفظ میں وہ تاثیر ہے جو اس کے مقابلے میں صفحات کے صفحات سیاہ کر دینے سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

☆ اللہ آپ کو علم بھی عطا فرمائے اور آلات علم بھی۔ میں جب مصر سے واپس آیا تو اپنے کپڑوں کے سوا کچھ نہیں لایا۔ بس کتابیں ہی تھیں۔ اسی طرح اب بھی کوئی چیز نہیں لاتا ماسوائے ان تحائف کے جو دوست دیتے ہیں۔ بس کتابیں ہی ہوں گی آپ میرے صندوق اور بریف کیس دیکھ لیں۔

☆ ہماری اہل سنت کی بقا تو صرف اولیاء کرام کا صدقہ ہے۔ اگر آپ کام کریں تو دوسرے فرقے جو کام کرتے ہیں ان کا سو سال کا فاصلہ حضور ﷺ کی غلامی کی برکت سے پچیس سال میں طے کر سکتے ہیں۔

جائے کہ زاہداں بہ ہزار اربعین رسند
مست شراب عشق بیک آہ می رسند

☆ علمی میدان میں زیادہ سے زیادہ قابلیت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ محنت کریں، زیادہ مطالعہ کریں، اہم چیزوں کو ہر وقت نوک بر زبان رکھیں تاکہ بوقت ضرورت کتابوں کی تلاش نہ کرتے رہیں۔ یہ موقع پھر کبھی نہ آئے گا۔

پیر کرم شاہ صاحب کا گستاخ رسول کے حق میں فیصلہ

694

ترا اک نکتہ سربستہ گویم | اگر درس حیات از من بگیری
بمیری گر بہ تن جانے نہ داری | وگر جانے بہ تن داری نمیری

☆ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے تدریس کا ملکہ عطا فرمایا ہے۔ بیٹھ جاؤ مصلے پر، اسی سے تو مہمتی ہیں۔ اسی کے نہ ہونے سے قومیں روبہ زوال ہوتی ہیں جب تک مرغی انڈوں پر بیٹھتی نہیں ہے اس سے بچے ہرگز پیدا نہیں ہوتے۔

فقر کار خویش را سنجیدن است | بر دو حرف لا الہ پیچیدن است

☆ عوام کو کھینچنے کے لئے تقریر ہوتی ہے اور خواص کے لئے تدریس ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کا طریقہ یہ ہے کہ جب تدریس کا وقت ہوتا ہے۔ دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

در جہان کار ہائے ملک و دیں | باول خود یک نفس خلوت گزیں
ہر کہ یک دم در کمین خود نشست | ہیچ نخچیر از کمند او نجست

☆ کسی گستاخ رسول ﷺ کا فرکے کا دور گزر گیا ہے۔ کسی کام کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ ہمیں نوکری، سرداری کا پجاری نہیں ہونا چاہئے۔ جب تک آپ دین کی خدمت کے لئے اس مقام تک نہیں پہنچیں گے۔ یہ خطرات کے بادل نہیں ٹل سکتے۔

سروری در دین ما خدمت گری است | عدل فاروقی و فقر حیدری است

جان بجاناں دہ وگرنہ از تو بستاند اجل
فیصلہ برتست اے دل این بکن یا آں بکن

(خوشی سے اپنی جان محبوب حقیقی کے سامنے نچھاور کر دے یا انتظار کر کہ موت کا فرشتہ آئے اور تو بستر پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرے۔ یہ تیرا فیصلہ ہے کون سی موت بہتر ہے۔)

جائی ارباب وفا از رہ مقصد نہ روند
سرِ ببازند گر ازیں راہ قدم باز کشی

(اگر تم اس راہ سے قدم ہٹالو تو تمہارا سر ہی نہ ہے۔ کبھی آپ کے علم میں برکت ہوگی، کبھی آپ کی روح کو نشاط ملے گی۔ جب آپ کے سامنے صرف اس کی رضا ہوگی۔)

سابق مرید پیر کرم شاہ الازہری
علامہ نور المصطفےٰ رضوی کا اظہار براءت

سید وجاہت رسول قادری — ماہنامہ معارف رضا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[illegible]

[illegible]

ماہنامہ ضیائے حرم کے ضیاء الامت نمبر میں درج
گستاخ رسول کے بارے پیر صاحب کا ملفوظ

درس

[illegible]

فقر کار خویش را سنجیدن است
بر دو حرف لا الہ پیچیدن است

[illegible]

در جہان کار ہائے ملک و دیں
باول خود یک نفس خلوت گزیں
ہر کہ یک دم در کمین خود نشست
ہیچ نخچیر از کمند او نجست

[illegible]

سروری در دین ما خدمت گری است
عدل فاروقی و فقر حیدری است

دارالعلوم سے وفاداری

جان بجاناں دہ وگرنہ از تو بستاند اجل
فیصلہ برتست اے دل این بکن یا آں بکن

(خوشی سے اپنی جان محبوب حقیقی کے سامنے نچھاور کر دے یا انتظار کر کہ موت کا فرشتہ آئے اور تو بستر پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرے۔ یہ تیرا فیصلہ ہے کون سی موت بہتر ہے۔)

ضیاء الامت نمبر ☆☆☆ 281 ☆☆☆ مئی 1999ء

پیر کرم شاہ کے ملفوظ کے بارے حافظ احمد بخش کی کذب بیانی

ملاحظہ کیجیے ضیاء حرم ضیاء الامت نمبر صفحہ 361 کا عکس

13

جمال کرم میں شائع ہونے والے حضرت ضیاء الامتؒ کے ملفوظات عالیہ کے بارے ایک ضروری وضاحت

از: حافظ احمد بخش

[illegible]

[illegible]

نوٹ: یہی مضمون ضیاء حرم جولائی اگست ۲۰۰۵ کے شمارے میں حافظ اسلم رضوی کے نام سے شائع ہوا

14

[illegible]

[illegible]

۲۰۰۳ء میں شائع ہونے والے ملفوظات امت میں
گستاخ رسول کے بارے پیر صاحب کے ملفوظ کا عکس

ملفوظات ضیاء الامت

محمد اکرم ساجد

فاضل بھیرہ شریف

مکتبہ جمال کرم

9۔ مرکز الاویس دربار مارکیٹ، لاہور۔ فون: 7324948

36

☆ جن لوگوں کو اللہ نے تدریس کا ملکہ عطا فرمایا ہے۔ بیٹھ جاؤ مصلے پر اسی سے قومیں بنتی ہیں۔ اسی کے نہ ہونے سے قومیں روبہ زوال ہوتی ہیں۔ جب تک مرغی انڈوں پر بیٹھتی نہیں ہے۔ اس سے بچے ہرگز پیدا نہیں ہوتے۔

☆☆☆

☆ عوام کو کھینچنے کے لیے تقریر ہوتی ہے اور خواص کے لیے تدریس۔ بعض لوگوں کا طریقہ یہ ہے کہ جب تدریس کا وقت ہوتا ہے دروازے بند ہو جاتے تھا۔

☆☆☆

☆ کسی کو گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کا دور گزر گیا۔ کسی کام کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ جنہیں گرمی سردی کا پتہ ہی نہیں۔ جب تک آپ فدویت کے اس مقام تک نہیں پہنچیں گے۔ یہ خطرات کے بادل نہیں ٹل سکتے۔

☆☆☆

☆ کم علم بزدل ہوتا ہے عالم اجل بنے کیونکہ کم علم کو ہر وقت کھٹکا لگا رہتا ہے۔

☆☆☆

☆ حق کے نہ ہونے کو باطل کہتے ہیں۔ اندھیرا کسی چیز کا نام نہیں۔ روشنی نہ ہونے کا نام اندھیرا ہے۔ آپ صرف حق کی شمع روشن کر دیں حق خود بخود چھا جائے گا۔

☆☆☆

جنوری ۲۰۱۲ میں حافظ احمد بخش بھیروی جمالِ کرم میں مندرج اپنے تبصرے سے رجوع کا اعلان فرمارہے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کفر کی حمایت پیر کرم شاہ صاحب نے کی تو کیا حافظ احمد بخش صاحب کا اپنے تبصرے سے رجوع پیر صاحب کی براءت کے لیے کافی ہوگا؟ نیز گستاخ رسول کے بارے ملفوظ کی تاویلات کرتے ہوئے حافظ صاحب نے دوسری مرتبہ قلابازی کھائی۔ ملاحظہ کیجیے پچھلے صفحہ پر ضیائے حرم کے شمارہ ۲۰۰۴ میں کی گئی پہلی تاویل

ضیائے حرم
دفاتر
Haji M. Tanveer
[illegible]

ایک ضروری وضاحت
پروفیسر حافظ احمد بخش
(۱)
[illegible]
(۲)
[illegible]

پیر کرم شاہ الازہری کا وہابیوں کے پیچھے نماز پڑھنا پیر صاحب کی صلح کلیت پر ضلالت کرتا ہے۔

119

[illegible]

قاضی صاحب نے پوچھا آپ نمازیں امام مسجد نبوی کے پیچھے کیوں نہیں پڑھتے حضور ضیاء الامت نے جواب دیا کیونکہ تمام نمازیں سوائے عصر کی نماز کے امام صاحب کے پیچھے ادا کرتا ہوں۔

قاضی صاحب نے پوچھا عصر کی نماز جماعت کے ساتھ کیوں ادا نہیں کرتے۔

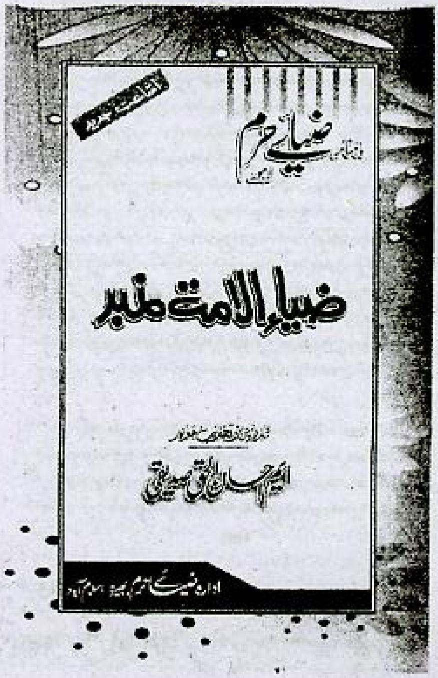

پیر کرم شاہ صاحب کے شاگرد ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس کا طلاقِ ثلاثہ کے موقف پر صحابہ کرام اور سلف صالحین پر بہتان عظیم : کیا یہ لوگ صحابہ کرام اور سلف صالحین میں سے کوئی نام وہابیہ کے موقف کی تائید میں بتا سکتے ہیں۔ نیز پیر کرم شاہ صاحب کے حنفی ہونے پر سنی حنفی ہونے پر عدم اعتماد۔

581

[illegible]

582

[illegible]

ہمایوں عباس شمس کی پیر کرم شاہ کی تحریر میں تحریف

583

[illegible]

584

[illegible]

حوالہ جات

۱۔ محمد کرم شاہ، ... سیالکوٹ، ص ۱۵
۲۔ ایضاً، ص ۱۵، ۱۹
۳۔ حافظ احمد بخش، پروفیسر، جمالِ کرم، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۳ء، جلد اول، ص ۶۳۰-۶۸۰
۴۔ سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، جلد اول
۵۔ جمالِ کرم، جلد اول، ص ۶۴۳
۶۔ ایضاً، ص ۶۴۸
۷۔ ایضاً، ص ۶۵۳
۸۔ ایضاً، ص ۶۶۵
۹۔ ایضاً، ص ۶۷۷
۱۰۔ محمد کرم شاہ، تحفہ پرانس سپری کی نظر میں، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۳۳
۱۱۔ ایضاً، ص ۵۸

استاذ العلماء علامہ عبدالحکیم شرف قادری کا خط جس میں پیر کرم شاہ کے عدم رجوع کا ذکر ہے۔

مکتبہ رضویہ داتا دربار مارکیٹ لاہور فون 7226193

محترم مولانا محمد کاشف اقبال صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ارسال کردہ مکتوب موصول ہوا، استفتاء کے جواب کے لئے جامعہ نظامیہ رضویہ کے مفتی صاحب سے رجوع کیجئے فقیر مفتی تو درکنار کسی شمار قطار میں نہیں ہے۔

پیر محمد کرم شاہ صاحب کو راقم نے حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے خط پر گزارش کی تھی:

ماہنامہ الرشید، ساہیوال کے دارالعلوم دیوبند نمبر میں آپ کا ایک مکتوب شائع کیا گیا ہے جس کی وجہ سے اہل سنت وجماعت میں بے چینی پائی جاتی ہے، اس کا ازالہ ہونا چاہیے۔

پیر صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا اور چند لمحوں کے بعد خود چلے گئے

والسلام

محمد عبدالحکیم شرف قادری

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی مہتمم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور کے مکتوب کا عکس

JAMIA NIZAMIA RIZVIA

جامعۃ النظامیۃ الرضویۃ

مولانا حاجی ابوداؤد صادق صاحب کے خط کا عکس

بخدمت مولانا محمد کاشف صاحب۔

السلام علیکم۔ آپ نے علامہ ازہری صاحب مدظلہ کا فتویٰ نہیں بھیجا۔ اور جو فتویٰ بھیجا ہے۔ اس کبھی

انوار العلوم ملتان۔ جامعہ اویسیہ بہاولپور، حزب الاحناف۔ جامعہ نعیمیہ اور نظامیہ وغیرہ کی تائید وتصدیق نہیں۔ پہلے اس کی تائید وتصدیق حاصل کر لی جائے تو اچھا ہے میں تو ان سب سے بے فکر تو نہیں۔

ابوداؤد محمد صادق

مولانا حاجی ابوداؤد صادق صاحب کے خط کا عکس

ابوداؤد محمد صادق

امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان، خطیب مرکزی جامع مسجد زینت المساجد گوجرانوالہ

مولانا محمد کاشف صاحب۔ السلام علیکم

مولانا نور المصطفیٰ صاحب نے آپ کی ملاقات و معاملے پر گفتگو کی ہوگی۔ مگر بہتر ہے کہ ہر گیا ہوں کی تفصیل لکھ دیں۔ تو بہتر ہوگا۔

باقی معاملہ چونکہ آپ نے سرحلی حضرات سے علمی رہنمائی کے سپرد کر دیا ہے۔ ان کا انتظار کرنا چاہیے۔ اور کوئی فتویٰ کہیں سے آیا ہے۔ تو بھیج دیں۔ فقط

ابوداؤد محمد صادق

مولانا حسن علی رضوی صاحب کا خط بنام مولانا کاشف اقبال مدنی صاحب

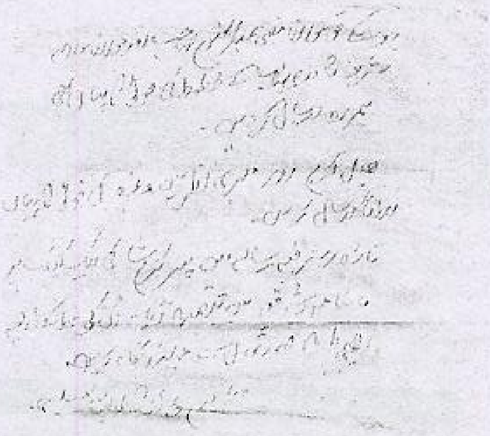

مولانا مفتی رضاء المصطفیٰ ظریف القادری کے نو (۹) سال قبل تحریر کئے گئے خط کا عکس

مفتی غلام سرور قادری کا مکتوب بنام مولانا ابوداؤد محمد صادق

مطبوعہ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ شمارہ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ صفحہ ۱۵

علامہ مولانا مفتی محمد غلام سرور قادری کا مکتوب گرامی

سلام مسنون، آپ کی بیانگ دہل احقاق حق، ابطال باطل، بلا خوف لومۃ لائم ایسی خدمات اہل سنت کیلئے باعث فخر ہیں اور قابل تقلید۔ الحمد للہ دائمی ہر شہر میں آپ ایسا جذبہ پیدا فرمائے۔ تفسیر ضیاء القرآن کے مصنف پر تنقید کا ہر سنیہ سنی نے خیر مقدم کیا ہے۔ تفسیر کے مقدمہ کے مذکورہ والی عبارت، رسالہ میں شائع ہوئی وہ تو سخت خطرناک عبارت ہے کہ دیو بندیوں کو اہل سنت شمار فرما کر باہمی نزاع کو فروعی قرار دے گئے ہیں۔ کس قدر افسوسناک بات ہے بہر صورت آپ نے بروقت مؤاخذہ فرمایا ہے۔ یہ مسلک کا معاملہ ہے اس میں مداہنت و تسامح نقصان دہ ہے۔ پیر صاحب کو چاہیئے کہ وہ تحریری طور پر رجوع کریں۔ بغیر بیعت ہر صحیح العقیدہ سنی عالم کے یہی تاثرات ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ ہمارا ہر ممکن تعاون آپ کے ساتھ ہے کہ آپ مسلک کے نمائندہ ہیں۔

محمد ابو سعید غلام سرور قادری رضوی مصطفوی مدرس جامعہ نظامیہ [illegible]

مکاتیب ضیاء الامت مطبوعہ ۲۰۰۲ء مرتب محمد اعجاز گوندل صفحہ ۶۹ پیر کرم شاہ کی صلح کلیت کا بیان

۔۱۰۔

بھیرہ
۱۲۔۸

عزیز مکرم [illegible] زید لطفہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

اللہ تعالیٰ مولانا ظفر علی خان (۱) کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ جن کی شخصیت [illegible] (۲) [illegible]

والسلام

محمد کرم شاہ

(۱) مولانا ظفر علی خان [illegible]

ماہنامہ رضائے مصطفےٰ رمضان، شوال ۱۴۱۵ھ میں پیر کرم شاہ الازہری کے صلح کلیت کا نادر نمونہ

مولانا مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ العالی کا فتویٰ جس میں پیر کرم شاہ کے اپنی عبارات سے عدم رجوع کا ذکر

الجواب: سائل نے [illegible] پیش کئے ہیں، وہ الفرق التمیز میں [illegible] ضیاء النبی [illegible] اعلیٰ حضرت [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible]

مفتی احمد میاں برکاتی
۲۸ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ
۱۴ ستمبر ۲۰۰۴ء

ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف نومبر 2011ء مولانا حسن علی رضوی کا مضمون جس میں پیر کرم شاہ کو حسام الحرمین کا مخالف بتایا۔

ماہنامہ اعلیٰ حضرت دسمبر 2012ء میں شائع شدہ مولانا حسن علی رضوی صاحب کا ایک اہم خط جس میں پیر صاحب کے حسام الحرمین کے مخالف ہونے کا واضح بیان۔

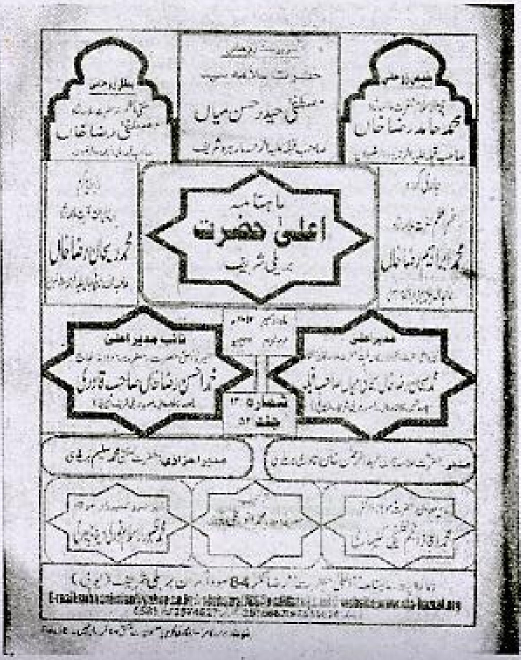

ماہنامہ اعلیٰ حضرت دسمبر 2012ء میں شائع شدہ مولانا حسن علی رضوی صاحب کا ایک اہم خط جس میں پیر صاحب کے حسام الحرمین کے مخالف ہونے کا واضح بیان۔

ماہنامہ رضائے مصطفٰے رمضان، شوال ۱۴۱۵ھ میں پیر کرم شاہ الازہری کی صلح کلیت کا نادر نمونہ

ماہنامہ ضیائے حرم لاہور

مکاتیب ضیاء الامت مطبوعہ ۲۰۰۲ء مرتب محمد اعجاز گوندل صفحہ ۶۹ پیر کرم شاہ کی صلح کلیت کا بیان

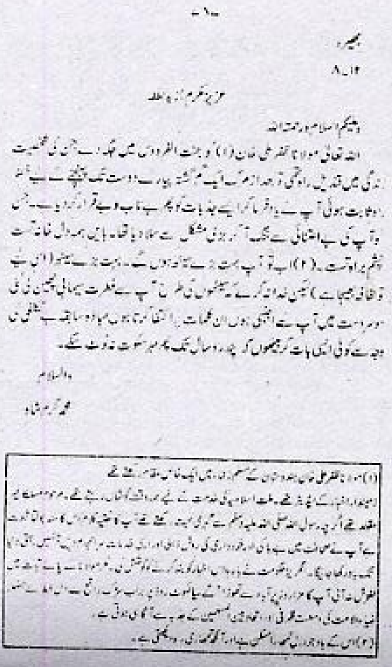

دعوت فکر از منشاء تابش قصوری صفحہ نمبر 56 ,55 رجوع کا ضابطہ جس میں تحریر ہے کہ جب تک کفر سے توبہ کا اعلان نہ کریں تب تک اس کے رجوع کا کوئی اعتبار نہیں۔

علمائے دیو بند اور تمام اہل اسلام کے متفقہ اصول وضوابط

جن کی بناء پر کفر کا فتویٰ دیا جائے گا۔

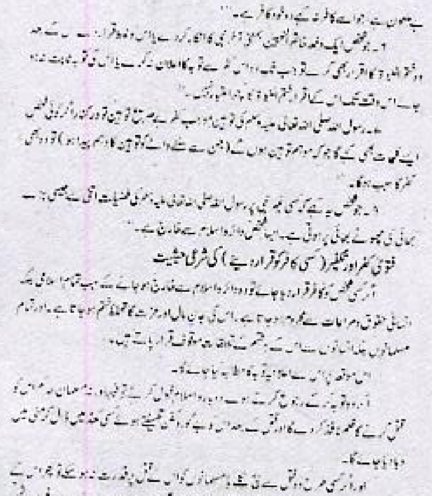
فتویٰ کفر اور تکفیر (کسی کو کافر قرار دینے) کی شرعی حیثیت

ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری مشیر وفاقی شرعی عدالت وسابق صوبائی وزیر اوقاف کا پیر صاحب کے نظریات پر فتویٰ

DR. MUFTI GHULAM SARWAR BUKHARI QADRI
Founder & Managing Trustee
JAMIA RIZVIA (TRUST)
Ex. Minister for Religious Affairs (Auqaf, Zakat & Ushar Punjab)

[illegible]

Central Commercial Market, Model Town, Lahore-Pakistan.
Tel : Off : [illegible] Fax : [illegible]

ماہنامہ رضائے مصطفےٰ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۸ ہجری اکتوبر 1997ء کا عکس جس میں مولانا ابوداؤد صادق صاحب نے سید بادشاہ تبسم بخاری کے مضمون کی تعریف کی۔

رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ ۱۸

ختم نبوت نمبر قیمت ۲۵/- صفحات ۱۱۲ کاغذ سفید

پتہ: ماہنامہ کنزالایمان دہلی روڈ صدر لاہور چھاؤنی پاکستان۔ قومی اسمبلی پاکستان میں قادیانیوں کو ۷ ستمبر ۱۹۷۴ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔ اس مناسبت سے ادارہ کنزالایمان نے ماہ ستمبر کا شمارہ بطور "ختم نبوت نمبر" شائع کیا ہے۔ اس خصوصی اشاعت میں مسئلہ ختم نبوت کی نزاکت اور فتنۂ قادیانیت کے رد میں علماء اہلسنت کے کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس خصوصی نمبر سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کو نہ صرف انگریزوں کی سرپرستی و حمایت حاصل تھی۔ بلکہ دارالعلوم دیوبند کے بانی محمد قاسم نانوتوی کی کتاب "تحذیر الناس" کو بھی قادیانیوں کے ہاں سند کی حیثیت حاصل ہے۔ اس خصوصی نمبر میں ایک اہم مضمون پیر محمد کرم شاہ صاحب کے متعلق بھی شامل ہے۔ ۶۰ سے زائد صفحات پر مشتمل اس مضمون کے مرتب سید بادشاہ تبسم بخاری ہیں۔ جنہوں نے تحقیق و اخلاق حق کا حق ادا کر دیا ہے۔ ماہنامہ کنزالایمان کا سالانہ چندہ ۱۰۰ روپے ہے۔ جبکہ سالانہ خریداروں کو یہ نمبر مفت ملے گا۔ تاحد ختم نبوت زندہ باد

ہفت روزہ الفضل لندن، شمارہ 6 فروری 1998 کا عکس جس میں امت مرزائیہ نے تحذیر الناس کی حمایت پر پیر کرم شاہ کا ساتھ دیا اور علماء اہلسنت کی تنقید کو تحکم اور زیادتی قرار دیا۔

Al Fazl International Weekly, London
ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)
Vol. 5 Friday, February 6, 1998 No. 6

حاصل مطالعہ

(مرتبہ: محمد حامد ... مؤرخ احمدیت)

"تاج برطانیہ کے وفادار حاکم"

[illegible]

جناب پیر کرم شاہ صاحب بھیروی الازہری پر بے جا تنقید

[illegible]

"علمائے اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے ..."

[illegible]

(۳) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی

نے تحذیر الناس میں آنحضرت ﷺ کی شان خاتم نبوت کو نہایت عارفانہ انداز اور وجد آفریں طریق پر بیان فرمایا ہے ...

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔"

رمضان المبارک میں ہونے والے عالمی درس القرآن الکریم کے اختتام پر

پرسوز عالمی اجتماعی دعا

[illegible]

مصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہو سکتا اور نبوت آپ کی عام ہے اور جو نبی آپ کے بعد ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ کا ہوگا۔ (صفحہ ۵۱)

[illegible]

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

مرکز اہلسنت دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف سے پیر کرم شاہ الازہری کے
نظریات باطلہ پر جاری ہونے والے حکم شرعی کی تصدیقات

۳۔

۴۔

۱۱۔

۸۔

۶۔

۵۔

۹۔

۱۵۔

۷۔

الجواب صحیح

مرکز اہلسنت دار العلوم جامعۃ الرضا بریلی شریف سے شائع ہونے والا فتوی برنظریات پیر کرم شاہ الازہری مع تصدیق حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد اختر رضا خان الازہری دامت برکاتہم العالیہ (جانشین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ

مرکز اہلسنت دارالعلوم جامعہ رضویہ فیصل آباد (گلستان محدث اعظم پاکستان) سے شائع ہونے والا فتوی برنظریات پیر کرم شاہ مع تصدیق فیض ملت علامہ فیض احمد اویسی رضوی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں:

کہ ایک شخص جو کہ عالم دین اور پیر ہے وہ مندرجہ ذیل عقائد و نظریات رکھتا ہے اس کے متعلق حکم شرعی بیان فرمایا جائے۔ اس کے ساتھ [illegible]

﴿1﴾ اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ سمیت عرب و عجم کے سینکڑوں علماء نے دیو بندیوں کی کفریہ عبارات کی وجہ سے ان پر کفر کا فتوی دیا اور یہ کہ جو شخص ان کے کفریات پر مطلع ہو کر بھی ان کو کافر نہ مانے یعنی ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر قرار پایا مگر یہ شخص دیو بندیوں کی ضروریات دین میں اہلسنت و جماعت کے ساتھ کلی موافقت بتاتا ہے اور ان کے ساتھ اختلاف کو فروعی اور [illegible] قرار دیتا ہے اس کی اصل عبارت یہ ہے

اس باہمی اور داخلی انتشار کا سبب سے المناک پہلو اہل سنت والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے جس نے ان [illegible] ہے دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی و صفاتی حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت و ختم نبوت [illegible] قیامت اور دیگر ضروریات دین میں کلی موافقت ہے لیکن چند عبارات طرز تحریر میں بے احتیاطی اور [illegible] نتائج ایسی پیدا ہوئی ہیں اور باہمی سوء ظن اور نافہمیوں کو ایک بسیط شکل دے دی گئی ہے اگر طرز تحریر میں احتیاط اور اعتدال کو ملحوظ رکھ کر اختیار کیا جائے اور اس بدظنی کا قلع قمع کر دیا جائے تو اکثر و بیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے [illegible] جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصر حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کیے [illegible]

﴿2﴾ وہ شخص ... تعریف قرار دیتا ہے۔ اس کی اصل عبارت یہ ہے کہ حضرت کی کرشمہ سازی [illegible] کہ اتنا حسین بنا دیا کہ دل بے ساختہ ان کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں اور دوسری طرف ان میں اتنا [illegible] کشی اور حسن کا راز معلوم نہیں ہوتا اور اس پر ستم ظریفی یہ فرمائی کہ کھوج لگانے کی تڑپ اور سراغ رسانی کی بے تابیاں مضطر کر دیں۔

﴿3﴾ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سمیت عرب و عجم کے سینکڑوں علماء نے دیو بندیوں کے مولوی قاسم نانوتوی کی اس کتاب تحذیر الناس کی عبارت کی بناء پر اس کی تکفیر کی اور اسے منکر ختم نبوت قرار دیا اور یہ کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر قرار پایا مگر یہ شخص دارالعلوم کی تصنیف لطیف کی تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا ہے [illegible] علماء کے شدید تبصرہ کرنے پر مذکور شخص نے یہ تسلیم کیا۔ تحذیر الناس کی عبارات سے ختم نبوت کی اہمیت ختم ہوتی ہے مگر فیصلہ پھر بھی یہ دیا۔ یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا نانوتوی عقیدہ ختم نبوت کے منکر تھے۔ اور شخص مذکور قاسم نانوتوی کو پاکان امت میں شمار کرتا ہے

﴿4﴾ مذکور شخص یہ کہتا ہے کہ کسی گستاخ رسول کو کافر کہنے کا دور گزر گیا۔

﴿5﴾ پوری امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ بیک وقت طلاق ثلاثہ دینے سے تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں مگر مذکورہ شخص ایک مجلس کی دی گئی تین طلاقوں کو وہابیہ کی حمایت میں واحد طلاق قرار دیتا ہے اور اپنا اس پر اتفاق تسلیم کرنے کے باوجود فیصلہ یہ دیتا ہے ایک مجلس کی تین طلاقوں کے واحد ہونے والے قول پر عمل کرتا ہے۔ ... اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی تکفیر دیو بندیہ حق ہے یا نہیں اور اگر حق ہے تو یہ شخص ان عبارات کے پیش نظر کس فتوی کفر کے زمرہ میں آتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا حکم تحریف قرار دیتے اور گستاخ رسول کو کافر کہنے کا دور گزر گیا۔ مذکور شخص پر حکم شرعی کیا ہے مسئلہ طلاق ثلاثہ میں اجماع سے انحراف کرنے پر مذکور شخص گمراہ ہے یا نہیں۔ اعتماد حق فرما کر ماجور و مشکور ہوں

السائل

الجواب

① اعلیٰحضرت ... [illegible]

... [illegible]

واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ

الجواب صحیح

[illegible signatures and dates]

جانشین مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ، مفتی محمد ابرار احمد امجدی برکاتی دامت برکاتہم العالیہ کی جانب سے نظریات پیر کرم شاہ صاحب پر جاری کردہ فتوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: (۱) سوال میں درج عبارت سے ظاہر یہی ہے کہ جس پیر کے اقوال سوال میں نقل کیے گئے ہیں وہ دیو بندیوں کے کفری عقائد ماننا ہے، اگر یہ امر واقع ہے تو پیر مذکور بھی انہیں میں سے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) رب تبارک و تعالیٰ ظلم و ستم سے پاک و منزہ ہے، اس سے ظلم ممکن ہی نہیں، جس نے اللہ تعالیٰ کو ستم ظریف کہا کفر کیا کہ اس میں قرآن مجید کی متعدد آیتوں کا انکار ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وما انا بظلام للعبید۔ میں بندوں کے حق میں ستمگر نہیں۔ اور فرماتا ہے۔ لا یظلم ربك احدا۔ تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ ایک جگہ اور فرماتا ہے۔ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ۔ بیشک اللہ تعالیٰ ایک ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا۔

شرح فقہ اکبر میں ہے۔ لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ اھ۔ تفسیر بیضاوی میں ہے۔ الظلم مستحیل صدورہ منہ تعالیٰ اھ ملخصا۔ تفسیر روح البیان میں ہے۔ الظلم محال منہ تعالیٰ اھ اور تفسیر کبیر میں ہے۔ الذی یدل علی ان الظلم محال من اللہ تعالیٰ ان الظلم عبارۃ عن التصرف فی ملک الغیر والحق سبحانہ لا یتصرف الا فی ملک نفسہ فیمتنع کونہ ظالما وایضا الظلم لا یکون الا سفیہا والسفہ لا یصح الا اذا کانت لوازمہ صحیحۃ فلو صح منہ الظلم لکان زوال الہیئۃ صحیحا وذلک محال اھ ملخصا واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) تحذیر الناس میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار کیا گیا، آیت کریمہ "وخاتم النبیین" سے آخری نبی سمجھنا ناسمجھوں کا خیال بتایا گیا ہے حالانکہ یہی معنی رسول نے سمجھا، صحابہ نے سمجھا، ساری امت نے سمجھا۔ اور پوری امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے۔ تحذیر الناس کی عبارات ملاحظہ کریں۔ ص ۳ پر ہے۔

"سو اس طور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔" اھ

پھر ص ۱۴ پر ہے۔

"غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا، بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔" اھ

اور ص ۲۸ پر لکھا ہے

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔" اھ ان عبارتوں میں حضور کے آخری نبی ہونے کا انکار ہے جو کفر ہے۔ اور قائل کافر۔

جانشین مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ ، مفتی محمد ابرار احمد امجدی برکاتی دامت برکاتہم العالیہ کی جانب سے نظریات پیر کرم شاہ صاحب پر جاری کردہ فتویٰ

سیدنا قاضی عیاض شفاء میں فرماتے ہیں

لانہ اخبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ واخبر عن اللہ تعالیٰ انہ خاتم النبیین وانہ ارسل کافۃ للناس، واجمعت الامۃ علی حمل ہذا الکلام علی ظاہرہ وان مفہومہ المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر ہولاء الطوائف کلہا قطعا اھ

حجۃ الاسلام امام غزالی کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں

ان الامۃ فہمت من ہذا اللفظ انہ افہم عدم نبی بعدہ ابدا وعدم رسول بعدہ ابدا وانہ لیس فیہ تاویل ولا تخصیص، ومن اولہ بتخصیص فکلامہ من انواع الہذیان لا یمنع تکفیرہ لانہ مکذب بہذا النص الذی اجمعت الامۃ علی انہ غیر مؤول ولا مخصوص اھ

حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی شرح الفرائد میں لکھتے ہیں

فصار مثلہ مما علم من الدین بالضرورۃ العیان کیف وہو [illegible] لا تجوز نبی مع نبینا صلی اللہ علیہ وسلم او بعدہ لا وجود لہ، لتکذیبہ قولہ تعالیٰ [illegible] القرآن اذ فیہ نص علی انہ خاتم النبیین وآخر المرسلین، وفی السنۃ انا العاقب لا نبی بعدی، واجمعت الامۃ علی ابقاء ہذا الکلام علی ظاہرہ وہذہ احدی المسائل المشہورۃ التی کفرنا بہا الفلاسفۃ لعنہم اللہ تعالیٰ اھ

لہٰذا جو شخص ان نظریات پر راضی ہو، انہیں پڑھ کر مسرور ہو وہ بھی کافر و مرتد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) گستاخ رسول یقیناً کافر و مرتد ہے، جس پر اجماع امت ہے حتیٰ کہ دیوبندی بھی اسے کافر تسلیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ اکفار الملحدین میں ہے

ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ وبانت منہ امراتہ [illegible] اجمع المسلمون علی ان شاتمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافر ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر اھ (ص ۵۰، مطبع المجلس العلمی)

اور المعتقد میں ہے

ونتیقن ان من قال ان فلانا اعلم من النبی علیہ السلام فقد کفر، وقد افتی مشایخنا بتکفیر من قال ان ابلیس اللعین اعلم من النبی علیہ السلام اھ (ص ۶۶)

جو گستاخ رسول کو کافر نہ مانے وہ خود کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) ایک مجلس میں تین طلاق تین ہی ہیں، یہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ سے ثابت ہے اس پر صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کا اجماع بھی ہے اور سواد اعظم اہل سنت وجماعت کا یہی مذہب ہے۔ فتح القدیر میں ہے [illegible] (ج ۳ ص ۳۳۳) لہٰذا جو اس سے انحراف کرے وہ فریب خوردہ گمراہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

خادم الافتاء مرکز تربیت افتاء اوجھا گنج [illegible]

[illegible]

مرکزی دار العلوم جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف سے نظریات پیر کرم شاہ صاحب پر شائع ہونے والا فتویٰ مع تصدیقات مولانا نور عالم صاحب آف جڑانوالہ و مناظر اسلام پروفیسر انوار حنفی آف کوٹ رادھا کشن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دار الافتاء

مرکزی جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف

[illegible]

ہذا ما عندی واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلم بالصواب

[illegible]

دار الافتاء

[illegible]

DAR UL ULOOM JAMIA HANFIA RAZVIA

Noor Mohal Wali Masjid Kot Radha Kishan Distt. Kasur

شارح بخاری نائب حضور مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ کا فتویٰ پیر کرم شاہ صاحب کی صلح کلیت وضیاء القرآن کے مقدمے کی عبارت پر

فتویٰ از شارح بخاری، نائب حضور مفتی اعظم ہند حضرت العلام مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ

۱۹۰۳

[illegible] پیر کرم شاہ [illegible] تفسیر ضیاء القرآن [illegible]

اور دیوبندی [illegible] اظہار کرتے ہیں؟

الجواب

پیر کرم شاہ [illegible] اللہ [illegible]

[illegible] کتاب [illegible]

[illegible]

[illegible]

دیوبندیوں کے [illegible]

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ [illegible] ۱۴۱۹ھ

منقول از قلمی فتاویٰ حضرت شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ [illegible] جامعہ [illegible] بہار

محمد ابراہیم
خادم الافتاء جامعہ [illegible] بہار
۱۵ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ

رضائے مصطفےٰ جمادی الاخری ۱۴۱۸ھ صفحہ ۱۳ مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق رضوی صاحب کا پیر کرم شاہ الازہری کو تحذیر الناس کی حمایت سے رجوع کی دعوت واتمام حجت

ماہنامہ رضائے مصطفےٰ — جمادی الاخری ۱۴۱۸ھ — ۱۳

حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب کرم فرمائیں

شہرۂ آفاق [illegible] پیر محمد کرم شاہ [illegible] ملکی سطح پر بڑا مقام ہے۔ جس کے باعث وہ محتاج تعارف نہیں۔ مگر قدرت نے [illegible] کو بڑا مقام دیا ہے [illegible] انہیں خود کو بڑا سمجھ کر دوسروں کو حقیر و ناقابل التفات نہیں سمجھنا چاہیے۔ اور اپنے سے چھوٹوں کی آواز پر بھی لبیک کہنا چاہیے۔ اور ان کی ہمدردی و دلجوئی کرنی چاہیے۔ مگر ہمارا اپنا تجربہ ہے کہ کسی دینی علمی مسئلہ میں پیر صاحب کی طرف رجوع کیا جائے۔ تو وہ دلجوئی نہیں فرماتے۔ اور جوابی خطوط پہ لفافوں کا جواب عنایت فرمانے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتے۔ اور یہی تلخ تجربہ ان کے صاحبزادہ والا شان صاحبزادہ امین الحسنات صاحب مدیر اعلیٰ ضیائے حرم کے متعلق بھی ہوا ہے۔ کہ وہ جوابی خطوط کا جواب دینا بھی اپنی کسر شان سمجھتے ہیں۔ حالانکہ کچھ نہ کچھ جواب دینا ان حضرات کی اخلاقی و منصبی ذمہ داری ہے۔ آمدم بر سر مطلب :۔ غیر مقلد وہابی پہلے مؤقف ہوتے ہیں کہ ایک وقت تین طلاق کو ابن تیمیہ کی پیروی میں ایک طلاق رجعی قرار دیتے ہیں اور اس سلسلہ میں پیر محمد کرم شاہ صاحب کو بھی اپنا گواہ بنا کر پیش کرتے اور سنیوں پر اتمام حجت کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ اور جب ہم اس سلسلہ میں پیر صاحب سے گزارش کرتے ہیں۔ کہ وہ بقلم خود اس گتھی کو سلجھائیں۔ کہ کیا واقعی مسئلہ ہذا میں وہ بھی ابن تیمیہ کے پیروکار ہیں [illegible] مسئلہ حرام کے اتنے اہم مسئلہ میں پیر صاحب دل کی بات زبان پر لاتے ہیں نہ غیر مقلدوں کا منہ بند کرتے ہیں۔ اسی طرح :۔ منکر ختم نبوت مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کی کتاب "تحذیر الناس" کی پہلے تو پیر صاحب نے بڑی تعریف و توصیف کی۔ مگر اہلسنت کے احتجاج پر عرصہ دراز کے بعد پیر صاحب نے کتاب "تحذیر الناس میری نظر میں" لکھ کر سنیوں کی کچھ دلجوئی تو فرمائی مگر دو وہ [illegible] بھی نہ نکالی۔ جس کے باعث سنیوں میں بھی اضطراب ہے اور دیوبندی بھی سنیوں کے مقابلہ میں پیر صاحب کا نام بطور ہتھیار استعمال کرتے رہتے ہیں۔ مگر پیر صاحب ادھر بھی چشم التفات نہیں فرماتے۔ اس وقت ماہنامہ "کنز الایمان" لاہور کا ختم نبوت نمبر ہمارے پیش نظر ہے جس میں سید تبسم بادشاہ بخاری نے "تحذیر الناس" اور پیر صاحب کے کردار پر بڑی طویل بحث فرمائی ہے اور دیوبندیوں کے پیر صاحب کا نام "تحذیر الناس" اور مولوی نانوتوی کی حمایت میں استعمال کرنے کا شرح و بسط سے انکشاف کیا ہے۔ ہماری صرف اتنی گزارش ہے۔ کہ پیر صاحب گومگو کی پالیسی ترک کریں اور محض دینی خیر خواہی اور اغیار کے حملوں سے سنیوں کے تحفظ کے لئے "ختم نبوت نمبر" اور اسی طرح اپنے متعلق مضمون خود بالضرور ملاحظہ فرما کر کرم فرمائیں۔ اور اپنے متعلق سنیوں اور دیوبندیوں کے متعلقہ شبہات کا ازالہ فرما کر اپنی شخصیت کا بھی دفاع فرمائیں۔ اور اپنی اتنی بڑی شخصیت کو داغدار ہونے سے بچالیں۔ نیز اپنے ممدوح پروفیسر طاہر القادری کے عورت کی نصف دیت پر اجماع کے انکار، شیعہ وہابیہ کے پیچھے نماز کے جواز اور مخالفین صحابہ کے امام خمینی کا بیٹا علی کی طرح اور مرنا حسین کی طرح قرار دینے جیسے نظریات باطلہ کا شرعی حکم بیان فرما کر کرم فرمائیں۔ (ادارہ)

(۹) اسی کے لئے ہے جو جنبی نہ ہو۔ اور جو جنبی ہو وہ قرآن نہ پڑھے اور نہ ایک آیت پڑھے (رواہ ابو یعلیٰ) ● علامہ ہیثمی نے فرمایا کہ اس حدیث کے سب [illegible] ثقہ ہیں۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں۔ اگر پڑھانے والی عورت حائض ہو تو وہ ایک ایک حرف کر کے پڑھائے اس طرح کہ ہر دو کلمہ کے درمیان ٹھہر جائے اور اسکو قرآن مجید کے ہجے کرانا مکروہ نہیں۔ (والتفصیل فی فتاویٰ بہار شریعت) الغرض قرآن مجید چونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام پاک ہے اس لئے پاکیزگی کی حالت میں پاک جسم و ہاتھ سے قرآن پاک کو لیا جائے۔ بے وضو شخص زبانی پڑھ سکتا ہے ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ اور جس مرد و عورت پر بسبب جنابت یا حیض و نفاس غسل واجب ہو وہ کلام پاک کو نہ ہاتھ لگائے نہ زبانی پڑھے البتہ مستورات [illegible]

سنی جمعیت علماء نیپال کے 20 علماء کا پیر کرم شاہ الازہری کے نظریات پر فتوی جو مولانا محمد عابد جلالی صاحب نے دورہ نیپال کے دوران حاصل کیا۔ ان کے شکریہ کے ساتھ قارئین کی نظر

S.W.C.A. No. 20250

Regd No 1134/052/053

جامعہ حضرت عائشہ صدیقہ انسٹی ٹیوٹ

JAMIA HAZRAT AISHA SIDDIQUA INSTITUTE JANAKPUR DHAM-7, ZERO MILE DIST. DHANUSHA, NEPAL

Ref. No. ....

Date. ....

[illegible]

سنی جمعیت علماء نیپال کے 20 علماء کا پیر کرم شاہ الازہری کے نظریات پر فتوی جو مولانا محمد عابد جلالی صاحب نے دورہ نیپال کے دوران حاصل کیا۔ ان کے شکریہ کے ساتھ قارئین کی نظر

[illegible]

مولانا مفتی محمد نعیم اختر نقشبندی دامت برکاتہم آف کاموکی کا فتویٰ برنظریات پیر کرم شاہ صاحب

مفتی نعیم اختر زید مجدہ مرید کے

786/92

[illegible]

السائل

ناصر محمود قادری شعبہ نشر و اشاعت مرکزی انجمن محمد رضا پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

الجواب بعون الملک الوھاب۔ مذکورہ عبارات کفر اور ضلال پر مبنی ہیں اگر کوئی ان عبارات پر التزام کرے تو وہ ان کے کفر و ضلال کی وجہ سے [illegible] ہے۔ اگر کفر و ضلال کو مسلم کیسے بنا [illegible] کفر و [illegible] ختم ہوتا ہے جو بعث [illegible] [illegible] سواء السبیل [illegible] علی حبیبہ محمد و آلہ و صحبہ و سلم۔

حررہ الفقیر محمد نعیم اختر نقشبندی غفرلہ

حضرت علامہ مولانا مفتی فضل احمد چشتی صاحب آف لاہور کا فتویٰ برنظریات پیر کرم شاہ صاحب

باسمہ تعالیٰ و بالصلوٰۃ والسلام علی سیدنا المصطفیٰ

الجواب بعون الملک الوھاب ھو الموفق للصواب

1۔ قاسم نانوتوی نے خاتم النبیین ﷺ کی جو تفسیر و تاویل کی ہے اور جن الفاظ کے ساتھ کی ہے وہ صریح کفر ہے کما صرح بہ علماء الحرمین الشریفین و سیدی الامام الرضا علیہم الرحمۃ والرضوان بندہ ناچیز اپنے مشائخ کرام کے فتاویٰ شریفہ کے ساتھ پورا اتفاق کرتا ہے لہٰذا جو شخص بھی نانوتوی علیہ ما علیہ کی تفسیر و تاویل کو کفر یہ نہ کہے وہ بھی بلاشبہ اس کے ساتھ ہے اور مشائخ کے فتویٰ کی زد میں ہے تو کرم شاہ کا نانوتوی مشرب ہونا بلا ریب ہے۔

2۔ اب طلاق مغلظہ کے وقوع کے خلاف فتویٰ دینے والا تعزیر کے قابل ہے اس لیے کہ فتاویٰ امام خیر الدین رملی حنفی علیہ الرحمۃ میں ہے سئل عن (وسئل مرۃ اخری) فی رجل طلق زوجتہ ثلاثا جمعا فی کلمۃ واحدۃ فافتاہ حنبلی المذھب بعدم الوقوع فاستمر معاشرا لزوجتہ بسبب الفتوی المذکورۃ مدۃ سنین فھل یعمل بافتاء الحنبلی المذکور ام لا وھل یحکم منہ کیف الحال؟ (اجاب) لا عبرۃ بالفتوی المذکورۃ ولا ینفذ قضاء القاضی بذلک ولو نفذہ ملک قاضی فلا ینفذ علی حکام المسلمین ان یفرقوا بینھما قال بعض العلماء وحکی عن الحجاج بن ارطاۃ و طائفۃ عن الشیعۃ والظاھریۃ انہ لا یقع منھا الا واحدۃ ھو اختارہ من المتاخرین من لا یعبأ بہ فافتی بما افتی بہ رحمہ اللہ تعالیٰ اھ واللہ اعلم

3۔ یہ کلام بے نظام کہ کسی گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اعاذنا اللہ سلکا فریقین کا دور کرنا ہو صریح کفر ہے بلکہ بدترین کفر ہے لا ینفعہ بر الامن لا دین ولا ایمان لہ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ

فضل احمد چشتی لاہوری پنڈی [illegible]

[illegible] جمادی الثانیہ [illegible] بروز جمعرات

مولانا مفتی محمد نعیم اختر نقشبندی دامت برکاتہم آف کاموکی کا فتویٰ بر نظریاتِ پیر کرم شاہ صاحب

مفتی نعیم اختر زید مجدہ مریدکے

786/92

[illegible]

السائل

ناصر محمود قادری شعبہ نشر و اشاعت مرکزی انجمن فکر رضا پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

الجواب بعون الملک العلیم الوھاب۔ مذکورہ عبارات کفر اور ضلال پر مبنی ہیں اگر کوئی ان عبارات پر التزام کرے تو وہ کفر و ضلال میں [illegible] کوئی شک نہیں ہے۔ اگر کفر و ضلال کو اسلام کہہ دیا جائے تو اس کا مطلب کفر و اسلام کی تفریق ختم کرنا ہے جو بدعت [illegible] [illegible] السبیل [illegible] علیہ وسلم

حررہ الفقیر محمد نعیم اختر نقشبندی غفر لہ

حضرت علامہ مولانا مفتی فضل احمد چشتی صاحب آف لاہور کا فتویٰ بر نظریاتِ پیر کرم شاہ صاحب

باسمہ تعالیٰ و بالصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا المصطفیٰ

الجواب بعون الملک الوھاب ھو الموفق للصواب

1. قاسم نانوتوی نے خاتم النبیین علیہ السلام کی جو تفسیر و تاویل کی ہے اور جن الفاظ کے ساتھ کی ہے وہ صریح کفر ہے کما صرح بہ علماء الحرمین الشریفین وسیدی الامام البریلوی علیہم الرحمۃ والرضوان بندۂ ناچیز اپنے مشائخ کرام کے فتاویٰ شریفہ کے ساتھ پورا اتفاق کرتا ہے لہذا جو شخص بھی نانوتوی علیہ ما علیہ کی تفسیر و تاویل کو کفر نہ کہے وہ بھی بلا شبہ اس کے ساتھ ہے اور مشائخ کے فتویٰ کی زد میں رہے تو کرم شاہ کا نانوتوی مشرب ہونا بلا ریب ہے

2. اب طلاق ثلثہ کے وقوع کے خلاف فتویٰ دینے والا تعزیر کے قابل ہے اسلئے کہ فتاویٰ امام خیر الدین رملی حنفی علیہ الرحمۃ میں ہے

(وسئل مرۃ اخری) فی رجل طلق زوجتہ ثلاثا مجتمعا فی کلمۃ واحدۃ فافتاہ حنبلی المذھب بعدم الوقوع فاستمر معاشرا لزوجتہ بسبب الفتوی المذکورۃ مدۃ سنین فھل یحل بافتاء الحنبلی المذکور ام لا وھل الحکم منہ کیف الحال؟

(اجاب) لاعبرۃ بالفتوی المذکورۃ ولا ینفذ قضاء القاضی بذلک ولا ینفذ [illegible] علی حکام المسلمین ان یعزروا [illegible] قال بعض العلماء حکی عن الحجاج بن ارطاۃ وطائفۃ من الشیعۃ والظاھریۃ انہ لا یقع منھا الا واحدۃ واختارہ من المتاخرین من لا یعبأ بہ فافتی بہ واقتدی بہ من اضلہ اللہ تعالی اھ واللہ اعلم

3. یہ کلام بے نظام کہ کسی گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ کافر کہنے کا دور گذر گیا صریح کفر ہے بلکہ بدترین کفر ہے لا ینفوہ بہ الا من لا دین ولا ایمان لہ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ

فضل احمد چشتی لاہوری پنڈی گھیب لاہور

۳ جمادی الثانیۃ ۱۴۲۵ھ بروز جمعرات

دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کا فتویٰ مع تصدیقات مولانا توصیف رضا خان قادری نبیرہ اعلیٰ حضرت، مولانا محمد اسحاق ابراہیم جلالی لاہور، مولانا محمد کلیم رضوی ممبئی انڈیا، مولانا مفتی ظہور احمد جلالی مدظلہم العالی

[illegible]

DARUL IFTA MANZARE ISLAM

[illegible]

حضرت علامہ مولانا مفتی فضل احمد چشتی صاحب آف لاہور کا فتویٰ برنظریات پیر کرم شاہ صاحب

باسمہ تعالیٰ و بالصلوٰۃ والسلام علی سیدنا المصطفیٰ

الجواب بعون الملک الوہاب ھو الموفق للصواب

1۔ قاسم نانوتوی نے خاتم النبیین کی جو تفسیر و تاویل کی ہے اور جن الفاظ کے ساتھ کی ہے وہ صریح کفر ہے کما صرح بہ علماء الحرمین الشریفین و سیدی الامام البریلوی علیہم الرحمۃ والرضوان بندۂ ناچیز اپنے مشائخ کرام کے فتاویٰ شریفہ کے ساتھ پورا اتفاق کرتا ہے لہذا جو شخص بھی نانوتوی علیہ ما علیہ کی تفسیر و تاویل کو کفر یہ نہ کہے وہ بھی بلا شبہ اس کے ساتھ ہے اور مشائخ کے فتویٰ کی زد میں ضرور ہے تو کرم شاہ کا نانوتوی مشرب ہونا بلا ریب ہے۔

2۔ اب طلاق ثلثہ کے وقوع کے خلاف فتویٰ دینے والا تعزیر کے قابل ہے اس لئے کہ فتاویٰ امام خیر الدین رملی حنفی علیہ الرحمۃ میں ہے ما نصہ

(سئل مرۃ اخری) فی رجل طلق زوجتہ ثلاثا مجتمعا فی کلمۃ واحدۃ فافتاہ حنبلی المذہب بعدم الوقوع فاستمر معاشرا لزوجتہ بسبب الفتوی المذکورۃ مدۃ سنین فھل یعمل بافتاء الحنبلی المذکور ام لا وما الحکم فیہ کیف افادوا؟

(اجاب) لا عبرۃ بالفتوی المذکورۃ ولا ینفذ قضاء القاضی بذلک ولو نفذ مالف قاضی ویفتری علی حکام المسلمین ان یعزروا بینھما قال بعض العلماء وحکی عن الحجاج بن ارطاۃ و طائفۃ من الشیعۃ والظاھریۃ انہ لا یقع منھا الا واحدۃ وھو اختارہ من المتاخرین من لا یعبأ بہ فافتی بما افتی بہ من اضلہ اللہ تعالیٰ اھ واللہ اعلم۔

3۔ یہ کلام بے نظام کہ کسی گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ کافر کہنے کا دور گزر گیا صریح کفر ہے بلکہ بدترین کفر ہے لا یتفوہ بہ الا من لا دین ولا ایمان لہ

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ

فضل احمد چشتی لاہوری پنڈی شاہ لاہور

سم جمادی الثانیۃ 1425ھ بروز جمعرات

ضیاء القرآن
جلد اول
پیر محمد کرم شاہ الازہری
ضیاء القرآن پبلیکیشنز
WWW.NAFSEISLAM.COM

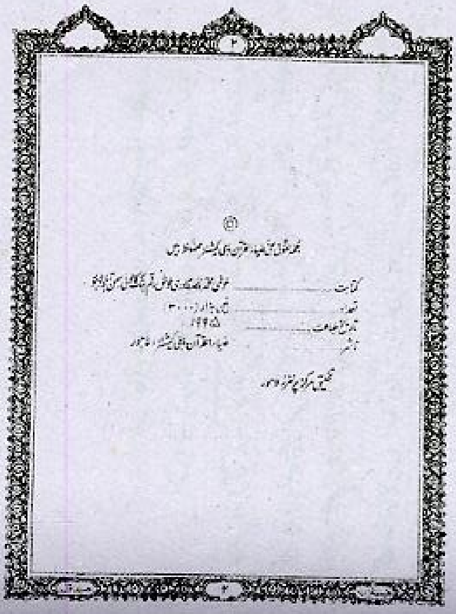

پیر کرم شاہ الازہری کا محمود الحسن دیوبندی کو شیخ الھند اور قاسم نانوتوی کو پاکانِ امت قرار دینا۔

صراط الذين انعمت عليهم ۵ غير المغضوب

پیر کرم شاہ کا دیوبندیوں کو اہلسنت قرار دینا نیز ان کی گستاخانہ عبارتوں پر شرعی فتویٰ کو عمر کا ضیاع قرار دینا

مثبت مسئلے میں تفسیر ماجدی کا حوالہ دے کر اس کی اہمیت کو بڑھایا ہے؟

مثبت مسئلے میں تفہیم القرآن کا حوالہ دے کر اس کی اہمیت کو بڑھایا ہے

مثبت مسئلے میں تفسیر ماجدی کا حوالہ دے کر اس کی اہمیت کو بڑھایا ہے

مثبت مسئلے میں تفسیر ماجدی کا حوالہ دے کر اس کی اہمیت کو بڑھایا ہے؟

مثبت مسئلے میں تفسیر ماجدی کا حوالہ دے کر اُس کی اہمیت کو بڑھایا ہے

مثبت مسئلے میں تفسیر ماجدی کا حوالہ دے کر اُس کی اہمیت کو بڑھایا ہے

پیر کرم شاہ صاحب الازہری کا رب تبارک وتعالیٰ کو ستم ظریف (مذاق مذاق میں ظلم کرنے والا) قرار دینا۔ معاذ اللہ

مثبت مسئلے میں تفسیر ماجدی کا حوالہ دے کر اُس کی اہمیت کو بڑھایا ہے

مثبت مسئلے میں تفسیر ماجدی کا حوالہ دے کر اُس کی اہمیت کو بڑھایا ہے

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝ فَمَا لَكُمْ فِى الْمُنٰفِقِيْنَ
فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ
اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ وَدُّوْا
لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَاۗءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ

مثبت مسئلے میں تفہیم القرآن کا حوالہ دے کر اُس کی اہمیت کو بڑھایا ہے

فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْھُنَّ حَتّٰى
يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْھُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝ نِسَاۗؤُكُمْ
حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۡ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ

دارالعلوم جامع نعمانیہ اندرون ٹیکسالی گیٹ لاہور کا فتویٰ برنظریات پیر کرم شاہ صاحب

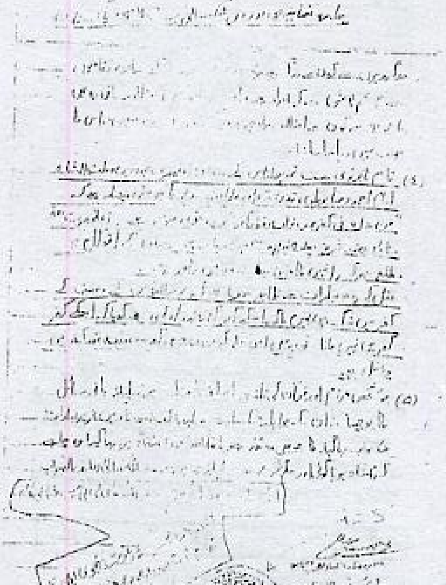

پیر کرم شاہ صاحب کا انوکھا اجتہاد تفسیر ضیاء القرآن میں بتوں کے اختیارات کو ثابت کر ڈالا۔

فِيْهِ ۚ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ
بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝
يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ

مجلہ ضیائے کرم بھیرہ مارچ ۲۰۰۳ میں مولوی علی احمد سندھیلوی کا مضمون حضرت پیر محمد کرم شاہ ایک تحریک ۔۔۔ ایک دور صفحہ ۲۰، ۲۱ کا عکس جس میں اس بات کا اقرار کیا کہ پیر صاحب نے تحذیر الناس پر دی گئی اپنی اس رائے سے آخر دم تک رجوع نہ کیا۔ یاد رہے یہ مضمون اپریل ۲۰۰۰ میں ضیائے حرم کے شمارے میں بھی چھپا۔

مجلہ ضیائے کرم بھیرہ (20) مارچ ۲۰۰۳ء

جاتے ہیں۔

انہوں نے تفسیر ضیاء القرآن، ضیاء النبی، سنت خیر الانام وغیرہ کتب لکھ کر امت پر احسان عظیم کیا۔ یہ زندہ کتابیں ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ رہیں گی۔ اور ان کی ضیاؤں سے ہمیشہ دل منور و روشن ہوتے رہیں گے۔

اس ایک آدمی نے تن تنہا وہ کام کیا جو پورے ادارے اور تنظیمیں [illegible] کرتی ہیں۔ بلکہ بسا اوقات تو وہ بھی نہیں کر پاتیں۔ ان جیسا آدمی برسوں میں پیدا ہوتا ہے۔ اور اب ان جیسا آدمی شاید برسوں میں بھی پیدا نہ ہو۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

وہ یک وقت معقولات کے [illegible] [illegible]

ضیائے ملت [illegible] [illegible] ... آپ نے بیعت کر کے فکر و شعور کے گوشوں سے گزر کیا اور فکر کے بعد جس بات کو حق سمجھا اس پر جم گئے۔ اور بلا خوف لومۃ لائم اس کا اظہار بھی کر دیا۔ [illegible] ... ان دنوں آپ نے "تحذیر الناس میری نظر میں" تحریر کی تھی۔ [illegible] ... "تحذیر الناس

مجلہ ضیائے کرم بھیرہ (21) مارچ ۲۰۰۳ء

میری نظر میں" پر بہت ناراض ہیں آپ اس پر نظر ثانی فرمائیں۔ حضرت پیر صاحب نے فرمایا "میں نے جو کچھ صحیح سمجھا ہے لکھ دیا"۔

عموماً یہ لوگ بالخصوص پیران عظام و مشائخ کرام کی اکثریت انسان بننے کی بجائے مافوق الفطرت مخلوق بلکہ ماوراء الخلق بننے کی کوششوں میں رہتی ہے۔ مگر حضرت پیر کرم شاہ صاحب نے مافوق اور ماوراء الخلق پر انسان بننے کو ترجیح دی اور اپنے صاحبزادوں کو بھی انسان ہی بننے کی تعلیم دی اور انسانیت سکھائی۔ حضرت پیر صاحب کی کامیابیوں کا سہرا ان کے والد گرامی، حضرت صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی اور دیگر اساتذہ و شیوخ کے سر ہے۔ وہ بھی اس تحریک کے مستحق ہیں جنہوں نے حضرت پیر صاحب کو انسانیت کا سبق ازبر کرایا۔ حضرت کا سب سے بڑا کمال یہی ہے کہ اس سبق کو یاد رکھا اور پوری زندگی اس پر عمل کیا اور اپنے متعلقین کو اس کی نصیحت کرتے رہے۔ خدا کرے اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے مافوق الفطرت اور ماوراء الخلق بننے کی کوشش میں وقت ضائع کرنے والے بھی اس نکتہ کو سمجھ جائیں کہ

فرشتہ مجھ کو کہنے سے میری تحقیر ہوتی ہے
میں مسجود ملائک ہوں مجھے انسان رہنے دو

صوفیائے کرام کا مزاج ہی یہ رہا ہے کہ جب خوبی دیکھنا چاہی تو غیر کے اندر ڈھونڈی اور جب عیب کی جستجو ہوئی تو اسے اپنے اندر پا لیا اور یہی جوہر آدمیت اور معراج انسانیت ہے۔ .... (سید خورشید احمد گیلانی [illegible])

[illegible] ... فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء ... [illegible]

مولانا حسن علی رضوی کے خط کا عکس بنام کاشف اقبال مدنی جس میں انہوں نے پیر کرم شاہ کتاب تحذیر الناس میری نظر میں کا رد کیا ہے۔ اور مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب کے خط اور نور المصطفیٰ کی تحریر بھجوانے کا ذکر کیا ہے۔

الصوارم الہندیہ میں صفحہ ۹۴ پر حضرت امیر ملت پیر جماعت علی شاہ صاحب اور اُن کے صاحبزادے مولانا محمد حسین علیہ الرحمۃ کا دیوبندیوں کی گستاخیوں پر فتویٰ کفر۔ جبکہ جمال کرم میں حافظ احمد بخش نے پیر جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے نام سے دھوکہ دیا کہ انہوں نے ان عبارتوں پر فتویٰ کفر نہ دیا تھا۔

اَلصَّوَارِمُ الْہِندِیَّہ

ترتیب

مناظر اسلام مولانا حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی لکھنوی

رحمۃ اللہ علیہ

مع

التحقیقات لدفع التلبیسات

از مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام

سید شاہ تراب الحق قادری

مجلس اتحاد اسلامی کراچی

میمن مسجد مصلح الدین گارڈن کراچی ۲

فتوائے دربار علی پور شریف

(۳۹) حسام الحرمین کے فتاوے حق ہیں اور اہل اسلام کو اُن کا ماننا اور اُن کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔ جو شخص اُن کو تسلیم نہیں کرتا وہ راہ راست سے دُور ہے۔ حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان مبارک میں جو شخص عمداً و سہواً بھی گستاخی کرے اور آپ کی ادنیٰ توہین و تنقیص کا تقریراً یا تحریراً مرتکب ہو وہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے۔ جو شخص ایسے کافر و بے ایمان کو مسلمان سمجھتا ہو وہ بھی اُسی کا حکم رکھتا ہے اہانۃ الانبیاء کفر عناد کا صریح مسئلہ ہے۔ اور رضا بالکفر بھی کفر ہے۔ جیسا کہ کتب اسلامیہ میں باتفاق جمہور علمائے متقدمین و متاخرین مرقوم ہے۔ اس لئے اُن اشخاص سے جو کہ حضرت رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام یا دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی اہانت کریں نفرت و بیزاری ضروری و لازمی امر ہے۔

الراقم جماعت علی عفا اللہ عنہ بقلم خود از علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ پنجاب۔

(۴۰) الجواب صحیح محمد حسین عفا اللہ عنہ مہتمم مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں۔

(۴۱) جواب صحیح ہے۔ محمد کرم الٰہی بی۔ اے سکرٹری انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیداں۔

(۴۲) الجواب حسن الہامی خان محمد بقلم خود مدرس اول مدرسہ اسلامی نور ضلع اٹک۔

(۴۳) الجواب صحیح محمد کامران بقلم خود

سید وجاہت رسول قادری صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کا پیر کرم شاہ کے نظریات سے اظہار برات

شیرِ اہلسنت مناظرِ اسلام مفتی محمد عنایت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف سانگلہ ہل
کے جسٹس کرم شاہ ازہری کی تفسیر ضیاء القرآن پر حاشیے کا عکس

ضیاءُ القرآن

جلد اوّل

از سورۂ فاتحہ تا توبہ

از

پیر محمد کرم شاہ فاضل جامع ازہر

سجادہ نشین

آستانہ عالیہ حضرت قبلہ امیر السالکین پیر امیر شاہ صاحب

بھیرہ ضلع سرگودھا

پبلشرز

چوہدری غلام رسول اینڈ سنز — اُردو بازار — لاہور

ہدیہ: -/۱۵ روپے

شیرِ اہلسنت مناظرِ اسلام مفتی محمد عنایت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف سانگلہ ہل
کے جسٹس کرم شاہ ازہری کی تفسیر ضیاء القرآن پر حاشیے کا عکس

عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا
مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ
النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ
فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَمَنْ يُّشَاقِقِ
الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ
غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ
جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ
يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ
مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ اِنْ
يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا

شیرِ اہلسنت مناظرِ اسلام مفتی محمد عنایت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف سانگلہ ہل
کے جسٹس کرم شاہ ازہری کی تفسیر ضیاء القرآن پر حاشیے کا عکس

دیوبندی کو منافق کہا رہے ہیں کیا یہ منافق نہیں ہیں دیوبندی کا ظاہر باطنی پر

البقرة ۲

کے باوجود اس سے مسلسل انکار کرنے کی وجہ سے ان کے دل و دماغ اور دیدہ و گوش کی ساری قوتیں ناکارہ ہو کر رہ گئی ہیں۔ قرآن کی یہ عمومی تعبیریں ان مسلسل نافرمانیوں کا طبعی اثر ہے ان کی ہٹ دھرمی اور تعصب کا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ پہلے ہی انہیں ہوش و فہم سے محروم کر دیا گیا تھا تاکہ وہ حق کو سمجھ ہی نہ سکیں۔ اس حقیقت کو قرآن کریم نے متعدد دوسرے مقامات پر اس قدر واضح فرما دیا ہے کہ غلط فہمی کی گنجائش تک باقی نہیں چھوڑی۔ مثلاً ایک جگہ ارشاد ہے بل طبع اللہ علیہا بکفرہم یعنی ان کے کفر و انکار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔ یعنی پہلے سے ان کے دل مہر شدہ نہ تھے بلکہ ان کے کفر و انکار اور اس پر ان کے شدید اصرار کی پاداش میں انہیں اس نعمت سے محروم کر دیا گیا۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون۔ یعنی جو کرتوت وہ کیا کرتے تھے اس کی میل ان کے دلوں پر جم گئی ہے اور ان کے دل کا روشن آئینہ اس قدر گدلا ہو گیا ہے کہ آفتاب ہدایت کی روشن کرنیں اس میں چمک پیدا نہیں کر سکتیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حسن عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

یہاں سے منافقوں کا ذکر شروع ہوتا ہے۔ منافق اس کو کہتے ہیں جو زبان سے اسلام کا اقرار کرے لیکن دل سے منکر ہو۔ اسلام کی روز افزوں ترقی دیکھ کر ذاتی فوائد حاصل کرنے کے لیے کئی موقع شناس اپنے آپ کو مسلمان بتانے لگے تھے۔ نیز وہ بد باطن حاسد جو کھلے طور پر اسلام کا مقابلہ کرنے سے عاجز تھے وہ مسلمانوں میں شامل ہو کر سازشوں اور فتنہ انگیزیوں کا جال بچھا کر مسلمانوں کو پریشان کرنا چاہتے تھے۔ ہجرت سے پہلے منافقین کا نشان نہیں ملتا کیونکہ اس وقت مسلمان ہونا ہر قسم کے ظلم و ستم کا تختہ مشق بننا تھا اس لیے کس کو پڑی تھی کہ ایسے دین کے لیے مصیبتوں کو دعوت دے جس پر اس کا ایمان ہی نہیں۔ وہاں تو صرف وہ لوگ ہی اسلام قبول کرتے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک کے لیے جان مال اولاد غرضیکہ سب کچھ قربان کرنا اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان وہی ہے جو زبان کے اقرار کے ساتھ دل سے تصدیق بھی کرے۔ اور جو دل سے تصدیق نہ کرے وہ مومن نہیں ہو سکتا۔ خواہ ایمان و اسلام کے دعوے میں وہ کتنا ہی چرب زبان ہو۔

وہ یہ فریب اللہ تعالیٰ سے نہیں کرتے تھے بلکہ اللہ کے رسول سے کرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں بتا دیا کہ جو اللہ کے رسول کے ساتھ فریب کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ فریب کرتے ہیں اور اس دھوکہ بازی کا وبال ان پر ہی پڑے گا۔ وہ اسلام اور اللہ تعالیٰ کے رسول کا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گے۔ کیونکہ یہ وہ شمع ہے جسے تاباں و درخشاں رکھنے کا ذمہ دار خود اللہ تعالیٰ ہے۔

حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف منافقین کے دل میں عداوت کے جو جذبات پرورش پا رہے تھے اور حسد و بغض کی جو چنگاریاں سلگ رہی تھیں انہیں قرآن مرض سے تعبیر فرماتا ہے۔ جب وہ حضور کریم اور اسلام کی روز افزوں عزت اور ترقی کو دیکھتے تو حسد و عناد کے شعلے بھڑک اٹھتے [illegible] تنبیہ فرمائی ہے کہ اگر انہوں نے اس مرض کو یونہی بڑھنے دیا اور اس کا علاج نہ کیا تو جس طرح جسمانی بیماریاں جسمانی موت کا باعث بنتی ہیں اسی طرح ان کا یہ مرض ان کے قلب و روح کا گلا گھونٹ کر رکھ دے گا۔

اس آیت میں ان کے دلوں کے بیمار ہونے کی دلیل پیش کی جا رہی ہے۔ وہ دن رات فتنہ و فساد پھیلانے میں اور حق کی شمع بجھانے میں مصروف ہیں اور اگر ان کی فتنہ پردازیوں کی طرف توجہ دلا کر انہیں باز رہنے کو کہا جاتا ہے تو [illegible] اور کہتے ہیں آپ ہمیں فسادی کہتے ہیں ہم تو اصلاح کے لیے بروقت کوشش کر رہے ہیں۔ اب جو شخص فساد پھیلانے اور حق کا چراغ گل کرنے کو اصلاح سمجھنے پر مصر ہو اس کے قلب و نظر کو اگر بیمار نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے۔ اب آپ اپنے گرد و پیش پر نگاہ ڈالیے جتنے نئے فرقے نئے مذہب جنم لے رہے ہیں ان کے بانی بھی دین کی اصلاح اور قوم کی فلاح کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ان کی فتنہ پردازیاں آئے دن جو گل کھلا رہی ہیں ان کے باعث قوم کا ذہنی اتحاد بھی پاش پاش ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان نادان دوستوں یا دانا دشمنوں کے مکر و فریب سے امت کو بچائے اور ہمیں توفیق بخشے کہ ہم ان کو پہچان سکیں آمین۔

مومن کافر کی تعریف کیا دیوبندی اس میں داخل ہیں یا نہ گنگوہی شاہ [illegible]

کرم شاہ جب دیوبندی کو بھی عقیدے [illegible] ہیں یا نہ کیسا فرق ہے [illegible]

شیرِ اہلسنت مناظرِ اسلام مفتی محمد عنایت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف سانگلہ ہل
کے جسٹس کرم شاہ ازہری کی تفسیر ضیاء القرآن پر حاشیے کا عکس

[illegible] کی تیسری جانی کہہ رہے ہیں گنگوہی [illegible]

سیقول ۲ — البقرة ۲

شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ يَسْـَٔلُوْنَكَ
تمہارے حق میں بری ہو اور حقیقت حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے دریافت کرتے ہیں آپ سے
عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۗ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ
کہ ماہ حرام میں جنگ کرنے کا حکم کیا ہے آپ فرمائیے کہ لڑائی کرنا اس میں
كَبِيْرٌ ۗ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَ
بڑا گناہ ہے لیکن روک دینا اللہ کی راہ سے اور کفر کرنا اس کے ساتھ اور
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ
روکنا مسجد حرام سے اور نکال دینا اس میں بسنے والوں کو [illegible]
عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۗ وَلَا يَزَالُوْنَ
اللہ کے نزدیک اور فتنہ (فساد) قتل سے بھی بڑا گناہ ہے اور ہمیشہ
يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۗ
لڑتے رہیں گے تم سے یہاں تک کہ پھیر دیں تمہیں تمہارے دین سے اگر بن پڑے
وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ
ان سے اور جو پھر جائے تم میں سے اپنے دین سے پھر مر جائے اس حالت میں کہ وہ کافر ہو
فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ
تو یہی وہ بدنصیب ہیں کہ غارت ہو گئے ان کے عمل دنیا میں اور آخرت میں
وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ اِنَّ
اور یہی دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں بیشک
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ
جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا

اللہ تعالیٰ کفر اور ان کے سامنے تمہاری چند اور ناپسند کو ذکر نہیں۔ تمہارا فرض یہ ہے کہ جب حکم دیا جائے چلے جاؤ۔ کیونکہ کی جاتا ہے کہ تمہارے لیے اس میں مفید ہے اور کن میں نقصان دہ ہے۔ [illegible]

حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے [illegible]

گنگوہی کیا جواب ہے اگر شیطان ہیں [illegible]

شیرِ اہلسنت مناظرِ اسلام مفتی محمد عنایت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف سانگلہ ہل کے جسٹس کرم شاہ ازہری کی تفسیر ضیاء القرآن پر حاشیے کا عکس

سطر نمبر ۱۳ والی عبارت سے ... (ہاتھ سے لکھا ہوا)

اے درماندہ راہ قوم! قرآن تمہیں عظمت و رفعت کی بلندیوں کی طرف آج بھی لے جا سکتا ہے بشرطیکہ تم اس کی قیادت قبول کرو۔ اے اپنی قسمت برگشتہ پر آہ و فغاں کرنے والے نوجوانو! دنیا کی امامت تمہاری متاع گم گشتہ ہے تمہیں یہ واپس مل سکتی ہے اگر تم میں اس کی واپسی کی تڑپ ہو۔ قرآن تمہیں واپس دلا سکتا ہے اگر تم اس کا حکم ماننے کے لیے تیار ہو۔

زندگی کی یہ ساری چہل پہل تقسیم کار کے باعث ہے۔ ایک ہی ملت کے مختلف افراد مختلف کام سرانجام دیتے ہیں۔ کسی کے ہاتھ میں حکمرانی کی باگ ڈور ہے۔ کوئی مجالس مشاورت کا رکن رکین ہے کوئی تجارت و صنعت کو چار چاند لگا رہا ہے کوئی شکم زمین سے رزق کے سربمہر خزانے نکال کر ان کے ڈھیر لگا رہا ہے۔ کوئی وعظ و نصیحت کے منبر پر جلوہ نما ہے۔ کوئی تعلیم و تدریس کی مسند کو رونق بخشے ہے اور کوئی سجادہ فقر و درویشی پر تشریف فرما ہے۔ قوم کو مجموعی طور پر اصلاح یافتہ اسی وقت کہا جا سکتا ہے جبکہ اس کے تمام عناصر حق کا دامن مضبوطی سے پکڑے ہوتے ہوں اور اپنے اپنے دائرہ عمل میں قرآن کی ہدایت پر کاربند ہوں اور اپنے اپنے فرائض کی انجام دہی میں پوری دیانتداری سے مصروف کار ہوں۔ ان عناصر کا باہمی تعلق اتنا گہرا ہوتا ہے کہ اگر ایک عنصر بھی جادہ حق سے برگشتہ ہو جائے تو دوسرے عناصر اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس لیے قرآن حکیم نے ہر ایک کو اپنی خصوصی توجہ کا مستحق سمجھا ہے اور ہر گروہ میں راہ پانے والی خرابیوں کی نشاندہی کی ہے اور انہیں اس کے خطرناک انجام سے آگاہ کیا ہے۔

ہم اکثر بڑی بڑی قوموں کے حالات اور ان کے حسرتناک انجام کے متعلق قرآن میں پڑھتے ہیں اور ایک لمحہ توقف کیے بغیر آگے نکل جاتے ہیں۔ ہم یہ زحمت بہت کم گوارا کرتے ہیں کہ اپنے اعمال کا موازنہ ان برباد شدہ قوموں کے اعمال سے کریں اور یہ سوچیں کہ کہیں ہم بھی انہیں نافرمانیوں کا شکار تو نہیں اور اگر خدانخواستہ ہیں تو ایسے انجام کی ہولناکیوں سے غافل کیوں ہیں؟ کیا مکافات عمل کا قانون، قدرت کا اٹل قانون نہیں؟ کیا ہم نے نہیں پڑھا ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔

میں نے ہر ایسے موقع پر کوشش کی ہے کہ مطالعہ کرنے والے کے وجدان کو جھنجھوڑوں اور اسے اپنا محاسبہ کرنے کی رغبت دلاؤں تاکہ وہ اپنے قول و عمل کو اسلام اور قرآن کے مقرر کیے ہوئے ترازو میں تولے اور اسی کی کسوٹی پر پرکھے۔ تاکہ اسے اپنے متعلق کوئی غلط فہمی یا اشتباہ نہ رہے اور اگر اس کا قدم جادہ حق سے پھسل گیا ہے تو وہ سنبھلنے کی بروقت کوشش کرے۔

قرآن کریم نے اپنے ماننے والوں کو ایک واضح اور مکمل ضابطہ حیات (شریعت) بھی عطا کیا ہے اور یہ ضابطہ اتنا ہی وسیع ہے جتنی زندگی اپنے تمام گوشوں کے ساتھ وسیع ہے۔ بلکہ بلا مبالغہ اس سے بھی وسیع تر۔ انسان کیا ہے؟ اس کا تعلق اپنے خالق کے ساتھ اور اس کی مخلوق سے کیسا ہونا چاہیے؟ اگر وہ حاکم ہے تو اس کی ذمہ داریاں کیا ہیں اگر وہ رعایا ہے تو اس کے فرائض کی نوعیت کیا ہے؟ اگر وہ دولت مند ہے تو اس کا طرز عمل کیسا ہو اور اگر وہ فقیر و محتاج ہے تو کس طرح باوقار زندگی بسر کر سکتا ہے؟ قرآن نے جو شریعت کاملہ ہمیں دی ہے اس میں ان سوالات کا مکمل جواب موجود ہے۔ اسی لیے عبادات، سیاسیات، معاشیات، نظام اخلاق وغیرہ تمام امور کو شریعت نے اپنے دامن میں سمیٹا ہوا ہے۔

قرآن حکیم میں جہاں بھی یہ مباحث آئے ہیں میں نے کوشش کی ہے کہ ان کو اس واضح اسلوب میں پیش کیا جائے جسے عصر حاضر کا انسان سمجھ سکے اور قبول بھی کر سکے۔

یہ ایک بڑی دلخراش اور روح فرسا حقیقت ہے کہ مرور زمانہ سے اس امت میں بھی افتراق و انتشار کا دروازہ کھل گیا جسے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ امت بھی بعض خود غرض اور بدخواہ لوگوں کی ریشہ دوانیوں سے متنازع گروہوں میں بٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور جذبات میں آئے دن کشیدگی اور تلخی بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے۔ اس پراگندہ شیرازہ کو یکجا کرنے کا یہی طریقہ ہو سکتا ہے کہ انہیں قرآن حکیم کی طرف بلایا جائے اور اس کی تعلیمات کو نہایت شائستہ اور دلنشین پیرایہ میں پیش کیا جائے پھر ان کی عقل سلیم کو اس میں غور و فکر کی دعوت دی جائے۔ ہمارا اتنا ہی فرض ہے اور ہمیں یہ فرض بڑی دل سوزی سے ادا کرنا چاہیے۔ اس کے بعد معاملہ خدائے برتر کے سپرد کر دیں وہی قوم کو ان شبہات اور غلط فہمیوں کی دلدل سے نکال کر راہ ہدایت پر چلنے کی توفیق مرحمت فرما دے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

اس باہمی اور داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہل السنۃ والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے۔ جس نے انہیں دو گروہوں میں بانٹ۔

یہ عقیدہ اہل حق اہل سنت کا ہے معاذ اللہ (ہاتھ سے لکھا ہوا)
مفتی

شیرِ اہلسنت مناظرِ اسلام مفتی محمد عنایت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف سانگلہ ہل کے جسٹس کرم شاہ ازہری کی تفسیر ضیاء القرآن پر حاشیے کا عکس

یہ دیوبندیوں کی بولی بول رہا ہے ۲۳ والی عبارت کا مطلب ہے منافق انسان (ہاتھ سے لکھا ہوا)

[illegible]

110

أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا
یہی لوگ کامیاب و کامران ہیں اور نہ ہو جانا ان لوگوں کی طرح جو فرقوں میں بٹ گئے

وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ
اور اختلاف کرنے لگے تھے اس کے بعد بھی کہ آ چکی تھیں ان کے پاس روشن نشانیاں اور ان لوگوں کیلئے

لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ
عذاب ہے بہت بڑا اس دن جبکہ روشن ہونگے کئی چہرے اور کالے ہوں گے

وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ
کئی منہ تو وہ جو سیاہ رو ہوں گے (انہیں کہا جائے گا) کیا تم نے کفر

بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝
اختیار کر لیا تھا ایمان لانے کے بعد تو اب چکھو عذاب بوجہ اس کفر کے جو تم کیا کرتے تھے

وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ
اور وہ خوش نصیب لوگ روشن ہونگے جن کے چہرے تو وہ رحمت الٰہی کے سایہ میں

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ
ہونگے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ کی آیتیں ہیں ہم پڑھ کر سناتے ہیں آپ کو

بِالْحَقِّ ۗ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعَالَمِينَ ۝ وَلِلَّهِ مَا
ٹھیک ٹھیک اور نہیں ارادہ رکھتا اللہ ظلم کرنے کا دنیا والوں پر اور اللہ ہی کا ہے جو

فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ
کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ کی طرف ہی لوٹائے جاتے ہیں

الْأُمُورُ ۝ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ
سارے کام تم بہترین امت ہو جو ظاہر کی گئی ہے لوگوں کی ہدایت کیلئے تم حکم

[illegible]

شیرِ اہلسنت مناظرِ اسلام مفتی محمد عنایت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف سانگلہ ہل کے جسٹس کرم شاہ ازہری کی تفسیر ضیاء القرآن پر حاشیے کا عکس

الٓمّٓ ۱ ۱۲ البقرۃ ۲

ﷺ علماء لغت کے نزدیک ظن ان الفاظ سے ہے جو مختلف اور متضاد معنوں پر دلالت کرتے ہیں چنانچہ ظن کا معنی شک بھی ہے اور یقین بھی۔ اور اس آیت میں ظن بمعنی یقین مستعمل ہوا ہے۔

ﷺ دنیا کی ساری قومیں، خاندان اور ان کے افراد اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہونے میں اور آدم کی اولاد ہونے میں سب برابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برتری اور بزرگی کا دارومدار وہ عمدہ صفات اور خوبیاں ہیں جن سے کوئی قوم یا فرد متصف ہوتا ہے۔ صرف کسی خاندان کا فرد ہونا یا کسی نسل سے ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ہدایت، علم و حکمت اور حکومت یہ تین ایسی چیزیں تھیں جو مجموعی طور پر اس وقت بنی اسرائیل کے علاوہ کسی قوم میں نہیں پائی جاتی تھیں اس لیے ان کی بزرگی اور فضیلت مسلم تھی۔ لیکن جب عناد اور تعصب کی وجہ سے انھوں نے پیغام ہدایت کو ٹھکرا دیا اور اپنی خواہشات کی تسکین کے لیے علم و حکمت کے آسمانی صحیفوں میں تحریف اور بگاڑ شروع کر دیا اور انبیاء کرام کی توہین اور بے ادبی کو اپنا پیشہ بنا لیا اور بعض کو قتل بھی کر دیا تو ان کرتوتوں کے باعث ان پر ذلت و مسکنت کی لعنت مسلط کر دی گئی گویا انھوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنی فضیلت کا گلا گھونٹ دیا اور اپنی بزرگی کا جنازہ نکال دیا۔ اب چونکہ ان فضائل و اوصاف کی وارث امت مسلمہ تھی اس لیے فضیلت و کرامت کا تاج اس کے سر پر رکھ دیا گیا اور کنتم خیر امۃ کا مژدہ سنایا گیا۔ اس لیے امت مسلمہ پر بنی اسرائیل کی فضیلت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ﷺ دنیا میں مجرم کی رہائی کے جتنے طریقے ہیں سب کی نفی کر دی کہ قیامت کے دن ان طریقوں میں سے کوئی طریقہ کام نہیں آئے گا۔ معتزلہ نے اس آیت سے گنہگار مومن کے لیے شفاعت کا بھی انکار کیا ہے جو غلط ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں۔ اجمع المفسرون علی ان المراد بھذہ الآیۃ النفس الکافرۃ لا کل نفس۔ تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ نفس سے مراد کافر ہے نہ ہر نفس۔ علامہ بیضاوی معتزلہ کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ آیت کفار کے لیے مخصوص ہے کیونکہ گنہگار مومن کے لیے شفاعت پر کئی آیات اور احادیث (جو حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں) دلالت کرتی ہیں۔ نیز آیت کا نزول یہود کے اس غلط عقیدہ کے بطلان کے لیے ہوا وہ سمجھتے تھے ان کے اعمال اور عقائد کیسے ہی ہوں ان کی نجات یقینی ہے۔

اہل بیت کا منکر ہے
کسی کا نسل سے ہونا کسی خاندان کا فرد ہونا یہ سب بیکار ہے

ص ۲ تفہیم القرآن مودودی کی تفسیر کا عکس تفسیر ہے
ترجمہ ترجمہ مودودی کا بار ہا بیچ کر آدھا یہ خانہ ہی

شیرِ اہلسنت مناظرِ اسلام مفتی محمد عنایت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف سانگلہ ہل کے جسٹس کرم شاہ ازہری کی تفسیر ضیاء القرآن پر حاشیے کا عکس

الفاتحۃ ۱ پاکان امت ہیں یہ ۲ ج اسماعیلی الٓمّٓ ۱

[illegible]

مذہب اہل سنت کا نام نکال دیا ہے
یہ اس کا حال ہے

شیرِ اہلسنت مناظرِ اسلام مفتی محمد عنایت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف سانگلہ ہل کے جسٹس کرم شاہ ازہری کی تفسیر ضیاء القرآن پر حاشیے کا عکس

تلک الرسل ۳ — ۱۹۱ — آل عمران ۳

ساتھ ایسی دوستی ممنوع ہے جس سے تیرے دین کی رسوائی ہو یا جس سے دینی بھائیوں کو اذیت پہنچے یا ان کے وقار اور مفاد کو نقصان پہنچے۔

لیکن غیر مسلم حکومتوں کے ساتھ تجارت کرنا یا عام انسانی فلاح و بہبود کے کاموں میں ان کے ساتھ تعاون کرنا۔ عالمی امن و سلامتی کی بقا کے لیے ان سے مشترکہ کوشش کرنا یا کسی مشترکہ دشمن کے مقابلہ کے لیے ان کے ساتھ فوجی پیکٹ کرنا یا عام میل جول اور معاشرت میں غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک اور خندہ پیشانی سے پیش آنا قطعاً ممنوع نہیں۔ اس کا ثبوت قرآن کریم کی متعدد آیتوں اور اسوۂ حسنہ سے ملتا ہے۔ جس کا ذکر اپنے اپنے موقع پر آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ﷺ یعنی اگر مسلمان کفار کے نرغے میں آجائے اور اسے اپنے قتل ہو جانے، مال چھن جانے اور ناموس لٹ جانے کا قوی اندیشہ ہو تو اس بے بسی کے عالم میں اسلام نے اسے اجازت دی ہے۔ وہ ایسی بات کرے جس سے وہ کفار کے شر سے محفوظ رہے۔ [illegible] اہل سنت نے صراحت کی ہے کہ [illegible] ما یجمع [illegible] القتل والزنا وغصب الاموال والشهادة بالزور وقذف المحصنات واطلاع الكفار على عورات المسلمين [illegible] (امام رازی)

[illegible] سے یہ اجازت ہرگز نہیں کہ وہ ایسا فعل کرے یا ایسی بات کہے جس سے دوسرے مسلمان کو ضرر پہنچے۔ مثلاً اگر کفار اسے کسی مسلمان کے قتل کرنے، زنا کرنے، مال غصب کرنے، جھوٹی گواہی دینے، کسی پاکدامن عورت پر جھوٹا بہتان لگانے یا کفار کو مسلمانوں کے راز بتانے پر [illegible] تو مسلمان کو اس امر کی ہرگز اجازت نہیں کہ وہ اپنے بچاؤ کے لیے ان کاموں میں سے کوئی کام کرے۔

[illegible] جان بچانے کے لیے زبان پر کلمۂ کفر لائے اور اس کا دل مطمئن ہو تو اسے ایسا کرنے کی رخصت تو ہے لیکن اس کا ایمان پر ڈٹے رہنا اور [illegible] جان دے دینا بہت افضل ہے۔

[illegible] تقیہ سے دور کا واسطہ بھی نہیں جو مذہب شیعہ کا اصل عظیم ہے اور بڑا کار ثواب ہے جس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے وہ یہاں تک کہہ جاتے [illegible] نے قرآن کی تحریف کر دی۔ احکام شریعت کو بدل ڈالا سنت رسول کو مٹا دیا لیکن حضرت علی نے تقیہ پر عمل کیا اور خاموش رہے [illegible] رہے۔ ان کے مال غنیمت سے اپنا حصہ قبول کرتے رہے ان کے پیچھے نمازیں ادا کرتے رہے۔ استغفر اللہ۔ شاہ مرداں [illegible] افضل انسان کی ذات مقدس پر یہ کتنا ناپاک بہتان ہے۔ ایسی بہتان تراشی پر ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں۔

یہاں سے دیوبندی تو شیعہ ملوں سے بھی تقیہ میں آگے بڑھے ہوئے ہیں
اور تو خود [illegible] شاہ تقیہ کر کے سنی ظاہر کر کے دیوبندیت کو پھیلا رہے
تھے ہر چیز کا منافقت پر

شیرِ اہلسنت مناظرِ اسلام مفتی محمد عنایت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف سانگلہ ہل کے جسٹس کرم شاہ ازہری کی تفسیر ضیاء القرآن پر حاشیے کا عکس

ﷺ انہیں تو امید یہ تھی کہ لڑکا ہوگا اور اسی امید پر انہوں نے اسے بیت المقدس کی چاکری کے لیے وقف بھی کر دیا تھا اب جب لڑکی پیدا ہوئی تو بصد حسرت و یاس کہنے لگیں اے رب میں نے تو لڑکی جنی ہے۔ اب میں اپنی نذر کیسے پوری کروں گی۔ کیونکہ اس وقت لڑکیوں کو بیت المقدس کی خدمت کی اجازت نہ تھی۔

ﷺ یہ ارشاد باری ہے جو بطور جملہ معترضہ حضرت حنہ کے کلام کے درمیان میں لایا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اس بچی کی ولادت مقام افسوس نہیں ہے۔ جس لڑکے کی آرزو تم کیا کرتی تھیں وہ اس بچی کا مقابلہ نہیں کر سکتا جو ہم نے تم کو مرحمت فرمائی ہے۔ اس کی ذات سے برکت و رحمت اور ہدایت کی جو نہریں پھوٹیں گی وہ تو ایک عالم کو سیراب کریں گی۔ اس جملہ کے بعد پھر حضرت حنہ کا کلام ہے۔

ﷺ حضرت حنہ کی دعا کی قبولیت کا ذکر ہے۔ حضرت مریم کے قبول ہونے کی ظاہری علامت [illegible] کی تربیت وقت کے نبی حضرت زکریا علیہ السلام کے سپرد فرما دی۔ اگر کامل [illegible] مربی مل جائے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔

اگر کوئی تعجب ہے تو [illegible]

ﷺ محراب کا لغوی معنی ہے [illegible] مجلس [illegible] اور اس کو محراب کہتے ہیں [illegible] عبادت کے [illegible] جہاں حضرت مریم مشغول عبادت رہا کرتی تھیں اور حضرت زکریا علیہ السلام [illegible]

ﷺ جب بھی حضرت زکریا [illegible] حضرت مریم کے پاس جاتے تو ان کے پاس طرح طرح کے پھل [illegible] اور بے موسم [illegible] اولیاء کرام کی کرامتوں کا حق ہونا ثابت کیا ہے۔ کیونکہ حضرت مریم نبی نہ تھیں [illegible] پھلوں کا آپ کے پاس پایا جانا آپ کی کرامت تھی۔ معتزلیوں نے کرامات اولیاء کا انکار کیا ہے [illegible]

ﷺ حضرت زکریا علیہ السلام کی عمر [illegible] اولاد کی [illegible]

مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۚ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ ۖ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿٣٦﴾ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۖ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۖ قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٧﴾ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۖ

(ترجمہ:) جو میرے شکم میں ہے سب سے آزاد کر کے سو قبول فرما لے مجھ سے بے شک تو ہی سننے والا جاننے والا ہے۔ پھر جب اس نے جنا اسے تو [illegible] بولی اے میرے رب میں نے تو جنی ہے لڑکی۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو اس نے جنا اور نہیں لڑکا اس لڑکی کی مانند۔ اور میں نے نام رکھا اس کا مریم اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے۔ تو قبول فرمایا اسے اس کے رب نے اچھی طرح قبول کرنا اور پروان چڑھایا اسے اچھا پروان چڑھانا اور نگہبان بنایا اس کا زکریا کو۔ جب بھی جاتے مریم کے پاس زکریا عبادت گاہ میں تو پاتے اس کے پاس رزق۔ [illegible] اے مریم کہاں سے آیا تمہارے لیے یہ۔ بولی یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب۔ وہیں دعا مانگی زکریا نے اپنے رب سے

[illegible] اولاد کی آرزو پیدا کر دی اور عرض کرنے لگے اے رب اگرچہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہو چکی ہے [illegible] اولاد [illegible] لیکن تو وہ [illegible] اپنے فضل و کرم سے [illegible] عطا فرما [illegible] مستجاب ہوتی ہے [illegible] اپنے فضل و کرم سے [illegible] فرماتا ہے۔

شیرِ اہلسنت مناظرِ اسلام مفتی محمد عنایت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف سانگلہ ہل کے جسٹس کرم شاہ ازہری کی تفسیر ضیاء القرآن پر حاشیے کا عکس

[illegible]

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا
قَلِيْلًا ۝ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ
وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۝
مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا
وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا
وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۝ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ
بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ
كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَ

[illegible]

شیرِ اہلسنت مناظرِ اسلام مفتی محمد عنایت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف سانگلہ ہل کے جسٹس کرم شاہ ازہری کی تفسیر ضیاء القرآن پر حاشیے کا عکس

[illegible]

خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا
الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ
مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَ
اللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ وَيُبَيِّنُ
اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ
الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي
الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ
فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ
لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ وَ

[illegible]

شیرِ اہلسنت مناظرِ اسلام مفتی محمد عنایت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف سانگلہ ہل کے جسٹس کرم شاہ ازہری کی تفسیر ضیاء القرآن پر حاشیے کا عکس۔

کرم شاہ آیت کو صاف ہضم کر گیا

واذا سمعوا ۷ ۲۳۶ الانعام ۶

کی تکمیل کے لیے نہیں بھیجا گیا ہوں میں تو تمہیں اللہ سے ملانے آیا ہوں۔ تمہارے ویران دلوں کو بسانے آیا ہوں۔ میں تو تمہارے گلستانِ حیات میں نیکی تقویٰ، پاکیزگی اور خوش اخلاقی کے سدا بہار پھول کھلانے آیا ہوں۔ مجھے اس لیے تو مبعوث نہیں کیا گیا کہ میں تمہیں پیسے اور جو اہر زر اور انگور کے بھاؤ بتاؤں بلکہ مجھے تو اعمالِ حسنہ کی جنس سے تمہیں آشنا کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے جن کی قدر و قیمت بازارِ محشر میں اتنی زیادہ ہو گی جس کا تم اب تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یہ افکار کی لطافت، ارادوں کی پختگی اور حوصلوں کی بلندی، یہ اعمال کا حسن کردار کی رعنائی اور اخلاق کی پاکیزگی، یہ علمی کمالات اور دوسرے معجزات جن کا تم مجھ میں مشاہدہ کر رہے ہو ان سب کے باوجود میں انسان ہوں فرشتہ نہیں۔ فرشتہ تو انسان کامل کی گرد راہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ تمہارے ذہنوں میں انسان کا جو گھٹیا تصور ہے وہ انسان کامل کا نہیں بلکہ بھٹکے ہوئے انسان کا تصور ہے جو نفس اور شیطان کے دام فریب میں گرفتار ہو کر اور مدت دراز تک اس کا گرفتار رہ کر اپنی مسند شرف و عزت سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اس لیے تم انسان کو اتنا حقیر نہ جانو۔ اپنی قدر پہچانو۔ اور اپنے شرف خداداد کا احترام کرتے ہوئے شیطان کے جال سے رستگاری حاصل کرنے کے لیے کوشش کرو۔ نیز اس آیت سے اس شبہ کا ازالہ بھی کر دیا ہے جس میں کم ضعیف العقل لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں کہ وہ کسی میں کمال دیکھا جھٹ اس کے خدا ہونے کا یقین کر لیا۔ وہ ذات پاک اعلان فرما رہی ہے جس کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہوا۔ اور ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا کہ میں خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا میں یہ نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سارے خزانے میرے قبضہ میں ہیں۔ خود بخود جیسے چاہوں ان میں تصرف کروں یا مجھے غیب کا خود بخود علم ہو جاتا ہے اور بغیر اللہ کے بتانے اور سکھلانے میں ہر غیب کو جانتا ہوں۔ میرا یہ دعویٰ نہیں میرا اگر کوئی دعویٰ ہے تو فقط یہ کہ ان اتبع الا ما یوحی الی۔ جو کچھ میری طرف وحی کیا جاتا ہے میں اس کی پیروی کرتا ہوں۔ قول اور فعل میں، علم اور عمل میں۔ (المعنی لا ادعی ان خزائن الله مفوضة الی اتصرف فیها کیف اشاء استقلالا واستدعاء (روح المعانی) ولست اقول انی الرب الذی له خزائن السموات والارض (ابن جریر)

اس آیت میں ایک اور نہایت اہم اور بنیادی چیز کی طرف بھی رہنمائی کی گئی ہے کہ اسلام کی اشاعت کا انحصار لالچ اور شعبدہ بازی پر نہیں بلکہ معرفت حق اور قبول حق پر ہے یعنی کوئی اس لالچ میں ایمان نہ لائے کہ اسے فلاں جاگیر مل جائے گی۔ زمین میں چھپا ہوا کوئی خزانہ اس کے ہاتھ لگ جائے گا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں فقط وہی ایمان مقبول ہو گا جو حق کو حق سمجھ کر صرف اس لیے کہ وہ حق ہے قبول کیا جائے۔

لٰہ بعض پریشان خیال لوگ اس آیت کریمہ میں غور کیے بغیر اس وہم میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ حضور فخر موجودات علیہ افضل التحیات والتسلیمات علم میں، اختیار میں، (بشری) کمزوریوں میں عام انسانوں کی طرح ہیں۔ کاش! وہ اس آیت کے ان مختصر الفاظ میں بھی تدبر کرتے۔ قدرت نے پہلے ہی ان کا ازالہ فرما دیا ہے اور بتا دیا کہ تم میں اور میرے محبوب میں اتنا فرق ہے جتنا اندھے اور بینا میں ہوتا ہے۔ اب خود سمجھو کہ جس کی آنکھیں اللہ تعالیٰ کے نور سے روشن ہوں اور جو ان دونوں اندھیروں میں بھٹک رہا ہو کیا برابر ہو سکتے ہیں۔ جس کی چشم مازاغ مقام دنی پر محو مشاہدہ ہو کیا اس کی ہمسری وہ لوگ کر سکتے ہیں جو دوری کے حجابوں کے پیچھے سر پٹخ رہے ہوں۔ افلا تتفکرون کے الفاظ سے یہ بتایا کہ اس آیت میں جتنا کوئی زیادہ غور و فکر کرے گا اتنی ہی اس کو سمجھ دی جائے گی۔ اور جو غور و تامل نہیں کرے گا وہ محروم رہے گا۔

لٰہ وہ لوگ جو محض تعصب وہٹ دھرمی سے آپ کی مخالفت کر رہے ہیں اور انھیں قیامت کے قائم ہونے کا خیال تک نہیں۔ انھیں اپنے حال پر چھوڑیئے اور آپ ان لوگوں کی طرف اپنی توجہ زیادہ مبذول کیجیے جو قیامت کے آنے پر یقین رکھتے ہیں۔ بہ کا مرجع قرآن حکیم ہے۔ اگر وہ پہلے سے مسلمان ہے تو اس کے ڈرانے کا یہ فائدہ ہو گا کہ وہ گناہوں سے باز آ جائے گا اور اگر اس نے اسلام قبول نہیں کیا لیکن قیامت پر ایمان رکھتا ہے (یہود و نصاریٰ) تو اس کے ڈرانے کا یہ فائدہ ہو گا کہ وہ اپنے باطل عقیدوں کو چھوڑ کر اسلام قبول کرے گا۔ فمن کان مسلما انذر لیتوب من المعاصی ومن کان من اهل الکتاب انذر لیتبع الحق۔

لٰہ شفاعت کا بہت غلط تصور لوگوں میں رائج تھا بت پرست یہ سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ بھی ہو تو ان کے بت انھیں چھڑا لیں گے اور جس کو چاہیں گے بخشوا لیں گے اور یہود و نصاریٰ اس زعم باطل میں مبتلا تھے نحن ابناء الله واحباءه ہم تو اللہ کے

یہاں سے بڑا جو مضمون شروع ہوتا ہے جو ساتھ ہے

شیرِ اہلسنت مناظرِ اسلام مفتی محمد عنایت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف سانگلہ ہل کے جسٹس کرم شاہ ازہری کی تفسیر ضیاء القرآن پر حاشیے کا عکس

[illegible]

۱۲۳ آل عمران ۳

وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ

اور اگر تم قتل کیے جاؤ راہ خدا میں یا تم مر جاؤ تو اللہ کی

مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ۝ وَ

بخشش اور رحمت بہتر ہے اس سے جو وہ جمع کرتے ہیں اور

لَئِنْ مُّتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُونَ ۝

اگر تم مر جاؤ یا مارے گئے تو اللہ کے حضور جمع کیے جاؤ گے

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ

پس صرف اللہ کی رحمت سے آپ نرم ہو گئے ہیں ان کے لیے اور اگر ہوتے آپ

فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۚ

تند مزاج سخت دل تو یہ لوگ منتشر ہو جاتے آپ کے آس پاس سے

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي

تو آپ در گزر فرمائیے ان سے اور بخشش طلب کیجیے ان کے لیے اور مشورہ لیجیے ان سے اس

الْأَمْرِ ۚ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ

کام میں اور جب آپ ارادہ کر لیں تو پھر توکل کرو اللہ پر بے شک اللہ تعالیٰ

يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۝ إِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ

محبت کرتا ہے توکل کرنے والوں سے اگر مدد فرمائے تمہاری اللہ تعالیٰ تو کوئی غالب نہیں آ سکتا

لَكُمْ ۚ وَإِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ

تم پر اور اگر وہ ساتھ چھوڑ دے تمہارا تو کون ہے جو مدد کرے تمہاری

مِّنْ بَعْدِهٖ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

اس کے بعد اور صرف اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے ایمان والوں کو

[illegible]

فاعف عنهم واستغفر لهم میں اپنے رسول کو فرمایا کہ ان سے جو غلطی ہو گئی ہے آپ خود بھی معاف کر دیجیے اور میری جناب میں بھی شفاعت کیجیے کہ میں بھی ان سے راضی ہو جاؤں۔ سبحان اللہ کیا شان ہے صحابہ کرام کی اور کتنا لطف و کرم ہے ان کے رب کریم کا۔ [illegible]

[illegible]

ڈھونڈنے پہنچ المعنی کا حوالہ دیے رہے

شیرِ اہلسنت مناظرِ اسلام مفتی محمد عنایت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف سانگلہ ہل کے جسٹس کرم شاہ ازہری کی تفسیر ضیاء القرآن پر حاشیے کا عکس

[illegible]

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ

اور ہے اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا دانا۔ بیشک ہم نے اتاری آپ کی طرف یہ کتاب

بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَلَا

حق کے ساتھ تاکہ فیصلہ کریں آپ لوگوں میں اس کے مطابق جو دکھایا ہے آپ کو اللہ تعالیٰ نے اور نہ

تَكُنْ لِّلْخَاۗىِٕنِيْنَ خَصِيْمًا ۝ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

[illegible]

كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ

غفور رحیم ہے۔ اور مت جھگڑیں آپ ان کی طرف سے جو

يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَھُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا

خیانت کرتے ہیں اپنے آپ سے بیشک اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا اسے جو بڑا بددیانت

اَثِيْمًا ۝ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ

[illegible]

مِنَ اللّٰهِ وَھُوَ مَعَھُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى

[illegible]

مِنَ الْقَوْلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ۝

[illegible]

ھٰٓاَنْتُمْ ھٰٓؤُلَاۗءِ جٰدَلْتُمْ عَنْھُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

[illegible]

فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْھُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ

[illegible]

[illegible]

شیرِ اہلسنت مناظرِ اسلام مفتی محمد عنایت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف سانگلہ ہل کے جسٹس کرم شاہ ازہری کی تفسیر ضیاء القرآن پر حاشیے کا عکس

آل عمران ۳

تلک الرسل ۳

[illegible]

۵۔ معاشی ناہمواریاں قوم کی صفوں کو درہم برہم کر دیتی ہیں اور ان کی موجودگی میں [illegible]

۶۔ آخر میں ایک اور امر کی طرف ناظرین کی توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں [illegible]

[illegible]

انحراف کر رہے ہیں۔

[illegible]

شیرِ اہلسنت مناظرِ اسلام مفتی محمد عنایت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف سانگلہ ہل کے جسٹس کرم شاہ ازہری کی تفسیر ضیاء القرآن پر حاشیے کا عکس

ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا

كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا

لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ۞ بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ

لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۞ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ

أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ أَيَبْتَغُونَ

عِندَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۞ وَ

قَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ

آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا

تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ

غَيْرِهِ ۚ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ

بکواس کی کر رہے ہے

شیرِ اہلسنت مناظرِ اسلام مفتی محمد عنایت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف سانگلہ ہل کے جسٹس کرم شاہ ازہری کی تفسیر ضیاء القرآن پر حاشیے کا عکس

بکواس کی کر رہے ہے ایمان کے بغیر بکواس کر رہے ہے

دیا ہے۔ دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی اور صفاتی، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور ختم نبوت، قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریات دین میں کلی موافقت ہے۔ لیکن بسا اوقات طرز تحریر میں بے احتیاطی اور انداز تقریر میں تشدد کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور باہمی سوءِ ظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے۔ اگر تقریر و تحریر میں احتیاط و اعتدال کا مسلک اختیار کیا جائے اور اس بدظنی کا قلع قمع کر دیا جائے تو اکثر و بیشتر مسائل میں اختلافات ختم ہو جائیں اور اگر چند امور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصر حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کیے آستینیں چڑھائے، لٹھ لیے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں۔

ملت اسلامیہ کا جسم پہلے ہی اغیار کے چرکوں سے چھلنی ہو چکا ہے۔ ہمارا کام تو ان زخموں پر مرہم رکھنا ہے۔ ان رستے ہوئے ناسوروں کو مندمل کرنا ہے۔ اس کی ضائع شدہ توانائیوں کو واپس لانا ہے۔ یہ کہاں کی دانشمندی اور عقیدت مندی ہے کہ ان زخموں پر نمک پاشی کرتے رہیں۔ ان ناسوروں کو چھیڑ کر اور اذیت ناک اور تکلیف دہ بناتے رہیں۔

میں نے پورے خلوص سے کوشش کی ہے کہ ایسے مقامات پر افراط و تفریط سے بچتے ہوئے اپنے مسلک کی صحیح ترجمانی کر دوں جو قرآن کریم کی آیات بینات، احادیث صحیحہ یا امت کے علماء حق کے ارشادات سے ماخوذ ہے تاکہ ان دوستوں کی غلط آمیزیوں یا اہل غرض کی بہتان تراشیوں کے باعث حقیقت پر جو پردے پڑ گئے ہیں وہ اٹھ جائیں اور حقیقت آشکارا ہو جائے۔ بفضلہ تعالیٰ اس طرح بہت سے الزامات کا خود بخود ازالہ ہو جائے گا۔ اور ان لوگوں کے دلوں سے یہ غلط فہمی دور ہو جائے گی جو غلط پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ واقعی ملت کا ایک عنصر شرک سے آلودہ ہے۔ ان کے اعمال اور مشرکین کے اعمال میں مماثلت پائی جاتی ہے العیاذ باللہ۔ خداوند کریم ہمارے حال زار پر رحم فرمائے اور دلوں کو حسد و نفرت کے جذبات سے پاک کر کے ان میں محبت و الفت پیدا فرما دے۔ وھو علی کل شیء قدیر۔

قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا۔ عربی کا اپنا ادب ہے۔ فصاحت و بلاغت کا اپنا معیار ہے۔ اس کے اپنے مجازات، استعارات اور امثال ہیں۔ مفردات کے اشتقاق اور جملوں کی ترتیب کے الگ قواعد ہیں۔ اس کا دامن الفاظ کی کثرت سے معمور ہے اور قواعد اشتقاق نے تو اس میں اتنی وسعت پیدا کر دی ہے کہ دنیا کی کوئی ترقی یافتہ زبان بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

اس کتاب مقدس کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم عربی زبان سے ربط پیدا کریں۔ اس کے قواعد و ضوابط سے اچھی طرح واقفیت بہم پہنچائیں۔ اس کے ادب اور اسلوب انشاء کی خصوصیات کو سمجھیں تاکہ کلمات کے آبگینوں میں حقیقت کی جو شراب طہور چھلک رہی ہے اس سے لطف اندوز ہو سکیں۔

جہاں کہیں کوئی نحوی یا صرفی الجھن معلوم ہوئی یا لغوی پیچیدگی نظر آئی میں نے کوشش کی ہے کہ آئمہ فن کے مستند اقوال سے اس کا حل پیش کر دیا جائے تاکہ دل میں کوئی خلش باقی نہ رہے۔ (جھوٹی تسلی دے رہا ہے)

ہر سورۃ سے پہلے میں نے اس کا تعارف لکھا ہے۔ جس میں سورۃ کا زمانہ نزول، اس کا ماحول، اس کے اہم اغراض و مطالب، اس کے مضامین کا خلاصہ اور اگر اس میں کسی سیاسی یا تاریخی واقعہ کا ذکر ہے تو اس کا پس منظر بیان کیا ہے تاکہ قارئین جب پہلے اس تعارف کو پڑھ لیں گے تو سورۃ کا مطالعہ کرتے وقت وہ ان امور خصوصی پر زیادہ توجہ مبذول کر سکیں گے۔

قرآن کریم کے اردو تراجم جو میری نظر سے گزرے ہیں وہ عموماً دو طرح کے ہیں۔ ایک قسم تحت اللفظ تراجم کی ہے لیکن ان میں دو زور بیان مفقود ہے جو قرآن کریم کا طرہ امتیاز بلکہ اس کی روح رواں ہے۔ دوسری قسم بامحاورہ تراجم کی ہے ان میں دقت یہ ہے کہ لفظ کہیں ہوتا ہے اور اس کا ترجمہ دو سطر پہلے یا دو سطر بعد درج ہوتا ہے اور مطالعہ کرنے والا یہ معلوم نہیں کر سکتا کہ یہ جو نیچے لکھا ہوا ترجمہ پڑھ رہا ہوں اس کا تعلق کس کلمہ یا جملہ سے ہے۔ (تراجم سب ٹھیک ہیں اپنے گھٹیا تراجم کا نام لکھا بھی لیا)

میں نے یہ سعی کی ہے کہ ان دونوں خوبیوں کو اس طرح یکجا کر دوں کہ کلام کا تسلسل اور روانی بھی برقرار رہے زور بیان میں بھی (حتی الامکان) فرق نہ آنے پائے اور ہر کلمہ کا ترجمہ اس کے نیچے بھی مرقوم ہو۔ میں اس میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اس کا فیصلہ تو قارئین کرام ہی کریں گے۔

شیر اہلسنت مناظر اسلام مفتی محمد عنایت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف سانگلہ ہل کے جسٹس کرم شاہ ازہری کی تفسیر ضیاء القرآن پر حاشیے کا عکس

[illegible]

(البقرۃ ۲) ۲۷

بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ مَا

[illegible]

نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۭ اَلَمْ

[illegible]

تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ

[illegible]

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

[illegible]

مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْــَٔـلُوْا رَسُوْلَكُمْ

[illegible]

كَمَا سُىِٕلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ

[illegible]

بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ۝ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ

[illegible]

اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ښ

[illegible]

حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ

[illegible]

الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

[illegible]

چالیس سال سے پہلے نبوت مصطفیٰ ﷺ کا انکار

حامیانِ کرم شاہ ازہری ذرا اپنے ممدوح کے موقف پر غور کریں۔

(السجدۃ ۳۲) ۶۳۶ (اتل ما اوحی ۲۱)

يَعْمَلُوْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ

کیا کرتے تھے اور جنہوں نے نافرمانی کی تو ان کا ابدی ٹھکانا آگ ہے جتنی مرتبہ وہ ارادہ کریں گے کہ

يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ

(کسی طرح) یہاں سے نکل جائیں (تو ہر بار) انہیں لوٹا دیا جائے گا اس میں اور انہیں کہا جائے گا چکھو آگ کا عذاب جسے

كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ

تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اور ہم ضرور چکھاتے رہیں گے انہیں معمولی عذاب

الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ

بڑے عذاب سے پہلے تاکہ وہ (فسق و فجور سے) باز آجائیں۔ اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جسے نصیحت کی گئی

رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ۭ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ

اس کے رب کی آیتوں سے پھر اس نے روگردانی کی ان سے۔ بیشک ہم مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں اور بیشک ہم نے

اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاۗىِٕهٖ وَجَعَلْنٰهُ

عطا فرمائی تھی موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب۔ تو آپ شک میں مبتلا نہ ہوں اس کتاب کے ملنے سے ۲۹ اور ہم نے بنایا تھا

۲۸ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابدی عذاب میں گرفتار ہونے سے پہلے ان غافلوں اور سرکشوں کو ہم طرح طرح کی مصیبتوں اور رنج و الم میں مبتلا کر دیتے ہیں تاکہ وہ خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی اصلاح کر لیں اور عذاب آخرت سے بچنے کی تدبیر سوچ لیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی ہے کہ وہ کسی تکلیف اور مصیبت کو انسان کی اصلاح کا ذریعہ بنا دیتا ہے۔ وہ نعمت و راحت جو انسان کو غافل اور سرکش بنا دے اس سے وہ مصیبت ہزار درجہ بہتر ہے جو انسان کو گناہوں سے باز رکھنے کا سبب بن جائے۔ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۲۹ اعلان نبوت سے پہلے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں نہ نبی بننے کی کبھی خواہش پیدا ہوئی تھی اور نہ آپ کو یہ توقع تھی کہ آپ پر وحی خداوندی نازل ہوگی۔ توقع کے خلاف یکایک جبرئیل امین کا وحی لے کر آنا حیرت اور شک کا باعث بن سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ازالہ فرما دیا کہ جبرئیل کے آنے اور وحی کے اترنے سے آپ کو کسی شک میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ کوئی انوکھا

جسٹس کرم شاہ ازہری کا وھابیانہ ترجمہ

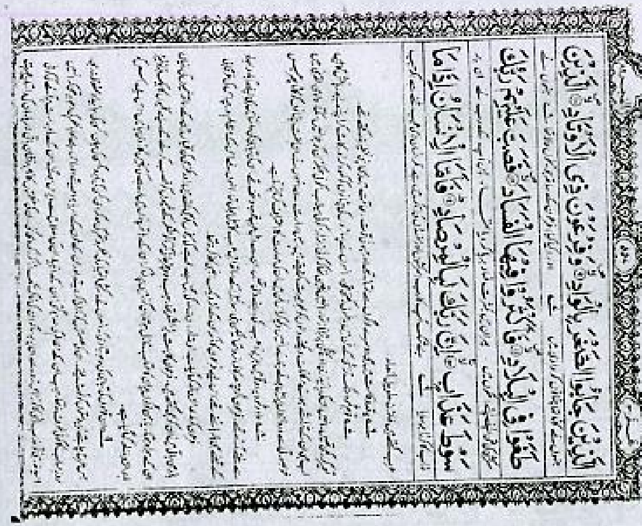

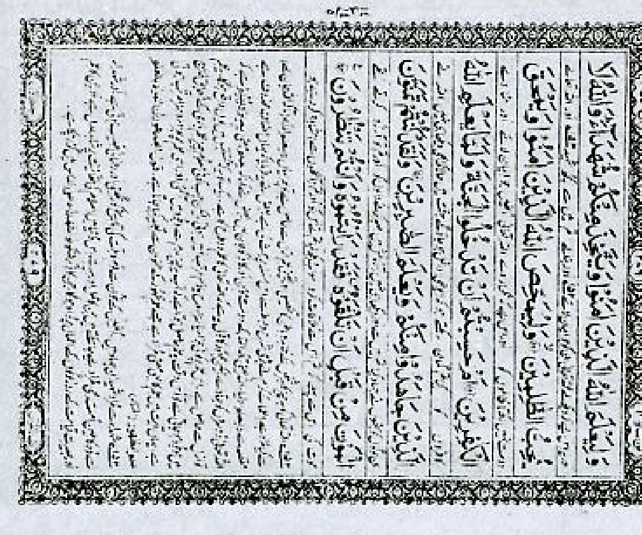

حامیانِ کرم شاہ کا آخری سہارا بھی جاتا رہا

صحیح العقیدہ سنی مسلمان کی تعریف

صحیح العقیدہ سنی مسلمان سے ایسا شخص مراد ہے جو توحید باری تعالیٰ اور نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط ایمان رکھتا ہو۔ خلفائے راشدین، جملہ صحابہ کرام، اہل بیت عظام، آئمہ مذاہب اربعہ خصوصاً حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور متاخرین میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمہم اللہ تعالیٰ کے عقیدہ پر ہو۔

یہ تحریر مختلف علماء کی موجودگی میں 6 فروری 1994 میں لکھی گئی جس پر جسٹس کرم شاہ ازہری نے پہلے تو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے نام کو نکالنے کا مطالبہ کیا پھر علماء کے اصرار پر بدل نخواستہ دستخط کیے۔ حامیان کرم شاہ اس تحریر پر کئے گئے دستخط کو تحذیر الناس کی حمایت سے رجوع کا نام دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ عبارت شرعی نقطہ نظر سے تحذیر الناس کے کفر کی حمایت سے کسی صورت میں رجوع نہیں بن سکتی۔ ملاحظہ فرمائیں:

رجوع وتوبہ کا ضابطہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

"توبہ کے لیے بھی دو رخ ہیں۔ ایک جانب خدا، اس کا رکن اعظم بصدق دل اس گناہ سے ندامت ہے۔ فی الحال اس کا ترک اور اس کے آثار کو مٹانا اور آئندہ کبھی نہ کرنے کا صحیح عزم یہ سب باتیں سچی پشیمانی کو لازم ہیں۔ لہذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الندم توبۃ" (مسند امام احمد بن حنبل، جلد ۱ ص ۳۷۶)

یعنی وہی سچی صادقہ ندامت کے بقیہ ارکان توبہ کو خود مستلزم ہے اسی کا نام توبۃ السر ہے۔ دوسرا جانب خلق کہ جس طرح ان پر گناہ ظاہر ہوا ان کے قلوب میں اس کی طرف سے کشیدگی پیدا ہوئی اور معاملات میں اس کے ساتھ اس کے گناہ کے لائق انہیں احکام دیئے گئے اسی طرح اس کی توبہ ورجوع ظاہر ہو کہ ان کے دل اس سے صاف ہوں اور احکام حالت براءت کی طرف مراجعت کریں۔ یہ توبہ اعلانیہ ہے۔ توبہ سر سے تو کوئی گناہ خالی نہیں ہوسکتا۔ اور گناہ اعلانیہ کے لیے شرع نے توبہ اعلانیہ کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں **اذا عملت سیئۃ فاحدث عندھا توبۃ السر بالسر والاعلانیۃ بالاعلانیۃ** (کنز العمال حدیث ۱۲۳۸، ج ۴، ص ۲۲۰) جب تو کوئی گناہ کرے اس وقت توبہ کر خفیہ کی خفیہ اور اعلانیہ کی اعلانیہ (ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد ۲۱، ص ۱۴۱)

ثانیاً : مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب مہتمم جامعہ نظامیہ اپنے خط بنام مولانا حسن علی رضوی آف میلسی جو کہ جسٹس کرم شاہ کے فوت ہونے کے تین سال بعد لکھا گیا، میں کرم شاہ کی کتاب "تحذیر الناس میری نظر میں" پر رجوع کے حوالے سے عدم اعتماد کا اظہار کر رہے ہیں۔

ثالثاً : اگر یہ عبارت کرم شاہ ازہری کا رجوع ہے تو پھر "المھند" دیوبندیوں کا بڑا پکا رجوع ہے۔ اشرف علی تھانوی نے اپنی زندگی میں ہی اپنی کتاب حفظ الایمان کی عبارت کو بدل ڈالا۔ بسط البنان وتغیر العنوان جیسے رسائل لکھ کر اپنی صفائیاں پیش کرنے کی ناکام کوشش کی۔ یہ تو پھر کرم شاہ ازہری سے بڑھ کر رجوع ہوا؟

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ میں کفریہ عبارت لکھنے کے بعد "المھند" میں انکار کیا۔ تو کیا اسے رجوع کہیں گے۔

مولوی قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت زمانی کا انکار کیا بعد

میں مناظرہ عجیبہ کی صورت میں تاویلیں کیں۔ تو کیا یہ مولوی قاسم نانوتوی کا رجوع تصور ہوگا۔

اگر حامیان کرم شاہ کا جواب "نہ" میں ہے تو پھر مذکورہ عبارت پر دستخط بھی جسٹس کرم شاہ کا تحذیر الناس کے کفر کی حمایت پر رجوع کسی صورت میں متصور نہیں ہوسکتا۔

غزالی زماں سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب کا دوٹوک فیصلہ

بعض حضرات توہین آمیز عبارات کے صریح مفہوم کو چھپانے کے لیے علماءِ دیوبند کی وہ عبارات پیش کر دیتے ہیں جن میں انہوں نے توہین وتنقیص سے اپنی براءت ظاہر کی ہے یا حضور ﷺ کی تعریف وتوصیف کے ساتھ عظمت شان نبوت کا اقرار کیا ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ وہ عبارات انہیں قطعاً مفید نہیں جب تک ان کی کوئی ایسی عبارت نہ دکھائی جائے کہ ہم نے فلاں مقام پر جو توہین کی تھی اب اس سے ہم رجوع کرتے ہیں۔ مثلاً مولوی محمد قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں خاتم النبیین کے معنی منقول متواتر آخر النبیین کو عوام کا خیال بتایا ہے۔ اب اگر ان کی دس بیس عبارتیں بھی اس مضمون کی پیش کر دی جائیں کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں یا حضور ﷺ کے بعد مدعی نبوت کافر ہے تو اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا تاوقتیکہ مولوی محمد قاسم صاحب کا یہ قول نہ دکھایا جائے کہ میں نے جو خاتم النبیین کے معنی منقول متواتر آخر النبیین کا انکار کیا تھا اب میں اس سے توبہ کر کے رجوع کرتا ہوں۔ دیکھئے مرزائی لوگ مرزا غلام احمد کی براءت میں جو عبارتیں مرزا صاحب کی کتابوں سے پیش کیا کرتے ہیں ان کے جواب میں مولوی مرتضی صاحب دربھنگی ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند نے بھی یہی لکھا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے اشد العذاب مطبوعہ مطبع مجتبائی جدید دہلی صفحہ ۱۵ سطر ۱۶، ۱۷

جو عبارات مرزا صاحب اور مرزائیوں کی لکھی جاتی ہیں جب تک ان مضامین سے صاف توبہ نہ دکھائیں یا توبہ نہ کریں تو ان کا کچھ اعتبار نہیں۔

(الحق المبین مشمولہ مقالات کاظمی، ج ۲، ص ۳۰۵)

لہٰذا اسی ضابطے کو پیش نظر رکھ کر ہم بھی حامیانِ کرم شاہ سے یہی کہیں گے کہ جب تک جسٹس کرم شاہ ازہری تحذیر الناس کے کفریہ عقیدے کی حمایت سے صاف توبہ و رجوع نہیں کر لیتے مذکورہ عبارت رجوع نہیں بن سکتی۔ (مزید بحوالہ فتاویٰ مصطفویہ ص ۱۲۲)

آخری بات یہ ہے کہ آج بھی جسٹس کرم شاہ ازہری کے صاحبزدگان و مریدین، تلامذہ کوئی بھی اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ جسٹس کرم شاہ ازہری نے اپنے اس موقف سے رجوع یا توبہ کر لی تھی۔ بلکہ جسٹس کرم شاہ ازہری کے تحذیر الناس کی حمایت کو مبنی بر حق جانتے ہیں۔ سال 2012 کے جسٹس کرم شاہ کے عرس کے موقع پر اس بات کو علی الاعلان بیان کیا گیا۔ عرس کی نشستوں کے بیانات دیکھے جا سکتے ہیں۔

اختتام: ہم نے کتاب کی صورت میں یہ کاوش فقط اللہ جل جلالہ و رسول اللہ ﷺ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے اور ناموس رسالت اور حضور خاتم الانبیاء ﷺ کے تاج نبوت کی حفاظت اور مخالفین پر اتمام حجت کرنے کے لیے کی ہے۔ کسی سے کوئی ذاتی رنجش و عداوت نہیں۔ اللہ تعالیٰ قبولِ حق کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبیی الامین و صلی اللہ تعالیٰ علی سید المرسلین وعلی الہ و اصحبہ اجمعین۔

وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

ہمارا مسلک اور شخصیت پرستی کی تردید

☆ مسئلہ تکفیر میں ہمارا مسلک ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ جو شخص بھی کلمۂ کفر بول کر اپنے قول یا فعل سے التزام کفر کرلے گا تو ہم اس کی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے خواہ وہ دیوبندی ہو یا بریلوی، لیگی ہو یا کانگریسی، نیچری ہو یا ندوی۔ اس بارے میں اپنے پرائے کا امتیاز کرنا اہل حق کا شیوہ نہیں۔ (الحق المبین مشمولہ مقالاتِ کاظمی جلد دوم صفحہ ۲۸۹)

☆ میں نے اپنی آنکھوں سے متعدد بار متعدد شہروں میں وہ دیکھے ہیں کہ ان عبارات کی نسبت ان سے سوال ہوا، صاف صاف حکم کفر وضلال لکھ دیا۔ جب کہا گیا کہ یہ قول فلاں شخص یا فلاں کتاب کا ہے، فوراً پلٹ گئے کہ ان کو تو ہرگز نہ کہوں گا۔ مولانا آج کل تو یہ حالتِ ایمان رہ گئی ہے، اللہ ورسول کو گالی دینا ضرور کفر ہے مگر زید گالی دے تو معاف ہے، انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔ (فتاوٰی رضویہ جلد ۲۹ صفحہ ۶۰۹)

☆ علماء کی یہ حالت ہے کہ رئیسوں سے بڑھ کر آرام طلب ہیں، حمایتِ مذہب کے نام سے گھبراتے ہیں، جو بندۂ خدا اپنی جان اس پر وقف کرے اُسے احمق بلکہ مفسد سمجھتے ہیں۔ مداہنت ان کے دلوں میں پیری ہوئی ہے۔ ایام ندوہ میں ہندوستان بھر کا تجربہ ہوا۔ عباراتِ ندوہ سُن کر ضلالت ضلالت کی رٹ لگا دیں۔ اور جب کہئے حضرت لکھ دیجئے، بھائی لکھواؤ نہیں، ہمارے فلاں دوست بُرا مانیں گے، ہمارے فلاں استاد کو بُرا لگے گا، بہت کو یہ خیال کہ مفت میں اوکھلی میں سر دے کر مُوسل کون کھائے، بد مذہب دشمن ہو جائیں گے، دانتوں پر رکھ لیں گے۔ گالیاں، پھبتیاں اخباروں اشتہاروں میں چھاپیں گے۔ طرح طرح کے بہتان، افتراء اُچھالیں گے۔ اچھی بھلی جان کو کون جنجال میں ڈالے۔ بعض کو یہ کد کہ حمایتِ مذہب کی تو صلح کلی نہ رہے گی۔ ہر دل عزیزی جا کر پلاؤ، قورمے، نذرانہ میں فرق آئے گا، یا کم از کم آؤ بھگت تو عام نہ رہے گی۔ (فتاوٰی رضویہ جلد ۲۹ صفحہ ۵۹۷، ۵۹۸)

☆ بھائیو! علم اُس وقت نفع دیتا ہے کہ دین کے ساتھ ہو ورنہ پنڈت یا پادری کیا اپنے یہاں کے عالم نہیں، ابلیس کتنا بڑا عالم تھا پھر کیا کوئی مسلمان اس کی تعظیم کرے گا۔ اُسے معلم الملکوت کہتے ہیں یعنی فرشتوں کو علم سکھاتا۔ کروڑ افسوس ہے اُس ادعائے مسلمانی پر کہ اللہ واحد قہار اور محمد رسول اللہ سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ استاد کی وقت ہو۔ اے رب ہمیں سچا ایمان دے، صدقہ اپنے حبیب کی سچی عظمت، سچی رحمت کا صلی اللہ علیہ وسلم۔ آمین (فتاوی ۳۰/۳۲۶)